شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

فیضانِ دیوبند

تقدیم

شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

تالیف

ترجمان اہلسنت وکیل دیوبندیت

علامہ احمد سعید قادری

الجامعۃ العربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال کراچی

شاد باش و شاد زی اے سرزمین دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کا علمی اور دینی فیضان

المعروف بہ

فیضانِ دیوبند

تالیف

ترجمان اہل سنت علامہ سعید احمد قادری

ناشر

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی پاکستان

نام کتاب	:	فیضان دیوبند
نام مؤلف	:	ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری صاحب
کمپوزنگ	:	دارالتصنیف جامعہ عربیہ احسن العلوم
گرافکس	:	راجہ منیب اشرف (دارالتصنیف جامعہ عربیہ احسن العلوم)
تعداد	:	۱۰۰۰
ناشر	:	شعبۂ نشرواشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی

قارئین کرام کی خدمت میں گزارش

ہم نے کتابت کی تصحیح میں حتی الوسع بڑی احتیاط کی ہے اور اللہ تعالی کی ذات سے امید ہے کہ اب اس میں کوئی غلطی نہ ہوگی پھر بھی انسان انسان ہے اور ہر قسم کی غلطی سے پاک کتاب صرف قرآن کریم ہے۔ اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کتابت کی غلطی یا کوئی لفظی غلطی رہ گئی ہو تو ادارے کو مطلع فرمائیں ان شاء اللہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

ضروری اعلان

منجانب : ادارہ نشرواشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی نمبر ۴۷

نمبر شمار — فہرست مضامین — صفحہ نمبر

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو بصد اخلاص و احترام ان سعید روحوں کے جنہوں نے اسلام کی حفاظت
عزیز کی آزادی اور انسانیت کیلئے سامراجی قوتوں سے جہاد کیا۔ اور اپنی تمام زندگی توحید و سنت کو پھیلانے اور
و بدعت کا قلع قمع کرنے میں گزاردی، تو اکابر اہلسنت دیوبند کی ان جراتوں اور سرفروشیوں کے نام منسوب کر
کی سعادت حاصل کرتا ہوں کہ جن سے دشمنان اسلام تھراتے ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ تھراتے رہیں گے، او
کے غرور آمیز سینوں میں جن سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ طاری رہتا ہے، اور جن کے علمی اور روحانی فیوض و بر
کے چشمے ان شاء اللہ تاقیامت جاری و ساری رہیں گے، اور تاحیات قرآن و سنت کا پرچم بڑی آب و تاب
لہراتے رہیں گے۔

خاکپائے اکابر اہلسنت دیوبند
سعید احمد قادری حنفی عفی عنہ خطیب جامع مسجد فاروقی حنفی دیوبندی
[illegible]
۲۰ مئی ۲۰۱۰ء

اظہارِ تشکر

بندہ ناچیز نمونہ سلف، ناشر عقیدۃ الاکابر، ربیع ریاض الاسلام، مقتداء انام، منبع العلوم ومخزن الفہوم، محی السنۃ،
ماحی البدعۃ الظلماء، استاذ العلماء، سند العلماء، رئیس المحققین، الفقیہ الجلیل، حسام بے نیام لاعدائے اسلام،
صفوۃ الصلحاء، جامع المعقولات والمنقولات، شیخ الحدیث والتفسیر فقیہ اعظم

حضرت مولانا مفتی

محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم

رئیس ومؤسس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

کا خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ جن کی دعاؤں اور مخلصانہ
تعاون سے یہ کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آئی ہے۔

خادم اہلسنت والجماعت علماء دیوبند
سعید احمد قادری عفی عنہ

فیضانِ دیوبند ! ایک تحریر، ایک تحریک

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله جل وعلاء وصلى الله وسلم على رسوله المصطفى ونبيه المجتبى وامي[illegible]
على وحي السماء وعلى آله النجباء واصحابه الاتقياء افضل الخلائق بعد الانبياء وم[illegible]
بهديهم اقتدى وبآثارهم اقتفى من المفسرين والمحدثين والفقهاء الى يوم الجزاء امابعد!

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" کشجرۃ طیبۃ اصلها ثابت وفرعها فی السماء "(سورۂ ابراہیم آیت ۲۴)
حق تعالیٰ شانہ نے سب سے بڑا احسان جن اور انس پر ایمان واعمال کی ہدایت کی شکل میں فرمایا " بـ[illegible]
اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صٰدقین "(سورۂ حجرات آیت ۱۷) اور یہ احسا[illegible]
دو سرچشموں سے انسانیت کے لئے کمال روشنی اور معراج نجات بنا ہے ایک انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور دوسر[illegible]
وحی کا نزول " وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایٰت اللہ وفیکم رسولہ "(سورۂ آل عمران آیـ[illegible]
۱۰۱) حق تعالیٰ شانہ نے ہر دور اور ہر زمانے میں فیضان ہدایت کے لئے اپنے کامل بندے انبیاء علیہم السلام مبعو[illegible]

فرماتے ہیں" ولکل قوم ھاد " اور ارشاد فرمایا" وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر " (سورۃ فاطر آیت ۲۴) اسی طرح حق تعالیٰ شانہ نے صحائف اور کتب نازل فرمائے جو ہدایت کی کنجی تھی سب سے آخری پیغمبر ہمارے رسول جناب نبی کریم ﷺ ہیں اور آخری کتاب قرآن کریم ہے آنحضرت ﷺ پر نبوت کے کمالات تمام کر دیئے گئے۔

ادراک بختم است وکمال است بخاتم

عبرت بخواتیم کہ در دوری اخیری

آنحضرت ﷺ کے کامل تربیت کے نتیجے میں صحابہؓ کی جماعت وجود میں آئی جن کا انتخاب خود حق تعالیٰ شانہ نے صحبت رسول ﷺ کے لئے کیا" بقول ابن مسعودؓ اولئک الذین اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ "صحابہؓ کے بعد تابعین اور ان کے بعد مجتہدین، فقہاء، راسخین اور حضرات محدثین اسلام کی زندہ تابندہ نشانیاں اور تکوینی طور پر حفاظت دین کے اسباب وعوامل ہوتے ہیں حتیٰ کہ دیار ہند میں دیگر کائنات کی طرح اسلام پہنچا اور یہ نظارہ تھا" ورفعنا لک ذکرک " کا۔

حتیٰ کہ ہندوستان کی طویل تاریکیوں میں اور گھمبیر بدعات میں حق تعالیٰ شانہ نے ہند اولیاء کے سرخیل شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام الہند اور علماء محققین کے سرتاج شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے لائق وفائق جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پورے خاندان نے اشاعت علم حدیث کے ذریعے دین اسلام کی تبلیغ اور نشاۃ ثانیہ کے جو کارنامے انجام دیئے آسمان وزمین گواہ ہیں۔ انگریز کے تسلط کی وجہ سے صرف اسلامی حکومت نہیں متزلزل ہوئی بلکہ مسلمانوں کے عقائد اور اعمال میں بڑے بھیانک شگاف ڈالے گئے۔ سخت خطرہ تھا کہ عقیدہ توحید قبر پرستی کے موہوم اعمال میں گم ہو جائیں۔ اتباع سنت کی عظیم دولت بزرگان دین کے ساتھ نام نہاد تعلق ومحبت کے افراط وتفریط میں اپنی ضیاء پاشیوں سے دور ہو جائیں۔ کہ حق تعالیٰ شانہ نے کامل علماء اور اکمل اولیاء کے دل ودماغ میں ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ ودیعت فرمایا جو علوم نبوت اور روایت کا حسین امتزاج کے ساتھ مجاہدین کی صحیح اور کامیاب فصل دے۔ چنانچہ دارالعلوم دیو بند نے قرآن کریم کی خدمت میں تفسیر کے عنوان سے جب وہاں اور قرآن کے محاسن [illegible] سے [illegible] حق تعالیٰ [illegible] کتاب کی صحیح تفسیر [illegible] ہندوستان میں

ترجمہ وتفسیر شیخ الہند، اور تفسیر بیان القرآن اور معارف القرآن ہیں۔ علم حدیث میں جہاں امام اعظم امام ابو [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا مضبوط دلائل اور براہین سے تائید وحمایت کر کے ان کے برمحل دفاع دین کا فریضہ [illegible]
دیا۔ وہاں نقاط کار واعظوں اور خام علم کے تبصرہ نگاروں کے مکذوبات اور مذعومات کو رد کر کے جناب نبی کریم ﷺ [illegible]
احادیث مبارکہ کے وہ دلالات اور استنباطات سامنے لائے گئے جس سے خود ہندوستان میں ایک بار پھر علم حد[illegible]
کے میادین گرم ہوئے اور امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث نے سمرقند اور بخارا کی یاد تازہ کر دی اس دینی خدمت اور اقدام کیساتھ جہا[illegible]
ایسے فعال اور سر بکف دستے آن موجود کر دئے جن کی آسمان کوششوں سے اور ایمانی غیرت کی حرارت وتم[illegible]
سے انگریز کو اپنے ظلم واستبداد کی انتہاء کر کے آخر کار ایک نا ایک دن ہندوستان سے بستر گول کر کے جا[illegible]
ہمارے مخدوم انور صابری مرحوم نے بجا کہا ہے

وطن کے کام آیا ہے اسی کا عزم فولادی

حسین احمد کے قدموں کا تصدق ہے یہ آزادی

چنانچہ انگریزوں سے ملک آزاد ہوا اور مسلمانوں کو علیحدہ تشخص قائم کرنے کیلئے ایک ملک نصیب [illegible]
اس ملک میں اس کے وجود اور تخلیق کے اصل اغراض کیساتھ اسے ہم آہنگ بنانے کیلئے دارالعلوم دیو بن[illegible]
فرزندوں نے اور اس کے تناور اشجار مثمرہ نے اور ان کے وفادار جرنیلوں نے علم وعمل کے میدان میں وہ خطو[illegible]
کئے کہ اگر مدارس دیکھنے ہوں تو کراچی سے طورخم تک محدث زمانہ شارح ترمذی استاذنا المکرم حضرت مولانا [illegible]
یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ کے کامیاب دریا [illegible]
کی طرح موجزن نظر آئے۔ جس نے اپنی ہر فصل وقت پر بڑی کامیابی کیساتھ ملک وملت کے سامنے پیش [illegible]
جب سیاسی شعور کی نشو ونما ہونے لگی تو شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث مولانا [illegible]
درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور محمود الملت والدین حضرت مولا[illegible]
محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سرسبز وشاداب جماعت جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم وعمل کی سربلندیوں کیساتھ اپنی [illegible]
نصرت ومہربانی سے نوازا تھا۔ یہ قوم کے اور ملت اسلامیہ کے وہ لعل وجواہر ہیں کہ جن کی نظیر واشباہ شاید [illegible]
ہی بڑی مشکلوں سے ملیں گی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیوبند ایک مسلمہ حقیقت ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حکیمانہ مقام ومنصب اور کثرت تصانیف کا ایک عظیم مقام، خطیب الہند اور مجاہد آزادی حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سحر بیانی اور شیریں اور دلربا خطاب۔ شرک وبدعت کے گھونسلوں کو فضاء میں بکھیرنے کیلئے دار العلوم دیوبند کا وفادار سپاہی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کی للکار اور خطابت اور بیان کی قوت اور شرکت کے مظاہروں کا سپوت خطیب پاکستان مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے کمال بیان اور دلنشین انداز کے فقر ودرویشی کے سالار مولانا عبد الشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ہر باطل اور ہر فساد دین کو اس کے انجام تک پہنچانے والے امام اہلسنت ترجمان مسلک دیوبند محقق العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ اور ہر باطل کو اور بالخصوص منکرین فقہ اور احادیث کو عملاً سرنگوں کرنے والے فاتح مناظر حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہ بے شمار فصل لالہ وگل ہیں جن کی داستانیں بڑی شیریں اور حقیقت سے لبریز ہیں۔

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

درسگاہیں دنیا میں بہت سی قائم ہوئیں ہیں اور دینی درسگاہوں کا بھی کسی دور میں فقدان نہیں رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے دار العلوم کو جو فضیلت اور امتیاز سے نوازا ہے بہت کم علمی اداروں کے حصے میں آتا ہے چنانچہ اس دور میں جو شخصیات دار العلوم دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر گئیں ان میں اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی علمی پیاس کو خوب بجھایا۔

ان میں چند گنے چنے علماء ایسے بھی تھے جو علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد جب اپنے معاشرے میں قدم رکھا تو رسم ورواج کے ماحول سے ایسے متاثر ہو گئے کہ بجائے حامی توحید وسنت کے حامی شرک وبدعت و ماحیٔ توحید وسنت کے داعی بن کر رہ گئے اور تمام زندگی مذہب اسلام کے چشمہ صافی اور توحید وسنت کے آب حیات شیریں کو رسم ورواج کے موذی جراثیم سے مکدر کرتے رہے۔

بانی دار العلوم دیوبند حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جنہوں نے غیر مسلموں اور اپنے مخالفین مسالک والوں سے بھی اپنے علم وفضل کا لوہا منوایا ہے اور دنیا میں علم وعرفان کے چشمے جاری کئے ہیں جو اپنی ذات کے اعتبار سے ایک انجمن اور ایک ادارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ دار العلوم دیوبند یقیناً ایک عظیم اسلامی قلعہ ثابت ہوا ہے جو میراث نبوت کا حامل وامین اور داعی ہے جو نہ صرف برصغیر پاک وہند میں بلکہ پورے عالم اسلام میں ہمہ جہتی فرائض نبوت کا وارث دعوت وارشاد جہد وجہاد حفاظت علوم رسالت تعلیم ودعوت کتاب وسنت تدریس واشاعت فقہ وکلام تزکیہ قلوب وتربیت وتصفیہ نفوس کا معمار ادارہ ہے اور دار العلوم دیوبند کو برملا ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی کہنا بجا ہے جس کے فیوض عامہ سے بحمد اللہ تعالیٰ نہ صرف پاک وہند سیراب ہے بلکہ تمام دنیا کے ممالک فیضیاب ہو رہے ہیں۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ جس نے اس شجرہ طیبہ کو "اصلها ثابت وفرعها فی السماء" کا مصداق بنایا ہے دار العلوم دیوبند صرف ایک جامع درسگاہ یا مرکز تعلیم وتربیت ہی نہیں بلکہ ایک مستقل تحریک دعوت وفکر ہے۔ آج دیوبندیت کا اطلاق نہ صرف دار العلوم دیوبند پر ہوتا ہے بلکہ وہ تمام مدارس وادارے جو دیوبند کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں اور مسلک اہلسنت دیوبند کے ترجمان بن چکے ہیں انہیں دار العلوم دیوبند کی شاخ سمجھا جائے گا، پس اسی اعتبار سے پاک وہند کے علاوہ بے شمار ادارے ومدارس آجاتے ہیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے جس طرح درخت کا اپنی جڑ کی مضبوطی واستواری پر انحصار ہوتا ہے اور وہ اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے بس اسی طرح کوئی دینی ادارہ یا جماعت اپنے بانیوں کے اخلاص وتقویٰ کے بقدر پھلتا پھولتا اور قائم رہتا ہے اور اس کے تربیت یافتہ افراد سے اس کی کارکردگی کے کمال وخوبی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اس معیار پر جب دار العلوم کو جانچتے ہیں تو اس کی بنیادوں کو اٹھانے والی وہ کامل شخصیات دکھائی دیتی ہیں جن کی پیشانیاں علم وتقویٰ، زہد وقناعت، خلوص وللّٰہیت، تعلق مع اللہ، محبت الٰہی، خشیت الٰہی، حب اللہ کے نور سے چمکتی تھیں جو سنت کے کمال اتباع کے ساتھ متصف اور حب نبوی ﷺ میں ڈوبے ہوئے جو دین اسلام کی محبت وحفاظت کے جذبے سے سرشار اور کفر وضلالت، الحاد ومعصیت کے ہر ذرہ سے یقیناً بیزار تھے، جو دین اسلام کے دفاع میں جان کی بازی لگاتے ہوئے جہاد وقتال فی سبیل اللہ کے علمی میدانوں میں سرگرم عمل رہ چکے تھے، جو دنیاوی جاہ ومنصب، مال ودولت، عزت وشہرت، نام ونمود اور ذاتی آرام وآرائش سے بالکل کنارہ کش اور اللہ

تعالیٰ کی رضا کے جذبہ میں گم ن۔ "قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین" (سورۂ انعام آیت ۱۶۲) کا پیکر تھے۔ اگر ان کے ظاہری اعمال وکردار احکام الٰہی اور سنت رسول ﷺ سے مزین تھے تو ان کے سینے علوم نبوت کے خزینے تھے اور ان کے قلوب معرفت الٰہی وحب الٰہی اور حب رسول ﷺ سے منور تھے گویا کہ وہ ہر لحاظ سے کامل شخصیات تھیں۔

علماء دیو بند کا امتیازی وصف ایک یہ بھی ہے کہ فرنگی سامراج نے ایک طرف تو مسلمانوں کو سرزمین ہندوستان کی بہت بڑی اور دنیا کی منفرد مسلم مغلیہ سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور دوسری جانب اسلام کے مقدس عقائد اور نظریات میں کفر وشرک اور باطل نظریات کی امیزش کرانے کے لئے قادیان میں جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا تا کہ انگریز غاصب حکمرانوں کے خلاف جہاد کے زیر عنوان تحریک آزادی کا زور توڑا جا سکے اور جہاد فی سبیل اللہ کے قرآنی احکام کی تنسیخ کی پروپیگنڈہ مہم چلائی جا سکے۔ نیز علماء ومشائخ کے مقدس روپ میں اپنے ایسے ایجنٹ معرض وجود میں لائے گئے جو اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی ایسی غلط تعبیر وتشریح کرتے رہے جس کے سبب اسلام اور کفر وشرک کے مابین کوئی واضح فرق نظر نہ آئے۔ اس سلسلے کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ فرنگی کے برپا کردہ ان دونوں فتنوں کی طرف سے نبوت ورسالت ہی کا تقدس داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ علماء اہلسنت دیو بند کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ جنہوں نے اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کی تعلیم وتبلیغ اور اشاعت کے سلسلے میں پوری دنیائے اسلام کی مسلمہ تشریحات کے ایسے چراغ جلائے اور ایسی شمعیں روشن کی ہیں جن سے آج کرہ ارض کے دور دراز علاقے اور ظلمت کدے منور ہو رہے ہیں حتیٰ کہ آج بھی مختلف دینی علمی اور سیاسی محاذوں پر علماء دیو بند ہی سرگرم عمل ہیں اور اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

یہ بات بھی خوب یاد رہے کہ دیو بندی مسلک کوئی مستقل فرقہ اور امت مسلمہ کا کوئی نیا گروہ نہیں ہے بلکہ یہ دین اسلام کے صحیح عقائد ونظریات کے شارح اور تفقہ فی دین کے داعی اور معتدل مسلک احناف کے صحیح معنوں میں پیروکار ہیں، جو لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق دلائل وبراہین کے ساتھ نہایت موثر انداز میں تعلیم وتربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ عقیدہ توحید اور ختم نبوت ورسالت کی دعوت اور شرک وبدعت کے باطل عقائد ونظریات کی تردید ان کا خصوصی مشن ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن فتنوں کا سد باب ان کا دینی فریضہ ہے، جہاں تک دینی مدارس اور اسلامی درسگاہوں کا تعلق ہے تو اس کے لئے پروفیسر حافظ نذر محمد لاہوری کی کتاب جائزہ

اسلامی مدارس ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے پورے ملک کا دورہ کر کے سروے رپورٹ کی صورت میں شائع کی تھی اس گراں قدر کاوش کی دو جلدوں میں انہوں نے دیو بند حنفی مسلک کے مدارس ہی کو امتیازی مقام دیا ہے۔ کیونکہ ان کا انداز اور نظام تعلیم سب سے زیادہ موثر اور پسندیدہ ہے اور فرقہ وارانہ تعصب اور تشدد سے پاک ہے۔ علماء دیو بند کی سب سے بڑی خوبی یہ بھی ہے جو ان کا امتیازی وصف ہے کہ کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ تعامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجماع امت کو مشعل راہ بنا کر وحدت امت کا علم اٹھائے صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ وہ تشدد اور فرقہ وارانہ کشمکش کے مخالف اور معتدل مزاج ہیں جیسا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تمام مسلمان فرقوں کے مابین اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی جو شاندار مثال علماء اہلسنت دیو بند نے پیش کی ہے برصغیر میں کوئی بھی دوسری دینی اور سیاسی جماعت ایسی بے مثل مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

غرض کہ زیر نظر کتاب فیضان دیو بند تالیف محترم ومکرم ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری صاحب کی کاوش ہے جس میں انہوں نے بڑی عرق ریزی سے ان علماء کا تعارف پیش کیا ہے جو کہ بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے کے باوجود دار العلوم دیو بند کی بلندی علم کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے سامنے زانوئے تلمذ بجالائے۔ جبکہ اس دور میں ان کے اعلیٰ حضرت بھی بقید حیات تھے اور اعلیٰ حضرت کے والد بھی زندہ تھے لیکن اس زمانے میں بھی اور ہر زمانے میں علماء دیو بند ہی علم کا معیار رہے ہیں۔ موصوف کی یہ ایک جامع اور مفید تالیف ہے جسے انہوں نے بڑے عمدہ انداز میں مرتب کیا ہے جو کہ یقیناً اہلسنت دیو بندی مکتب فکر کے تمام افراد کے لئے ایک انمول تحفہ ہے ہم خلوص دل سے علامہ قادری صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کی اس محنت اور کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور حق تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

۳۸ عن امام الانبیاء سلطان الانبیاء نبی الانبیاء اشرف الانبیاء حبیب کبریاء

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نمبر	نام	نمبر	نام
19۔	عن خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	37۔	عن خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
18۔	عن حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ	36۔	عن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
17۔	عن حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ	35۔	عن حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
16۔	عن حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ	34۔	عن حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
15۔	عن حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	33۔	عن حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
14۔	عن حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ	32۔	عن حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
13۔	عن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	31۔	عن حضرت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ
12۔	عن حضرت خواجہ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	30۔	عن حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
11۔	عن حضرت حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	29۔	عن حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
10۔	عن حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	28۔	عن حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
9۔	عن حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ	27۔	عن حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
8۔	عن حضرت مولانا عبداللہ معروف [illegible] غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	26۔	عن حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ
7۔	عن حضرت شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ	25۔	عن حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
6۔	عن حضرت احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	24۔	عن حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ
5۔	عن حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ	23۔	عن حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ
4۔	عن حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ	22۔	عن حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
3۔	عن امام الاولیاء [illegible] شیخ المشائخ حضرت مولانا حسین علی صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]	21۔	عن حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
2۔	[illegible] شیخ الطریقت رہبر شریعت حضرت مولانا [illegible] قادری [illegible] نقشبندی مجددی	20۔	عن حضرت محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

1۔ علامہ سعید احمد قادری نقشبندی مجددی

نوٹ:۔ ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری نقشبندی مجددی مؤلف کتاب ہذا کے مندرجہ بالا روحانی سلسلہ کی سند بھی ملاحظہ فرمائیں۔

وجہ تسمیہ دیوبند

دیوبند کی وجہ تسمیہ میں ذیل کی متعدد اور مختلف روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ (۱) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیوبند کو پہلے ''دیوی باس'' کہتے تھے کیونکہ یہاں پر سندری دیوی کا ایک مندر معروف بہ ''دیوی کنڈ'' اور ایک جنگل موسوم بہ ''باس'' واقع تھے۔

(۲) پنڈت نند کشور نے ضلع سہارنپور کی تاریخ میں دیوبند کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے کہ وجہ تسمیہ قصبہ میں بہت سی روایات زبان زد ساکنین قصبہ کے ہیں مگر قرینہ قیاس وجہ تسمیہ کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلے اس موقع پر جنگل لق ودق تھا ایک مکان معروف ''دیوی کنڈ'' اور دوسرا جنگل ''باس'' اس موقع پر واقع تھے ان دونوں مکانوں کے سبب سے بنام نہاد دیوبند مشہور ہوا پہلے اس مقام کو ''دیبی بن'' کہتے تھے کثرت استعمال سے دیوبند ہو گیا (تاریخ سہارنپور مطبوعہ ۱۲۸۵ھ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۶۰،۲۷)

(۳) بعض کا قول یہ ہے کہ ''حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے قلعہ میں دیوؤں کو بند کیا ہے اس واسطے دیوبند نام ہے اس واسطے ہندی میں ''دیو'' بمعنی دیوتا اور ''بن'' ''معنی'' ''جنگل ہے'' ہے تاریخ سہارنپور صفحہ ۱۶۰،۲۷)

(۴) بعض لوگ ایران کی تاریخ کے حوالے سے ایک سبب تسمیہ بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''ایران کے آریہ نسل کے باشندوں کی زبان میں لفظ ''دیو'' کا اطلاق وحشی اور جنگلی جانوروں پر کیا جاتا تھا چنانچہ یہی لفظ ہندوستان میں آکر ''ہندو'' ''ہندو دیو'' ''بت گیو''

پھر ہندوستان کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ان ہی آریہ نسلوں نے ہندوستان آکر یہاں کے اصلی باشندوں کو کھلے میدانوں اور آبادیوں سے بزور شمشیر نکال کر گنجان جنگلوں اور دشوار گزار پہاڑوں میں مار بھگایا'' پس چونکہ دیو

ہند میں جنگلات کی کثرت تھی قرین قیاس ہے کہ نو وارد آریوں نے وحشی اقوام کو جنگل میں بند کر دیا ہو۔

(۵) ایک روایت (جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے) یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ "حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں دیوبند کے باشندوں کی فریاد پر آپ کے عمال نے یہاں آ کر ایذا دہندہ دیوؤں کو قید کر دیا اور دیوؤں کا یہ قید آگے چل کر سبب تسمیہ بن گیا چنانچہ اسی روایت کی بنا پر ایک بند کنویں کو دوبارہ کھودنے کے وقت ایک مہیب صورت دیو کا نکلنا بھی عوام الناس کے زبان زد ہے" (مقدمہ حیات شیخ الہند مصنفہ حضرت مولانا اصغر حسین صاحبؒ) تاریخی اور تحقیقی طور ان میں سے ہر ایک روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا البتہ روایات کے اختلاف سے تین ناموں کا یقین ہوتا ہے (۱) "دیوی بلاس" (۲) "دیوی بند" (۳) "دیوبند" اب دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ اور جغرافیہ کی کتابوں میں یہ مقام کس نام سے ملتا ہے جہاں تک تلفظ کا تعلق ہے اس میں موخر الذکر دو نام مروج ہیں تاریخ سے بھی ان ہی دو ناموں کا ثبوت ملتا ہے مگر وہ بھی بہت زیادہ قدیم نہیں۔ میرے اجداد میں سے بعض بزرگوں کے نام جہانگیر اور شاہ جہاں نے جاگیریں عطا کی ہیں ان میں دیوبند ہی تحریر ہے آئین اکبری جو عہد اکبر کی تصنیف ہے اس میں بھی دیوبند ہی لکھا گیا ہے (ملاحظہ ہو آئین اکبری جلد دوم مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۳ء ص ۱۳۲،۳۸) کتب خانہ دار العلوم دیوبند میں زیج الغ بیگی کا ایک مخطوطہ ہے اس کے آخر میں تحریر ہے "ایں اوراق زیج الغ بیگی در روز یوم السبت در قلعہ دیوبند بتاریخ نوزدھم شہر ربیع الاول ۱۱۹۸ھ ۱۷۸۳ء صورت تحریر یافت" دیوبند میں ایک بزرگ قالو قلندر گزرے ہیں جن کا مزار تحصیل کے قریب سبزی فروشوں کے بازار میں واقع ہے تذکرۃ العابدین صفحہ ۲۷۹ پر ان کا سن وفات ۸۲۵ھ ۱۴۲۱ء لکھا ہے ان قالو قلندر کا ایک شعر عام طور پر زبان زد ہے جس میں دیوبند ہی نظم کیا گیا ہے اس شعر کا پہلا مصرع یہ ہے۔　قالو قلندر ست بدروازۂ دیوبند

حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت "زبدۃ المقامات" جو اوائل گیارھویں صدی کی تصنیف ہے اس میں ایک مکتوب بنام شیخ احمد دیبنی کے ذیل میں تحریر ہے۔ "دیبن موضعی ست از مضافات سہارنپور میان دوآب" (مطبوعہ محمود پریس لکھنؤ ص ۳۸۴)

۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ء میں دیوبند میں ایک زبردست پلیگ پھیلا تھا۔ اس پلیگ کی تباہ کاریوں کو مولانا فضل الرحمن صاحب نے فارسی میں نظم کیا ہے۔ اس نظم کا تاریخی نام "قصہ غم دیبن" ہے۔

۱۳۲۲ھ ۱۹۰۵ء میں جس میں ڈاکٹر سن لاٹوش لفٹیننٹ گورنر صوبہ متحدہ کے معائنہ دار العلوم دیوبند

کے خیر مقدم میں جو نظم پڑھی گئی اس میں بھی "دیبن" نظم کیا گیا ہے، شعر یہ ہے ۔

یادگار　!　شاہا　دار العلوم　یہ　ہے　مسلمین

کو رہ　دیبن　سا جس　سے　رشک　شہر　طوس　ہے

مذکورہ بالا تحریری اسناد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ "دیبن" اور "دیوبند" دونوں نام مدت مدید سے مروج اور زبان زد ہیں۔ اس لئے قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں اولیت کس کو حاصل ہے تاہم میرے نزدیک وجہ تسمیہ کی پہلی دو روایتیں عقل اور قیاس کے اعتبار سے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہیں کہ دیوبند "دیوی" اور "بن" سے مرکب ہے۔ ان دونوں لفظوں کی آمیزش نے اس کو اولاً "دیوی بند" سے موسوم کرایا جو بعد ازاں کثرت استعمال سے "دے بند" اور پھر رفتہ رفتہ تصرف متکلمین سے دیوبند ہو گیا۔ اس روایت کے آثار و قرائن بھی فی الجملہ پائے جاتے ہیں۔ یعنی دیوی کا مندر اور "بن" گو ان میں سے آخری چیز ختم ہوتے ہوتے اب قریب قریب معدوم ہو چکی ہے۔ مگر اس کے وجود کا ثبوت (وجہ تسمیہ کے علاوہ) متعدد روایات کے سبب سے "خبر متواتر" کی حیثیت رکھتا ہے۔ نیز دیوبند کے شمالی جانب کا ایک مقام قاضی فضل اللہ شیر کی بنی" کے نام سے موسوم ہو گیا ہے جو اسی بن کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے بصیغہ تصغیر "بنی" کہلاتا ہے۔ اس "بنی" کے کچھ کچھ آثار اب بھی باقی رہ گئے ہیں۔"

(۶)　ہندی زبان کے "ہندو سنسکرت کا ایک کیندر" کے مصنف نے لکھا ہے کہ:

"دیوبند کا ذکر مارکنڈے پران میں ملتا ہے جس سے دیوبند کی قدامت ثابت ہے نیز یہ بھی مشہور ہے کہ کوروں پانڈوں کے عہد حکومت میں دیوبند آباد تھا۔"

(ہندی سنسکرت کا ایک کیندر ص ۲ شائع کردہ نرائن نند سرتی)

شہر سے باہر جنوب کی جانب ایک محلہ سرائے پیرزادگان ہے۔ اس محلہ کے ایک کنویں میں سنسکرت رسم الخط کا ایک کتبہ اینٹوں پر کھدا ہوا ہے۔ اس کتبہ کو پڑھنے کی بے حد کوشش کی گئی مگر اینٹوں کے گھس جانے کی وجہ سے حروف صاف طور پر معلوم نہیں ہوتے۔ صرف نیچے کی جانب کسی قدر سن کا پتہ چلتا ہے۔ غالباً ۱۱۹ بکرماجیت ہے۔ سو سال سے کچھ زائد ہوئے کہ تعمیر مکان کے سلسلہ میں ایک بہت پرانے بند کنویں سے ایک سنگین کتبہ برآمد ہوا تھا۔ جس کو سکندر اعظم کے زمانہ کا بتایا جاتا ہے۔ اس کتبہ پر برآمدگی کے بعد ماہرین آثار قدیمہ نے قبضہ کر لیا معلوم نہیں کہ اب کہاں ہے۔ اگر یہ کتبہ ہاتھ آتا تو شاید مزید انکشاف ہو سکتا تھا۔

یہاں ایک قلعہ بھی راجگان ہستنا پور کے زمانہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ سلطان سکندر شاہ کے عہد میں حسن خان صوبہ دار نے قدیم عمارت کو مسمار کرا کر از سر نو پختہ اینٹوں کا تعمیر کرایا تھا۔ حسن خان کے نام کی نسبت سے قلعہ کا مقام اب تک حسن گڈھ کہلاتا ہے۔ اس قلعہ کے متعلق آئین اکبری میں ہے کہ:

"دیوبند قلعہ از خشت پختہ دارد۔" (آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۱۴۳)

قلعہ اور اس کی عمارتوں کا اب کوئی نشان نہیں ملتا صرف ایک اونچا مقام ہے جس پر زیادہ تر سرکاری عمارتیں تحصیل، عدالت منصفی، دفتر رجسٹری، ڈاکخانہ، اسکول بنے ہوئے ہیں۔ اس قلعہ کے ایک کنویں کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں دیوؤں کو قید کیا گیا تھا اس وجہ سے دیوبند نام مشہور ہو گیا۔ منقول از حیات عثمانی

نوٹ: دیوبند نام کی وجہ تسمیہ تاریخ دار العلوم دیوبند صفحہ ۵۳ از سید محبوب رضوی سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء اور فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۲ یعنی امداد المفتیین کامل صفحہ ۸۲، ۸۳ مطبوعہ کراچی اور حیات عثمانی کا مطالعہ فرمائیں۔

مدرسہ کی بجائے دار العلوم

دار العلوم دیوبند شروع میں جب مدرسہ اسلامی عربی دیوبند کے نام سے موسوم رہا ہے دار العلوم ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا اطلاق عموماً اس تعلیم گاہ پر ہوتا ہے جس میں جمیع العلوم عقلیہ ونقلیہ کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہو اور علوم وفنون کے ماہر اساتذہ کی جماعت طلبہ کی تکمیل علم وفن کے لئے موجود ہو دار العلوم اور یونیورسٹی ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں اس تعریف کے لحاظ سے تو یہ مدرسہ شروع ہی سے دار العلوم تھا مگر یہ لفظ اس وقت تک استعمال نہیں کیا گیا جب تک دار العلوم نے علوم شرعیہ اور علوم معقولہ کا مناسب اور ضروری نصاب طلبہ کو ختم نہیں کرا دیا جب ملک میں جا بجا اس کی شاخیں قائم ہو گئیں اور عام طور پر اس کی تعلیم کو مستند مان لیا گیا اور علمی حلقوں میں اس کی مرکزیت تسلیم کی جانے لگی تو یکم صفر ۱۲۹۶ھ کو جلسہ انعام کے موقع پر حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ تیرھواں سال اس مدرسہ کا جس کو دار العلوم کہنا بجا ہے بخیر وخوبی پورا ہوا اس تھوڑے سے عرصے میں اسلام اور اہل اسلام کو بے شمار نفع پہنچا ہے بے اختیار اس

کے حق میں یہ شعر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

تم　سلامت　رہو　ہزار　برس
اور　ہر　برس　کے　ہوں دن　پچاس　ہزار

منقول از تاریخ دار العلوم دیوبند نمبر صفحہ ۱۷　از سید محبوب رضوی سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء

ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے بارے میں مولوی سید حبیب بریلوی ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور کے تاثرات

ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے بارے میں یہاں پر ہم بطور شہادت کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ہم نوا وہم مشرب لاہور کے مشہور روزنامہ سیاست کے ایڈیٹر مولوی سید حبیب صاحب بریلوی نے جو لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جہاں تک تحفظ دین تردید مخالفین اور اصلاح مسلمین کا تعلق ہے دار العلوم دیوبند کے مدرسین ومبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کر لیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں تو آپ کو روز روشن کی طرح نظر آ جائے گا کہ ان مساعی کے مقابلہ میں سب سے زیادہ نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسہ عالیہ دیوبند ہے اور دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں دین حنیف علوم عربیہ تفسیر حدیث اور فقہ کے چرچے بعونہ تعالیٰ بہت حد تک دیوبند کے وجود مسعود کی وجہ سے قائم ہیں

۔۔۔روزنامہ سیاست لاہور ۲۷ جون ۱۹۲۷ء منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دار العلوم دیوبند نمبر صفحہ حرف ش مقدمہ فروری مارچ ۱۹۷۶ء

دیوبند

شادباش و شاد زی اے سر زمین دیو بند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ملتِ بیضاء کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا با مسمیٰ، ضرب تیری بے پناہ
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جاں سے نثار
قرنِ اول کی خبر لائی تری الٹی زقند
تو علمبردار حق ہے، حق نگہباں ہے ترا
خیلِ باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دینِ قیم نے پسند
جان کر دیں گے جو ناموس پیمبر ﷺ پر فدا
حق کے رستے پر کٹا دیں گے جو اپنا بند بند
کفر نا چا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
اس میں قاسمؒ ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود حسنؒ
سب کے دل تھے درد مند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمئی ہنگامہ تیری ہے حسین احمدؒ سے آج
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سر بلند

مدح طیب

ازقلم جناب مولانا قاری عبدالعزیز صاحب شوقی (مرحوم ومغفور)
صدر مدرس دارالعلوم الاسلامیہ، پرانی انارکلی لاہور

طیب الصورت ہیں آپ، اور طیب الاخلاق ہیں	آپ اپنے نام کے ہر طور سے مصداق ہیں
آپ کی تحریر ہے رشک فسون سامری	آپ کی تقریر میں اعجاز نطق دلبری
آپ کا حسن عمل انموذج اسلاف ہے	آپ کی ہستی یقیناً جامع الاوصاف ہے
ایشیاء میں منفرد علم و عمل کی درسگاہ	کہہ رہی ہے آپ ہیں اس دور میں ملت پناہ
آپ نے اس دور میں سمجھا ہے ملت کا مزاج	آپ پر نازاں ہے روح قاسم و محمود آج
آپ ہیں بے شک وحید العصر اے والا جناب	عالموں میں آپ کا ممکن نہیں کوئی جواب

آپ کا تقویٰ فرشتوں سے فزوں پاتے ہیں ہم
آپ کے صدق و دیانت کی قسم کھاتے ہیں ہم

مرقع عقیدت

از حضرت مولانا قاری محمد عبدالعزیز شوقی اسعدی انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت عالیجناب حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

اے حکیم عالم اسلام ! اے شیخ جلیل	ذوق علم و فن کی رونق ہے تیرا ذکر جمیل
اے خطیب ملک! اے ملت کے سحبانِ کبیر	حسن رازیؒ و غزالیؒ زینت ابن کثیرؒ
اے مجاہد اے زعیم قوم، دانائے عظیم!	زیب دیتا ہے۔ اگر تجھ کو کہیں فخر کلیم
اے علوم قاسمی کے شارح شیریں ادا	ندرت انشاء تری کلک ازل کی ہم نوا
اے سریر آرائے بزم مرشد اے قطب زماں	تیرے فیض خاص سے سیراب ہے سارا جہاں
ثانی قاسمؒ ہے، احمدؒ کا جگر پارہ ہے تو	ہاں رشیدؒ و اشرفؒ و محمودؒ کا پیارا ہے تو
تو صلاح و خیر کی اقلیم کا ہے تاجدار	شوکت تقوائے تری ہر ہر ادا سے آشکار
تو نے رکھا پرچم اسلاف دنیا میں بلند	تجھ پہ نازاں کیوں نہ ہو دارالعلوم دیوبند
تیرے اخلاق کریمانہ کا ہر خاطر اسیر	نور باطن سے ترے ہر ذرہ دل مستنیر
نطق کو تیرے میسر قوت روح الامیں	فکر تیرا لا مکانی سطوتوں کا ہے مکیں
صورت طیب تری آوازۂ طوبیٰ نصیب	سیرت اکمل میں ہے اسلاف کا رنگ عجیب
تیری ایمانی فراست روکش اعجاز	تیری آنکھوں میں خدا والوں کا ہر انداز ہے

علم تیرا بے نظیر، اعمال تیرے بے مثال
شوقی ناکارہ کو تعریف کی ہے کب مجال

دارالعلوم دیوبند

دِل افرنگ کا کانٹا

عین حقؒ ہے جو تجھے علم کا دریا کہدوں	یہ بھی سچ ہے کہ تجھے گلشن تقوی کہدوں
ایشیاء ہے جو انگوٹھی تو پھر اُس میں تجھ کو	کیوں نہ میں ایک چمکتا ہوا ہیرا کہدوں
جتنے دل والے ہیں وہ تجھ پہ ہیں شیدا دل سے	کیوں نہ دل والوں کی میں تجھ کو تمنا کہدوں
تو نے پیدا کیے، محمودؒ و رشیدؒ و انورؒ	زیب دیتا ہے انہیں جس قدر اچھا کہدوں
ہاں بجا ہو گا! کہ میں تیرے حسین احمدؒ کو	پیکر عشق کہوں، علم سراپا کہدوں
ہاں تیرے، اشرفؒ و عثمانیؒ و طیب کو میں	جھوٹ کیا ہو گا، اگر فخر زمانا کہدوں
ایک دو چار جو ہوتے تو گنا دیتا میں	حق ہے یہ تجھ کو نوادر کا خزانہ کہدوں کہدوں

بار بار آتا ہے گیلانی کے دل میں کہ تجھے
دل افرنگ میں اٹکا ہوا کانٹا کہدوں

سید امین گیلانی شیخوپورہ

تا ابد اونچا رہے گا ان کی عظمت کا نشاں

آسمانوں میں تھے ان ہستیوں کی داستاں		کی جنہوں نے دین کی تبلیغ میں بے وقف جاں
گلشن ہستی میں تھے یہ لوگ بے شک کامراں		عالمان دین میں یہ لوگ تھے ذی عز و شاں

سب کے سب تھے نیک سیرت اور تھے عالی دماغ
جل رہے ہیں، اب بھی جن کے علم کے روشن چراغ

ان کے سینوں میں نہاں تھا، عشق ختم المرسلین ﷺ		ان کے چہروں سے عیاں تھا، جذبہ صدق و یقین
ان پہ تھا رب راضی اور شفیع المذنبین ﷺ		شک نہیں اس میں ٹھکانہ ان کا ہے خلد بریں

قریہ قریہ جا کے یہ تبلیغ دین کرتے رہے
عمر بھر سینوں میں دین حق کا دم بھرتے رہے

نور ایمانی سے ان کا دل سدا روشن رہا		ہر گھڑی اللہ کا ان پر رہا لطف و عطا
جب تلک زندہ رہے ان کا یہی شیوہ رہا		چار سو پھیلے جہاں میں دین محبوب خدا

ان کے زریں کارناموں کی ہے شاہد کائنات
خدمت دین نبی ﷺ میں ان کی گزری ہے حیات

راہ حق میں اہل باطل کے ستم سہتے رہے		کوہ استقلال بن کر بات حق کہتے رہے
درد ملت کا سدا قالب میں دم بھرتے رہے		دین قیم پر فدا یہ مال و جاں کرتے رہے

پرچم توحید کو ہر آن رکھ کر سر بلند
دونوں عالم میں یہی حضرات ٹھہرے ارجمند

قاسم و محمود و احمد اور انور شہ بھی		شبیر احمد الیاس و اشرف و شفیع بھی
یوسف و احمد علی بھی اور بخاری شاہ جی		[illegible]

دین و ملت کے [illegible] تھے [illegible]
تا ابد اونچا رہے گا ان کی عظمت کا نشاں

سرخرو ہو کر ہوئے سب راہی ملک عدم		جن پہ [illegible] رہا ہے حق تعالیٰ کا کرم
قبر میں ان کو نہ پہنچے گا [illegible] حق کی قسم		ان کو خوف آخرت کا کوئی نہیں ہے فکر و غم

عالم دین خدا تھے، عاشق نبی [illegible]
ان کی ارواح مبارک کو ہزاروں ہوں سلام

اکابرِ دیوبند کی یاد میں

بھول کر بھی نہ آئیں گے یہ لوگ	اب کہاں پائے جائیں گے یہ لوگ
سرمدی ہو گیا ہے ان کا سفر	جا کے واپس نہ آئیں گے یہ لوگ
اپنے حق میں وسیع و بے پایاں	رحمت حق کو پائیں گے یہ لوگ
اب تو فردوسِ خلد میں جا کر	اپنی محفل سجائیں گے یہ لوگ
بے حجابانہ ہو گا نظارہ	جلوۂ حق کو پائیں گے یہ لوگ
کون ملکِ عدم سے داعی ہے	کس کی مجلس میں جائیں گے یہ لوگ
بستیاں کر کے چلدیئے ویراں	اپنی دنیا بسائیں گے یہ لوگ
ایک ہی راہ کے یہ سالک تھے	ایک منزل پہ جائیں گے یہ لوگ
جا رہے ہیں جو آج کر کے حجاب	چھپ کے پھر دل میں آئیں گے یہ لوگ
کون پھر اس نظر میں جچتا ہے	جس نظر میں سمائیں گے یہ لوگ
ہم انہیں آج تک نہیں بھولے	کیا ہمیں بھول جائیں گے یہ لوگ؟
دل کی گہرائیوں میں بسے ہیں	کیوں نہ پھر یاد آئیں گے یہ لوگ
جتنی مدت گزرتی جائے گی	اور بھی یاد آئیں گے یہ لوگ
ہم بھلا بھول جائیں کیسے انہیں	جب نہ ہم کو بھلائیں گے یہ لوگ

محفل لا مکاں میں اے عارف
ہم کو کس دن بلائیں گے یہ لوگ

از مولانا مشرف علی تھانوی

دارالعلوم

شہرہ جہاں میں عام ہے دارالعلوم کا	الہام پہ قیام ہے دارالعلوم کا
اس کا وجود عظمتِ اسلام کی دلیل	کتنا بلند مقام ہے دارالعلوم کا
محمود ہو، حسینؒ ہو، قاسمؒ ہو یا رشیدؒ	روشن انہی سے نام ہے دارالعلوم کا
جس کو ہوا نصیب وہاں درس آگہی	وہ تیغ بے نیام ہے دارالعلوم کا
شاخیں نگر نگر میں ہیں دارالعلوم کی	کیسا عظیم کام ہے دارالعلوم کا
بٹتا ہے اب بھی بادہ عرفاں شبانہ روز	گردش میں اب بھی جام ہے دارالعلوم کا
وشامیوں کا طائفہ، افرنگ کے غلام	کیا جانیں کیا مقام ہے دارالعلوم کا
تبلیغ دین خولبہ گیہاں شعار خاص	یہ کام صبح و شام ہے دارالعلوم کا
تاریکیوں میں اس نے جلائی ہیں مشعلیں	یہ مشغلہ مدام ہے اراالعلوم کا ی
چرچا ہوا ہے دینِ محمد کا چار کھونٹ	یہ ہی تو فیض عام ہے دارالعلوم کا
روشن قلوب مین ہیں چراغ علوم و فن	یہ حسن اہتمام ہے دارالعلوم کا
چڑھتا نہیں گناہ پہ یاں نیکیوں کا جھول	پیغام حق پیام ہے دارالعلوم کا
ہر آنکھ میں اسی سے ہے شرم و حیا کا رنگ	ہر دل میں احترام ہے دارالعلوم کا
ہے امن و آشتی کی بقا، اس کے نام سے	دار السلام نام ہے دارالعلوم کا

آرام مجھ سا تنگ بزرگان دیوبند
ادنیٰ سا اک غلام ہے دارالعلوم کا

اس وادیِ گل کا ہر غنچہ خورشید جہاں کہلایا ہے
جو رند یہاں سے اٹھا ہے، وہ پیر مغاں کہلایا ہے
جو شمع یقین روشن ہے، یہاں وہ شمع حرم کا پرتو ہے
اس بزم ولی اللہی میں تنویر نبوت کی ضو ہے
یہ مجلس مے وہ مجلس ہے، خود فطرت جس کی قاسم ہے
اس بزم کا ساقی کیا کہیے، جو صبح ازل سے قائم ہے
جس وقت کسی یعقوب کی لے اس گلشن میں بڑھ جاتی ہے
ذروں کی ضیاء خورشید جہاں کو ایسے میں شرماتی ہے
عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہو گا، اخلاص کا ایسا تاج محل
یہ ارض دیوبند ہے، جہاں محمود بہت تیار ہوئے
اک خاک کے ذرے ذرے سے کس درجہ شہ بیدار ہوئے
ہے عزم حسین احمد سے بپا ہنگامہ گیرو دار یہاں
شاخوں کی لچک بنجاتی ہے، باطل کے لئے تلوار یہاں
رومی کی غزل، رازی کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمال انوؔر سے پیمانہ فخر الدین یہاں
ہر رند ہے ابراہیم یہاں، ہر مے کش ہے اعزاز یہاں
رندان ہدیٰ پر کھلتے ہیں، تقدیس طلب کے راز یہاں
ہیں کتنے عزیزؔ اس محفل کے انفاس حیات افروز ہمیں
اس ساز معانی کے نغمے دیتے ہیں، یقیں کا سوز ہمیں
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے، دیوار چمن سے زنداں تک

علامہ سعید احمد قادری

سو بار سنوارا ہے ہم نے، اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے، کیا ہم نے دیا ہے عالم کو
جو صبح ازل میں گونجی تھی، فطرت کی وہی آواز ہیں ہم
پروردہ خوشبو غنچے ہیں گلشن کے لئے اعجاز ہیں ہم
اس برق تجلی نے سمجھا، پروانہ شمع نور ہمیں
یہ وادی ایمن دیتی ہے، تعلیم کلیم طور ہمیں
دریائے طلب ہو جاتا ہے۔ ہر مے کش کا پایاب یہاں
ہم تشنہ لبوں نے سیکھے ہیں مے نوشی کے آداب یہاں
بلبل کی دعا جب گلشن میں فطرت کی زباں ہو جاتی ہے
انوار حرم کی تابانی ہر سمت عیاں ہو جاتی ہے
ہر موج یہاں اک دریا ہے، اک ملت ہے ہر فرد یہاں
گونجا ہے ابد تک گونجے گا، آوازۂ اہل درد یہاں
قاسم و رشید و اشرف کا یہ قلزم، عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیب پھیلا ہے تا وسعت امکاں پھیلے گا
خورشید یہ دین احمد کا، عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے، یہ نور برابر چمکے گا
یوں سینہ گیتی پر روشن، اسلاف کا یہ کردار رہے
آنکھوں میں رہیں انوار حرم، سینہ میں دل بیدار رہے

منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دار العلوم دیو بند کا نمبر سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء

فیضان دیوبند کی جھلک دیکھئے

دارالعلوم دیوبند کے مختصر کوائف ملاحظہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے سالانہ اخراجات سن ۱۹۷۹ء کے مطابق پانچ کروڑ اسی لاکھ ہے۔

اس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ۳۵۰۰ ہے۔

اس دارالعلوم دیوبند کا یہ علمی و دینی فیضان ہے اس دارالعلوم سے اب تک چالیس ہزار سے زائد جید علماء کرام دینی تعلیم پڑھ کر سند حدیث حاصل کر چکے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند سے حاصل کیئے گئے فتاویٰ کی تعداد آٹھ لاکھ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کرام کا عملہ ۲۷۰ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں دولاکھ تک کتب موجود ہیں

دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات کے علاوہ کم از کم آٹھ منشی و محرر ایک چپراسی اور ایک فراش معاونت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

دارالعلوم کا کل رقبہ 182 ایکڑ ہے۔

اب فیضان بریلی شریف کے کوائف بھی ملاحظہ فرمائیں

آستانہ عالیہ مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا بریلوی کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کلکتہ میں بھی ایک عالم سنی کی بہت ضرورت ہے حاجی صاحب کو اللہ تعالیٰ برکات دے تنہا اپنی ذات سے جو کیا کیا کریں سنیوں کی عام حالت یہی ہو رہی ہے کہ جن کے پاس مال ہے انہیں دین کا کم خیال ہے اور جنہیں دین سے غرض ہے انہیں افلاس کا مرض ہے ورنہ کلکتہ میں حمایت دین کے لئے دو ہزار روپے ماہوار بھی کوئی چیز تھے اب ادھر یہ مدرسہ شمس الہدیٰ جس کی نسبت میں نے سنا کہ سولہ ہزار روپے سالانہ کی جائیداد اس کے لئے وقف ہے اس کا بھی ہاتھ میں رکھنا ضرور ہے مبادا کہ کوئی دیوبندی قابض ہو جائے۔

العیاذ باللہ تعالیٰ

افسوس کہ ادھر نہ مدرس نہ واعظ نہ ہمت والے مالدار ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک علی خان کیا کیا بنائیں۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

منقول از حیات اعلیٰ حضرت مرتبہ مولانا ظفر الدین بہاری صفحہ ۲۶۹ ـ ۲۷۰ ناشر مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی۔ انوار رضا صفحہ ۱۰ اے ۔ اے اشاعت دوم ۱۹۹۶ء طبع کاروان پریس لاہور ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ایک پیروکار کی بھی سنتے جائیے، وہ اپنوں سے واویلا یوں کر رہے ہیں چنانچہ مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی اپنے درد بھرے لہجہ میں یوں ارشاد فرما رہے ہیں

واحسرتا

اہل سنت بہر قوالی و عرس　　دیوبندی بہر تصنیفات و درس

خرچ سنی بر قبور و خانقاہ　　خرچ نجدی بر علوم درسگاہ

(دیوان سالک ص ۴۵ مندرجہ رسائل نعیمیہ)

دیوانِ سالک مندرجہ رسائل نعیمیہ وحیاتِ اعلیٰ حضرت اور انوار رضا

کا عکس اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

۴۸۱

حیاتِ اعلیحضرت

۱۳۸۳ھ ۱۹۶۴ء

مظہرُ المناقِب

جلد اوّل

از

ملکُ العلماء مولانا ظفر الدّین صاحب رضوی

باہتمام

مفتی محمد ظفر علی مہتمم دار العلوم امجدیہ

مکتبۂ رضویہ، فیروز شاہ اسٹریٹ

آرام باغ کراچی

میں صاف شدہ سولہ ہزار روپے سالانہ کی جائداد اس کے لئے وقف ہے۔ اس کا بھی ہاتھ میں رکھنا ضروری ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ کوئی دیوبندی قابض ہو جائے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ افسوس کہ ادھر یہ حضرت مدظلہ دائم برکات والے الحمد للہ ایک ظفر الدین کہ حضرت عمر جاتے ہیں اور ایک علی خاں کیا کیا پیش ہیں۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

حاجی صاحب نے پٹنہ والوں کی نسبت پھر کچھ نہ لکھا اگر اس وجہ سے کہ انہوں نے بطور خود یہ کام بہ نیت لوجہ اللہ کیا اس کا معاوضہ نہیں تو ٹھیک نہیں۔ وجزاہ اللہ تعالیٰ خیرا اور اگر یہ سمجھے کہ یہ بطور میری وجہ سے ہے تو حاشا یہ ہرگز مقصود تھا نہ ہے منظور۔ لہٰذا بات صاف ہونا ضرور۔

ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت مؤلفہ ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ۔

رسائل نعیمیہ

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے

آٹھ مختلف رسائل اور چھوٹی کتب کا مجموعہ

ناشر

صاحبزادہ اقتدار احمد خاں نعیمی قادری بدایونی

مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

مسمّٰی باسمِ تاریخی

محامدِ پیغمبری

۱۳ ھ ۵۷

ملقب بہ

دیوانِ سالک

مع اضافاتِ جدیدہ

حمدِ باری تعالیٰ

اے خالق و مالک ربِ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
تو رب ہے میرا میں بندہ تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم منگتے ہیں تو معطی ہے ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے
محتاج تیرا ہر شاہ و گدا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم جرم کریں تو عفو کرے ہم قہر کریں تو مہر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ

تو والی ہے ہر بیکس کا تو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اک کیلئے در تیرا کھلا سبحان اللہ سبحان اللہ

عرض اتنی ہے مگر اے دوستو! یاد ہم کو بھی کبھی کر لیجیو
آخری دیدار ہے اے زائرو خوب جی بھر کر یہ گنبد دیکھ لو

کیا خبر ہے خوب دل میں سوچ لو پھر مقدر میں ہو آنا یا نہ ہو
یہ کوئی دم میں چھپا جاتا ہے اب فاصلہ کوسوں ہوا جاتا ہے اب
پھر کہاں تم اور کہاں یہ دوستو دیدِ آخر کو غنیمت جان لو!

ہے دعا سالک کی اے بارِ خدا
زندگی میں پھر مدینہ دے دکھا

مختلف اشعار

اے کریم از ما جفا از تو وفا اے رحیم از ما خطا از تو عطا
کارِ ما بدکاری و شرمندگی کارِ تو ستاری و بخشندگی

الٰہی بہ عصیاں شدم در وحل بہ جرمم گرفتی بہ عفوت بہ حل

شدم قیدی بجرم و بے حیائی رہائی یا رسول اللہ رہائی
رہا کر دی غزالے راز دامے عطا کن زیں بلا ما را رہائی

وا حسرتا

اہلِ سنت بہر قوالی و عرس دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سنی بر قبور و خانقاہ خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ!

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ مولف کتاب ہذا نے اس کتاب فیضان دیو بند میں برصغیر کی اُن بریلوی شخصیات وغیرہ کا ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران کے والد مولوی نقی علی خان صاحب سے علوم دینیہ پڑھنے ہرگز پسند نہ کیئے۔ کیونکہ علوم دینیہ پڑھنے والے حضرات ان کو ایک عام مولوی تصور کرتے تھے اور علمی پیاس بجھانے والے حضرات ان باپ بیٹا کے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کے لئے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیو بند وغیرہ کا انتخاب کرتے تھے تو علماء اہلسنت دیو بند سے علوم دینیہ پڑھ کر سندات فراغت حاصل کیں اور بعض ایسے مولوی حضرات بھی تھے کہ جنہوں نے دالعلوم دیو بند سے علوم دینیہ تو حاصل کئے مگر بعد میں بعض بریلوی ہو گئے اور بعض غیر مقلد وغیرہ ہو گئے تو اس سے قارئین کرام غلط تاثر ہرگز نہ لیں کہ دارالعلوم دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد پھر وہ مولوی حضرات بریلوی یا غیر مقلد کیوں ہو گئے تو سروست آپ حضرات کی خدمت میں اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ جیسا کہ عکل اور عرینہ کے لوگوں نے کچھ دن مدینہ منورہ میں رہنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مدینہ کی آب وہوا ہمارے موافق نہیں ہم جنگل کے رہنے والے ہیں لہذا ہمیں جنگل میں جانے کی اجازت فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے شفقت فرما کران کو اجازت دے دی اور وہ لوگ مدینہ جیسی مقدس جگہ سے نکل کر جنگل میں رہنے لگے اور دوسرا

واقعہ یہ ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی السرح جو کہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے تھا آپ ﷺ اس سے بھی وحی لکھوایا کرتے تھے تو شیطان نے اس کو گمراہ کر دیا اور وہ مرتد ہو کر مشرکین سے جاملا۔ تو رضا خانی بریلوی جو ان دونوں واقعات کا جواب دیں گے پس وہی اہلسنت دیو بند کی طرف سے ان مولوی حضرات کے بارے میں جواب سمجھ لیں کہ جو لوگ دارالعلوم دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد پھر بریلوی یا غیر مقلد وغیرہ ہو گئے ما هو جوابكم فهو جوابنا اوراس کے ساتھ ساتھ ان شخصیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جو تھے تو بریلوی عقائد کے لوگ لیکن متشدد اور متعصب نہ تھے۔ بلکہ نارمل ذہن رکھنے والے تھے علاوہ ازیں اس کے ساتھ ساتھ چند ایک قابل قدر ایسی شخصیات کا بھی ذکر کیا ہے کہ جنہوں نے اپنی زبان وقلم کو علماء دیو بند کی تکفیر سے آلودنہیں کیا بلکہ علمائے اہلسنت دیو بند کو پکا سچا موحد مسلمان ومتبع سنت سمجھتے تھے۔ اور علمائے اہلسنت دیو بند کی تکفیر کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ توانہوں نے علماء اہلسنت دیو بند کی بیحد تعریفیں کی ہیں غرض کہ برصغیر کے اکثر بریلوی مولویوں نے براہ راست علماء اہلسنت دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں اور بعض نے علماء اہلسنت دیو بند کے شاگردوں سے اپنی علمی پیاس بجھائی ہے ان کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ بریلوی شخصیات کے سرخیل اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بھی ابتدائی تعلیم دارالعلوم دیو بند کا ترجمان ادارہ مدرسہ اشاعت العلوم بریلی شریف سے حاصل کی ہے جس کا ثبوت آئندہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے علماء اہلسنت دیو بند کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ہر قسم کے مکتبہ فکر کے لوگوں نے یہاں آکر اپنی علمی پیاس کو بجھایا ہے جن کا اجمالی طور پر آگے چل کر ذکر کریں گے جسے پڑھ کر آپ حضرات کو یقین کامل ہو جائے گا کہ واقعی ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیو بند کا علمی اور دینی فیضان انشاء اللہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ اور علماء اہلسنت دیو بند کے خلاف دن رات زہر اگلنے والے حضرات کے بڑوں کی اکثریت نے بھی علماء اہلسنت دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیو بند حاصل کیا ہے جس کا واضح ثبوت اس کتاب فیضان دیو بند میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ کہ جس کو ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے حاصل کیا ہے پھر اس کے بعد آپ حضرات کو فیصلہ کرنے میں بڑی آسانی ہوگی کہ قرآن وسنت کی خدمت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کس جماعت کے حصہ میں رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت کس جماعت کے ساتھ ہے؟ تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ صحیح معنوں میں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا مصداق علماء اہلسنت دیو بند ہی ہیں۔ جو دن رات قرآن و

سنت کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ جس کا ایڈیشن اول ۱۰ جون ۱۹۸۶ء کو شائع ہوا کہ جس کو قارئین نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ پھر دوسرا ایڈیشن ۲۰ جولائی ۱۹۸۷ء کو شائع ہوا۔ پھر تیسرا ایڈیشن جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جو ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء کو شائع ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کتاب فیضان دیوبند کو بندہ ناچیز مؤلف کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

خاکپائے اکابر اہلسنت دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

خطیب جامع مسجد فاروقی حنفی دیوبندی

محلہ سید پاک صدیق اکبر ٹاؤن ڈھلے گوجرانوالہ

۲۰ فروری ۱۹۸۶ء

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

قارئین کرام کی خدمت اقدس میں نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ فیضان دیوبند کتاب پڑھ کر یہ غلط نظریہ ہرگز قائم نہ فرمائیں کہ علماء اہل سنت دیوبند اور ان کے شاگردوں کے پاس علوم دینیہ پڑھنے والوں نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے بعد علماء اہل سنت دیوبند کے مسلک حقہ پر قائم نہ رہے بلکہ ایسے چند گنے چنے افراد نے تاحیات علماء اہل سنت دیوبند کے قرآن و سنت پر مبنی عقائد کے خلاف متصادم عقائد کو اپنے لئے توشہ آخرت بنالیا اور آخر دم تک محافظین چشمہ توحید و سنت کے ساتھ برسر پیکار رہے اور علماء اہل سنت دیوبند کے خلاف اپنی پوری قوت بروئے کار لا کر عامۃ المسلمین کو ان مردان حق سے بدظن کرنے کیلئے بے بنیاد الزامات واتہامات کی ناپاک سعی میں مشغول رہے لیکن ان کی بے جا مساعی شرمندہ تعبیر ہو کر رہ گئی اور علماء اہل سنت دیوبند کے خلاف جو آواز بھی اٹھی اس سے ان علماء حقہ کے پائے ثبات کو معمولی جنبش بھی نہ ہوئی غرض کہ علماء اہل سنت دیوبند اور ان کے شاگردوں سے چند گنتی کے ایسے مولویوں نے علوم دینیہ تو حاصل کئے مگر بعد میں قرآن وسنت کے عقائد حقہ کو چھوڑ کر ایک علیحدہ فرقہ میں شامل ہو گئے تو یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں اور اس میں علماء اہل سنت دیوبند اور ان کے شاگردوں کی ہرگز توہین وتنقیص نہیں اور نہ ہی اس کو کوئی علماء اہلسنت دیوبند اور ان کے شاگردوں کو توہین تنقیص کا نشانہ بنائے کیونکہ اس کی مثال امام الانبیاء سلطان الانبیاء اشرف الانبیاء نبی الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ملتی ہے آپ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ایک شخص حضرت

نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ کامل اکمل مکمل شریعت کو چھوڑ کر اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گیا جس کا ذکر بزبان رسول اللہ ﷺ ابھی آ رہا ہے تو جن مولویوں نے علماء اہلسنت دیوبند اور ان کے شاگردوں سے اپنی علمی پیاس بجھانے کے بعد علماء حق دیوبند سے علیحدہ ہو کر اپنا ایک الگ نظریہ قائم کر لیا، تو ایسے مولویوں پر تعجب کیونکر ہوگا بلکہ یہ اپنی اپنی قسمت اور نصیب کی بات ہے کیونکہ اس کی اصل تو حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے اسے ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ حضرات علماء اہلسنت دیوبند اور ان کے شاگردوں کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں، چنانچہ حدیث رسول ﷺ پڑھیے

وعن انس قال ان رجلا كان يكتب للنبى ﷺ فارتد عن الاسلام ولحق بالمشركين فقال النبى ﷺ ان الارض لاتقبلة فاخبرنى ابوطلحه انه اتى الارض التى مات فيها فوجده منبوذا فقال ما شان هذا فقالوا دفناه مرارا فلم تقبله الارض (متفق عليه منقول از مشكواة شريف صفحه ۵۳۶،۵۳۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کی وحی لکھتا تھا مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا نبی کریم ﷺ (کو اس کے بارے میں یہ اطلاع ملی تو آپ ﷺ) نے فرمایا اس کو زمین قبول نہیں کرے گی حضرت انس کا بیان ہے کہ ابوطلحہؓ نے مجھ کو بتایا کہ جب وہ (ابوطلحہؓ) اس مقام پر پہنچے جہاں اس شخص کی موت و تدفین ہوئی تھی تو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا۔ (کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے) لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص کو کئی بار دفن کر چکے ہیں لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی (ہر مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم اس کو دفن کر کے چلے گئے اور جب آ کر دیکھا تو زمین سے باہر پڑا ہوا پایا، آخر تنگ آ کر ہم نے اس کو دفن کرنا ہی چھوڑ دیا ہے) (بخاری و مسلم منقول از مشکواۃ شریف ص ۵۳۶،۵۳۵)

غرض کہ علماء اہلسنت دیوبند کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند کتاب و سنت کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں اور کتاب و سنت ہی پر عمل پیرا رہتے ہیں اور ایسے احکام و امور کی تاویلات نہیں کرتے جو مخالف کتاب و سنت ہوں، اسی بناء پر اہل بدعت ہمیشہ علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف معاندانہ محاذ بناتے رہے ہیں لیکن ان کی ان مخاصمانہ روش کے باوجود علماء اہلسنت دیوبند نے کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے علوم کی ترویج و اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا بلکہ انہوں نے ہمیشہ کتاب و سنت کی اشاعت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنا شعار اور وظیفہ حیات بنائے رکھا جس پر آج پورا براعظم ایشیا شاہد ہے۔

الہامی مدرسہ

ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کا مختصر تعارف

از حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا اجراء عام موجودہ طریقے پر نہیں ہوا کہ چند افراد نے بیٹھ کر مشورہ کیا ہو کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے اور مجموعی رائے سے مدرسہ دیوبند قائم کر دیا گیا ہو بلکہ یہ مدرسہ بالالہام غیب قائم کیا گیا ہے، وقت کے اہل اللہ اور ارباب قلوب افراد کے قلوب پر یکدم وارد ہوا کہ اس وقت ہندوستان میں جبکہ انگریزی اقتدار مسلط ہو چکا ہے اور اس کے تحت ان کا تمدن اور ان کے افکار و نظریات طبعاً اس ملک پر مسلط ہونے والے ہیں، جو یقیناً اسلام کے منافی اور نصرانیت کے فروغ کا باعث ہونگے اور ممکن ہے کہ ان کے نفسانی تمدن کے زیر اثر اسلامی معاشرت بلکہ نفس دین و مذہب ہی سے قلوب میں بیگانگی پیدا ہو جائے (جو کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کی فراست ایمانی کے مطابق یہ خطرہ واقعہ بن کر نمایاں ہونے لگا) ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے، جو مسلمانوں کو اس سیلاب کے بہاؤ سے بچا سکے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے واردات کو ایک مجلس میں بیٹھ کر ظاہر کیا! کسی نے کہا کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ ان حالات میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے، جو کم سے کم مسلمانوں کے دین کو محفوظ رکھ سکے کسی نے کہا کہ میرے قلب پر بھی یہی وارد ہوا ہے، کسی نے کہا کہ مجھے خواب میں یہی حقیقت دکھلائی گئی ہے۔ غرض قدرتی طور پر ایک باطنی اجماع اس پر منعقد ہو گیا کہ ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے تاکہ اس ملک میں مسلمانوں کا دین محفوظ ہو جائے، گو ان کی اسلامی شوکت پامال ہو چکی ہے، لیکن اگر دین اور دینی جذبات محفوظ ہو جائیں گے۔ تو ایسا وقت آنا بھی ممکن ہے کہ وہ ان دینی جذبات و عادی سے رہتی دنیا کو بھی سنوار سکیں، یہ تھے وہ الہامات غیب جن کے تحت ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں اس ادارے کا آغاز کیا گیا، اس لئے یہ مدرسہ کسی رسمی مشورہ مفاہمت سے قائم نہیں ہوا، بلکہ باشارات غیب وقوع پذیر ہوا۔ حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے

ان روشن ضمیر رفقاء کے ساتھ اجراء مدرسہ پر مستعد ہوئے اور ملا محمود صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جو میر[illegible]
مدرس تھے، میرٹھ ہی میں بلا کر فرمایا کہ آپ کو یہاں دس روپے ماہوار تنخواہ مل رہی ہے، آپ اپنے وطن دیو[illegible]
تشریف لے چلیں، وہاں مدرسہ قلم ہو رہا ہے اور وہیں درس و تدریس شروع فرما دیں۔ آپ کی تنخواہ بھی [illegible]
روپے ماہوار ہوگی، ملا صاحب جب ہی تشریف لے آئے اور مسجد چھتہ میں جو دار العلوم سے متصل اور اب [illegible]
العلوم ہی کے زیر انتظام ہے، ملا محمود صاحب نے صرف ایک شاگرد مولانا محمود حسن صاحب (شیخ الہند) کو سامنے
بٹھلا کر مدرسہ دیوبند کا آغاز کر دیا۔ بعد میں اجراء مدرسہ کا اعلان ہوا اور بتدریج ایک سے دو اور دو سے دس پانچ [illegible]
طلباء کی تعداد بڑھنی شروع ہوگئی، پھر حضرت نانوتویؒ نے اس مدرسہ کو بلکہ اس جیسے تمام مدارس کے لئے آٹھ اصو[illegible]
وضع فرمائے اور ان پر عنوان یہ رکھا کہ وہ اصول جن پر مدارس چندہ مبنی معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا محمد علی جوہر [illegible]
جب تحریک خلافت کے موقع پر دیوبند تشریف لائے، دار العلوم میں پہنچے اور یہ اصول ہشتگانہ حضرت ہی کے [illegible]
سے لکھے ہوئے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ (جو بجنسہ خزانہ دار العلوم میں حضرت ہی کی قلمی تحریر کے ساتھ مح[illegible]
ہیں) تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا۔ ان اصول کا عقل سے کیا؟ تعلق یہ تو خزانہ غیب اور [illegible]
معرفت سے نکلے ہوئے ہیں، حیرت ہے کہ جن نتائج تک ہم سو برس میں دھکے کھا کر پہنچے ہیں، یہ بزرگ سو برس
پہلے ہی ان نتائج تک پہنچ چکے تھے"۔ اس شہادت اور ہم خدام دار العلوم کے یقین کی گواہی سے صاف ظاہر ہے
اس مدرسہ کے اصول بھی الہامی ہیں، کسی رسمی مشورہ مفاہمت کا نتیجہ نہیں اجرا مدرسہ کے بعد یہ مدرسہ مختلف مس[illegible]
اور پھر کرایہ کے مکانات میں چلتا رہا۔ سات آٹھ برس کے بعد جب طلباء کی کثرت ہوئی اور رجوع عام [illegible]
ضرورت پیش آئی کہ مدرسے کا کوئی اپنا مستقل مکان ہونا چاہیے۔ تو یہ جگہ اور اس کے حصے جہاں آج دار العلو[illegible]
وسیع عمارات کھڑی ہوئی ہیں۔ تحریک و ترغیب کے بعد مدرسے کے لئے دینے شروع کئے، بعض نے قیمت [illegible]
بعض نے حسبۃ للہ، جس سے ایک بڑا قطعہ مدرسے کے ہاتھ آ گیا۔ یہ جگہ عموماً شہر کا میلا پونے اور کوڑ پون کی جگہ [illegible]
دار العلوم کے قیام سے تقریباً ایک صدی یا کم و بیش، پہلے یہاں سے حضرت سید احمد شہید بریلوی مع اپنے [illegible]
مجاہدین کے گزرے تو فرمایا کہ مجھے یہاں سے علم کی بو آتی ہے، جس کا ظہور سو سال بعد ہوا اور اسی گندی جگہ [illegible]
بالآخر ۱۸۰۸ء کے بعد علوم نبوت کی اشاعت و ترویج شروع ہوئی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دار العلوم کی [illegible]
انتخاب بھی الہامی ہے، جو باشارات غیب سے منتخب تھی اور آخرکار اسی جگہ پر ان اہل اللہ کا قرعہ فال پڑا اور اسی [illegible]

دار العلوم کی بنیاد رکھی گئی۔
زمین مل جانے کے بعد جب حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مولانا رفیع الدین صاحب، دیوبندی
قدس سرہ مہتمم ثانی دار العلوم دیوبند (جو نقشبندی خاندان کے اکابرین سے تھے، صاحب کشف و واردات اور
صاحب کرامات بزرگ تھے) کے زمانہ اہتمام میں عمارت مدرسہ تجویز ہوئی اور اسکی پہلی بنیاد کھود کر تیار کی گئی اور
وقت آ گیا کہ اُسے بھرا جائے اور اس پر عمارت اٹھائی جائے، کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر
حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، عصا ہاتھ میں ہے۔ حضرت ﷺ نے مولانا سے فرمایا: شمال
کی جانب جو بنیاد کھودی گئی ہے، اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصائے
مبارک سے دس بیس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہیے۔ تا کہ مدرسے کا صحن وسیع رہے،
(جہاں تک اب صحن کی لمبائی ہے۔) مولانا علیہ الرحمۃ خواب دیکھنے کے بعد علی الصباح بنیادوں کے معائنے کے
لئے تشریف لے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان لگایا ہوا اسی طرح بدستور موجود تھا تو مولانا نے پھر نہ ممبروں
سے پوچھا نہ کسی سے مشورہ کیا، اسی نشان پر بنیاد کھدوا دی اور مدرسے کی تعمیر شروع ہوگئی۔

اس سے واضح ہے کہ دار العلوم دیوبند کی بنیادیں بھی الہامی اور اشارات غیب کے تحت ہیں، اس کا سنگ
بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو تمام اہل اللہ اور اکابرین جمع ہی نہیں تھے، بلکہ ان کے قلوبؓ میں ایک عجیب بشاشت و
کیفیت کا نور موجزن تھا، سنگ بنیاد میں جس سے بھی پہل کرنے کو کہا جاتا تو وہ کہتا نہیں فلاں صاحب سے ابتداء
کرائی جائے، وہ ہم سب کے بڑے اور اس کے اہل ہیں، گویا بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اپنے کو کم تر سمجھ کر کوئی بھی
آگے نہیں بڑھتا تھا، بالآخر اینٹ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ سے رکھوائی گئی اور اس کے ساتھ
ہی حضرت نانوتویؒ نے حضرت میاں جی منے شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہیں
صغیرہ گناہ کا بھی کبھی تصور نہیں آیا، تو انہوں نے حضرت محدث سہارنپوری کے ساتھ اینٹ رکھی، جس سے واضح ہے
کہ سنگ بنیاد رکھنے والے بھی وہ اہل اللہ تھے جو اتباع سنت اور روحانیات میں مستغرق تھے اور بے نفسی میں ید طولی
رکھتے تھے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کا یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت ممدوح دار
العلوم کے صحن (پیش نودرہ) میں کھڑے ہوئے تھے، چند طلباء بھی حاضر تھے کہ دورۂ حدیث کا ایک طالب علم مبلغ

سے کھانا لے کر آپ کے سامنے آیا (جب کہ اس وقت مطبخ میں صرف چودہ یا پندرہ طلباء کا کھانا پکتا تھا) اور اس نے نہایت ہی گستاخانہ انداز میں شوربے کا پیالہ مولانا کے سامنے زمین پر دے کر مارا اور کہا کہ یہ ہے آپ کا انتظام؟ کہ اس شوربے میں نہ مصالحہ ہے، نہ گھی ہے، پانی جیسا شوربہ ہے اور کچھ اور بھی سخت سست الفاظ کہے، گستاخی پر طلباء جوش میں آ گئے، مگر چونکہ حضرت مولانا پوری متانت کے ساتھ خاموش تھے اور زبان سے کچھ نہ فرما رہے تھے، اس لئے طلباء بھی خاموش کھڑے رہے، بجائے کچھ فرمانے کے مولانا نے اس گستاخ طالب علم پر تین دفعہ اس کے سر سے پیر تک نگاہ ڈالی جب وہ طالب علم بک جھک کر چلا گیا تو مولانا نے حیرت سے طلباء سے فرمایا کہ کیا یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم ہے؟ طلباء نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے کا طالب علم ہے، فرمایا کہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے۔ طلباء نے کہا کہ مطبخ کے رجسٹرڈ میں اس کے نام کا باقاعدہ اندراج ہے اور یہ برابر مطبخ سے کھانا لے رہا ہے، فرمایا کچھ بھی ہو یہ مدرسے کا طالب علم نہیں ہے۔ چند دن کے بعد چھان بین ہوئی تو ثابت ہوا کہ وہ مدرسے کا طالب علم نہیں ہے، اس کا ایک ہمنام دوسرا طالب علم ہے، اس نے دھوکے سے محض ہم نامی اشتراک کی وجہ سے کھانا لینا شروع کر دیا، ورنہ اس کا اندراج سرے سے ہی رجسٹروں میں نہیں ہے، بات کھل جانے پر طلباء نے عرض کیا کہ حضرت بات تو وہی نکلی، جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی، کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے، لیکن آپ نے اس قوت سے کس بناء پر اس کے طالب علم ہونے کی نفی فرمائی؟۔

فرمایا: ابتداء میں اہتمام سے کارہ اور بے زار تھا، لیکن جب بھی چھوڑنے کا ارادہ کرتا، تو حضرت نانوتوی روک دیتے تھے۔ مجبوراً پھر کام میں لگ جاتا تھا اور رد و انکار اور جبر و اصرار کے چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ احاطہ مولسری دارالعلوم کا کنواں دودھ سے بھرا ہوا اور اس کی من پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور دودھ تقسیم فرما رہے ہیں، لینے والے آ رہے ہیں اور دودھ لے جا رہے ہیں۔ کوئی گھڑا لے کر آ رہا ہے کوئی لوٹا، کوئی پیالہ اور کسی کے پاس برتن نہیں ہے تو وہ چلو ہی بھر کر دودھ لے رہا ہے۔ اور اس طرح ہزاروں آدمی دودھ لے کر جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ وہ خواب دیکھنے کے بعد میں مراقب ہوا کہ اس واقعے کا کیا مطلب ہے؟ تو مجھ پر منکشف ہوا کہ کنواں صورت مثال دارالعلوم کی ہے اور دودھ صورت مثال علم کی ہے اور قاسم العلوم یعنی تقسیم کنندۂ علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آ کر دودھ لے جانے والے طلباء ہیں، جو حسب ظرف علم لے کر جا رہے ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ مدرسہ دیوبند میں جب داخلہ ہوتا ہے اور طلبہ آتے ہیں تو میں ہر ایک کو پہچان

ہوں کہ یہ بھی اس مجمع میں تھا اور یہ بھی، لیکن اس گستاخ طالب علم پر میں نے سر سے پیر تک تین دفعہ نظر ڈالی، یہ اس مجمع میں تھا ہی نہیں، اس لئے میں نے قوت سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے، اس سے اندازہ ہوا کہ اس مدرسے کے لئے طلباء کا انتخاب بھی منجانب اللہ ہی ہوتا ہے چنانچہ یہاں نہ اشتہار ہے نہ پروپیگنڈہ اور نہ ترغیبی مقالات کہیں جاتے ہیں کہ طلب آ کر داخل ہوں، بلکہ من اللہ جس کے قلب میں داخلے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، وہ خود ہی کشاں کشاں چلا آتا ہے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دارالعلوم کا مقولہ بزرگوں سے سننے میں آیا ہے کہ مدرسہ دیوبند کا اہتمام میں نہیں کرتا بلکہ حضرت نانوتوی کرتے ہیں، جو جو ان کے قلب پر وارد ہوتا ہے، وہ میرے قلب میں منعکس ہو جاتا ہے اور میں وہی کام کر گزرتا ہوں، چنانچہ جب بھی مولانا کوئی غیر معمولی کام کرتے تھے تو اگلے دن حضرت نانوتوی فرماتے کہ مولانا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کچھ عرصہ سے یہی کام جو آپ نے انجام دیا ہے، میرے دل میں آ رہا تھا کہ ایسا ہونا چاہیے، جسے آپ نے عملاً انجام دے دیا، اس سے واضح ہے کہ اس مدرسے کے امور مہمہ بھی اشارات غیب اور الہامات ہی سے انجام پاتے تھے، حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ جہاں قوی النسبت اکابرین میں سے تھے، وہیں امی محض تھے، نہ لکھنا جانتے تھے، نہ پڑھنا، امور متعلقہ مولانا کے ارشاد، احکام اہتمام قلمبند ہوتے تو مولانا اس پر اپنی مہر لگا دیتے تھے، گویا احکام اہتمام بھی کچھ مادری اسباب ہی قلمبند ہوتے تھے، جس میں رسمی نوشت و خواندگی ہوتی تھی، حضرت کا امی ہونا خود اس کی بھی دلیل ہے کہ ان کے قلبی مضمرات کسی رسمی علم کے تابع نہ تھے، بلکہ قلبی واردات ہوتے تھے، جنہیں ارشادات غیب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اولین صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کا مکاشفہ اپنے بزرگوں سے بارہا سننے میں آیا۔ فرمایا کہ میں دارالعلوم کی وسطی درس گاہ نودرہ سے عرش تک نور کا ایک مسلسل سلسلہ دیکھتا ہوں، جس میں کہیں بھی بیچ میں فصل یا انقطاع نہیں اور اس لئے بزرگوں کا بلکہ خود اپنا بھی تجربہ یہ ہے کہ مشکل سے مشکل مسئلہ جو بہت سے مطالعے سے بھی حل نہیں ہوتا، اس درس گاہ میں بیٹھ کر پڑھنے اور سوچنے سے حل ہو جاتا ہے اور اس میں شرح صدر نصیب ہو جاتا ہے۔ کہ اس سے اندازہ ہوا کہ اس مدرسے کا فیضان بھی کچھ رسمی اسباب کے تابع نہیں، بلکہ من اللہ قلوب طلباء و اساتذہ پر وارد ہوتا ہے اور ان میں علمی شرح صدر پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کا یہ بھی مکاشفہ ہے کہ درس گاہ نودرہ کے سامنے کے صحن میں ...
کے ایک دوگز کے فاصلے پر اگر کسی جنازے کی نماز پڑھی جائے تو وہ مغفور ہوتا ہے، اس لئے اس احتر نے اس کی
تشخیص کے بعد اس پر سیمنٹ کا ایک چوکھٹا (نشان) بنوایا ہے اور اس پر جنازہ رکھ کر خواہ شہری ہوں یا متعلقین ...
ان کے جنازے کی نماز پڑھی جاتی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جگہ کی مقبولیت صرف تعلیم تک اور ...
متعلقین مدرسہ تک محدود نہیں، بلکہ عوام بھی اس سے فیضیاب ہو رہے ہیں، خواہ وہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ ...
نہ ہوں، هم القوم لا يشقى جليسهم پھر اس مدرسہ کے اساتذہ اور عہدیداروں میں بھی تکوینی طور پر ایسے
حضرات کا انتخاب ہوتا رہا ہے، جو صاحب نسبت اور صاحب دل ہی ہوتے رہے ہیں۔

بہر حال اس مدرسے کے ابتدائی تصور اس کی جگہ کا انتخاب، اس کا اجراء، اس کا سنگِ بنیاد، اس کے ...
داروں کا انتخاب اس کے طلباء کی تشخیص، طریق کار اور طریق اجراء احکام سب ہی کچھ اس عالم اسباب سے ...
عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے میں نے اس مدرسے کا لقب عنوان میں الہامی مدرسہ رکھا ہے۔

اس سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس کے فضلاء وعلماء، جو سو برس میں دس ہزار سے کم تیار نہیں ہوئے جنہوں
نے اس ماحول میں تربیت پا کر علوم واعمال کا اکتساب کیا۔ ان کا علم عام حالات میں محض رسمی نہیں ہوسکتا ...
گزیر طریق پر اس میں معرفت اور گہرائی شامل رہی ہے۔

ہزاروں فضلاء وہ ہیں کہ جن کا نہ نام کسی کو معلوم ہے، نہ اشتہار اور تشہیر کا سلسلہ ہے، مگر ایمان کا تحفظ ...
طریقے پر ہو رہا ہے اور کوئی بھی دینی فتنہ ایسا نہیں جس کی روک تھام میں وہ حسب استطاعت وقابلیت مصروف نہ ...
دار العلوم کے فضلاء کا سلسلہ اور مرکز سے ان کی وابستگی کسی رسمی تنظیم یا ممبر سازی کے ساتھ نہیں ہے، مگر روحانی رشتہ ...
ساری تنظیموں سے بالاتر اور مضبوط و مستحکم ہے اور الحمد للہ کامیاب اور بامراد ہیں، تدریس، تصنیف، تربیت، باطن ...
مسائل افتاء، املاء کے تمام علمی سلسلے ان سے خاموش طریق پر انجام پا رہے ہیں اور عالم غیب کے دفاتر میں منضبط ...
جیسا کہ عالم غیب کے ہی اشاروں سے ان کی اور ان کے مرکز کی ابتداء ہوئی ہے۔

عادتاً کوئی درسگاہ یا تربیت گاہ ایسی نہیں ہوسکتی کہ اس کے پروردہ سب کے سب ایک درجے کے ...
جب کہ قرآن حکیم نے عمومی طور پر یہ ارشاد بھی فرمایا ہے۔ والذين اوتو العلم درجت (جنہیں علم سے ...
کیا گیا ہے، ان کے درجات (اور مراتب متفاوت) ہیں۔ اس لئے اس سلسلے کے علماء بھی مختلف المراتب ...

... ان کی طبعی خصوصیات اور ذوقی الوان بھی الگ الگ ہیں، لیکن قدر مشترک سب کا ایک اور نصب العین واحد ہے،
اس سو سال میں ان کی خدمات حق تعالیٰ کے یہاں منضبط ہیں۔ اس لئے بعض سادہ لوح اور بر خود غلط لوگوں کی
زبانوں پر آجاتا ہے کہ اس طبقے کی کچھ خدمات نہیں، خدمت اگر کی ہے تو مثلاً ہم نے یا فلاں طبقے نے، لیکن ان کی
خدمات کا انکار نہ کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کیا جائیگا کہ فضلاء دار العلوم کی خدمات میں شو اور نمائش نہیں ہے اور یہی
انہیں تعلیم دی جاتی ہے۔ اس لئے اگر شو اور نمائش یا تشہیر ہی کسی خدمت کا معیار ہے تو یہ مقولے صحیح اور کئے جا سکتے
ہیں کہ ان کی کچھ خدمات نہیں، لیکن اگر کسی خدمت کی واقعیت کا معیار خدمت ہے، جس میں تشہیر اور سراہنے کا دخل
نہ ہو تو قلوب پہچانتے ہیں کہ اس سو سالہ جماعت کی کیا خدمات ہیں، اب اگر کوئی ان کی خدمات کا اعتراف نہ
کرے، تو انہوں نے یہ خدمات کسی کے امید اعتراف پر کی کب ہیں کہ وہ اس سے دلگیر ہوں، جبکہ ان کا نصب
العین ہی یہ رہا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ کوئی نہیں مانتا تو وہ اپنی آخرت کے تصور اور صلہ خداوندی کو سامنے رکھ کر
اس سے قطعاً بے پرواہ ہیں اور انہیں بے پرواہ ہی رہنا چاہیے کہ کوئی ان کی خدمت کو نہیں مانتا تو نہ مانے۔ اس سے
نہ ان کی خدمات پر کوئی داغ دھبہ آسکتا ہے، نہ خدمت گزاروں کے دل میں کوئی ادنیٰ میل

زیاد شاہ و گدا فارغم بحمد اللہ
گدائے خاک در دوست بادشاہ من است

اس قریبی فرصت میں بھی چند سطریں بغتۃً ذہن میں آئیں جو الرشید کے لئے بطور انگشت دم آلود
شہیدوں میں شامل ہونے کے لئے سپرد قلم کر دی گئیں۔ خدا کرے کہ قابل قبول ہوں۔

محمد طیب غفرلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند ۲۳-۵-۱۳۹۵ھ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خواجہ حافظ

منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دار العلوم دیوبند نمبر ص ۱۳۷ تا ۱۴۱ سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء

احاطہ مولسری

ادارۂ اہتمام کے زیریں دروزے سے گزرنے پر احاطہ مولسری آتا ہے، جس میں مولسری کے کھڑے
ہوئے دو درخت اس احاطے کی وجہ تسمیہ کا پتہ دیتے ہیں، اسی احاطے میں وہ کنواں ہے، جو دار العلوم کی ابتدائی
تعمیر کے وقت بنا تھا یہ کنواں دار العلوم میں بڑا بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ دار العلوم کے دوسرے مہتمم حضرت مولانا
رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صاحب حال بزرگ اور حضرت شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے
خلفاء میں تھے، اُن کے زمانہ اہتمام میں یہ کنواں تعمیر ہوا تھا، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ۔ کنواں دودھ سے بھرا
ہوا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیالے سے دودھ تقسیم فرما رہے ہیں۔ بعض لوگوں کے پاس چھوٹے برتن
ہیں اور بعض کے پاس بڑے، ہر شخص اپنا اپنا برتن دودھ سے بھروا کر لے جا رہا ہے۔"

مولانا نے برتنوں کے چھوٹے اور بڑے کے فرق کی یہ تعبیر فرمائی کہ:

اس سے ہر شخص کا ظرف علم مراد ہے، جس کا جتنا ظرف ہے، اسی قدر علم اس کے نصیب وحصے میں آئے گا۔

احاطہ مولسری کے ہر چہار سمت میں درسگاہیں اور دار الاقامے واقع ہیں۔

نودرہ

احاطہ مولسری کی مغربی جانب نودرہ کی وہ مشہور عمارت ہے، جو اپنی مضبوطی اور پرکاری میں دیکھنے
والے کو محو حیرت کئے بغیر نہیں رہتی، دار العلوم کی یہ سب سے قدیم درسگاہ اور سب سے پہلی عمارت ہے۔ ۱۲۹۲
/ ۱۸۷۶ء کے اواخر میں قیام دار العلوم کے دس سال بعد اس کی بنیاد رکھی گئی اور ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۷ء سے تعمیر شروع
ہوئی، اس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، قاسم العلوم حضرت مولانا محمد
قاسم صاحب نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا
محمد مظہر صاحب کاندھلویؒ جیسے علماء وصلحاء اور مشائخ وقت کا رکھا ہوا ہے، اس وقت دیو بند کے اطراف وجوانب کا
بہت بڑا مجمع موجود تھا، سب لوگوں نے نہایت خشوع وخضوع اور الحاح وزاری کے ساتھ دار العلوم کے لئے (جو
اپنی عمر کی دس منزلیں اب تک طے کر چکا تھا) دعا کی حضرت نانوتوی قدس سرہ نے فرمایا۔
عالم مثال میں اس مدرسہ کی شکل ایک معلق ہانڈی کے مانند ہے، جب تک اس کا مدار توکل علی اللہ پر رہے گا یہ مدرسہ

ترقی کرتا رہے گا۔

"اشرف عمارات" (۱۲۹۳) اس کی تعمیر کا مادہ تاریخ ہے، نودرہ

دو درجے ہیں اور ہر ایک درجے میں ۹-۹ دروازے ہیں، حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ (جن

کے زمانہ اہتمام میں نودرہ تعمیر ہوا) تحریر فرماتے ہیں۔

اس میں سادگی اور استواری کو مقدم رکھا گیا ہے، اس کا نقشہ منجانب اللہ قلوب میں الہام ہوا تھا"

احاطہ مولسری کی تعمیر کے وقت مولانا رفیع الدین صاحبؒ ہی نے یہ خواب دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم احاطہ مولسری میں تشریف رکھتے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ احاطہ تو بہت مختصر ہے، یہ فرما کر خود عصائے
مبارک سے احاطہ کا طویل وعریض نقشہ کھینچ کر بتلایا کہ ان نشانات پر تعمیر کی جائے۔ مولانا نے صبح اٹھ کر دیکھا تو
نشانات موجود تھے، چنانچہ ان ہی نشانات پر بنیاد کھدوا کر تعمیر شروع کرا دی گئی۔

ہمارے شاعر انقلاب انور صابری صاحب نے اپنے ان شعروں میں اسی واقعہ کی جانب اشارہ کیا ہے۔

خواب میں جس کے مبشر تھے شفیع دو جہاں ﷺ
نودرہ اس خواب ماضی کی حسین تعبیر ہے،
اس کے دامن سے ابلتے ہیں وہ چشمے فیض کے
جن کا حاصل زندگی کی آخری تفسیر ہے۔

علاوہ ازیں دار العلوم دیو بند کی سب سے بابرکت جگہ جسے نودرہ کمرہ کہا جاتا ہے یہی وہ خاص اور
مبارک جگہ ہے جس کے بارے میں خواب دیکھا گیا تھا کہ امام الانبیاء، حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اپنے مبارک عصاء سے مربع نشان لگا کر فرمایا کہ دار العلوم اس جگہ پر قائم کیا جائے
صبح کو جب دیکھا گیا تو سچ مچ اسی مقام پر واضح نشان موجود تھا ٹھیک اسی جگہ پر طویل برآمدہ تعمیر کیا گیا ہے جو کہ نو
محرابوں پر مشتمل ہے جسے نودرہ کمرہ کہا جاتا ہے اور اس جگہ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر
کسی طالب علم کو سبق یاد نہ ہوتا ہو یا کوئی مشکل مقام یا کوئی مسئلہ سمجھ نہ آتا ہو تو وہ اسی مبارک مقام پر بیٹھ کر پڑھے تو با
آسانی اسے سبق یاد ہو جاتا ہے اور بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔

دار العلوم دیو بند کے اکابر علم کا سلسلہ اسناد

اکابر دار العلوم کے سلسلے میں سر فہرست جو شخصیت آتی ہے وہ یہی شاہ ولی اللہ دہلویؒ ہیں، برصغیر میں اس وقت علوم دینیہ اور بالخصوص علم حدیث کے جس قدر سلسلے مروج اور موجود ہیں تقریباً ان سب کا آغاز حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے ہوتا ہے، پشاور سے راس کماری تک دینی علوم کا جو کچھ ذوق موجود ہے وہ سب اس گھر کا فیض ہے۔ ایک غیر ہندوستانی عالم کا بیان ہے کہ اُسے سارے ہندوستان کی سیاحت میں علم حدیث کا کوئی بھی عالم نہ ملا جو حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے واسطے سے حضرت شاہ ولی اللہ کا شاگرد نہ ہو۔

(مقدمہ مفتاح کنوز السنہ ص ۴ مطبوعہ مصر)

شاہ صاحبؒ کا خاندان اپنے علم وفضل اور ورع وتقویٰ کے لحاظ سے دہلی میں بہت ممتاز سمجھا جاتا تھا۔ شاہ صاحبؒ کے والد شاہ عبد الرحیم صاحبؒ فتاویٰ عالمگیری کے مصنفین میں سے تھے، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، انہوں نے اپنے والد ماجد سے تحصیل علم کی، اور پندرہ سال کی عمر میں علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ شاہ صاحبؒ کا سلسلہ سند انے والد ماجد کے واسطے سے علامہ جلال الدین محقق دوانی (وفات ۱۵۲۱ء ۔۔۔۔۔ تک پہنچتا ہے، اس زمانے میں ہندوستان کے نصاب تعلیم میں معقولات کا عنصر غالب تھا۔ اس لئے علم حدیث کی تکمیل اور سند روایت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ صاحب نے حرمین شریفین کا سفر اختیار فرمایا، اور وہاں شیخ ابو طاہر مدنی اور دوسرے نامور مشائخ سے صحاح کی قرات وروایت حدیث کی سند حاصل کی، شاہ صاحب کی ذہانت اور صلاحیت کی نسبت اُن کے استاذ حدیث شیخ ابو طاہر مدنی کا یہ قول اوپر گزر چکا ہے کہ "ولی اللہ الفاظ کی سند مجھ سے حاصل کرتے ہیں اور میں اُن کے ذریعے سے حدیثوں کے معانی کی تصحیح کرتا ہوں"۔

یہ وہ زمانہ تھا جس میں علم حدیث پوری دنیائے اسلام میں ضعف وانحطاط کی آخری منزل سے گزر رہا تھا، ایسی حالت میں علم حدیث کی اشاعت وترویج شاہ صاحبؒ کا ایک ایسا زبردست کارنامہ ہے، جس کا مصر کے ایک جلیل القدر عالم سید رشید رضا کو ان الفاظ میں اعتراف کرنا پڑا، اگر ہمارے ہندوستانی علماء کی توجہ اس زمانے میں علم حدیث کی طرف مبذول نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے یہ علم ختم ہو چکا ہوتا، کیونکہ مصر، شام، عراق اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے چودھویں صدی کے اوائل تک یہ علم ضعف کی آخری منزل پہنچ گیا تھا۔

(مقدمہ مفتاح کنوز السنہ ص ۴ مطبوعہ مصر)

مصر کی حالت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

پھر میں نے جب ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء میں مصر ہجرت کی تو جامع از ہر اور دوسری مسجدوں کے خطیبوں کو دیکھا کہ اپنے خطبوں میں ایسی حدیثیں پڑھتے ہیں جن کا کتب حدیث میں کہیں پتہ نہیں، اُن میں ضعیف، منکر اور موضوع وجعلی روایتیں ہوتی تھیں اور یہی حال واعظوں، مفتیوں اور مدرسوں کا تھا۔

(مقدمہ مفتاح کنوز السنہ ص ۴ مطبوعہ مصر)

شاہ صاحب کی علمی خدمات صرف درس وتدریس تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ انہوں نے مختلف علوم میں ایسی جلیل القدر کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن کی نظیر آٹھویں صدی ہجری کے بہت کم ملتی ہے، اس کے علاوہ شاہ صاحب کی علمی زندگی کے اور بھی متعدد عظیم الشان کارنامے ملتے ہیں، یہاں اجمالاً بھی ان کا تذکرہ آسان نہیں ہے، یہ ایک مستقل مضمون ہے۔

شاہ صاحبؒ کے چار فرزند تھے جن میں ہر ایک آسمان علم کا درخشندہ ستارہ ہے ان میں سب سے بڑے حضرت شاہ عبد العزیزؒ تھے۔

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبد العزیزؒ ۱۷۴۶ء۔ ۱۱۵۹ھ، ۱۸۲۳ء۔ ۱۲۳۹ھ اپنے زمانے کے سب سے زیادہ متبحر اور جلیل القدر عالم تھے، حدیث وقرآن کے علوم کی جو اشاعت ان کے زمانے میں ہوئی اس سے پہلے اسلامی ہند کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، ہندوستان کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں شاہ عبد العزیزؒ کے شاگرد پائے نہ جاتے ہوں۔ ایک غیر ہندوستانی عالم کا بیان اوپر گزر چکا ہے، جسے سارے ہندوستان کی سیاحت میں علم حدیث کا کوئی بھی ایسا عالم نہیں ملا تھا جو شاہ صاحبؒ کا شاگرد نہ ہو۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا خیال ہے کہ وہ شاہ ولی اللہؒ کے خواص سے اگر دس آدمیوں نے استفادہ کیا تو شاہ عبد العزیزؒ کے خواص سے دس ہزار مستفید ہوئے۔

(شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک ص ۶۴)

غرض کہ شاہ ولی اللہؒ نے علوم دینیہ کی جس نشاۃ ثانیہ کی بنیاد ڈالی تھی، شاہ عبد العزیزؒ نے ان کی تکمیل فرما دی اور علم کا ایک ایسا معیار قائم کر دیا جس سے علوم دینیہ کی ایک خاص عزت اور وقار قائم ہو گیا، شاہ عبد العزیزؒ نے

اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ۶۰ سال کی طویل مدت تک دہلی میں علوم دینیہ کی خدمات انجام دیں، درس و تدریس کے علاوہ شاہ صاحبؒ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، جن میں تفسیر فتح العزیز، تفسیر قرآن میں، بستان المحدثین، محدثین کے طبقات اور اُن کی مصنفات کی تاریخ میں اور تحفہ اثنا عشریہ تشیع کی حقیقت میں بہت مشہور ہیں۔

آخر الذکر کتاب تو شاہ صاحبؒ کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی کوئی مثال اس موضوع پر اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں ہے۔

شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد اسحاق۔ شاہ عبد العزیزؒ کے نواسے اور ممتاز شاگرد تھے، شاہ عبد العزیزؒ کے سامنے بیس سال تک طلباء کو حدیث کا درس دیا۔ (۱۲۳۹ھ۔ ۱۸۲۳ء) میں شاہ عبد العزیز نے انتقال سے پہلے مدرسہ رحیمیہ شاہ محمد اسحاق کو سپرد فرما کر اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا، ۱۲۵۷ھ ۱۸۴۱ء تک انہوں نے علم حدیث کی نشر و اشاعت کی خدمات انجام دیں، اُن کے علمی فیوض سے تقریباً سارا ہندوستان مستفیض ہوا، مشکوٰۃ المصابیح کا اردو میں ترجمہ فرمایا، جس کو ان کے ایماء پر اُن کے شاگرد رشید مولانا قطب الدین خانصاحب نے شرح کی صورت میں منتقل کر دیا ہے، جو مظاہر حق کے نام سے موسوم ہے، مأتہ مسائل اور رسائل اربعین بھی ان کی قابل ذکر تصنیف ہیں، شاہ محمد اسحاق نے ۱۲۵۷ھ ۱۸۴۱ء میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر حرم محترم میں اقامت اختیار فرمائی اور وہیں چند سال بعد انتقال فرمایا۔

ترجمہ تذکرہ علمائے ہند میں لکھا ہے کہ یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ کے اکثر شاگردوں نے بحیثیت علماء کے اس تحریک میں حصہ لیا، جن میں مفتی عنایت احمد کاکوروی صدر امین بریلی، مولانا عبد الجلیل کوئل (علی گڑھی) مفتی صدر الدین آزردہ، شاہ ابو سعید مجددی (والد ماجد شاہ عبد الغنی مجددی) اور ان کے شاگردوں کے شاگرد یعنی علمائے دیو بند مثلاً مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (ترجمہ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۴۰۹)

شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد اسحاقؒ کے ہجرت فرمانے کے بعد ان کی جانشینی کا فخر حضرت شاہ عبد الغنی مجددی (۱۲۳۵ھ۔ ۱۸۱۹ء۔ ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۸ء) کو حاصل ہوا، شاہ عبد الغنیؒ نے حدیث کی کچھ کتابیں اپنے والد شاہ ابو سعیدؒ سے پڑھیں جو شاہ عبد العزیزؒ کے شاگرد تھے اور کچھ کتابوں کی سند شاہ محمد اسحاقؒ سے حاصل کی تھی۔ یہ اپنے زمانے میں نوعمری کے باوجود حدیث کے یگانہ روزگار عالم تھے، ملک کے گوشے گوشے سے علماء اور طلباء آتے تھے اور اس خرمن کمال کی خوشہ چینی کو فخر سمجھتے تھے، اُن کی درسگاہ ہندوستان میں علم حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھی، ابن ماجہ پر حاشیہ تحریر فرمایا جو انجاح الحاجہ کے نام سے موسوم ہے، اُن کے فیض تعلیم سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جیسے یگانہ روزگار علماء پیدا ہوئے، جنہوں نے علم کی دنیا میں ایک نئی زندگی کا آغاز کیا۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں علم حدیث کی یہ سب سے بڑی درسگاہ حوادث روزگار کی نذر ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی، شاہ عبد الغنیؒ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور وہیں محرم ۱۲۹۶ھ میں انتقال فرمایا۔ متذکرہ صدر حضرات کی سند روایت کی تفصیل الیانع الجنی میں بتفصیل مذکور ہے۔

حضرت شاہ عبد الغنیؒ کی نسبت مولانا حکیم عبد الحئیؒ لکھنوی نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں۔

علم و عمل، زہد، حلم، صداقت، امانت و عفت، صیانت، حُسن نیت، اخلاص، رجوع الی اللہ، خوف خداء، سنت نبوی کی پابندی، حُسن اخلاق مراقبہ اور مخلوق کو نفع پہنچانے، دنیا اور اسباب دنیا سے بے رغبتی اُن کی ذات پر ختم تھی، اُن کی مجلس سے اور اُن کے انفاس کی برکت سے بہت سے علماء و مشائخ مستفیض ہوئے، اُن کی بزرگی اور ولایت پر ہند و عرب کے سب لوگوں کا اتفاق ہے، بروز چہار شنبہ ۶ محرم ۱۲۹۶ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۷ ص ۲۸۹ و ۲۹۰)

علماء دیو بند کا دوسرا سلسلۂ تلمذ حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ اور مولانا رشید الدین خان دہلوی کے واسطے سے حضرت شاہ عبد العزیز تک پہنچتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے۔

مولانا مملوک علی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء حضرت مملوک علی نانوتویؒ اپنے دور کے مشاہیر علماء میں سے تھے اور اپنے معاصرین
میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے، درسیات اور خاص طور سے فقہ پر اس قدر عبور تھا کہ اکثر کتابیں زبانی یاد تھیں
حافظے کا یہ عالم تھا کہ سرسید لکھتے ہیں کہ علم معقول و منقول میں استعداد کامل اور کتب درسیہ کا ایسا استحضار ہے کہ
فرض کرو کہ ان تمام کتب سے گنجینۂ علم خالی ہو جائے تو ان کی لوح حافظہ سے پھر اُن کی نقل ممکن ہے، ان سب کی
فضیلت پر خلق و حلم احاطہ تحریر سے فزوں تر ہے۔ (آثار الصنادید حصہ چہارم ص ۷۰) مولانا رشید الدین خان کے
ارشد تلامذہ میں تھے، فیوض علمی کا حلقہ نہایت وسیع تھا، آپ کے فیض تعلیم نے بے شمار علماء پیدا کئے۔ مولانا محمد
الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ۔

مولانا مملوک علیؒ جنہوں نے درسیات کا اکثر حصہ مہتاب ہند حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
کے ارشد تلامذہ حضرت مولانا رشید الدینؒ سے پڑھا تھا، فلک علم کے نیرین حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی
حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مولانا محمد مظہر صدر المدرسین مظاہر علوم حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی
صدر المدرسین مظاہر علوم حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ صدر المدرسین دار العلوم جیسی مقدس و مشہور ہستیوں کے
استاذ تھے ان سب حضرات نے علوم دینیہ و فنون ادبیہ کی پیاس اس بحر زخار سے بجھائی تھی، اور ہر چہار جانب سے
پریشان ہو کر اسی آستانے پر شفاء و تسکین پائی تھی۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۹)

مولوی کریم الدین پانی پتی کا بیان ہے کہ

نیا مدرسہ عربی اُن کی ذات سے مستحکم ہے۔ فارسی اور اردو اور عربی تینوں زبانوں میں کمال رکھتے ہیں
ایک علم اور فن سے جو ان زبانوں میں ہیں مہارت تامہ ان کو حاصل ہے اور جس فن کی کتاب اردو زبان میں
انگریزی سے ترجمہ ہوتی ہے اس کے اصل اصول سے بہت جلد ان کا ذہن چسپاں ہو جاتا ہے گویا اس فن کو اول سے
سے جانتے ہیں۔ (ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ مولانا مملوک علی، نانوتویؒ جب تحصیل علم کے لئے دہلی تشریف لے
گئے تو یہ صورت پیش آئی کہ جس استاد سے پڑھنا شروع کرتے وہ علوم سے قلت مناسبت محسوس کر کے ایک سبق
کے بعد دوسرا سبق نہ پڑھاتا تھا، اس صورت حال سے مولانا سخت ملول اور غمگین تھے، ایک روز اسی پریشانی میں

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تحصیل علم کے شوق میں وطن چھوڑ کر آیا ہوں اور کیفیت
یہ ہے کہ جس استاد سے پڑھنا شروع کرتا ہوں وہ ایک سبق کے بعد پڑھانے کا نام نہیں لیتا۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا
کہ اچھا کل آنا مولانا اگلے دن حاضر ہوئے شاہ صاحبؒ نے ہدایۃ النحو کا ایک سبق پڑھا دیا اور فرمایا کہ جاؤ اب
جس استاد سے پڑھو گے وہ انکار نہیں کرے گا۔ چنانچہ پھر ایسی مناسبت ہوئی اور ایسے چلے کہ بڑے بڑے علماء اُن
کے شاگرد ہوئے۔ (ارواح ثلثہ بحوالہ روایات الطیب، حکایت نمبر ۱۸۵)۔

اور جس کار پر مامور ہیں اُس میں کبھی کسی طرح کا حتی الوسع اُن سے قصور نہیں ہوا، مدرسہ میں اُن کی
ذات بابرکات سے اتنا فیض ہوا ہے کہ شاید کسی زمانے میں کسی استاد سے ایسا ہوا ہو۔

(تذکرہ طبقات الشعراء مولوی کریم الدین پانی پتی ص ۳۶۳۔)

استاذ العلماء کی ذات مرجع طلبا تھی، اکناف واطراف سے طلبا ان کی خدمت میں پہنچ کر علمی استفادہ کرتے تھے،
کالج کے علاوہ فارغ اوقات میں اُن کے گھر پر طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔

مولوی کریم الدین لکھتے ہیں۔

گھر اس کا قحط الرجال طلباء، مدرسہ اس کا مجمع علماء وفضلاء، صدہا شاگرد اس ذات بابرکات سے فیض اٹھا
کر اطراف واقطار ہندوستان میں فاضل ہو کر گئے، سوا درس دہی طلباء مدرسہ کے اپنے گھر پر بھی لوگوں کو ہر ایک علم
کی کتابیں پڑھاتے ہیں، تمام اوقات گرامی اُن کے تعلیم طلباء میں نصف شب تک منقسم ہیں، ان کی خدمت میں
صدہا طالب علم اطراف وجوار سے واسطے تعلیم پانے علوم کے حاضر ہوتے ہیں اور اُن کے حسن اخلاق سے یہ بعید
ہے کہ کسی طالب علم کی خاطر رنجیدہ کریں۔

(تذکرہ فرائد الدہر از مولوی کریم الدین ص ۴۰۳ بحوالہ مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸۱)

تذکرۃ الرشید میں حضرت گنگوہی کا یہ قول منقول ہے کہ:۔

ابتداءً ہم دہلی میں دوسرے اساتذہ سے پڑھتے تھے لیکن تسکین نہیں ہوتی تھی، کبھی سبق تھوڑا ہوتا تھا اور
کبھی شبہات کا جواب نہ ملتا تھا۔ مگر جب مولانا مملوک علی کی خدمت میں پہنچے تو اطمینان ہو گیا، اور بہت تھوڑے
عرصے میں کتابیں ختم کر لیں، گویا استاذ نے گھول کر پلا دیا، اس زمانے میں اچھے اچھے استاذ دہلی میں موجود تھے مگر
ایسے استاد کہ مطلب پوری طرح اُن کے قابو میں ہو اور انواع مختلفہ سے تقریر کر کے شاگرد کے ذہن نشین کر دیں

ایک ہمارے استاد مولانا مملوک علی اور دوسرے ہمارے اُستاد مفتی صدر الدین تھے، رحمۃ اللہ علیہما۔

حضرت مولانا مملوک علیؒ کی فراستِ علمی کی نسبت حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے لکھا ہے کہ۔

ان کے سامنے بے سمجھے چلنا مشکل تھا وہ طرز عبارت سے سمجھ لیتے کہ یہ مطلب سمجھا ہوا ہے یا نہیں

(سوانح قاسمی ص ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ

حضرت استاذ الاساتذہ کے تلامذہ کی تعداد کا استقصاء، بہت مشکل ہے، اُن کے شاگردوں میں

بڑے علماء مثل حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ

مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، مولانا احمد علی سہارنپوریؒ، حضرت مولانا شیخ محمد تھانویؒ، حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ

مولانا فضل الرحمٰن دیوبندیؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ، مولانا جمال الدین مدار المہام بھوپالؒ، مولوی کریم الدین

پتی مولف تذکرہ طبقات الشعراء شمس العلماء، ڈاکٹر ضیاء الدین ایل۔ ایل۔ بی۔ مولانا عالم علی مرادآبادی

سمیع اللہ دہلویؒ، مولانا عبد الرحمٰن پانی پتی وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

سوانح مولانا محمد احسن نانوتویؒ میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا مملوک علیؒ نے تحریر اقلیدس کے اول کے

مقالوں کا اور گیارہویں بارہویں مقالوں کا عربی سے ترجمہ کیا تھا، اس کے علاوہ ترمذی اور تاریخ یمینی کے

کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۸۷، ۱۸۸)

استاذ العلماء دہلی کالج میں علوم عربیہ کے استاد تھے، ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۱ء کو انتقال ہوا حضرت

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے قبرستان مہندیوں میں مسجد کے سامنے مدفون ہیں، قبر کا نشان موجود نہیں رہا۔

مولانا رشید الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ

مولانا رشید الدین خانؒ، حضرت شاہ رفیع الدینؒ کے شاگرد رشید تھے، معقول و منقول، خصوصاً عربی

میں یگانہ عصر تھے، شاہ صاحبؒ نے اُن کی تعلیم و تربیت بیٹے کی طرح کی تھی، ہر وقت اُن کی اصلاح و ترقی کی

سعی رہتی تھی، شاہ رفیع الدین کے بعد شاہ عبد العزیزؒ اور شاہ عبد القادرؒ نے ان کی اصلاح اور تعلیم و تربیت فرمائی۔

مولانا رشید الدین خان گو ہر فن میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ لیکن علم ہیئت اور ہندسہ میں اُن کو خاص

مہارت تھی، اور اس زمانے میں مشکل سے کوئی شخص ان فنون میں اُن کا مقابلہ کرنے کی جرأت کر سکتا تھا

فیضان دیوبند

مناظرے میں بھی ان کو زبردست کمال حاصل تھا۔ عربی زبان کے بے نظیر ادیب تھے۔

علم و فضل کے ساتھ مولانا رشید الدین صاحب کا زہد و تقویٰ بھی مسلم تھا، قناعت کی زندگی بسر کرتے

تھے، ایک مرتبہ عہدہ قضا پیش کیا گیا تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۸۲۵ء میں جب دہلی کا مشہور مدرسہ غازی

الدین دہلی کالج میں تبدیل ہو گیا تو اس میں عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ سو روپیہ ماہوار مشاہرہ ملتا تھا، فیاض

طبع تھے، بوقت ضرورت مند حاجتمندوں کی مدد کرتے تھے ۱۲۴۹ھ، ۱۸۳۳ء میں تقریباً ۷۰ سال کی عمر

میں انتقال فرمایا۔ (یہ حالات آثار الصنادید حصہ چہارم ص ۵۱ سے ماخوذ ہیں)

شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ رفیع الدینؒ، حضرت شاہ عبد العزیزؒ کے چھوٹے بھائی اور خاندان ولی اللّٰہی کے جلیل القدر

عالم تھے ۱۱۶۳ھ، ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوئے، شاہ عبد العزیزؒ آخر عمر میں جب بصارت کے جاتے رہنے سے اور

کثرت امراض کے باعث درس و تدریس سے معذور ہو گئے تو اپنی جگہ شاہ رفیع الدین کو مامور فرمایا، دور دور سے

علماء و طلباء شاہ صاحبؒ سے استفادہ کرنے کے لئے دہلی آتے تھے شاہ رفیع الدین کو ہر فن میں ید طولیٰ حاصل تھا،

اور ان کی یہ خصوصیت مشہور تھی کہ جس فن کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہی اُن کا

خاص فن ہے، ریاضیات کی نسبت شاہ عبد العزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''مولوی رفیع الدینؒ در ریاضیات چنداں ترقی کردہ اند کہ شاید موجد آن ہم بودہ باشد باز

(ملفوظات شاہ عبد العزیزؒ ص ۴۰ کمالات عزیزی ص ۵۶)

مولوی رفیع الدینؒ نے ریاضیات میں اس قدر ترقی کی کہ اس فن کے موجد نے بھی اس سے زیادہ نہ کی

ہوگی۔ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

در فن ریاضی مولوی رفیع الدین در ہندو ولایت نخواہد بود (ملفوظات شاہ عبد العزیزؒ ص ۶۲ کمالات عزیزی ص ۸۸)

مولوی رفیع الدینؒ کا فن ریاضی میں ہند اور ولایت میں مثل نہ تھا۔ آپ کی تصانیف میں اُردو ترجمہ

قرآن مجید، مقدمۃ العلم، تکمیل الاذہان اور اسرار المحبت اور قیامت نامہ بہت مشہور ہیں، ۱۲۳۳ھ، ۱۸۱۷ء میں

انتقال فرمایا اپنے خاندانی قبرستان میں آسودہ خواب ہیں۔

سر سید لکھتے ہیں:۔

"دیار ہندوستان کے جمیع فضلائے نامی ان ہی حضرت فیض موہبت کے مستفیضوں میں سے ہیں
فن کے ساتھ اس طرح کی مناسبت تھی کہ ایک وقت میں فنون متباینہ اور علوم مختلفہ کا درس فرماتے تھے، جب
تعلیم سے دوسرے کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں جامہ
کے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے، باوجود ان کمالات کے افاضہ باطن کا یہ حال تھا کہ جنید بغدادی اور حسن بصری
اُن کے وقت میں ہوتے تو بے شک و ریب اس میں اپنے تئیں کمترین مستفیدان تصور کرتے۔"

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نانوتویؒ ولی اللٰہی خوان علم کے آخری خوشہ چینیوں میں تھے ۱۲۴۸ھ ۱۸۳۲ء میں آپ
ولادت ہوئی، سہارنپور کے نواح میں ایک قدیم مردم خیز قصبہ نانوتہ ہے، (نانوتہ دیوبند سے جانب مغرب
کے فاصلے پر ایک قدیم قصبہ ہے، یہاں نویں صدی ہجری سے صدیقی شیوخ کا ایک ممتاز خاندان آباد ہے
حضرت نانوتوی کا نسبی تعلق اس خاندان سے ہے۔) اسی معدن سے یہ جوہر فرد نکلا جس کے انوار علم نے تیرھویں
صدی ہجری کے نصف آخر کی علمی، مذہبی مجالس کو منور و تاباں بنا دیا تھا ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حاصل کی
تعلیم کے بعد اُن کو دیوبند پہنچا دیا گیا، یہاں کچھ دنوں مولوی مہتاب علی کے مکتب میں پڑھا۔ پھر اپنے نانا کے
سہارنپور چلے گئے، جو وہاں وکیل تھے، سہارنپور میں مولوی نواز سے عربی صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں
۱۲ھ، ۱۸۴۳ء کے آخر میں اُن کو حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ اپنے ہمراہ دہلی لے گئے وہاں کافیہ شروع کیا
دوسری کتابیں پڑھیں۔

بعد ازاں انہیں دہلی کالج میں داخل کر دیا گیا، مگر حضرت نانوتویؒ نے سالانہ امتحان میں شرکت نہیں کی
حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ لکھتے ہیں۔

"والد مرحوم نے مولوی صاحب کو مدرسہ عربی (دہلی کالج جسے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے
مدرسہ عربی سرکاری لکھا ہے۔ پہلے یہ مدرسہ غازی الدین خاں کے نام سے موسوم تھا، اسے غازی الدین فیروز
جنگ اول (متوفی ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء) نے اپنی وفات سے چند سال قبل بیرون اجمیری دروازہ قائم کیا تھا، انتقال کے

بعد فیروز جنگ اول کو اسی مدرسے کے صحن میں دفن کیا گیا تھا ان کی قبر اب تک موجود ہے، یہ نظام الملک آصف جاہ
اول کے والد تھے۔ سابق ریاست حیدرآباد دکن کا حکمران خاندان ان ہی آصف جاہ اول کی جانب منسوب ہے۔
مدرسہ غازی الدین خان کی سنگ سرخ کی دو منزلہ عمارت اُس زمانے کے لحاظ سے بڑی پُر شکوہ اور
شاندار تھی۔ ۱۸۲۵ء ۱۲۴۱ھ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت نے اسے دہلی کالج میں تبدیل کر دیا، مسٹر جے، اینچ
ٹیلر اس کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۱۸۲۸ء ۱۲۴۴ھ میں دہلی کالج میں انگریزی کی کلاس کھولی گئی اور علوم جدیدہ کو
نصاب میں شامل کیا گیا، اس سے پہلے یہ قدیم مشرقی طرز کا ایک عربی مدرسہ تھا۔
۱۸۴۲ء، ۱۲۵۸ھ میں دہلی کالج کو اجمیری دروازے سے کشمیری دروازے کی ایک بڑی عمارت میں
منتقل کر دیا گیا، جہاں وہ ۱۸۵۷ء تک جاری رہا، ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ انقلاب میں کالج تباہ ہو گیا اور مسٹر ٹیلر ہلاک
ہو گئے، وہ تقریباً ۳۰ سال تک دہلی کالج سے منسلک رہے۔ ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء میں اینگلو عربک کالج کے نام سے
مدرسہ غازی الدین خان (دہلی کالج) کی قدیم عمارت میں از سر نو جاری کیا گیا۔
(ماخوذ واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم مولفہ بشیر الدین احمد مطبوعہ شمسی پریس آگرہ ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء
ص ۶۲، ۱۵۷، اب چند سال سے یہ کالج ڈاکٹر ذاکر حسین کالج کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے۔ سید محبوب رضوی)

سرکاری میں داخل کیا اور فرمایا کہ تم اقلیدس خود دیکھ لو اور قواعد حساب کی مشق کر لو، چند روز میں چرچا ہوا
کہ مولوی صاحب سب معمولی مقالے دیکھ چکے ہیں، اور حساب پورا کر لیا ہے، منشی ذکاء اللہ صاحب چند سوال
لائے، وہ نہایت مشکل تھے، اُن کو حل کر لینے پر مولانا کی بہت شہرت ہوئی، جب امتحان سالانہ کے دن ہوئے
مولوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا، سب اہل مدرسہ کو علی الخصوص ہیڈ ماسٹر صاحب کو جو
مدرس اول انگریزی تھے نہایت افسوس ہوا۔ (سوانح قاسمی ص ۱۴ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۳ء ۱۳۱۱ھ۔ یہ
ہیڈ ماسٹر کون تھے؟ مولوی عبدالحق اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں لکھتے ہیں۔ مسٹر ٹیلر نے دہلی کالج میں تیس برس
تک ہیڈ ماسٹری کی اور دو تین سال تک پرنسپل رہے۔ ص ۱۵۷۔ مسٹر ٹیلر ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں مارے گئے۔ اُن
کی ہیڈ ماسٹری کا آغاز ۱۸۲۵ء ۱۲۴۱ھ سے ہوا حضرت نانوتویؒ بغرض تعلیم ۱۲۵۹ھ ۱۸۴۳ء میں دہلی گئے تھے
اس لئے اس وقت یہی ٹیلر ہیڈ ماسٹر ہو سکتے ہیں۔)

دہلی کالج میں داخلے سے پہلے مولانا مملوک علیؒ سے منطق و فلسفہ و کلام کی کتابیں میرزاہد قاضی مبارک،

صدرا، شمس بازغہ وغیرہ اُن کے مکان پر پڑھ چکے تھے، آخر میں اس حلقہ درس میں حاضر ہوئے جو علوم قرآن و حدیث میں سارے ہندوستان میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا، حضرت شاہ ولی اللہ کی مسندِ علم پر حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ رونق افروز تھے، اُن سے علم حدیث کی تحصیل کی، زمانہ طالب علمی ہی میں ان کی ذہانت علم و فضل اور فہم و فراست کی شہرت عام ہوگئی تھی۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کے ہم عصر سرسید نے زمانہ طالب علمی میں اُن کی ذہانت علم و فضل، زہد و تقویٰ اور فہم و فراست کی نسبت اپنے تاثرات کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

لوگوں کو خیال تھا کہ بعد جناب مولوی محمد اسحاق صاحب کے کوئی شخص اُن کی مثل ان تمام صفات میں پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ مگر مولوی محمد قاسم صاحبؒ نے اپنی کمال نیکی، دینداری اور تقویٰ اور ورع اور مسکینی سے ثابت کر دیا کہ اس دلی کی تعلیم و تربیت کی بدولت مولوی محمد اسحٰق صاحب کی مثل اور شخص کو بھی خدا نے پیدا کیا ہے بلکہ چند باتوں میں اُن سے زیادہ۔

بہت لوگ زندہ ہیں جنہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب کو نہایت کم عمر میں دلی میں تعلیم پاتے دیکھا ہے۔ انہوں نے جناب مولوی مملوک علی صاحب مرحوم سے تمام کتابیں پڑھی تھیں۔ ابتداء ہی سے آثار تقویٰ اور ورع اور نیک بختی اور خدا پرستی کے اُن کے اوضاع اور اطوار سے نمایاں تھے اور یہ شعر اُن کے حق میں بالکل صادق تھا۔

بالائے سرش زہوشمندی   می تافت ستارہ بلندی

زمانہ تحصیل علم میں جیسے کہ وہ ذہانت اور عالی دماغی اور فہمی و فراست میں معروف و مشہور تھے ویسے ہی نیکی اور خدا پرستی مین بھی زباں زد اہلِ فضل و کمال تھے، اُن کو جناب مولوی مظفر حسین صاحب کی صحبت نے اتباع سنت پر بہت زیادہ راغب کر دیا تھا اور حاجی امداد اللہؒ کے فیض صحبت نے اُن کے دل کو ایک نہایت اعلیٰ رتبہ کا دل بنا دیا تھا، خود بھی پابند شریعت و سنت تھے اور لوگون کو بھی پابندِ شریعت و سنت کرنے میں زائد از حد کوشش کرتے تھے باایں ہمہ عام مسلمانوں کی بھلائی کا بھی ان کو خیال تھا، انہی کی کوشش سے علوم دینیہ کی تعلیم کے لئے نہایت مفید مدرسہ دیو بند میں قائم ہوا، اور ایک نہایت عمدہ مسجد بنائی گئی، علاوہ اس کے اور چند مقامات میں بھی اُن کی سعی اور کوشش سے مسلمانی مدرسے قائم ہوئے، وہ کچھ خواہش پیر و مرشد بننے کی نہیں کرتے تھے لیکن ہندوستان میں اور خصوصاً اضلاع شمال و مغرب میں ہزار ہا آدمی اُن کے معتقد تھے اور اُن کو اپنا پیشوا اور مقتدا جانتے تھے۔

مسائل خلافیہ میں بعض لوگ اُن سے ناراض تھے اور بعضوں سے وہ ناراض تھے، مگر جہاں تک ہماری سمجھ ہے ہم مولوی محمد قاسم صاحبؒ کے کسی فعل کو خواہ کسی سے ناراضی کا ہو خواہ کسی سے خوشی کا ہو کسی طرح ہوائے نفسانی یا ضد اور عداوت پر محمول نہیں کر سکتے، ان کے تمام کام افعال جس قدر کے تھے بلاشبہ للہیت اور ثواب آخرت کی نظر سے تھے اور جس بات کو وہ حق اور سچ سمجھتے تھے اُس کی پیروی کرتے تھے، اُن کا کسی سے ناراض ہونا صرف خدا کے واسطے تھا اور کسی سے خوش ہونا بھی صرف خدا کے واسطے تھا، کسی شخص کو مولوی محمد قاسمؒ اپنے ذاتی تعلقات کے سبب اچھا یا برا نہیں جانتے تھے۔ بلکہ صرف اس خیال سے کہ وہ برے کام کرتا ہے یا بری بات کہتا ہے، خدا کے واسطے جانتے تھے۔ مسئلہ حب اللہ اور بغض فی اللہ کا خاص اُن کے برتاؤ میں تھا، ان کی تمام خصلتیں فرشتوں کی سی خصلتیں تھیں، ہم سب دل سے اُن کے ساتھ محبت رکھتے تھے اور ایسا شخص جس نے ایسی نیکی سے اپنی زندگی بسر کی ہو بلاشبہ نہایت محبت کے لائق ہے۔

اس زمانے میں سب لوگ تسلیم کرتے ہیں اور شاید وہ لوگ بھی جو اُن سے بعض مسائل میں اختلاف کرتے تھے۔ تسلیم کرتے ہوں گے کہ مولوی محمد قاسم اس دنیا میں بے مثل تھا، اُن کا پایہ اس زمانے میں شاید معلومات علمی میں شاہ عبدالعزیزؒ سے کچھ کم ہو الا اور تمام باتوں میں اُن سے بڑھ کر تھا، مسکینی اور نیکی اور سادہ مزاجی میں اگر ان کا پایہ مولوی محمد اسحٰق سے بڑھ کر نہ تھا تو کم بھی نہ تھا در حقیقت فرشتہ سیرت اور ملکوتی خصلت کے شخص تھے اور ایسے شخص کے وجود سے زمانہ کا خالی ہو جانا ان لوگوں کے لئے جو ان کے بعد زندہ ہیں نہایت رنج اور افسوس کا باعث ہے۔ ا۔ (مضمون سرسید مندرجہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء میں ۳۶۷ و ۳۶۸ تفصیل کے لئے دیکھئے راقم سطور کا مضمون حضرت نانوتوی سرسید کی نظر میں مشمولہ سوانح قاسمی جلد سوم)

تحصیل علم کے بعد مولانا نانوتویؒ نے ذریعہ معاش کے لئے حضرت مولانا احمد علی محدث، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری ۱۲۲۵ھ ۱۸۱۰ء میں سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ (حضرت مولانا مملوک علی اور مولانا وجیہ الدین سے پڑھا۔ حدیث کی تحصیل مکہ مکرمہ میں حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ سے اس طرح کی کہ روزانہ فجر سے ظہر تک حرم میں بیٹھ کر پہلے احادیث کی نقل کرتے اور ظہر کے بعد عصر تک شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر نقل کی ہوئی احادیث کی سماعت کرتے تھے، حدیث کی تمام کتابیں شاہ صاحبؒ سے اسی طرح سے پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ہندوستان واپس آ کر حدیث نبوی کے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ اپنے مطبع

احمدی سے ۱۲۶۵ھ، ۱۸۴۸ء میں جامع ترمذی طبع کرائی ۱۲۷۰ھ، ۱۸۵۳ء میں صحیح بخاری اور ۱۲۷۱ھ، ۱۸۵۴ء
مشکوۃ المصابیح کے قلمی نسخوں کو صحیح کر کے نہایت اہتمام کے ساتھ چھپوایا ان کتابوں پر حاشیے لکھے صحیح بخاری کی تح
تحشیہ میں دس سال صرف ہوئے، ہندوستان میں حدیث کی یہ پہلی کتابیں ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہوئیں
ساری عمر حدیث کے درس اور کتب احادیث کی طباعت میں گزری وہ اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم اور
محدث تھے، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری اور شبلی جیسے یگانہ روزگار علماء اُن کے
تلمذ میں شامل تھے۔ بقول شبلی اس زمانے کے اکثر بڑے بڑے علماء احناف ان کے شاگرد تھے۔

محدث سہارنپوری کا ذریعہ معاش پریس اور تجارت کتب تھا، دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیا
دولت سے بھی مالا مال کیا تھا، غرباء اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے، اخیر عمر میں مدرسہ مظاہر
سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے، نہایت متواضع، منکسر المزاج اور سیر چشم تھے، مدرسہ مظاہر
سہارنپور کی ترقی میں اُن کی علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔ مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔
۶ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ، ۱۸۸۰ء بروز شنبہ سہارنپور میں وفات پائی، عیدگاہ کے قریب اپنے آ
قبرستان میں آسودہ خواب ہیں۔

محدث سہارنپوری کے تفصیلی حالات کے لئے راقم سطور کے مضمون مطبوعہ ماہنامہ برہان دہلی بابت
نومبر ۱۹۷۲ء سے مراجعت کی جائے۔ سید محبوب رضوی)

سہارنپوری کے مطبع احمدی (مطبع احمدی دہلی سے کتب حدیث کی طبع و اشاعت کا بڑا کام انجام پایا یہ
ہندوستان میں سب سے پہلا مطبع ہے جس میں کتب حدیث طبع ہوئیں، چنانچہ ۱۲۶۵ھ، ۱۸۴۸ء میں جامع ترمذی
۱۲۷۰ھ، ۱۸۵۳ء میں صحیح بخاری اور ۱۲۷۱ھ، ۱۸۵۴ء میں مشکوۃ المصابیح نہایت اہتمام سے شائع ہوئیں۔
مطبع کو حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نے حجاز سے واپس آکر ۱۲۶۲ھ، ۱۸۴۵ء میں قائم کیا تھا۔ ۱۸۵۷ء
انقلاب کے بعد یہ مطبع میرٹھ منتقل ہو گیا، مطبع احمدی کی چھپی ہوئی صحیح بخاری اور مشکوۃ المصابیح کے نسخے راقم
نے کتب خانہ دارالعلوم میں دیکھے ہیں، ان کے حواشی کے متعلق میرا خیال ہے کہ یہ خود حضرت محدث سہارنپوری
نے اپنے قلم سے لکھے ہیں، البتہ متن حدیث کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ سید محبوب رضوی) دہلی میں اپنے
تصحیح کتب کا کام اختیار کیا، اسی زمانے میں حضرت مولانا احمد علی کی فرمائش پر صحیح بخاری کے آخری چند پاروں

حاشیہ بھی تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی لکھتے ہیں۔

جناب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تحشیہ اور تصحیح بخاری شریف کے پانچ چھ پارے آخر کے باقی
تھے مولوی صاحب کے سپرد کیا مولوی صاحب نے اس کو ایسا لکھا ہے کہ اب دیکھنے والے دیکھیں گے کہ اس سے بہتر اور
کیا ہو سکتا ہے، اس زمانے میں بعض لوگوں کہ مولوی صاحب کے کمال سے آگاہ نہ تھے جناب مولوی احمد علی صاحب کو
بطور اعتراض کہا تھا کہ آپ نے یہ کیا کام کیا آخر کتاب کو ایک نئے آدمی کے سپرد کیا اس پر مولوی احمد علی صاحب نے
فرمایا تھا کہ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ بدون سمجھے بوجھے ایسا کروں اور پھر مولوی صاحب کا تحشیہ دکھلایا، جب لوگوں
نے جانا اور وہ جگہ بخاری میں سب جگہ سے مشکل ہے، علی الخصوص تائید مذہب حنفیہ کا جو اول سے التزام ہے اور اس جگہ
امام بخاری نے اعتراض مذہب حنفیہ پر کئے ہیں اور اُن کے جواب لکھنے معلوم ہے کہ کتنے مشکل ہیں اب جس کا جی
چاہے اس جگہ کو دیکھ لے اور سمجھ لے کر کیسا حاشیہ لکھا ہے اور اس حاشیہ میں یہ بھی التزام تھا کہ کوئی بات بے سند کتاب
کے محض اپنے فہم سے نہ لکھی جائے۔ (سوانح قاسمی ص ۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۴ء۔

حضرت نانوتوی کی کسی سوانح میں اس کی صراحت موجود نہیں ہے کہ انہوں نے تعلیم سے کب فراغت
حاصل کی؟ اور صحیح بخاری کی تصحیح اور تحشیہ کا واقعہ کس سن میں پیش آیا؟

سوانح قاسمی سے اجمالی طور پر صرف اتنی بات کا پتہ چلتا ہے کہ مروجہ نصاب کی تحصیل کے بعد انہوں نے
مطبع احمدی دہلی میں تصحیح کا کام شروع کر دیا تھا، اس عرصے ۱۲۶۷ھ، ۱۸۵۱ء کے اواخر میں حضرت مولانا مملوک علی
کا انتقال ہو گیا، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی سوانح قاسمی میں لکھتے ہیں۔

اس عرصے میں والد مرحوم کا ۱۱ ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ، ۱۸۵۱ء کو انتقال ہو گیا، بعد انتقال والد مرحوم احقر اپنے
مکان مملوک میں جا رہا، مولوی صاحب (حضرت مولانا محمد قاسم) بھی میرے پاس آ رہے، کوٹھے پر ایک جھلنگا پڑا
ہوا تھا اس پر پڑے رہتے تھے، ایک سال کے قریب بعد انتقال والد مرحوم احقر دہلی رہا، پھر اجمیر کی نوکری کے سبب
دلی چھوٹی مولوی صاحب چند روز تنہا اس مکان میں رہے، پھر چھاپہ خانہ میں رہے، پھر دار البقاء میں چند روز
رہے، اس زمانے میں جناب مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری نے تحشیہ اور تصحیح بخاری شریف کی پانچ چھ پارے
آخر کے باقی تھے مولوی صاحب کے سپرد کیا۔ (سوانح قاسمی ص ۹ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

حاشیہ بخاری کا زمانہ تحریر

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے بیان واقعہ کی ترتیب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۱۲۶۷ھ
سے قبل حضرت نانوتویؒ تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے، ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ ۱۸۵۱ء کے بعد ایک سال کے قریب
نے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے ساتھ مکان پر گزارا۔ ۱۲۶۸ھ ۱۸۵۲ء کے آخر میں جب وہ
اجمیر چلے گئے تو کچھ دن دوسرے مقامات میں رہے، اور اسی زمانے میں تحشیہ کا کام اُن کے سپرد ہوا۔

حضرت نانوتویؒ کے رفیق درس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق یقینی طور پر معلوم ہے کہ دہلی
ان کا قیام چار سال رہا اور ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۸ء) میں وہ فارغ ہو کر وطن چلے گئے۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۳۵
اس لئے حضرت نانوتویؒ کا سن فراغت بھی یہی سال ۱۲۶۵ھ ہو سکتا ہے۔ اس طور پر گویا اپنی عمر
سترھویں سال میں وہ تعلیم سے فارغ ہو چکے تھے۔

صحیح بخاری کا جو نسخہ ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء میں دہلی کے مطبع مجتبائی میں چھپا ہے، اس کے آخر میں لکھا ہے کہ
"در سنہ ۱۲۷۰ھ ۱۸۵۳ء طبع کنانیدہ واشاعت عام فرمودند بعد ازاں صاحبزدگان ایشاں کہ از علوم
عقلیہ واخلاق محمدیہ بہرہ وافی دارند در ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۷ء باز در ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء حلیہ طبع پوشانیدند۔

حیات شبلی میں ہے کہ صحیح بخاری پہلی مرتبہ ۱۲۶۷ھ ۱۸۵۰ء میں چھپی تھی، لکھا ہے کہ۔
مولانا سہارنپوریؒ کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ حدیث کی قلمی کتابوں کو سخت محنت سے صحیح کر کے چھاپ کر
کیا، چنانچہ ۱۲۶۵ھ ۱۸۴۸ء میں جامع ترمذی اور ۱۲۶۷ھ ۱۸۵۰ء میں صحیح بخاری شائع کی شبلی کہتے تھے کہ
مرحوم نے بیس برس کامل بخاری کی تصحیح وتحشیہ میں بسر کئے۔ (حیات شبلی طبع ثانی ص ۸۵ مطبوعہ دار المصنفین اعظم گڑھ

راقم سطور کے نزدیک صحیح بخاری کا سن طباعت جو مجتبائی ایڈیشن میں لکھا گیا ہے زیادہ قرین صحت
صحیح بخاری کے آخر میں جو مادہ تاریخ درج ہے اس میں لکھا ہے۔ (هذا مادة تاريخ ختم الطبع اسم
المولوى محمد عمر بن المولوى احمد سعيد المجددى قد طبع الصح كتب بعد كتب الله ۱۲۷۰

۳۔ مطبع مجتبائی دہلی، ہندوستان کا مشہور مطبع رہا ہے، اس مطبع کو اولاً منشی ممتاز علی نے میرٹھ میں قائم کیا تھا
۱۲۷۳ھ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ خیز انقلاب میں مطبع احمدی دہلی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت نانوتویؒ کی تصحیح

تعلق اس مطبع سے قائم ہو گیا تھا۔ ۱۲۸۵ھ، ۱۸۶۸ء میں منشی صاحب حج کے لئے گئے تو مطبع مجتبائی کے حقوق
مولوی عبدالہادی صاحب (وفات ۱۹۱۴ء) نے حاصل کر لئے۔ مولوی عبدالہادی صاحب نے منشی ممتاز علی کی اشرفی
والی حمائل شریف کا چربہ چھاپا اس کے علاوہ ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلوی اور شاہ صاحب کی ایک دوسری کتاب
میزان البلاغہ وغیرہ شائع کیں۔ اُن کے بعد ان کے فرزند مولانا قاضی بشیر الدین صاحب (وفات ۱۹۳۵ء) اس
مطبع کو چلاتے رہے اور بعض مفید کتابیں تذکرہ عزیزیہ وغیرہ طبع ہوئیں۔ ملک کے تقسیم کے بعد یہ مطبع بند ہو گیا۔
۱۲۸۶ھ، ۱۸۶۹ء میں منشی ممتاز علی نے حج سے واپس آ کر میرٹھ کے بجائے دہلی میں مطبع مجتبائی از سر نو
قائم کیا۔ ۱۳۰۴ھ، ۱۸۸۶ء میں منشی صاحب ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے، اور اپنا مطبع مولوی عبدالاحد صاحب کو
پانچ سو روپے میں فروخت کر دیا۔ ۱۹۲۰ء، ۱۳۳۹ھ میں مولانا عبدالاحد کے انتقال کے بعد مطبع مجتبائی ان کے کئی
فرزندوں میں تقسیم ہو گیا۔ ۱۳۶۶ھ میں جب اس خاندان کے افراد پاکستان چلے گئے تو مطبع ختم ہو گیا، مطبع مجتبائی
دہلی میں جامع مسجد کے قریب محلہ چوڑی والان میں واقع تھا۔

مولوی عبدالاحد مرحوم نے مطبع مجتبائی دہلی کو بہت ترقی دی، اس مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں صحت کے لحاظ
سے بڑی قابل قدر سمجھی جاتی تھیں۔ لوگ مطبع مجتبائی کی مطبوعات کو تلاش کر کے فراہم کرتے تھے۔

مطبع مجتبائی دہلی سے عربی، فارسی اور اُردو کی ہزاروں کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں۔ درس نظامی کی تقریباً
سبھی کتابیں اس مطبع میں چھپی تھیں۔ غرض کہ اس مطبع نے اسلامی علوم وفنون کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔

مطبع مجتبائی میں جید اور مستند علماء تصحیح وتالیف اور حواشی کا کام انجام دیتے تھے۔ مولانا محمد احسن نانوتویؒ،
مولانا محمد منیر نانوتویؒ، مولانا نظام الدین کیرانوی، مولوی خلیل الرحمٰن برہانپوری، مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد بیگ
کے نام قابل ذکر ہیں۔

یوسف بخاری دہلوی نے لکھا ہے کہ مطبع نول کشور لکھنو کے بعد اگر کسی مطبع نے لازوال شہرت پائی تو وہ
واحد مطبع مجتبائی دہلی تھا۔ سینکڑوں مذہبی، تاریخی اور ادبی کتابوں کے درجنوں ایڈیشن اور لاکھوں نسخے چھاپ
ڈالے۔ یہ ایسا عظیم کارنامہ ہے کہ آج ہمارے کتب خانے مختلف علوم وفنون کی کتابوں سے معمور نظر آتے ہیں۔
(مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۶۱ وسوانح قاسمی اور یہ دلی ہے از یوسف بخاری دہلوی ص ۱۰۳) سید محبوب رضوی

مذکورہ بالا تفصیلات کی رو سے ۱۲۶۹ھ ۱۸۵۲ء ہی وہ زمانہ ہو سکتا ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے صحیح

بخاری کے آخری پانچ یا چھ پاروں کی تصحیح کی اور تحشیہ لکھا ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا سال ولادت ۱۲۴۸ھ، ۱۸۳۲ء ہے، اس لئے تصحیح اور حاشیے کی تحریر کے وقت اُن کی عمر زیادہ سے زیادہ اکیس سال ہوتی ہے۔ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے مبہم طور پر بائیس، تیئیس سال کی بتائی ہے۔ لکھا ہے کہ غالباً بائیس تیئیس سال سے زیادہ حضرت والا کی عمر نہ ہوگی۔

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۵۱ مطبوعہ نیشنل پریس دیوبند)

جو لوگ حضرت نانوتویؒ کی عبقریت سے واقف نہ تھے ان کو صحیح بخاری کی تصحیح وتحشیہ کا جیسا اہتمام بالشان علمی کام ایک نو عمر کے سپرد کئے جانے پر تعجب ہونا ہی چاہیے تھا، مگر حضرت مولانا احمد علیؒ کی بالغ نظر نے اپنے اس شاگرد کی غیر معمولی ذہانت وذکاوت اور تبحر علم کو کما حقہ پہچان لیا تھا۔

حضرات گرامی بندہ ناچیز کی معلومات کے مطابق برصغیر میں جس حاشیہ کے ساتھ بخاری شریف چھپ رہی ہے وہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حاشیہ کے ساتھ چھپ رہی ہے اندازہ فرمائیے۔ کہ علمائے اہلسنت دیوبند کا کس قدر یہ دینی اور علمی فیضان ہے اور یہ صدقہ جاریہ کس قدر ان حضرات علماء دیوبند کے ارفع درجات کا موجب اور حضرات علماء کے صحیح بخاری شریف سے استفادہ کا ذریعہ ہے اور اللہ تعالیٰ تا قیامت علمائے دیوبند کے اس صدقہ جاریہ کو جاری رکھے۔

رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

درسِ حدیث کا طریقہ

درس حدیث میں مذہب حنفیہ کے اثبات وترجیح کا وہ طریقہ اور تنقیحات وتشریحات کا وہ انداز جو آج دار العلوم دیوبند کا طرہ امتیاز ہے اور کم وبیش مدارس عربیہ کے دروسِ حدیث میں مروج ومتداول ہے اسے فروغ دینے میں حضرت نانوتویؒ کا بڑا حصہ ہے۔ تیرہویں صدی ہجری کے وسط تک درس حدیث میں صرف حدیث کا ترجمہ اور مذاہب اربعہ کا بیان کر دینا کافی سمجھا جاتا تھا، مگر جب غیر مقلدین کی جانب سے احناف پر شدومد کے ساتھ یہ الزام لگایا گیا کہ ان کا مذہب حدیث کے مطابق نہیں ہے تو حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ اور اُن کے بعض تلامذہ نے مذہب حنفی کے اثبات وترجیح پر توجہ فرمائی، دارالعلوم میں حضرت نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ اور دوسرے حضرات نے

اس کو یہاں تک فروغ دیا کہ آج حدیث کی کوئی معروف درس گاہ اس سے خالی نظر نہیں آتی۔

حضرت نانوتویؒ کے درس سے کما حقہ استفادہ صرف وہی طلباء کر سکتے تھے جو خود ذی استعداد اور ذہین وذکی ہوں۔ نیز پہلے سے کتاب کا بغور مطالعہ کر چکے ہوں۔ حضرت نانوتویؒ کی ذہانت وذکاوت وبالغ نظری اور قوت استدلال کا فی الجملہ اندازہ اُن کی تصانیف سے کیا جا سکتا ہے۔ اُن کا یہ قول تھا کہ کتاب وسنت کے تمام احکام سراسر عقلی ہیں، البتہ ہر شخص کی عقل کو وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی، حکیم منصور علی خان مرادآبادی جو حضرت نانوتویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اپنی تصنیف مذہب منصور میں حضرت کے درس وتقریر کی خصوصیات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت نانوتویؒ جب کسی اہم اور مشکل مسئلہ کو جمہور کے تصورات کے خلاف ثابت فرماتے تو بڑے بڑے ارباب علم وفضل حیران اور انگشت بدنداں رہ جاتے تھے جو حکم ظاہر میں قطعاً بے دلیل و برہان معلوم ہوتا وہ تقریر کے بعد عقل کے عین مطابق معلوم ہونے لگتا تھا۔ آپ کے پیش کردہ دلائل کے خلاف بڑے بڑے ارباب علم وفضل کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ (مذہب منصور جلد دوم ص ۱۷۸)

ارواح ثلاثہ میں حضرت شیخ الہندؒ کا یہ بیان مذکورہ ہے، فرماتے ہیں۔

میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تصنیفات دیکھ کر حضرت نانوتویؒ کے درس میں حاضر ہوتا تھا اور وہ باتیں پوچھتا تھا جو شاہ صاحبؒ کی تصنیفات میں غائت مشکل ہوتی تھیں، شاہ صاحبؒ کے یہاں جو آخری جواب ہوتا تھا وہ حضرت اول ہی مرتبہ فرما دیتے تھے، میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا۔ (ارواح ثلاثہ حکایت نمبر۲۴۴ ص۲۷۴)

دارالعلوم کے ابتدائی زمانے میں چند دن چھتہ کی مسجد میں اقلیدس کا درس دیا ہے، دورانِ درس میں جب طلباء کو کسی شکل کے سمجھانے کی ضرورت پیش آتی تو بغیر آلات کی مدد کے انگلی سے زمین پر شکل کھینچ کر سمجھا دیتے تھے، دراں حالیکہ ریاضی اور اقلیدس کا مطالعہ آپ نے دہلی کالج میں بغیر استاذ کی رہنمائی کے بطور خود کیا تھا حضرت نانوتویؒ کا درس بالعموم مطابع ہی کی چہار دیواری میں ہوتا تھا جس میں صرف خاص خاص لوگ شریک ہوتے تھے آپ کے فیض تعلیم نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا احمد حسن امروہیؒ اور مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ وغیرہ ہم جیسے باکمال نامور علماء کی ایسی جماعت پیدا کی جس کی نظیر حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے بعد نظر نہیں آتی اور پھر دارالعلوم جیسے مرکزی تعلیمی ادارے کے ذریعے سے علوم دینیہ کا نظام قائم کیا جواب اپنی گوناگوں نوعیت کے لحاظ سے ایشیا کی سب سے بڑی دینی درس گاہ ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کی تعلیم وتدریس کی چند خصوصیات نہایت اہم ہیں۔ ایک بڑی خصوصیت یہ ہے
کہ انہوں نے درس وتدریس کو کبھی حصول معاش کا ذریعہ نہیں بنایا دولت مند نہ ہونے کے سبب سے مجبوراً
معاش کے لئے ملازمت اختیار کی، مگر تعلیمی کے بجائے مطبع میں تصحیح کتب کی، اور پھر تنخواہ میں بھی عام
برخلاف اضافے کے بجائے تخفیف پر اصرار فرماتے تھے اور اس قدر کم تنخواہ پر قناعت فرماتے جس میں بمشکل
بمشکل گزر کیا جا سکے دس پندرہ روپے سے زیادہ کبھی تنخواہ لینا قبول نہ کیا، وقت کا بڑے سے بڑا عہدہ جو کسی
ہندوستانی کو دیا جا سکتا تھا وہ بقول حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ آپ کی چشم وابرو کے ادنی اشارہ پر قربان
تھا۔ چنانچہ آپ کے تعلیمی زمانے کے معاصرین جو علمی استعداد میں آپ سے کہیں فروتر تھے محکمہ تعلیم میں بڑے
بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہو گئے۔ مگر آپ نے تعلیمی ملازمت قبول کرنا پسند نہیں فرمایا، آپ کے والد محترم
زمین رکھتے تھے اور یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بیٹا لکھ پڑھ کر جب عالم بن جائے گا تو معقول تنخواہ کی کوئی ملازمت
مل جائے گی مولانا کے معاصرین جب اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے اور مولانا نے ملازمت کی جانب التفات نہ
فرمایا تو والد کو بہت افسوس ہوا اور بر سبیل شکایت حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ سے عرض کیا کہ میرے یہی ایک
بیٹا تھا اور اس سے بہت کچھ امیدیں وابستہ تھیں کچھ کماتا اور نوکری کرتا تو ہمارا افلاس دور ہو جاتا، خدا جانے آپ
نے کیا کر دیا کہ نوکری کے لئے تیار نہیں ہوتا، حضرت حاجی صاحبؒ اس وقت تو سن کر چپ ہو رہے، مگر دوسرے
وقت کہلا بھیجا کہ تم تنگی کی شکایت کرتے ہو، حق تعالیٰ ان کو نوکری کے بغیر ہی اتنا کچھ عنایت فرمائے گا کہ نوکری سے
اچھے رہیں گے اور بڑے بڑے عہدے والے اُن کی خدمت پر فخر کیا کریں گے۔

علوم عربیہ کی تعلیم وتعلم، مدارس اور جماعت بندی وغیرہ کا جو طریقہ آج مروج ومتداول ہے۔ علماء
سلف کا طریق اس سے مختلف تھا، عام طور پر علماء اپنے مکانوں اور مساجد میں بیٹھ کر بطور خود لوجہ اللہ تعلیم دیتے تھے
حصول معیشت کے لئے تجارتی کاروبار کرتے یا متوکلانہ زندگی گزارتے تھے، اکثر یہ بھی ہوتا تھا کہ ایسے علماء جو بغیر
کسی کاروبار معیشت کے متوکلانہ تعلیم وتدریس میں مشغول رہتے تھے حکومت کی جانب سے اُن کے لئے معقول
وظائف مقرر ہو جاتے تھے، حضرت نانوتویؒ نے حالات کی سخت ناساعدت کے باوجود سلف کی اس متاع عزیز کو
جس ہمت واستقلال اور استغنائے قلب کے ساتھ برقرار رکھا وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ حضرت حاجی صاحب آپ
کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے میں کبھی ایسے لوگ ہوا کرتے تھے۔ اب مدتوں سے نہیں ہوتے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت نانوتویؒ نے ذریعہ معاش کے لئے مطبع احمدی دہلی میں تصحیح کتب
کا کام اختیار فرمایا اور پھر آخر تک یہی ذریعہ معاش رہا، تصحیح کتب کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا سلسلہ بھی ہمیشہ
جاری رہا صحاح ستہ کے علاوہ مثنوی مولانا رومؒ اور دوسری کتابیں بھی پڑھاتے تھے، مگر درس کسی مدرسے کے بجائے
مطبع کی چہار دیواری، مسجد یا مکان پر ہوتا تھا۔ جہاں خاص خاص تلامذہ زانوئے ادب طے کرتے تھے۔

تواضع اور استغناء

مزاج میں استغناء اور عجز وانکسار اس درجے کا تھا کہ علماء کی مخصوص وضع جبہ ودستار وغیرہ کا کبھی استعمال
نہیں کیا، تعلیم سے بہت گھبراتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ اس نام کے علم نے خراب کیا ورنہ اپنی وضع کو ایسی خاک
میں ملاتا کہ کوئی یہ بھی نہ جانتا کہ قاسم نامی کوئی شخص پیدا بھی ہوا تھا۔ جن امور میں نمایاں ہونے کا موقع ہوتا ان
سے عموماً دور رہتے تھے۔ سوانح قاسمی ص ۱۰۔

۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی کے بعد مطبع مجتبائی میرٹھ میں تصحیح کتب کی
ملازمت کرلی، ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء تک اسی مطبع سے وابستہ رہے، اسی زمانے میں دوسری مرتبہ حج کے لئے جانا ہوا
اور اس کے بعد مطبع ہاشمی میرٹھ سے تعلق قائم ہو گیا، اس دوران میں درس وتدریس کا مشغلہ برابر جاری رہا مگر کسی
مدرسہ کی ملازمت کبھی پسند نہیں کی، سوانح مخطوطہ کے مصنف نے لکھا ہے۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ مدرسہ اسلامی دیوبند آپ ہی کا ساختہ پرداختہ ہے اور کیا کچھ اس کا کارخانہ ایک
چھوٹی سی سرکار، مگر ہرگز کسی چیز سے نفع نہیں اٹھایا، اوائل میں اہل شوریٰ نے درخواست کی کہ آپ بھی اس مدرسہ کی
مدرسی قبول فرمایئے اور اس کے عوض کسی قدر تنخواہ، مگر قبول نہ فرمایا اور کبھی کسی طور اور ڈھنگ سے ایک حبہ تک کے
لئے مدرسے سے روادار نہ ہوئے۔ حالانکہ رات دن مدرسے کی خوش اسلوبی میں مصروف رہتے اور تعلیم میں مشغول
، اور اگر کبھی مدرسے کے قلم دوات سے اپنا کوئی خط لکھ لیتے تو فوراً ایک آنہ مدرسے کے خزانہ میں داخل کر
دیتے۔ (سوانح مخطوطہ بحوالہ سوانح قاسمی جلد ا ص ۵۳۶)

تحفظ اسلام کی خدمات اور اجرائے مدارس

حضرت نانوتویؒ کا سب سے بڑا اور عظیم کارنامہ ہندوستان میں علوم دینیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تعلیمی

تحریک کا احیاء اور مدارس دینیہ کے لئے وہ راہنما اصول وضع کرتا ہے جن پر مدارس دینیہ کی بقاء کا انحصار ہے
کی توجہ اور ترغیب سے مختلف مقامات پر دینی مدارس جاری ہو گئے چنانچہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر، گلاوٹھی ضلع
، کیرانہ ضلع مظفر نگر، وان پور ضلع بلند شہر اور میرٹھ و مراد آباد وغیرہ میں مدارس قائم ہو گئے، جن میں سے اکثر اب
موجود ہیں اور اپنے گردونواح میں علمی اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہندوستان میں انگریزی اقتدار کے دوش بدوش عیسائیت نے بھی بڑا فروغ حاصل کیا تھا، اور
صورت سے ہندوستان کے لوگوں خصوصاً مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی زبردست کوشش کی گئی۔ کمپنی کی
اعانت سے ملک کے طول وعرض میں مسیحی تبلیغ وتنظیم کے آثار قائم کئے گئے اور انقلاب ۱۸۵۷ء، ۱۲۷۴ھ کے بعد
اس سلسلے کو بڑی وسعت ہوئی پادری بازاروں میلوں اور عام مجمعوں میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اعتراضات کرنے لگے، حضرت نانوتویؒ نے دلی کے قیام کے زمانے میں جب یہ صورحال دیکھی تو اپنے
شاگردوں سے فرمایا کہ وہ بھی اسی طرح کھڑے ہوکر بازاروں میں وعظ کہا کریں اور پادریوں کا رد کریں، ایک دن
خود بھی بغیر تعارف اور اظہار نام مجمع میں پہونچے اور پادری تاراچند سے مناظرہ کیا اور اُس کو سر بازار شکست دی
اس کے بعد اُن کا تعارف مشہور مناظر اسلام مولانا ابوالمنصور ناصرالدین علی دہلوی (وفات ۱۳۲۰ھ، ۱۹۰۲ء) سے
ہوا یہ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ تا جمادی الثانیہ ۱۲۹۲ھ کے درمیان کا واقعہ ہے۔

اس زمانے میں حضرت نانوتویؒ منشی ممتاز علی کے مطبع مجتبائی دہلی میں مقیم تھے۔

میلہ خداشناسی شاہجہاں پور

انگریزی حکومت نے ایک خطرناک سازش یہ کی کہ ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلے میں لاکھڑا
ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی اہمیت حاصل رہی تھی، انگریزوں نے اپنی پالیسی کے تحت ہندوؤں کو بڑھایا اور
مسلمانوں کو گھٹایا، جب معاشی وسیاسی میدان میں ہندو آگے بڑھ گئے تو اُن کو مذہبی برتری کی راہ سجھائی اور
ہندوؤں کو مسلمانوں کے مقابلے میں مناظرہ کے لئے تیار کیا اور اس کے مواقع بھی بہم پہنچائے گئے کہ ہندو
مسلمانوں سے کھلے عام مناظرے کریں۔

شاہجہاں پور (یوپی) کے قریب چاندا پور گاؤں میں وہاں کے زمیندار پیارے لال کبیر پنتھی، پادری

نولس کی سربراہی اور رابرٹ جارج کلکٹر شاہجہاں پور کی تائید واجازت سے ۸ مئی ۱۸۷۶ء کو ایک میلہ خداشناسی
منعقد ہوا جس میں عیسائی ہندو اور مسلمان تینوں مذاہب کے نمائندوں کو بذریعے اشتہارات دعوت دی گئی کہ وہ
اپنے اپنے مذاہب کی حقانیت ثابت کریں مولانا محمد منیر نانوتوی اور مولوی الٰہی بخش رنگین بریلوی کی تحریک پر
حضرت نانوتویؒ، مولانا محمود حسن، مولانا رحیم اللہ، بجنوری اور مولانا فخر الحسن کے ہمراہ اس میلے میں پہنچے، حضرت
مولانا نانوتویؒ کے علاوہ مولانا ابوالمنصور دہلوی، مرزا موحد جالندھری، مولوی احمد علی دہلوی، میر حید ردہلوی، مولوی
نعمان بن لقمان اور مولانا رنگین بریلوی بھی شریک ہوئے، ان تمام علماء نے اس میلے میں تقریریں کیں اور ان کا
خاطر خواہ اثر ہوا، حضرت نانوتویؒ نے ابطال تثلیث وشرک اور اثبات توحید میں ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ
مخالف وموافق سب مان گئے۔

ایک اخبار لکھتا ہے:۔

۸ مئی سنہ حال (۱۸۷۶ء) کے جلسہ میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے درس دیا اور فضائل اسلام بیان کئے،
پادری صاحب نے تثلیث کا بیان عجیب طور سے ادا کیا کہ ایک خط میں تین اوصاف پائے جاتے ہیں، طول، عرض،
عمق، سو تثلیث ہر طرح ثابت ہے، مولوی صاحب موصوف نے اس کا رد اُسی وقت کر دیا پھر پادری صاحب اور
مولوی صاحب تقریر کے معاملہ میں بحث کرتے رہے، اس میں جلسہ برخاست ہو گیا، تمام قرب وجوار اور چاروں
طرف شور وغل مچ گیا کہ مسلمان جیت گئے، جہاں ایک عالم اسلام کا کھڑا ہوتا اس کے اردگرد ہزاروں آدمی جمع ہو
جاتے تھے اول روز کے جلسے میں جو اعتراجات اہل اسلام کے تھے ان کا جواب عیسائیوں نے کچھ نہ دیا، مسلمانوں
نے عیسائیوں کے جوابات حرف بحرف دیئے اور فتح یاب ہوئے۔ (اخبار خیر خواہ عالم دہلی مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۷۶ء
بحوالہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم حصہ اول ص ۴۴۱، ۴۴۲ نیز دیکھئے، دی آریہ سماج انگریزی از دیوان چند ص ۱۲۲)

دوسرے سال مارچ ۱۸۷۷ء میں یہ میلہ پھر منعقد ہوا، اس مرتبہ منشی اندرمن مرادآبادی اور آریہ سماج
کے بانی پنڈت دیانند جی (متوفی ۱۸۸۳ء، ۱۳۰۱ھ) بھی شریک ہوئے، دیانند جی نے سنسکرت آمیز ہندی میں تقریر
کی، پادری نولس نے ایک دوسرے پادری اسکاٹ کو بھی بلایا تھا۔ حضرت نانوتویؒ کی تقاریر بحث وجود اور توحید اور
تحریف پر ہوئیں اور نہایت کامیاب رہیں۔

اس مرتبہ علماء اسلام کے طعام وقیام کے فرائض محمد طاہر موتی میاں نے انجام دیئے (محمد طاہر موتی میاں

کو مولانا مناظر احسن گیلانی نے شاہ مدن شاہ آبادی (وفات ۱۱۸۸ھ کی اولاد لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے، موتی میاں مولوی مدن (مجد الدین (وفات ۱۲۲۸ھ) کے پر پوتے تھے، موتی میاں ابن مولوی عبد اللہ بن مولوی نظام الدین بن مولوی مجد الدین عرف مولوی مدن، (ملاحظہ ہو تاریخ شاہجہاں پور از میاں صبیح الدین ص ۱۴۷۔۱۵۷ مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۲ء)

حضرت نانوتویؒ نے میلہ خدا شناسی میں دونوں سال شریک ہو کر عیسائیوں کی سازش کو ناکام بنادیا۔ اس موقع پر پروفیسر محمد ایوب قادری نے مولانا محمد احسن نانوتویؒ کی سوانح میں لکھا ہے۔

ایک بات یہاں خاص طور پر غور طلب ہے کہ میلہ خدا شناسی شاہجہاں پور اعلان و اشتہار کے ساتھ دو سال منعقد ہوا اور اس میں ایک طرح سے مذہب اسلام کو چیلنج کیا گیا تھا۔ شاہجہان پور سے بریلی اور بدایوں بالکل قریب اور متصل اضلاع ہیں مگر اس میلے میں علماء بدایوں و بریلی کی کسی دلچسپی کا سراغ نہیں ملتا۔۲ (مولانا محمد احسن۔ص ۲۲۱)

مناظرہ رڑکی:

شوال ۱۲۹۴ھ میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے ربیع الاول ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۷ء میں واپس ہوئے، واپسی میں جدہ سے حضرت نانوتویؒ کی طبیعت خراب ہوگئی وطن آکر طبیعت کسی قدر سنبھل گئی مگر مرض رفع نہ ہوا، اسی سال شعبان ۱۲۹۵ھ میں رڑکی سے اطلاع ملی کہ پنڈت دیانند جی یہاں پہنچے ہیں اور مذہب اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، مولانا نانوتویؒ باجود کمزوری اور بیماری کے رڑکی پہنچے۔ ہر چند چاہا کہ مجمع عام میں پنڈت جی سے گفتگو ہو جائے۔ مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور رڑکی سے چلے گئے، حضرت نانوتویؒ کے ایماء پر حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ اور مولانا محمود حسن دیو بندیؒ نے عام جلسوں میں تقریریں کیں اور پنڈت جی کو چیلنج کیا، حضرت مولانا نانوتویؒ نے جلسہ عام میں اُن کے اعتراضات کے جواب دیے اور استقبال قبلہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ ا (ملاحظہ ہو انتصار الاسلام از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ص ۲۔۷۔ مطبوعہ دیو بند ۱۹۵۲ء)

اس کے بعد پنڈت جی میرٹھ پہنچے انہوں نے وہاں بھی وہی انداز اختیار کیا، مسلمانان میرٹھ کی

درخواست پر حضرت نانوتویؒ میرٹھ تشریف لے گئے، پنڈت جی نے وہاں بھی گفتگو کرنا منظور نہ کیا، مجبوراً حضرت نانوتویؒ نے میرٹھ کے جلسہ عام میں اپنی پُر زور تقریر کے ذریعے سے اعتراضات کے جواب دے۔ منقول از تاریخ دار العلوم دیو بند نمبر ۴۲ تا ۵۱ سن اشاعت اپریل ۱۹۸۰ء از سید محبوب رضوی۔

دار العلوم دیو بند کا علمی اور دینی فیضان

اس میں شک نہیں کہ مسلمان اپنی کمزوریوں کے باعث حکومت کو خیر باد کہہ کر اپنی اجتماعی زندگی کی موت کے فیصلے پر مہر لگا چکے تھے، مگر مشیت ایزدی ان کو باقی رکھنا چاہتی تھی، اس کے لئے دینی حرارت کی ضرورت تھی، جو ہمیشہ مسلمانوں کی ترقی کا سرچشمہ رہی ہے، اس سرچشمے کے لئے دیو بند کی سرزمین کو منتخب کیا گیا، چنانچہ صدیوں پہلے سے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی مبارک زبانوں سے اس سرزمین کو علوم نبوت کا گہوارہ بننے کی بشارت دی جارہی تھی، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ دار العلوم کی تاسیس وقیام میں حصہ لینے والے حضرات صرف علوم ظاہری سے ہی آراستہ نہ تھے بلکہ اُن کے قلوب انوار الٰہی کی تجلیات کے بھی خزینہ بردار اور آئینہ دار تھے جنہیں خاص الہام کے ذریعے دار العلوم کے قیام پر مامور کیا گیا تھا، حضرت قاضی محمد اسمٰعیل منگلوریؒ جو اکابر اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ" دار العلوم دیو بند، مظاہر علوم سہارنپور اور مراد آباد کا مدرسہ شاہی اُن مدرسوں میں سے نہیں ہیں جن کو اتفاقیہ طور پر قائم کر لیا جاتا ہے، یہ مدارس خاص الہامات کے ذریعے قائم کیے گئے ہیں" (علماء ہند کا شاندار ماضی حصہ ۵ صفحہ ۶۴) حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ مہتمم پنجم دار العلوم اپنی ایک یادداشت میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

بعالم اسباب اس مدرسہ کو جو کچھ شہرت، عزت، وجاہت، حرمت، ترقی اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے، یہ محض اللہ کا انعام اور خاص احسان اس مدرسہ پر ہے، ہمیشہ سے اس مدرسہ کو ایسے مقبولان بارگاہ ایزدی کی سرپرستی اور ایسے خاصان خدا کی تربیت نصیب ہوئی جن کی توجہ ظاہری و باطنی کی وجہ سے یوماً فیوماً اس مدرسہ نے ہمیشہ ہر قسم کی ترقی حاصل کی ممبروں میں اخلاص، مدرسین میں اتحاد، ہر ایک امر میں خیر و برکت اور ہر ایک ساعت میں ترقی وغیرہ وغیرہ یہ سب امور انہی حضرات کی توجہ اور اُنہی ارباب خیر کے توکل کی علامت ہیں۔

(یادداشت بنام اراکین شوریٰ مورخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ شمولہ مسلہ مجلس شوریٰ)

اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ جو معاملہ رہا ہے اور اس
طرح پہلے بھی بارہا امت کی دست گیری کی ہے اسی طرح اس موقع پر بھی کرشمہ ربانی کا ظہور ہوا
روشنی میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ ساز گار حالات کا طبعی رد عمل تھا، جس نے مسلمانوں
ذہنوں کی خوابیدہ قوتوں کو جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا، اور ان کے اندر زندگی کی ایک نئی روح دوڑا دی۔

اس موقع پر یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسرے ممالک اسلامیہ
العلوم کی تعلیم وتربیت کے کیا نتائج وثمرات برآمد ہوئے، کیونکہ کسی چیز کی کامیابی کا صحیح معیار در اصل اس کے
ونتائج ہی ہو سکتے ہیں اس سلسلے میں عرصہ ہوا لاہور کے مشہور روزنامہ ''زمیندار'' نے دار العلوم دیوبند کے
میں لکھا تھا کہ

''اس وقت ہندوستان کے طول وعرض میں علوم دینیہ سے واقف جتنی ہستیاں نظر آتی ہیں ان میں
حصہ اسی دریائے علم (دار العلوم دیوبند) سے سیراب ہو کر نکلا ہے، ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے اس
بالشان مدرسہ میں زانوئے ادب تہ کیا ہے، اور درحقیقت علمی خدمات کی گراں مایگی میں ہندوستان کی کوئی
اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، یہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ایک دو مستثنیات کو چھوڑ کر کوئی دار العلوم ایسا
اس سے ٹکر کھا سکے اور جس نے ملت بیضاء اسلامیہ کی اتنی اہم خدمات انجام دی ہوں۔''

(روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ ۲۴ جون)

دار العلوم دیوبند اُس وقت قائم ہوا جبکہ ہندوستان میں مذہبی تعلیم کے مدارس یکسر معدوم ہو چکے تھے
وقت قریب نظر آتا تھا کہ ہندستان میں جدید تعلیم اور اُس کے اثرات کے سامنے مذہبی تعلیم، اسلامی احکام
دین کی روشنی گم یا کم از کم مدھم ہو جائے اس پر آشوب وقت میں دار العلوم نے ملت کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو سنبھالا
لئے جہاں تک مسلمانوں کی حیات اجتماعی کی نشاۃ ثانیہ کا تعلق ہے بے تکلف کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تاریخ
دار العلوم کی مسلسل تعلیمی اور تبلیغی جدوجہد کے دامن سے وابستہ ہے، دار العلوم کی طویل زندگی میں حوادث کے
طوفان اُٹھے اور حالات وسیاسیات میں کتنے ہی انقلاب آئے مگر یہ ادارہ جن مقاصد کو لے کر عالم وجود میں
انتہائی استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ اُن کی تکمیل میں سرگرم عمل رہا، یہ حقیقت ہے کہ فکر وخیال کے ان ہنگاموں
فتنہ مغرب میں ڈوبی ہوئی تحریکوں کے دور میں اگر بالعموم مدارس عربیہ اور بالخصوص دار العلوم جیسے علمی ادارے

نہ ہوتا تو نہیں جا سکتا کہ آج مسلمان جمود وبے حسی کے کس گرداب عظیم میں پھنسے ہوئے ہوتے۔
ارشاد وتلقین، تبلیغ وتذکیر، تعلیم وتربیت اور اصلاح خلق کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں دار العلوم کے فضلاء
مصروف عمل نہ ہوں، اور ملتِ اسلامیہ کی اصلاح وتربیت میں انہوں نے اہم کردار ادا نہ کیا ہو، دعوت وارشاد اور
وعظ وتبلیغ کے بڑے بڑے جلسوں کی رونق اس وقت ہندوستان میں دار العلوم ہی کے گرامی قدر علماء کے دم سے قائم
ہے، بڑے بڑے مدارس اسلامیہ کی مسند تدریس کی زینت آج یہی اصحاب ہیں۔

تعلیمی فکر وعمل کے لحاظ سے دار العلوم ہمیشہ ایک مخصوص مسلک پر گامزن رہا ہے، یہ مسلک اس کے فہم و
فراست کی روشنی اور وقت شناسی کا پورا پورا آئینہ دار ہے، اور صرف اس وقت ہی نہیں بلکہ ایک عرصے بعد تک بھی
ہمارے ماہرین تعلیم کا ایک بڑا طبقہ اس کو سمجھنے سے قاصر رہا، مگر آخر کار حالات کی گردش نے دار العلوم کی صداقتِ عمل
کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ حتیٰ کہ جن حلقوں سے اب تک دار العلوم کی شدومد کے ساتھ مخالفت کی جاتی رہی
تھی اُن کو بھی اس کی ضرورت اور خدمات کا اعتراف کرنا پڑا، چنانچہ ایک موقع پر جبکہ حیدر آباد دکن سے دار العلوم کی
امداد بند کرانے کے لئے اس کے مخالفین نے تحریک شروع کی تو ڈاکٹر راس مسعود نے جو اس وقت حیدر آباد دکن
میں وزیر تعلیم تھے اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:۔

''اگرچہ ہم انگریزی کی اشاعت میں کوشاں ہیں اور جس طرح معاشی دنیاوی حالت سے ہماری سعی بجا
ہے، اسی طرح مذہبی ضرورت سے دیوبند (دار العلوم) کا وجود ضروری ہے۔''

(مسل اہتمام نمبر ۱۰۳ بابت ۱۳۵۰ھ)

بہرائچ کی مشہور درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے محافظ خواجہ خلیل احمد شاہ رقم طراز ہیں۔

''دار العلوم دیوبند جو ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں علوم اسلامیہ کا ایک بے مثال مرکز ہے،
اور جامعہ ازہر کے بعد دنیا میں اس کا خاص نمبر ہے، یہی مدرسہ ہے جس نے ہندوستان میں علوم اسلامیہ عربیہ کے
دریا بہا دیئے، ہندوستان کے گوشے گوشے میں یہاں کے فضلاء علوم دینیہ کی تعلیم اور اسلامی خدمات میں لگے
ہوئے ہیں، دار العلوم دیوبند نے دین اور علوم دین کی جو خدمات انجام دیں وہ آفتاب کی طرح روشن ہیں، ہاں
کوئی کور باطنی، ہٹ دھرمی اور حق دشمنی سے اپنی آنکھیں بند کرے تو اس کا علاج نہیں۔

(فسادی ملایا دشمنان اسلام کے ایجنٹ مصنفہ خواجہ خلیل احمد شاہ مطبوعہ خلیل پریس بہرائچ ص ۱۱-۱۲)

جن لوگوں کو ممالکِ اسلامیہ کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہوا ہے، یا اُن ممالک کے حالات اخبار و رسائل میں اُن کی نظر سے گزرے ہیں اُن کو ایک چیز اُن ممالک کے ذہن وفکر میں تو کسی قدر کم مگر طرزِ معاشرت میں نمایاں نظر آئے گی وہ یہ کہ ممالک اسلامیہ کے باشندے مغربی تہذیب وتمدن سے نہ صرف یہ کہ متاثر ہوئے ہیں بلکہ کافی حد تک اس کے اثرات کو انہوں نے قبول اور اختیار کر لیا ہے، شام، مصر، عراق اور ایران وغیرہ وہ ممالک ہیں جن کی زمینیں براہِ راست صحابہ کرامؓ کے قدوم سے مشرف ہوئیں اور ان کے انفاسِ طیبہ سے بلاواسطہ فیض حاصل کیا، صدیوں تک علوم نبوت و اثار صحابہ سے ان کی فضا درخشندہ رہی اور وہ اسلامی علوم وفنون کا گہوارہ رہے، مگر جوں ہی اُن کی سرزمین پر اغیار کے قدم پہنچے نہایت سرعت کے ساتھ انہوں نے اسلامی علوم وفنون اسلامی تہذیب وتمدن کو خیر باد کہہ دیا اور ایسا تغیر و انقلاب قبول کیا کہ گویا وہ کبھی اس اسلامی خُو بُو سے گزرے ہی نہ تھے، یا ہمیشہ سے یورپ ہی کا کوئی خطہ تھے۔

اس معاشرتی اور تہذیبی انقلاب کے علاوہ علمی انقلاب کی کیفیت آپ گزشتہ اوراق میں علامہ سید رشید رضا مرحوم کی زبان سے یہ سن چکے ہیں وہ اُس زمانے میں ہندوستانی علماء کی توجہ اگر علم الحدیث کی طرف مبذول نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے یہ علم ختم ہو چکا ہوتا، مصر، شام، عراق اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے چودھویں صدی کے اوائل تک یہ علم ضعف کی آخری منزل پر پہنچ گیا تھا، موصوف نے ۱۳۱۵ھ میں جب مصر ہجرت کی تو جامع ازہر اور دوسری مسجدوں کے خطیبوں کو دیکھا کہ اپنے خطبوں میں ایسی حدیثیں پڑھتے ہیں جن کا کُتبِ حدیث میں کہیں پتہ نہیں، اس کے بعد لکھا ہے کہ واعظوں اور مدرسوں کا بھی یہی حال تھا۔"

لیکن ہندوستان جو عموماً صحابہ کرامؓ کے قدوم سے بھی محروم رہا ہے اور اُن کے انفاسِ طیبہ سے براہِ راست اسے استفادہ کا موقع بھی نہیں ملا ہے، جب یورپ کے تسلط و اقتدار کے ہلاکت بار طوفان نے اسے لے جانا چاہا اور ان حوادث کا ڈیڑھ دو صدیوں تک یہاں کے مسلمانوں کو مقابلہ کرنا پڑا مگر اس کے باوجود آج تک ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی اس قدیم اسلامی خو بو، تہذیب و معاشرت اور ٹھیٹ مذہبیت کو کلیۃً نہیں چھوڑا جس پر آٹھ سو سال پہلے اس کا سنگِ بنیاد رکھا گیا تھا!

اس فرق کی وجہ؟ اس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ متذکرہ اسلامی خطوں میں انقلاب کے وقت کوئی ایسی منظم دینی جماعت موجود نہ تھی جو انقلاب کی مسموم فضاء میں قوم کی نبض کو دیکھ کر اس کی بقاء اور

تحفظ کے لئے بطور حفظ ماتقدم کوئی ہمہ گیر انتظام کرتی لیکن ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ نے اس تغیر کو اس کے اولین اور دھندلے نقش ہی سے پہچان کر حفاظتی تدابیر کی بنیاد رکھ دی تھی، اور اس وقت کے مناسب ذہن و فکر کی ایسی تشکیل فرمائی، جسے اجنبی اثرات سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا اور بالآخر اس جماعت کی منظم اور بابرکت مساعی ایک طرف تو دار العلوم کی شکل میں نمایاں ہو کر مسلمانوں کے دین و دیانت کی ضمانت دار ثابت ہوئیں اور دوسری طرف ان کے اسلامی رشتوں اور دینی روابط کے استحکام کا ذریعہ بنیں، دار العلوم اور اس کی جماعت نے یورپ کی الحاد پرور آندھیوں اور لادینی کے زہریلے طوفانوں پر بند لگائے اور مسلمانوں کو بہاؤ کے دھارے سے بچا کر کنارے پر لگا دیا، انہیں انکا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور اس طرح ہندوستان میں علم نبوت اور آثار صحابہ قائم رکھ کر مسلمانان ہند کے قدم کو جادۂ مستقیم سے ہٹنے نہیں دیا۔

تیرھویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) پورے عالم اسلام میں سیاسی زوال اور فکری اضمحلال کا زمانہ ہے، اسی زمانے میں اسلامی ملکوں پر یورپ کو غلبہ حاصل ہوا، اور ہر جگہ کم و بیش اسلامی تہذیب اور اسلامی علوم کو موت وزیست کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑا۔ عالم اسلام میں نئی نئی گمراہ کن تحریکوں نے جنم لیا، غرض کہ شاہان مغلیہ کے اقتدار کے زوال کے بعد ہندوستان کے مسلمان اپنی تاریخ کے بڑے ہی نازک دور سے گزر رہے تھے، انہیں صحیح رہنمائی کی جس قدر ضرورت اس زمانے میں تھی اتنی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی، مغل سلطنت کا خاتمہ اور انگریزی حکومت کا قیام ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ کا ایک عظیم ترین حادثہ تھا، انگریزوں کے جبر و تشدد اور ظالمانہ تسلط میں قوانین اسلام کا نفاذ تو بڑی بات تھی، خود اسلام اور مسلمان کا ہندوستان میں باقی رہنا بھی مشکل تھا، اس وقت تحفظ اسلام کی تمام تر ذمہ داری کو سنبھالنے والی علماء ہی کی جماعت تھی، سرزمین ہند کا چپہ چپہ اس کا گواہ ہے کہ علماء نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں شمہ برابر کوتاہی نہیں کی، تاریخ کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حکومت کی پشت پناہی سے محروم ہونے کے باوجود گزشتہ سوا سو سال میں ہندوستان کے علماء کرام نے ملت کے تحفظ و ترقی کی بھاری ذمہ داری کو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ غیر ملکی حکومت کو اسلام دشمنی کے ہر محاذ پر شکست اٹھانا پڑی۔ اور بحمد اللہ مسلمان ہندوستان میں ترقی پذیر رہے!

۱۸۵۷ء کے سیاسی انقلاب کے بعد ہندوستانی مسلمانوں پر مصائب ومظالم کے جو پہاڑ توڑے گئے تھے انہوں نے عام طور پر مسلمانوں میں خوف و ہراس اور بے کسی اور درماندگی کا ایک ایسا احساس پیدا کر دیا تھا کہ اگر اس

کی جانب کوئی فوری موثر قدم نہ اٹھایا جاتا تو نہیں کہا جا سکتا کہ آج ہندوستان میں مسلمانوں کی من حیث الاسلام حالت ہوتی، مدارس اور خانقاہیں تباہ و برباد کر دی گئیں تھی، علماء کو دار و رسن کی بھینٹ چڑھایا جا چکا تھا، امراء جاگیریں ضبط کر لی گئی تھیں، مدارس اور خانقاہوں کے اوقات خرد برد ہو گئے تھے، عوام کو اس شدومد اور کثرت سے سزائیں دی گئی تھیں کہ لوگوں پر اپنی بے کسی و بے چارگی اور محکومیت کا ایسا عالم طاری ہو گیا تھا جس نے ان کے اور علمی قویٰ کو ماؤف کر دیا تھا، ان میں جمود کی ایک ایسی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جس کو دیکھ کر یہ کہنا آسان نہیں تھا کہ یہ قوم پھر بھی پنپ سکتی ہے۔ فاتح انگریز کے جوش انتقام نے مسلمانوں کے صرف ملک و دولت ہی پر کفایت نہیں کی بلکہ کے تیرہ سو برس کے مایہ ناز کارناموں، تہذیب و تمدن علم و فن اور کمالات انسانیت کو برباد کرنے اور مٹانے میں امکان کوئی کسر ایسی نہ تھی جو اٹھا رکھی گئی ہو، ان حالات میں یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا بڑی حد تک اسی دارالعلوم اور جماعت علماء کی عرق ریزیوں سے اس سرزمین میں زندہ رہا ہے، پھر نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے بسنے والوں کو اس نے ایک علمی رشتے میں پرو کر ان کی بھی فیاضانہ طریق پر مربیانہ خدمت انجام دی ہے، دنیائے اسلام کے بہت کم ممالک ایسے ہیں جہاں سے علم دین کے طالب علم اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے اس دارالعلوم میں آئے نہ ہوں، چنانچہ گزشتہ ایک صدی میں ہزاروں طالبانِ علم اس شمع علم سے اپنی مشعلیں روشن کر کے دنیا کے اندھیروں میں دور دور تک پھیل چکے ہیں۔ انسیلون، جاوا، سماٹرا، ملایا، برما، چین، منگولیا تاتار، قازان، بخارا، سمرقند، افغانستان، مصر، شام، یمن، عراق، حتی کہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ سے بھی طلباء یہاں پڑھنے کے لئے پہنچے۔ یہ کیا کچھ کم اعجاز ہے کہ وہ ملک جو علوم نبوت سے براہ راست بھی مستفیض نہ ہوا ہو وہ تمام اسلامی دنیا کی دینی تعلیم کا مرکز بن جائے؟ حتی کہ حرمین شریفین میں بھی اسی آفتاب علم کی شعاعیں ضیا پاشی کر رہی ہوں یہ سعادت بھی کسی اور درسگاہ کے حصے میں آئی کہ اس کے طلباء نے مدینہ منورہ اور خاص مسجد نبوی میں مسند درس کو راستہ کیا ہو، حضرت مولانا خلیل احمدؒ مصنف بذل المجہود حضرت مولانا سید احمدؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے برسہا برس مدینہ منورہ اور مسجد نبوی ﷺ میں حدیث نبوی کا درس دیا ہے اور علوم و فنون اور کتاب و سنت کے دریا بہائے ہیں، جس سے حجاز کے علاوہ مصر و شام اور عراق کے کثرت طلباء نے استفادہ کیا اور علم کی پیاس بجھائی۔

حضرت مولانا مدنیؒ کے برادر بزرگ حضرت مولانا سید احمدؒ نے جو دارالعلوم کے فیضیافتہ تھے مدینہ منورہ میں مدرسۃ العلوم الشرعیہ کے نام سے ایک مدرسہ جاری کیا، جس سے اہل مدینہ منورہ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حضرت مولانا مدنیؒ فرماتے تھے کہ مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں جب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور دوسرے ہندوستانی علماء کی تفسیری معلومات علمائے حجاز کے سامنے بیان کرتا تو وہ لوگ حیرت کرتے کہ قرآن فہمی کے یہ اسرار و رموز اس نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ قائم فرمایا، یہ مدرسہ دارالعلوم ہی کے خطوط پر قائم کیا گیا ہے، اسی طرح مکہ مکرمہ ہی میں دوسرا مدرسہ مولانا اسحٰق امرتسری نے قائم کیا جو دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ تھے۔

دارالعلوم کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اسلام کے چشمہ صافی سے سیراب ہے اور اپنی ایک خاص انفرادیت رکھتا ہے، اس کی یہ عالمگیر خدمات جو ہندوستان کی حدود سے گزر کر ممالک اسلامیہ تک پہنچ چکی ہیں، در حقیقت ہندوستانی مسلمانوں کی حق شناسی اور مالی قربانیوں کا ایک شیریں پھل ہے اور وہ تحدیث نعمت کے طور پر تمام اسلامی ممالک میں یہ کہہ کر اپنا سر اونچا کر سکتے ہیں کہ ایشیاء کے مسلمانوں کی یہ سب سے بڑی دینی درسگاہ ان کی فیاضی اور علم دوستی کی اساس پر قائم ہے، اور اس کا دائرہ فیض ان ہی کی حدود میں نہیں ہے بلکہ غیر ہندوستانی مسلمانوں کو بھی اپنی دینی تعلیم و تربیت کے احاطے میں لئے ہوئے ہے، اور ایک سو تیرہ سال سے ہندوستان میں قال اللہ وقال الرسول کی مجلسیں صرف دارالعلوم ہی کے دم سے گرم ہیں فیوض آلہیہ کا یہی وہ سرچشمہ ہے جس نے اپنے روحانی آب حیات سے ہند اور بیرون ہند کے گوشے گوشے میں ایمان کی کھیتیاں ہری بھری کر دی ہیں اور اس درسگاہ کے تعلیم یافتہ علماء ہند اور بیرون کے اکثر اسلامی ممالک میں دین حنیف کی خدمت کا فرض ادا کر رہے ہیں، کوئی انصاف پسند مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبات بیداری بیشتر دارالعلوم ہی کی مساعی حسنہ کا نتیجہ ہیں۔

زمانے نے بہت سی کروٹیں اور مختلف رنگ دکھائے، مگر دارالعلوم نے کسی وقت اپنا مطمح نظر نہیں بدلا، وہ سو سال سے زیادہ مدت سے اپنے قدیم رنگ پر قائم ہے، اسے بہت سے طوفانوں سے دوچار ہونا پڑا، اور اس نے بہت سی موجوں کے تھپیڑے کھائے ہیں، مگر اس نے اپنا موقف نہیں بدلا، اور اس کے بجائے کہ وہ زمانے کے انقلابات و حوادث سے متاثر ہوتا اس کی کوشش یہ رہی ہے کہ اپنی تاثیر سے زمانے کی فضا کو تبدیل کر دے، اسی لئے برصغیر کے مسلمانوں میں مدتوں کی محکومیت کے باوجود جتنی دین داری پائی جاتی ہے وہ دوسرے اسلامی ملکوں میں نظر نہیں آتی مجلہ علوم الدین علی گڑھ کے ایک مقالہ نگار نے لکھا ہے کہ:۔

انگریزوں کے تسلط نے یہ خطرہ پیدا کر دیا تھا کہ خدانخواستہ ملک سے دین اور علوم دین سب ختم
جائیں، ان حالات میں دیوبند کے قیام نے یہ خطرہ دور کر دیا، اور وہ اس آیت قرآنی انا نحن نزلنا الذکر و
له لحافظون کی زندہ تفسیر بن کر ہندوستان کے نقشے پر ابھرا۔

ہندو پاک (برصغیر) کے مسلمان اپنی دینی زندگی میں دیوبند کے فضلاء کے ممنون احسان ہیں
تبلیغی اور اصلاحی کوششوں سے ملک کے گوشے گوشے میں بدعات اور غلط رسم و رواج کا خاتمہ ہوا، عقائد کی
تبلیغ دین اور فرق ضالہ سے مناظرہ وغیرہ ان حضرات کے نمایاں کارنامے ہیں۔

علمی میدان میں اس کے فضلاء نے عظیم کارنامے انجام دیئے، جن میں مفید کتابوں کی تصنیف
کے علاوہ قدیم علمی ذخیروں کی دریافت، مفید اور پُر معنی شروح و حواشی اور بے شمار کتابوں کے ترجمے سب
ہیں، علمی میدان میں ان کی خدمات قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔

دار العلوم کے متعدد فضلاء نے میدان سیاست میں قدم رکھا اور وطن عزیز کی آزادی کے لئے قربانیاں
دیں اور مصیبتیں برداشت کیں، دار العلوم دیوبند مسلمانان ہند کی سیاسی رہبری کا بھی مرکز رہا ہے، اس کے فضلاء
نے نہ صرف مختلف تحریکوں کے ساتھ وابستہ ہو کر کام کیا، بلکہ متعدد تحریکوں کے عالم وجود میں آنے کا ذریعہ
بنے۔ اس طرح برابر وہ مسلمانوں کی صحیح سیاسی رہبری کرتے رہے۔

بلاشبہ قیام دار العلوم دیوبند وقت کی ایک اہم ضرورت تھی اور اس کے فضلاء نے وقت کی اس
ضرورت کو پورا کیا، ملک کے ایسے حالات میں جب تعلیم خصوصاً تعلیم دین کا تصور نہ تھا انگریزوں کے قائم کردہ
اسکول تھے، جو یا تو اپنے طلبہ کو عیسائی بنا کر چھوڑتے یا کم از کم مذہب سے بیزار کر دیتے۔ دیوبند نے ان حالات
میں ملک کی صحیح دینی رہبری کی اور پورے ملک میں دینی فضا پیدا کر دی، اس سلسلے میں دیوبند کی خدمات میں
کی صحیح دینی رہبری کی اور پورے ملک میں دینی فضا پیدا کر دی، اس سلسلے میں دیوبند کی خدمات آب زر سے لکھے
جانے کے قابل ہیں۔ (مجلہ علوم الدین فیکلٹی آف تھیالوجی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بابت ۷۲، ۱۹۷۱ء ص ۱۸۵)

افغانستان کے ایک سابق سفیر سردار نجیب اللہ خان نے دار العلوم کی نسبت اپنے تاثرات کا اظہار ان
الفاظ میں کیا ہے۔

''دار العلوم دیوبند افغانستان کے عوامی نظر میں ایک عوامی علمی درسگاہ ہے۔ مگر میں اپنے مشاہدے کی

بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایک عوامی درسگاہ ہی نہیں ہے بلکہ اسلامی ثقافت کا مرکز بھی ہے، دار العلوم نے اس زمانے میں
جب کہ ہندوستان پر اسلامی حکومت باقی نہیں رہی تھی دین اور اسلام کی حفاظت کی اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ
بھی اسی طرح علوم و فنون کی خدمت میں مشغول رہے گا، افغانستان کے عوام، علماء اور علم دوست اس کے قدر دان ہی
نہیں بلکہ علماء کے مددگار اور بہی خواہ بھی ہیں۔ حقیقت میں یہ محفل ثقافت اسلامی میں ایک ممتاز ترین محفل ہے اور
آپ اپنی نظیر ہے، ثقافت اسلامی کی بنیاد سچائی، محبت اور حقیقت شناسی پر مبنی ہے اور یہ محفل ان اجزاء پر مشتمل ہے۔
دار العلوم کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اس نے ہمیشہ راست کردار اور راست گفتار فرزند پیدا کئے ہیں جن پر دار
العلوم صحیح طور پر فخر کر سکتا ہے۔ (حالات سنویہ ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء ضمیمہ کوائف دار العلوم دیوبند صفحہ ۷)

ایک مرتبہ کلکتہ کے اخبار ''عصر جدید'' نے دار العلوم کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ۔
دار العلوم دیوبند اسلام کی جو مذہبی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اللہ مغربی تہذیب و تمدن کے
سیلاب سے جس طرح اس نے اسلامی ہند کی روحانی عمارت کو محفوظ رکھا ہے ہندوستان کے طویل و عریض بر اعظم
کا ایک ایک گوشہ اس کی گواہی دے سکتا ہے، ایسے وقت میں جبکہ علوم جدیدہ کی روشنی نے ظاہر بیں نظروں کو خیرہ کر
دیا تھا۔ جب دنیوی عزت و مناصب کی کشش اچھے اچھے دلوں کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی، جبکہ لوگ مذہب سے بے
پرواہ اور مذہبی تعلیم کی طرف سے غافل ہو چکے تھے، اور قال اللہ اور قال الرسول کی مقدس آواز نئی تعلیم کے نقار خانے
میں دب گئی تھی اور مغربی تعلیم و تمدن کے فاتحانہ شور اور پکار سے مغلوب ہو چکی تھی، اس نازک وقت میں دیوبند اور
صرف دیوبند تھا جو قرآن و حدیث کے علم کو سنبھالے ہوئے کھڑا رہا ملک کی غفلتوں اور سرد مہریوں کی آندھی نے رہ رہ
کر اس کو گرانا چاہا مگر وہ پہاڑ کی طرح قائم رہا فاتح تہذیب کی خندہ زنی اس کو ایشیائیت اور قدامت سے منحرف نہ کر
سکی نئی تعلیم کے سیلاب نے چاہا کہ اپنے رو میں اسے بہالے جائے، اس کو بھی شکست ہوئی اور وہ کسمپرسی کے با
وجود ایک طرف اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف اپنی روحانیت کی روشنی ملک کے
گوشے گوشے میں پہنچاتا رہا، یہاں تک کہ مسلسل جدوجہد کے بعد وہ آج نہ صرف ہندوستان بلکہ ایشیاء کے اندر
اسلامی تعلیم کا ایک عظیم الشان مرکز ہے اور اس کی روحانیت کی کشش کا یہ علم ہے کہ نہ صرف پشاور اور رنگون بلکہ
قفقاز، موصل، بخارا اور اسلامی دنیا کے ہر حصے سے فدائیان قرآن و حدیث آ آ کر پروانہ وار اس کے گرد مجتمع ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ علماء گوشہ نشین ہیں وہ دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے، وہ علوم

جدیدہ کے مخالف نہیں ہیں، بلکہ اس مغربیت کے یقیناً دشمن ہیں جو دلوں ودماغوں کو اپنی قومیت سے اپنے مذہب
اپنی معاشرت سے نا آشنا بنا دیتی ہے، وہ جامد اور تنگ نظر نہیں ہیں، مگر یہ ضرور ہے کہ وہ ایسی تعلیم اور ایسی معاشر
کو پسندیدگی کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے جو قوم اور ملک کے فرزندوں کو اپنے سے بیگانہ بنا دے، ان کی
قومیت فنا کر دے، ان کو مذہب سے بے پروا اور مشرقی اخلاق سے بے بہرہ بنا دے، ان کے اندر فیشن نوا
ظاہر پرستی اور آرام طلبی پیدا کر دے اور زندگی کے سب سے اہم مقصد یعنی خدا کی عبادت اور اس کی
کی خدمت کو ان کی آنکھوں سے اوجھل کر دے۔ (روزنامہ عصر جدید کلکتہ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳٦ء)

اخبار الجمعیۃ دہلی، مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۲ء نے اپنے افتتاحیہ میں لکھا تھا۔

اس حقیقت سے انکار کرنا دنیا کی سب سے بڑی سچائی سے انکار ہوگا کہ ہندوستان کے اسلامی اور دی
مدارس خصوصاً دار العلوم دیو بند نے اسلام اور مسلمانوں کی جو جلیل الشان خدمات انجام دی ہیں اور جس طر
انہوں نے ذہن کو اسلامی سانچے میں ڈھالا ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی نظام تعلیم میں نہیں مل سکتی۔ اتنی سستی ا
ارزاں تعلیم جو عربی مدارس میں اب تک دی گئی ہے وہ ساری دنیا میں اپنی نظیر آپ ہے، مدرسین کو اتنی تنخواہ ملتی ہے
جو شاید آج کل دفتر کے چپراسیوں کو ملتی ہوگی، وہ بوریوں پر بیٹھ کر درس دیتے ہیں تاکہ ایسے طلباء تیار ہوں
مسلمانوں کی مذہبی زندگی کے ذمہ دار بنیں۔ طلباء کی استقامت کا یہ حال ہے کہ انہیں جو کچھ مل گیا اس پر قناعت
کر لی، مدرسے سے اگر امداد بھی ملی تو صرف اس قدر کہ تیل اور صابن خریدا جا سکے اور طلباء اپنے ہاتھوں سے
کپڑوں کو صاف کر سکیں، یہ طلباء محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں اور کوئی پروا
کرتے۔ اگر چہ انہیں کسی وقت فاقے سے بھی رہنا پڑے اور ان کے بدن پر سالم کپڑا بھی نہ ہو۔

ان مدارس نے جس قدر سستی تعلیم دی ہے اگر اس کے اعداد وشمار شائع ہوں تو شاید دنیا کو اس پر یقین
آئے، یہ مدارس اسلامی زندگی کا سرچشمہ ہیں جن کے ذریعے سے مسلمانوں کے مذہبی جسم میں دین وعقائد کا
خون داخل کیا جاتا ہے۔ اور اس حقیقت سے تو سب ہی واقف ہیں کہ دار العلوم دیو بند نہ صرف ہندوستان بلکہ ایشیا
سب سے بڑا دینی مرکز ہے، جس میں دنیا بھر کے طلباء تعلیم پاتے ہیں اور جس کے فیضان علمی کی چادریں تمام
پر پھیلی ہوئی ہیں۔

روزنامہ دعوت دہلی دار العلوم کی خصوصیات کے بارے میں رقم طراز ہے

"دار العلوم دیو بند ہمارے پاس ایک صدی کی امانت ہے، ایشیاء ممالک میں یہ واحد ادارہ ہے جو ہر
سال تقریباً پندرہ سو طلباء کی کفالت اور تعلیم کی پوری ذمہ دار اس حالت میں لیتا ہے کہ کبھی سرکار سے اس نے ایک
پیسہ کی مدد نہیں لی۔ دار العلوم دیو بند میں ایشیائے کوچک سے لے کر حجاز اور شام وعراق تک کے طلباء تعلیم حاصل
کرنے آتے تھے، اور یہاں کے فارغ شدہ طلباء ان ملکوں میں پہنچ کر اپنے تبحر علمی کا سکہ بٹھاتے تھے، ہندو پاک
میں مدرسوں کی معلمی اور مسجدوں کی امامت وخطابت کے اہم مناصب آج بھی بیشتر اسی دار العلوم کے فارغ شدہ
طلباء کے ہاتھوں میں ہیں۔ ادارہ روزنامہ دعوت دہلی مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۹ء)

دار العلوم کی نسبت ایک مغربی مفکر کی رائے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ دار العلوم کی شہرت وعظمت ایشیاء
اور افریقہ کے بر اعظم سے گزر کر کناڈا تک پہنچ گئی ہے، وہاں کی میک گل یونیورسٹی کا ڈائریکٹر کینول اسمتھ اپنی
کتاب ماڈرن اسلام ان انڈیا میں لکھتا ہے۔

"از ہر ثانی دار العلوم دیو بند اسلامی دنیا میں اہم ترین اور معزز ترین مذہبی ادارہ ہے۔ قدرتی طور سے
اس کا اثر اعزاز ہندوستان میں بہت زیادہ ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کی معاشرتی
ترقی میں اپنی قدیم روایت کے مطابق کافی دلچسپی لی ہے، اس کی قدیم روایات کا مبدا شاہ ولی اللہ دہلوی کی تحریک
ہے، انہیں روایات کے پیش نظر دیو بندی علماء نے مختلف انقلابی تحریکوں میں حصہ لیا، مثلاً انقلاب ۱۸۵۷ء یا حال
ہی میں کانگریس کی حمایت، بریلوی طرز فکر کے برعکس دیو بندی طرز فکر اس سے مطمئن نہیں ہے حالات جوں کے
توں رہیں بلکہ وہ حالات کو ترقی دینے کی جد وجہد میں پورے عزم اور جوش کے ساتھ منہمک ہے، اس کا نقطہ نظر
حقیقی اسلام کا احیاء ہے، یعنی مسلمانوں کو مذہبی رنگ کی بد اعمالیوں رسوم ورواج کی پستی اور اس مادی دست برد
سے نجات دلانا جس کے وہ برطانوی تسلط کے وقت سے شکار ہو رہے ہیں۔

دینیاتی اعتبار سے یہ نقطہ نظر شدید قسم کی تقلید پسندی کا حامل ہے، اجتہاد مطلق کا دروازہ اس کے یہاں سختی
سے بند ہے، دیو بند اسلام کی حدود کی نگہداشت میں بہت سخت ہے لیکن ان حدود کے اندر رہتے ہوئے وہ پکا
عقلیت پسند ہے۔ وہ گمراہی، نفاق اور ذہنی کاہلی کو شکست دینے کے لئے برابر کوشاں ہے، اس کا دینی ماحول مکمل
طور پر عالمانہ ہے، اس کے اساتذہ بہت حد تک پرانے طرز فکر کی تقلید کرتے ہیں۔

علمی میدان میں دیو بندی علماء بہت سخت (پختہ) ہیں وہ عزم راسخ کے ساتھ اس غلط کاری، اوہام پرستی بیجا

پرستی اور لوازم جہالت، غربت اور خوف وہراس کے خلاف کمربستہ ہیں جو پست دیہاتی سوسائٹی کے رگ و ریشے میں
سرایت کئے ہوئے ہیں، ان کا نقطۂ نظر روایتی اسلام ہے جو اپنی خالص ترین شکل میں ہو، نیز شریعت کا سختی سے نفاذ۔
تاریخ اسلام کے بارے میں ان کا تخیل محققانہ ہے، بخلاف آزاد خیال طبقے کے جو اگرچہ زمانہ ماضی
میں ایک مثالی دور کا بہت خوشنما اور رنگین نقشہ پیش کرتا ہے، لیکن اس نقشے میں اسلامی تعلیمات کی مہذب معلومات
کا رنگ بھرنے کے بجائے وہ زمانہ موجودہ کے آزادانہ خیالات و نظریات کا بہت گہرا رنگ بھر دیتا ہے۔ (ماڈرن
اسلام ان انڈیا صفحہ ۳۲۱)

دارالعلوم کی علمی اور دینی خدمات اتنی واضح ہیں کہ دیکھنے والے کو پہلی نظر میں محسوس ہو جاتی ہیں۔
۱۳۷۷ھ، ۱۹۵۷ء میں صدر جمہوریہ ہند آں جہانی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے دارالعلوم میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔
دارالعلوم کے بزرگ علم کو علم کے لئے پڑھتے اور پڑھاتے رہے ہیں، ایسے لوگ پہلے بھی ہوئے ہیں مگر
کم، جنہوں نے علم کو محض علم کے لئے سیکھا اور سکھایا، ان لوگوں کی عزت بادشاہوں سے زیادہ ہوتی تھی، آج دار
العلوم کے بزرگ اس طرز پر چل رہے ہیں۔

دارالعلوم نے صرف اس ملک کے رہنے والوں ہی کی خدمت نہیں کی بلکہ اپنی خدمات سے اس نے اتنی
شہرت حاصل کر لی ہے کہ غیر ممالک کے طالب علم بھی یہاں آتے ہیں اور یہاں سے تعلیم پا کر اپنے اپنے ملکوں میں
اس کی اشاعت کرتے ہیں۔ حکومت ہند کو مدارس دینیہ خصوصاً دارالعلوم دیوبند کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ یہ مدارس
حکومت کی مالی امداد کے بغیر بہت معمولی مصارف پر سادگی کے ساتھ ملک سے ناخواندگی کو دور کرنے اور مذہبی تعلیم
کے ذریعے سماج میں اخلاقی سدھار پیدا کرنے میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ان کی عظیم
خدمات کے نتائج محض ہندوستان تک ہی محدود ہوں بلکہ بقول صدر جمہوریہ ہند دوسرے ملکوں میں بھی ہندوستان
کی شہرت و عظمت کا وقیع ترین ذریعہ ہیں۔ یہ بات اس ملک کے سبھی باشندوں کے لئے قابل فخر ہے۔ صدر
جمہوریہ ہند دارالعلوم دیوبند میں ص ۲۷، ۳۲۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۵۲ تا ۱۵۶ سن اشاعت مارچ اپریل
۱۹۸۰ء از سید محبوب علی رضوی۔

دارالعلوم دیوبند کا مسلک

دارالعلوم کی تحریروں میں اس کے مسلک کی تشریح کی گئی ہے۔
دارالعلوم دیوبند کا مسلک اہل سنت والجماعت، حنفی مذہب اور اس کے مقدس بانیوں حضرت مولانا محمد
قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے مشرب کے موافق ہوگا۔
دارالعلوم کے مسلک کی حفاظت تمام ارکان و متعلقین دارالعلوم کا فرض ہوگا کہ کسی ملازم دارالعلوم یا
طالب علم کو اجازت نہ ہوگی کہ وہ کسی ایسی انجمن یا ادارے یا جلسے میں شرکت کرے جس کی شرکت دارالعلوم کے
مسلک یا مفاد کے لئے ضرر رسا ہو (دستور اساسی دارالعلوم دیوبند دفعہ ۴-۶)

جہاں تک دارالعلوم اور اکابر دارالعلوم کے دینی رخ کا تعلق ہے اسے نہایت ہی بلیغ اور جامع انداز میں
حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم نے اپنے رسالہ مسلک علمائے دیوبند میں واضح کر دیا ہے، اس کا
خلاصہ کم و بیش انہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ۔

علمی حیثیت سے یہ ولی اللہی جماعت مسلکاً اہل سنت والجماعت ہے، جس کی بنیاد کتاب و سنت اور
اجماع و قیاس پر قائم ہے، اس کے نزدیک تمام مسائل میں اولین درجہ نقل و روایت اور آثار سلف کو حاصل ہے،
جس پر پورے دین کی عمارت کھڑی ہوئی ہے، اس کے یہاں کتاب و سنت کی مرادات محض قوت مطالعہ سے نہیں
بلکہ اقوال سلف اور ان کے متوارث مذاق کی حدود میں محدود رہ کر نیز اساتذہ اور شیوخ کی صحبت و ملازمت اور تعلیم
و تربیت ہی سے متعین ہو سکتی ہیں، اس کے ساتھ عقل و درایت اور تفقہ فی الدین بھی اس کے نزدیک فہم کتاب
و سنت کا ایک بڑا اہم جزو ہے، وہ روایات کے مجموعے سے شارع علیہ السلام کی غرض و غایت کو سامنے رکھ کر تمام
روایات کو اسی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے، اور سب کو درجہ بدرجہ اپنے اپنے محل پر اس طرح چسپاں کرتا ہے کہ وہ ایک
ہی زنجیر کی کڑیاں دکھائی دیں، اس لئے جمع بین الروایات اور تعارض کے وقت تطبیق احادیث اس کا خاص اصول
ہے، جس کا منشاء یہ ہے کہ وہ کسی ضعیف سے ضعیف روایت کو بھی چھوڑنا اور ترک کر دینا نہیں چاہتا، جب تک کہ وہ
قابل احتجاج ہو، اسی بنا پر اس جماعت کی نگاہ میں نصوص شرعیہ میں کہیں بھی تعارض اور اختلاف محسوس نہیں ہوتا،

بلکہ سارے کا سارا دین تعارض اور اختلاف سے مبرا ہو کر ایک ایسا گلدستہ دکھائی دیتا ہے جس میں ہر رنگ کے علمی عملی پھول اپنے اپنے موقع پر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں، اسی کے ساتھ بطریق اہل سلوک جو رسمیات اور رواج اور نمائشی حال وقال سے مبرا اور بری ہے، تزکیہ نفس اور اصلاح باطن بھی اس کے مسلک میں ضروری ہے نے اپنے منتسبین کو علم کی رفعتوں سے بھی نوازا اور عبدیت وتواضع جیسے انسانی اخلاق سے بھی مزین کیا۔ جماعت کے افراد ایک طرف علمی وقار، استغناء (علمی حیثیت سے) اور غناء نفس (اخلاق سے) کی بلندیوں پر ہوئے، وہیں فروتنی، خاکساری اور ایثار و زہد کے متواضعانہ جذبات سے بھی بھرپور رہے، نہ رعونت اور کبر ونخوت شکار ہوئے اور نہ ذلت نفس اور مسکنت میں گرفتار، وہ جہاں علم و اخلاق کی بلندیوں پر پہنچ کر عوام سے اونچے دکھائی دینے لگے وہیں عجز و نیاز، تواضع وفروتنی اور لا امتیازی کے جوہروں سے مزین ہو کر عوام میں ملے جلے اور کـ مـن الـنـاس بھی رہے، جہاں وہ مجاہدہ ومراقبہ سے خلوت پسند ہوئے وہیں مجاہدانہ اور غازیانہ اسپرٹ نیز قو خدمت کے جذبات سے جلوہ آرا بھی ثابت ہوئے۔ غرض علم و اخلاق خلوت وجلوت اور مجاہدہ و جہاد کے تم جذبات و دواعی سے ہر دائرہ دین میں اعتدال اور میانہ روی اس کے مسلک کی امتیازی شان بن گئی، جو علوم جامعیت اور اخلاق کے اعتدال کا قدرتی ثمرہ ہے، اسی لئے اُن کے یہاں محدث ہونے کے معنی فقیہ سے لڑنے فقیہ ہونے کے معنی محدث سے بیزار ہو جانے یا نسبت احسانی (تصوف پسندی) کے معنی متکلم دشمنی یا علم کلام حذاقت کے معنی تصوف بیزاری کے نہیں بلکہ اس کے جامع مسلک کے تحت اس تعلیم گاہ کا فاضل درجہ بدرجہ بیک وقت محدث، فقیہ، مفسر، مفتی، متکلم، صوفی (محسن) اور حکیم ومربی ثابت ہوا، جس میں زہد وقناعت کے ساتھ تعفف، حیا، وانکساری کے ساتھ عدم مداہنت، رافت ورحمت کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر قلبی یکسو کے ساتھ قومی خدمت اور خلوت درانجمن کے ملے جلے جذبات راسخ ہو گئے، ادھر علم وفن اور تمام ارباب علوم وفنون کے بارے میں اعتدال پسندی، حقوق شناسی اور ادائیگی حقوق کے جذبات ان میں بطور جوہر نفس پیوست ہو گئے بنا بریں دینی شعبوں کے تمام ارباب فضل وکمال اور راسخین فی العلم خواہ محدثین ہوں یا فقہا، صوفیا ہوں یا عرفا متکلمین ہوں یا اصولین، امراء اسلام ہوں یا خلفاء ان کے نزدیک سب واجب الاحترام اور واجب العقیدت تھے جذباتی رنگ سے کسی طبقے کو بڑھانا اور کسی کو گرانا یا مدح وذم میں حدود شرعیہ سے بے پرواہ ہو جانا اس جماعت مسلک نہیں، اس جامع طریق سے دارالعلوم نے اپنی علمی خدمات سے شمال میں سائبیریا سے لے کر، جنوب

سماٹرا اور جاوا تک اور مشرق میں برما سے لے کر مغربی سمتوں میں عرب اور افریقہ تک علوم نبویہ کی روشنی پھیلا دی جس سے پاکیزہ اخلاق کی شاہراہیں صاف نظر آنے لگیں۔

دوسری طرف سیاسی اور ملکی خدمات سے بھی اس کے فضلاء نے کسی وقت بھی پہلو تہی نہیں کی حتی کہ ۱۸۰۳ء سے ۱۹۴۷ء تک اس جماعت کے افراد نے اپنے اپنے رنگ میں بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں، کسی وقت بھی ان بزرگوں کی سیاسی اور مجاہدانہ خدمات پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ بالخصوص تیرھویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مغلیہ حکومت کے زوال کی ساعتوں میں خصوصیت سے حضرت شیخ المشائخ مولانا حاجی محمد امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کی سرپرستی میں اُن کے دو مریدان خاص حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ اور اُن کے منتسبین اور متوسلین کی مساعی انقلاب، جہادی اقدامات اور حریت واستقلال ملی کی فداکارانہ جدوجہد اور گرفتاریوں کے وارنٹ پر اُن کی قید وبند وغیرہ وہ تاریخی حقائق ہیں جو نہ جھٹلائی جا سکتی ہیں نہ بھلائی جا سکتی ہیں، جو لوگ ان حالات میں محض اس لئے پردہ ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ خود اس راہ سرفروشی میں قبول نہیں کئے گئے تو اس سے خود اُن ہی کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا، اس بارے میں ہندوستان کی تاریخ سے باخبر و ارباب تحقیق کے نزدیک ایسی تحریریں خواہ وہ کسی دیوبندی النسبت کیوں یا غیر دیوبندی کی جن سے ان بزرگوں کی ان جہادی خدمات کی نفی ہوتی ہو لایعبأ بہ اور قطعاً ناقابل التفات ہیں، اگر حسن ظن سے کام لیا جائے تو ان تحریرات کی زیادہ سے زیادہ توجیہ صرف یہ کی جا سکتی ہے کہ ایسی تحریریں وقت کے مرعوب کن عوامل کے نتیجے میں محض ذاتی حد تک حزم واحتیاط کا مظاہرہ ہیں، ورنہ تاریخی اور واقعاتی شواہد کے پیش نظر نہ اُن کی کوئی اہمیت ہے نہ وہ قابل التفات ہیں ان خدمات کا سلسلہ مسلسل آگے تک بھی چلا اور انہیں متوارث جذبات کے ساتھ ان بزرگوں کے اخلاف رشید بھی سرفروشانہ انداز سے قومی اور ملی خدمات کے سلسلے میں آگے آتے رہے، خواہ وہ تحریک خلافت ہو یا استخلاص وطن، انہوں نے بروقت ان تمام انقلابی اقدامات میں اپنے منصب کے عین مطابق حصہ لیا۔

مختصر یہ کہ علم و اخلاق کی جامعیت اس جماعت کا طرۂ امتیاز رہا اور وسعت نظری، روشن ضمیری اور رواداری کے ساتھ دین وملت اور قوم ووطن کی خدمت اس کا مخصوص شعار، لیکن ان تمام شعبہ ہائے زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اس جماعت میں مسئلہ تعلیم علوم نبوت کو حاصل رہی ہے، جب کہ یہ تمام شعبے علم ہی کی روشنی میں صحیح طریق پر بروئے کار آ سکتے تھے اور اسی پہلو کو اس نے نمایاں رکھا اس لئے اس مسلک کی جامعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ

وہ جامع علم و معرفت جامع عقل و عشق جامع عمل و اخلاق جامع مجاہدہ و جہاد جامع دیانت و سیاست جامع روایت و درایت، جامع خلوت و جلوت، جامع عبادت و مدنیت، جامع حکم و حکمت، جامع ظاہر و باطن، اور جامع حال و قال ہے، اس مسلک کو جو سلف و خلف کی نسبتوں سے حاصل شدہ ہے اگر اصطلاحی الفاظ میں لایا جائے تو اس کا خلاصہ ہے کہ دارالعلوم دیناً مسلم، فرقۃً اہلسنت والجماعت، مذہباً حنفی، مشرباً صوفی، کلاماً ماتریدی اشعری، سلوکاً چشتی بلکہ جامع السلاسل، فکراً ولی اللہی، اُصولاً قاسمی، فروعاً رشیدی اور نسبتاً دیو بندی ہے۔

اس سلسلے میں چونکہ مسلک دارالعلوم کے نام سے مستقل رسالہ لکھا جاچکا ہے اس لئے اس موقع پر اس کی زیادہ تفصیل کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی، اس کے جامع جملے اس تحریر میں لے لئے گئے ہیں، تفصیلات کے لئے اس رسالہ سے مراجعت کی جاسکتی ہے۔ (دارالعلوم کی سوسالہ زندگی ص ۲۳۔۲۷)

نیز اس لئے یہاں زیادہ تفصیل غیر ضروری تھی کہ اس مسلک کا واضح ترین خاکہ تاریخ کے مقدمہ میں بھی حضرت مولانا موصوف نے تحریر فرمادیا ہے، البتہ اس پھیلے ہوئے مضمون کی تلخیص کی ضرورت تھی سو وہ بھی حضرت ممدوح ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے، جو انہوں نے احقر کی فرمائش پر تحریر فرما کر مجھے عنایت فرمائی ہے، جس کا متن بلفظہٖ یہ ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسلک اعتدال سات اصولی بنیادوں پر قائم ہے جو مع مختصر تشریح حسب ذیل ہیں۔

۱۔ علمِ شریعت

جس میں اعتقادات، عبادت، معاملات وغیرہ کی سب انواع داخل ہیں جن کا حاصل ایمان اور اسلام ہے، بشرطیکہ یہ علم سلف کے اقوال و تعامل کے دائرے میں محدود رہ کر ان مستند علماء، دین اور مربیانِ قلوب کی تعلیم و تربیت اور فیضانِ صحبت سے حاصل شدہ ہو، جن کے ظاہر و باطن، علم و عمل اور فہم و ذوق کا سلسلہ سند متصل کے ساتھ حضرت صاحب شریعت علیہ افضل الصلوٰت والتحیات تک مسلسل پہنچا ہوا ہو، خود رائی یا محض کتب بینی اور قوت مطالعہ یا محض عقلی تگ و تاز اور ذہنی کاوش کا نتیجہ نہ ہو، گو وہ عقلی پیرائیہ بیان اور استدلالی حجت و برہان سے خالی بھی نہ ہو کہ اس علم کے بغیر حق و ناحق، حلال و حرام، جائز و ناجائز، سنت و بدعت اور مکروہ و مندوب میں امتیاز ممکن نہیں اور نہ اس کے بغیر دین میں خود رو تخیلات، فلسفیانہ نظریات اور بے بنیاد توہمات سے نجات ممکن ہے۔

۲۔ پیروی طریقت:

یعنی محققین صوفیہ کے سلاسل اور اصول مجربہ کے تحت (جو کتاب و سنت ﷺ سے ماخوذ ہیں) تہذیب اخلاق، تزکیہ نفس اور سلوک باطن کی تکمیل، کہ اس کے بغیر اعتدال اخلاق، استقامت ذوق و وجدان، باطنی بصیرت، ذہنی پاکیزگی اور مشاہدہ و حقیقت ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ یہ شعبہ اسلام و ایمان کے ساتھ ساتھ احسان سے متعلق ہے۔

۳۔ اتباع سنت

یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں سنت نبوی ﷺ کی پیروی اور ہر حال و قال اور ہر کیفیت ظاہر و باطن میں ادب شریعت برقرار رکھ کر سنت مستمرہ کا غلبہ، کہ اس کے بغیر رسوم جہالت، رواجی بدعات و منکرات اور باوجود احوال باطن کے فقدان کے محض رسمی طور پر اہل حال کے وجدی شطحیات و کلمات کی نقالی یا انہیں شریعت کے متوازی ایک مستقل قانون عام کی صورت دے دیے جانے کی بلا سے نجات ممکن نہیں۔

۴۔ فقہی حنفیت

اسلامی فرعیات اور اجتہادیات کا نام فقہ ہے، اور اکابر دارالعلوم چونکہ عامۃً حنفی ہیں اس لئے فقہی حنفیت کے معنی اجتہادی فرعیات میں فقہ حنفی کا اتباع اور مسائل و فتاویٰ کی تخریج اور ترجیح میں اسی کے اصول فقہ کی پیروی کے ہیں کہ اس کے بغیر استنباطی مسائل میں ہوائے نفس سے بچاؤ اور تلفیق کے راستے سے مختلف فقہوں میں تلون کے ساتھ دائر سائر رہ کر عوام کی حسب خواہش، نفسِ مسائل میں قطع و برید یا ہنگامی حالات کی مرعوبیت سے ذہنی قیاس آرائی اور لاعلمی کے ساتھ مسائل میں جاہلانہ تصرفات و اختراعات سے اجتناب ممکن نہیں، ظاہر ہے کہ یہ شعبہ اسلام سے متعلق ہے۔

۵۔ کلامی ماتریدیت:

یعنی اعتقادات میں فکر صحیح کے ساتھ طریق اہل سنت والجماعت اور اشاعرہ و ماتریدیہ کے تنقیح کردہ معلومات اور مرتب کردہ اصول و قواعد پر عقائد حقہ کا استحکام اور قوت یقین کی برقراری، کہ اس کے بغیر زائغین کی تک اندازیوں اور فرق باطلہ کے قیاسی اختراعات اور اوہام و شبہات سے بچاؤ ممکن نہیں ظاہر ہے کہ یہ شعبہ ایمان

سے متعلق ہے۔

۶۔ دفاع زیغ وضلالت

یعنی متعصب گروہ بندوں اور ارباب زیغ کے اٹھائے ہوئے فتنوں کی مدافعت، مگر وقت کی زبان میں اور ماحول کی نفسیات کے شعور کے ساتھ وقت ہی کے مانوس وسائل کے ذریعہ جس سے اتمام حجت مجاہدانہ روح کے ساتھ ان کے استیصال کی مساعی کہ اس کے بغیر ازالہ منکرات اور معاندین کی دست برد سے شریعت کا تحفظ ممکن نہیں، اس میں رد شرکت و بدعت رد الحاد و دہریت، اصلاح رسوم جاہلیت اور حسب ضرورت تحریری یا تقریری مناظرے، اور تغییر منکرات سب شامل ہیں، ظاہر ہے کہ یہ شعبہ اعلاء کلمۃ اللہ لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا اور اظہار دین مجوائے لیظھرہ علی الدین کلہ اور عام نظم ملت سے متعلق ہے۔

۷۔ ذوقِ قاسمیت ورشیدیت

پھر یہی پورا مسلک اپنی مجموعی شان سے جب دار العلوم دیو بند کے مربیان اول اور نبض شناسان حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی رحمہما اللہ تعالیٰ کے روح وقلب سے گزر کر نمایاں ہوا تو اس نے وقت کے تقاضوں کو اپنے اندر سمیٹ کر ایک خاص ذوق اور خاص رنگ کی صورت اختیار کر لی جسے مشرب کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ دستور اساسی دار العلوم دیو بند منظور شدہ شعبان ۱۳۶۸ھ میں اس حقیقت کو ان الفاظ کہا گیا ہے "دار العلوم دیو بند کا مسلک اہل السنت والجماعۃ حنفی مذہب اور اس کے مقدس بانیوں حضرت مولانا محمد قاسم اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہما کے مشرب کے موافق ہوگا۔" (دستور اساسی ص ۶)

اس لئے مسلک دار العلوم دیو بند کے اجزا ترکیبی میں یہ جز ایک اہم عنصر ہے جس پر دار العلوم میں تربیت کا کارخانہ چل رہا ہے، جو احسان کے تحت آتا ہے، جب کہ اس کا تعلق روحانی تربیت سے ہے۔ شریعت، پیروی طریقت، اتباع سنت، فقہی حنفیت، کلامی ماتریدیت، دفاع ضلالت اور ذوق قاسمیت ورشیدیت اس مسلک اعتدال کے عناصر ترکیبی ہیں، جو سبع سنابل فی کل سنبلہ ماۃ حبۃ کا مصداق ہیں، ان کو اگر شرعی زبان میں ادا کیا جائے تو ایمان، اسلام، احسان اور اظہار دین سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے، انہی دفعات سبعہ کا مجموعہ یہ تفصیلات بالا دار العلوم دیو بند کا مسلک

کیا جائے تو یہ مسلک بعینہ حدیث جبریل کا خلاصہ ہے، جس میں جبریل علیہ السلام کے سوالات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان، احسان اور دفاع فتن کی تفصیل ارشاد فرمائی ہے، اور اس کے مجموعہ کو تعلیم دین فرمایا ہے، اس لئے اگر یہ کہہ دیا جائے کہ علماء دیو بند کا مسلک حدیث جبریل ہے تو بے محل نہ ہوگا۔

حدیث جبریل کا متن بلفظہٖ مع ترجمہ حسب ذیل ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و تقیم الصلوۃ و تؤتی الزکوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا قال صدقت، فعجبنا لہ یسالہ و یصدقہ قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تومن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ قال صدقت قال فاخبرنی عن الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال فاخبرنی عن الساعۃ قال ما المسؤل عنھا با علم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتھا قال ان تلد الامۃ ربتھا و ان تری الحفاۃ العالۃ رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان قال ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی یا عمر اتدری من السائل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال فانہ جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم رواہ مسلم و رواہ ابوھریرۃ مع اختلاف و فیہ و اذا رأیت الحفاۃ العراۃ الصم البکم ملوک الارض فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم قرا انّ اللہ عندہٗ علمُ السّاعۃِ و یُنزّلُ الغیثَ، الایۃ (متفق علیہ)

ترجمہ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی مجلس میں تھے۔ کہ اچانک نہایت سفید کپڑوں والا، نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص ظاہر ہوا، جس پر سفر کی
علامت ظاہر نہ ہوتی تھی اور ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے دونوں زانو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ
اپنی دونوں رانوں پر یا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ دیئے اور اس نے سوال کیا کہ اے محمد! مجھے اسلام
کے بارے میں بتلایئے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور نماز کو قائم رکھو، اور زکوۃ ادا کرو، رمضان
کے روزے رکھو اور اگر قدرت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو، اس شخص نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ
فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا ہے اور آپ
کی تصدیق کرتا ہے، اس کے بعد اس شخص نے کہا کہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور آخرت کے دن پر
اور تقدیر خیر و شر پر کامل یقین کرو، اس شخص نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے کہا
کہ آپ مجھے احسان کے بارے میں بتلایئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی
اس طرح عبادت کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ یقیناً تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس شخص
نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتلایئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اس بارے میں جس
شخص سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے، اس شخص نے کہا کہ آپ قیامت
کی علامتوں کو بتلا دیجئے، آپ نے فرمایا علامات میں یہ ہے کہ باندی کے پیٹ سے اس کا آقا پیدا ہوا اور
برہنہ پا، برہنہ بدن بکریاں چرانے والے، مفلسوں کو دیکھو کہ وہ بلند عمارتیں تعمیر کرنے میں ایک دوسرے پر فخر
کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا، میں دیر تک ٹھہرا رہا، پھر آپ (صلی اللہ علیہ
وسلم) نے فرمایا کہ اے عمر! تم جانتے ہو کہ یہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول
جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے۔

روایت مسلم کی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی تھوڑے اختلاف کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے جس میں
یہ الفاظ ہیں کہ جب تم برہنہ پا، برہنہ بدن، گونگے بہرے لوگوں کو زمین کا حکمراں دیکھو، اور یوم قیامت ان پانچ
چیزوں میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی کہ بلاشبہ
قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی بارش برساتا ہے۔ (متفق علیہ)

پھر ان تمام بنیادی عناصر کی بنیاد اساس کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس مجتہد
ہے، جن میں سے پہلی دو جہتیں تشریعی ہیں جن سے شریعت بنتی ہے اور آخری دو جہتیں تفریعی ہیں جن سے شریعت کھلتی
ہے، پہلی دو جہتیں منصوصات کا خزانہ ہیں جو روایتی ہیں، جن کے لئے سند و روایت ناگزیر ہے اور دوسری دو جہتیں
درایتی ہیں جن کے لئے تربیت یافتہ عقل و فہم اور تقویٰ شعار ذہن و ذوق ناگزیر ہے، اس لئے یہ مسلک اعتدال نقلی
بھی ہے اور عقلی بھی، روایتی بھی ہے اور درایتی بھی، مگر اس طرح کہ نہ عقل سے خارج ہے نہ عقل پر مبنی، بلکہ عقل و
نقل کی متوازن آمیزش سے بایں اندازہ برپا شدہ ہے کہ نقل اور وحی اس میں اصل ہے اور عقل کی ہمہ وقتی خادم اور
کارپرداز ہے۔

اس لئے علماء دیو بند کا یہ مسلک نہ تو عقل پرست معتزلہ کا مسلک ہے جس میں عقل کو نقل پر حاکم اور
متصرف مان کر عقل کو اصل اور وحی یا اس کے مفہوم کو عقل کے تابع کر دیا گیا ہے، جس سے دین فلسفہ محض بن کر رہ
جاتا ہے، عوام کے لئے زندقہ کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں اور ساتھ ہی سادہ مزاج عقیدتمندوں کا کوئی رابطہ دین
سے قائم نہیں رہتا، اور نہ یہ مسلک ظاہریہ کا مسلک ہے، جس میں الفاظ وحی پر جمود کر کے عقل و درایت کو معطل کر دیا
گیا ہے، اور دین کے باطنی علل و اسرار اور اندرونی حکم و مصالح کو خیر باد کہہ کر اجتہاد اور استنباط کی ساری راہیں
مسدود کر دی گئی ہیں، جس سے دین ایک بے حقیقت بلکہ بے معنویت غیر معقول اور جامد شے بن کر رہ جاتا ہے اور
دانش پسند اور حکمت دوست افراد کا اُس سے کوئی علاقہ باقی نہیں رہتا۔ پس ایک مسلک میں عقل ہی عقل رہ جاتی
ہے اور ایک مسلک میں عقل معطل اور بے کار، ظاہر ہے کہ یہ دونوں جہتیں افراط و تفریط اور وکان امر و فرطا کی ہیں
جن سے یہ متوسط اور جامع و معتدل دین بری ہے، اس لئے دین کا جامع عقل و نقل مسلک یہی ہے اور یہی ہو بھی
سکتا ہے کہ تمام اصول و فروع میں عقل سلیم نقل صحیح کے ساتھ ہمہ وقت وابستہ رہے مگر دین کے ایک مطیع و فرمانبردار
خادم اور پیشکار کی طرح کہ اُس کی ہر ایک کلی و جزئی کے لئے عقلی براہین، معقول دلائل اور حسی شواہد و نظائر فراہم

کرتی رہے جس سے دین، امت کے ہر طبقہ کے لئے قابل قبول و ہمہ جہتی دستور حیات ثابت ہو اور یہ وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا کی صحیح مصداق دکھائی دے، یہی مسلک اہل السنت والجماعت کا مسلک کہلاتا ہے اور علماء دیوبند اس مسلک کے نقیب اور علمبردار ہیں، اسی لئے وہ اس مسلک جامع اور ان تمام مذکورہ کے اجتماع سے بیک وقت مفسر بھی ہیں اور محدث بھی، فقیہ بھی ہیں اور متکلم بھی، صوفی بھی ہیں اور مجاہد و مفکر بھی ان تمام علوم کے امتزاج سے ان کا مزاج معتدل بھی ہے اور متوسط بھی، یہی وجہ ہے کہ اُن کے جماعتی مزاج میں ہے نہ مبالغہ، اور اس وسعت نظری کی بدولت نہ تکفیر بازی ہے نہ دشنام طرازی، نہ کسی کے حق میں سب و شتم ہے گوئی، نہ عناد و حسد اور طیش ہے اور نہ غلبہ جاہ و مال اور افراط عیش بلکہ صرف بیان مسئلہ ہے اور اصلاح امت پیش حق ہے اور ابطال باطل، جس میں نہ شخصیات کی تحقیر اور بدگوئی کا دخل ہے، نہ مغرورانہ طعن و استہزاء کا، ان اوصاف و احوال کے مجموعہ کا نام دارالعلوم دیوبند ہے، اور اسی علمی و عملی ہمہ گیری سے اُس کا دائرہ و اثر دنیا کے ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر ۱۴۴ تا ۱۴۸ ان اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء از سید محبوب رضوی

بانی دارالعلوم دیوبند کا مقام

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ

شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نصرۃ العلوم گوجرنوالہ پاکستان

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم الصدیقی النانوتوی بن شیخ غلام شاہ الخ، آپ سیدنا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل اور اولاد میں تھے۔ اور ۱۲۴۸ھ ۱۸۳۲ء کو قصبہ نانوتہ میں پیدا ہوئے، تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ یہ قصبہ دیوبند سے بارہ کوس مغرب میں سہارنپور سے پندرہ کوس جنوب میں گنگوہ سے نو کوس مشرق میں اور دہلی سے ساٹھ کوس شمال میں واقع ہے۔ آپ کے والد بزرگوار تعلیم سے چنداں بہرور نہ تھے۔ صرف ایک معمولی زمیندار تھے۔ البتہ بزرگوں کی نیک صحبت، سے ضرور متاثر تھے اور دین سے کافی لگاؤ تھا۔

حضرت نانوتویؒ نے اکثر کتابیں حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتویؒ (المتوفی ۱۲۶۷ھ) سے پڑھی تھیں جو اپنے وقت کے ٹھوس مدرسہ متبحر عالم اور مختلف علوم وفنون کی کامل مہارت رکھنے والے شفیق استاد تھے۔ رب ذوالمنن نے حضرت نانوتویؒ کو ابتداء ہی سے بڑی ذہانت اور عمدہ فطانت کی دولت عظیمہ سے وافر حصہ مرحمت فرمایا تھا۔ جب جملہ علوم وفنون کی تعلیم مکمل کر چکے تو آخر میں حضرت مولانا قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (المتوفی ۱۳۲۳ھ) کے ساتھ مل کر رأس الاتقیا شیخ وقت، محدث کامل اور یکتائے روزگار حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مجددی الحنفی (المتوفی ۱۲۹۵ھ) سے حدیث شریف کا دورہ پڑھا اور اسی زمانے میں دونوں بزرگوں نے وقت کے رئیس الاولیاء، مجاہد کبیر عالم باعمل مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ (المتوفی ۱۳۱۷ھ) سے بیعت کر کے سلوک کی راہ اختیار کی اور ظاہری علوم کے علاوہ وہ باطنی علوم اور تصوف و ورع میں بھی وہ مقام حاصل کیا جو ان کے زمانہ میں انہیں کے لئے واجب حقیقی نے مخصوص کر رکھا تھا۔ جن کے ذریعہ سینکڑوں حضرات کو روحانی فیض بھی حاصل ہوا اور تزکیہ النفس کے وہ اعلیٰ مراتب بھی قادر مطلق نے انہی کی بدولت مرحمت فرمائے جو اس دور میں بہت کم کسی اور کو حاصل اور نصیب ہوئے ہوں گے، سچ ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ایام طالب علمی میں خواب:

حضرت نانوتویؒ نے طالب علمی کے زمانہ میں بہت سے خواب دیکھتے تھے جو آنے والے دور میں دینی خدمات اور رفع درجات کی طرف مشیر اور رب قدیر کی طرف سے بشریٰ اور خوشخبری تھے، چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ (المتوفی حدود ۱۳۰۰ھ) جو حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب کے قریبی رشتہ دار، ہم وطن، رفیق درس، استاذ زادہ، بعض کتابوں میں شاگرد، ہم زلف اور پیر بھائی تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں کہ:۔

ایام طالب علمی میں مولوی (محمد قاسم) صاحبؒ نے ایک اور خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے نکل کر ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد صاحبؒ (یعنی حضرت مولانا مملوک علی صاحب) سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بکثرت جاری ہوگا سوانح مولانا محمد قاسم صاحب ص ۹ (یہ واقعہ ارواح ثلاثہ ص ۲۰۴ میں بھی منقول ہے) اس میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں کہ دارالعلوم دیوبند کی دیگر سینکڑوں شاخوں سے قرآن وحدیث فقہ اور علم دین کی جو نشر واشاعت ہوئی اس صدی کے اندر تمام جہان میں اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔ بلاشبہ قاہرہ یونیورسٹی صدیوں سے حکومت مصر کے زیر سایہ دین اور علم کی خدمت انجام دے رہی ہے، مگر صورت وسیرت گفتار وکردار ظاہر و باطن کے اعتبار سے علم وعمل کا جو نمونہ علوم دارالعلوم دیوبند اور اس کی شاخوں نے قائم کیا ہے وہ اس دور انحطاط میں کبھی نہیں مل سکتا۔ دارالعلوم دیوبند اس کی قائم کردہ (یا اس کے نمونہ اور اس کے نقش قدم پر قائم کردہ) شاخوں میں ہزاروں جید اور ربانی علماء کرام صوفیاء عظام پیدا ہوئے۔ جن کی بدولت رب العزت نے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو توحید وسنت کا شیدائی بننے کا شرف عطا فرمایا اور علم ظاہری کے علاوہ جس طرح لوگوں کے دلوں کو اُن سے صفائی اور روشنی نصیب ہوئی اور شرک وبدعت، حسد وتکبر اور اتباع ہوا سے جس طرح ان کو چھٹکارا حاصل ہوا۔ وہ کسی منصف مزاج ہوش مند مسلمان سے اوجھل نہیں ہے۔ ایک طرف تو ان اکابر کے قائم کردہ اسلامی مدارس سینکڑوں شہرہ آفاق بہترین مبلغ، عمدہ ترین مناظر، اعلیٰ مصنف، نڈر مجاہد، بیباک سیاستدان اور محقق پروفیسر تیار ہوئے جو اپنے میدان اور فن میں گوئے سبقت لے گئے اور دوسری طرف قرآن وسنت اور سلف صالحین کی واضح ہدایات کی

روشنی میں ایسے اہل سلوک، صاحب باطن، زاہد اور صوفی پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی خداداد بصیرت اور للہیت اور روحانیت سے لوگوں کے قلوب واذہان کو منور کیا۔ اُن میں توحید وسنت کا جذبہ پیدا کیا۔ خدا خوفی اور فکر آخرت پیدا کی۔

دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا نقشہ ان کے دلوں میں نقش کیا۔ آنے والی قبر اور حشر ونشر کی حقیقی زندگی کے حاصل کرنے کا سبق دیا۔ جنت اور دوزخ کی ابدیت اور ان کی تحصیل واجتناب کے منصوص احکام سنائے۔ خالق کے حقوق کے علاوہ مخلوق کے باہمی حقوق کو محفوظ طور رکھنے کی شدت سے تلقین کی۔ نفس امارہ اور شیطان کی پیروی سے لوگوں کو ڈرایا اور سلف صالحین کے صحیح دینی جذبات اُن میں اجاگر کیے۔ الغرض دل کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کے اخلاق ذمیمہ سے بچنے اور اوصاف فاضلہ سے متصف ہونے کے وہ گر بتلائے جو اس دور میں صرف انہی حضرات کا حصہ ہو سکتا ہے۔ دیوبند کی اس روحانی تعلیم کا یوپی کے مشہور گریجویٹ اور شگفتہ نگار شاعر اکبر الہ آبادیؒ نے کس خوبی سے ذکر کیا ہے۔

دل روشن مثال دیوبند	اور ندوہ ہے زبان ہوشمند
گر علی گڑھ کی بھی تم تشبیہ دو	اک معزز پیٹ بس اس کو کہو

(کلیات اکبر مرحوم)

بلاشک دیوبند کی وجہ سے سعید روحوں کو جلا اور تاریک دلوں کو بصیرت اور روشنی نصیب ہوئی۔

ایک اور خواب:

ارواح ثلاثہ میں ہے کہ مولانا نانوتویؒ نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی چیز پر بیٹھا ہوں اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر آتی ہے جو میرے پاؤں سے ٹکرا کر جاتی ہے اس خواب کو انہوں نے مولوی محمد یعقوب صاحبؒ (المتوفی ۱۲۸۲ھ برادر شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ المتوفی ۱۲۲۰ھ) سے اس عنوان سے بیان فرمایا کہ حضرت ایک شخص نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ملے گی اور وہ پکا حنفی ہوگا اور اس کی خوب شہرت ہوگی۔ لیکن شہرت کے بعد جلد ہی اس کا انتقال ہو جائے گا۔

(ارواح ثلاثہ ص ۱۹۹)

بلا ریب ہندوستان میں قیام دارالعلوم دیوبند کے ذریعے جس طرح قرآن وحدیث کے بعد مذہب
کی علمی اور ٹھوس خدمت ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور بخاری شریف کے آخری پانچ چھ پاروں کا حاشیہ
الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کا دینی کارنامہ ہے جو حضرت نانوتوی
کے استاد محترم امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نے اپنے لائق وفائق اور بڑے ذہین وفطین شاگرد کے
سپرد کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان سے اور حسن خوبی کے ساتھ مکمل ہوا اور تقریباً ہر بریلوی اور غیر
مقلدین کے مدرسہ میں بخاری شریف پڑھائی جارہی ہے۔ تو یہ ہر بریلوی اور غیر مقلدین کے مدرسہ میں
فیضان دیوبند پہنچ رہا ہے جس سے کوئی بریلوی اور کوئی غیر مقلد مولوی ہرگز انکار نہیں کرسکتا اور یہ سب بریلوی اور
غیر مقلدین علماء کے ظرف کی بات ہے کہ وہ دن رات علماء اہلسنت دیوبند کے بخاری شریف پر حاشیہ سے فائدہ
بھی اٹھا رہے ہیں اور علماء دیوبند کے فیضان سے فائدہ اٹھا کر ان کو برا بھلا کہنے سے ہرگز باز نہیں رہتے اور یہ
فیضان دیوبند جو دنیا کے خطہ خطہ میں پہنچ رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت تک پہنچتا رہے گا۔

قیام دارالعلوم دیوبند کے اسباب

دنیا کا کوئی کام بغیر کسی سبب، داعیہ، اور محرک کے معرض وجود اور منصۂ شہود پر نہیں آتا۔ ہم جب ٹھنڈے
دل کے ساتھ، ہندوستان کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں سر ہنری، ایلیٹ کی مسخ شدہ تاریخ پہلے سے ہندوستان
کی سیاسی اور مذہبی تاریخ کسی اور صورت میں نظر آتی ہے۔ سیاست کی باتیں تو سیاسی حضرات بہتر جانتے ہیں
کیونکہ لکل فن رجال ہم صرف مذہبی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں کم وبیش ایک ہزار سال تک
مسلمانوں کی حکومت اور دور اقتدار رہا ہے۔ جس میں نہایت فراخدلی سے (بلکہ بعض بادشاہوں کی طرف سے
بڑے ملحدانہ انداز ہیں) ہر فرقہ اور ہر اہل مذہب پر پابند رہنے اور مذہبی رسوم بجالانے کی کھلی آزادی تھی۔ جب
گردش زمانہ سے سلطنت مغلیہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہوگیا اور اپنوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ظالم اور جابر برطانیہ کی
آلتی کی صورت میں ہندوستان پر نمودار ہوا تو اس کے مقابلہ کے لئے ہندوستان کی دیگر اقوام عموماً اور مسلمان
خصوصاً میدان میں نکلے اور عملی طور پر اس کے ساتھ جہاد کیا جس کو انگریز کے منحوس دور میں نمک خواران برطانیہ
۱۸۵۷ء کے ساتھ تعبیر کرتے رہے ہیں۔ اس جہاد میں کون کون حضرات شریک تھے اور کس کس مقام پر لڑے

ہر مقام پر اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ یہ اور اس قسم کے دیگر کئی امور ہمارے حیطہ امکان سے باہر ہونے کے علاوہ
ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ ہمیں تو اثبات مدعیٰ کے لئے بانی دارالعلوم دیوبند اور ان کے چیدہ چیدہ
احباب واصحاب کا تذکرہ کرنا ہے کہ انہوں نے کس حد تک انگریز کے خلاف جہاد کیا؟ اور انگریز نے ان کے خلاف
کیا راہ قائم کی؟ اور اس وقت انگریز کے اہل ہند اور خصوصاً مسلمانوں کے خلاف کیا عزائم تھے؟ اور
ہندوستان میں کیا دیکھنا اور کیا کرنا چاہتا تھا؟ اور کس حد تک وہ کر چکا ہے؟ جب ہم تاریخ کے اس موڑ پر آتے ہیں
اور تاریخ کے اوراق میں وہ دلگداز واقعات پڑھتے اور دیکھتے ہیں تو ہماری آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔ ہاتھ
لرزتا ہے دل سیماب کی طرح بیقرار ہو جاتا ہے۔ سانس رکنے لگتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے
سب واقعات تو تاریخ ہی پڑھئے۔ ہم مشتے نمونہ از خروارے چند حقائق کی طرف اشارہ کئے دیتے ہیں کہ شاید
عقلمندوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

گاہے بگاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

جہاد شاملی:

اہل ہند جب انگریز کے مظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور جب اس کے خلاف لڑتے ہوئے
لاکھوں جانیں جاتی رہیں اور ہزاروں مسلمان شہید ہوئے ارتیرہ ہزار سے زیادہ جید علماء کرام کو تختہ دار پر چڑھایا گیا
اور پھانسی پر لٹکایا گیا اور اس وقت میدان کارزار کے آس پاس شاید ہی کوئی درخت ایسا ہوگا جس پر
ہندوستانیوں کی اور شہید مسلمانوں کی لاشیں نہ لٹکتی ہوں اور ظالم انگریز کے کارندے ان کو دیکھ کر نہ خوش ہوتے ہوں
اسی دور میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی زیر قیادت تھانہ بھون سے مسلمانوں کا ایک جتھہ شہر
شاملی کی گڑھی کی طرف روانہ ہوا جو انگریز کے کارندوں اور اس کی فوج کا ایک مضبوط قلعہ تھا اس لشکر میں حضرت
مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حافظ محمد ضامن شہید (جو کہ اسی
اس شاملی کے مقام پر شہید ہوئے تھے) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

آپ سمجھتے ہیں کہ کہاں جابر اور ظالم برطانیہ جو ملک پر برسر اقتدار تھا اور کہاں نہتے اور بے سروسامان

مجاہد؟ مگر ان بہادروں اور دلیروں نے اور ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت نانوتویؒ نے اپنی شجاعت خداداد جوہر اس جہاد شاملی میں دکھائے۔ بالآخر ان حضرات کو شکست ہوئی، کچھ حضرات تو زخمی ہوئے اور حافظ ضامن صاحب شہید ہو گئے، الغرض مقابلہ خوب ہوا اور بعض دیو پیکر فوجیوں کو (جن میں ایک سکھ بھی تھا جو حضرت نانوتویؒ نے اپنی تلوار سے کاٹ کر مولی کی طرح دو ٹکڑے کر دیا تھا۔) جہنم رسید کیا گیا اور غالباً ایسے موقع کے لئے کہا گیا ہے کہ

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ملے اے میرؔ
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

جب انگریزوں کو اس کا علم ہوا کہ حضرت حاجی صاحبؒ مولانا نانوتوی صاحبؒ اور مولانا گنگوہی صاحبؒ جو اپنے زمانہ کے نامور عالم اور صوفی تھے ہمارے خلاف جہاد میں شریف ہوئے تو ان تینوں کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کئے گئے۔ چنانچہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی لکھتے ہیں کہ "ان تینوں حضرات کے نام چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے اور گرفتار کنندہ کے لئے صلہ تجویز ہو چکا تھا اس لئے لوگ تلاش میں ساعی اور جراءت کے لئے تگ و دو میں پھرے رہے۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۷۷)

انگریز کے ایسے ظالم حکم سے بچنے کے لئے کچھ دن تو حضرت نانوتویؒ وغیرہ احباب کے شدید اصرار سے روپوش رہے پھر نکل آئے جیسا کہ بقدر ضرورت اس کا ذکر آئندہ آئے گا انشاء اللہ العزیز۔ جب لاکھوں انسانوں پر برطانیہ مظالم کر چکا تو بیرونی دنیا کی مزید بدنامی سے بچنے کے لئے اہل ہند پر اپنا فرعونی احسان جتلانے کی خاطر کچھ عرصہ بعد وارنٹ گرفتاری اور دیگر کئی سخت احکام واپس لے لئے گئے اور اس طرح ان مظلوموں کی ظالم کے ہاتھ سے گلو خلاصی ہوئی۔ اس جہاد اور ہنگامہ میں اہل ہند اس قدر حق بجانب تھے کہ خود ظالم انگریز اس کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مسٹر لیکی اس ہنگامہ کے بارے میں اپنا یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی بغاوت حق بجانب کہی جا سکتی ہے تو وہ ہندوستان کے ہندو مسلمان کی بغاوت تھی۔ (بحوالہ حکومت خود اختیاری ص ۴۲)

اور اس ہنگامہ میں انگریز نے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کا بھی نمونہ دیکھتے جائیے۔ مسٹر ... کا یہ مقولہ کے مسلمانوں کو خنزیر کی کھالوں میں سی دیا گیا اور قتل کرنے سے قبل خنزیر کی چربی ان کے بدن پر ملی گئی پھر انہیں جلا دیا گیا۔ (تمغہ کا دوسرا رخ، مصنفہ ایڈورڈ ٹامس ص ۲۸۰)

ملاحظہ کیجئے کہ ظالم برطانیہ نے کس قدر سفاکانہ اور حیا سوز حرکتیں مسلمانوں پر روا رکھیں اور کس قدر ان کے بیگناہ خون سے ہولی کھیلی گئی مگر با ایں ہمہ مسلمان مردانہ وار اس ظالم کے سامنے ایمان سے بھرپور سینے تان کر پیش ہوتے رہے اور زبان حال سے یوں خطاب کرتے تھے کہ

گئے وہ دن کہ ہمیں زندگی کی حسرت تھی
فضول قتل کی دیتا ہے دھمکیاں صیاد

عزائم برطانیہ:

انگریز کو جب ہندوستان پر سیاسی اقتدار حاصل ہو گیا تو شیخ چلی کی طرح اس کے دل میں خفیہ اور نہاں آرزوئیں اور ارادے زبان اور قلم کی نوک سے بھی ظاہر ہونے لگے، گورنر ہند لارڈ امہن برا نے ۱۸۴۳ء میں ڈیوک آف ولنگٹن کو لکھا ہے کہ میں اس عقیدہ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کی قوم اصولاً ہماری دشمن ہے اس لئے ہماری حقیقی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی رضا جوئی کرتے رہیں۔ (ان ہی ہنڈیا ص ۳۹۹)

انڈیا کی سپریم کونسل کے باوقار رکن سر چارلس ٹریویلین جو حکومت کی طرف سے گورنری کے بلند عہدہ پر فائز تھا پورے وثوق سے یہ کہتے ہوئے کہ یہ میرا یقین ہے۔ یہ امیدیں قائم کئے ہوئے تھا کہ جس طرح ہمارے بزرگ کل کے کل ایک ساتھ عیسائی ہو گئے تھے اس طرح یہاں (ہندوستان) میں بھی ایک ساتھ عیسائی ہو جائیں گے۔ (بحوالہ از مسلمانوں کا روشن مستقبل ۱۴۳)

اور برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ممبر مسٹر مینگلس نے آغاز ۱۸۵۷ء میں پارلیمنٹ کے دار عوام میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیے اور اس میں تساہل نہ کرنا چاہیے۔ (حکومت خود اختیاری ۱۳۶ اور علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے حصہ اول ص ۴۶) اور لارڈ رابرٹس نے کہا کہ ان بدمعاش مسلمانوں کو بتا دیا جائے کہ خدا کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔

(علمائے ہند کی اندار ماضی کا آخری حصہ تصویر کا دوسرا رخ ص ۳۴ طبع اول)

غور فرمائیے سایہ بوم (ظالم برطانیہ) کے منحوس دور اقتدار میں ہندوستان کی رزمین پر کس طرح حالی کا گھپ اندھیرا چھا گیا تھا جس میں رائے قائم کرنے والوں نے یہاں تک رائے قائم کی کہ اب اسلام چند سالوں کا مہمان ہے۔ (موج کوثر ص ۱۰۸، مصنفہ شیخ محمد اکرام صاحب ایم۔اے)

اس نازک دور اور نا مساعد حالات میں علماء دیوبند کثر اللہ جماعتہم نے جس طرح ہمت و استقلال کا ثبوت دیا ہے اس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ آخر بتلایئے کہ اس وقت تمام گمراکن تحریکوں کا مقابلہ کس نے کیا؟ ظالم برطانیہ کے فولادی پنجہ سے کس نے ٹکر لی۔ جان عزیز کو ہتھیلی پر رکھ کر کس نے جہاد ۱۸۵۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا؟ آریوں اور پادریوں کا تعاقب کس نے کیا؟ ان کی تردید میں کتابیں اور رسالے کس نے لکھے؟ تقریروں کے ذریعہ اسلام کی حقانیت واضح کرتے ہوئے ان باطل فرقوں کے مکائد اور دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کو کس نے آگاہ کیا؟ اور اس ہنگامے میں کس طبقہ کے علماء کے ساتھ انتہائی بہیمانہ سلوک روا رکھا گیا؟ اور ملک سے جلاوطنی وحشیانہ سزائیں کس طبقہ کی اکثریت کو دی گئیں؟ اور تختہ دار پر لٹکنے کے لئے زبان حال سے بیتاب ہوئے کس نے خوشیاں منائیں کہ

فنا فی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

برطانیہ کا ایک ایسا دور بھی گزرا ہے جن کا یہ دعویٰ تھا کہ ہماری حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا ایک جگہ غروب ہوتا ہے تو دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے اور برطانیہ کے مغرور وزیر اعظم مسٹر گلیڈ سٹون نے یہ کہا تھا اگر آسمان بھی ہمارے سروں پر گرنا چاہے تو ہم سنگینوں پر اسے تھام سکتے ہیں (معاذ اللہ) اس دور میں بھی علماء دیوبند نے اس ظالم برطانیہ کے خلاف صدائے حق بلند کی اور اس سے نبرد آزما ہوئے۔ چنانچہ یوپی کے گورنر جیمز منسٹن نے اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (المتوفی ۱۳۳۹ھ) کے بارے میں ایک موقع پر کہا تھا کہ اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔ نیز یہ بھی انہیں کا مقولہ ہے کہ اگر ایک شخص کی بوٹی بوٹی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی (حاشیہ سوانح قاسمی جلد ۲، ص ۸۲ مسند حضرت مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی) (المتوفی ۱۹۵۶ء) غالباً ایسے ہی موقعہ کے لئے کہا گیا ہے کہ

وہی مومن ہے جس کو دیکھ کر باطل پکار اٹھے
کہ اس مرد خدا پر چل نہیں سکتا فسوں میرا

عیسائی بنانے کے لئے طریق کار

آپ بحوالہ پہلے یہ پڑھ آئے ہیں کہ انگریز نے ہندوستان میں زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی تمام ہندوستانیوں کو ایک ساتھ عیسائی بنانے کا خواب دیکھنا شروع کیا اور اس کے لئے ملازمتوں اور میموں، نوکریوں اور چھوکریوں کی پیشکش کے علاوہ اور بھی کئی حربے اختیار کئے گئے۔ ان میں سے ایک طریق یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو اتنا غریب اور مفلوک الحال کر دیا جائے کہ وہ عیسائیوں کی جھولی میں پڑنے کے لئے مجبور و لاچار ہو جائیں۔ چنانچہ عوام کی غربت اس حد تک عمداً پہنچادی گئی تھی کہ بقول سرسید صاحب ڈیڑھ آنہ یومیہ یا ڈیڑھ سیر اناج پر ہندوستانی اپنی گردن کٹوانے پر بخوشی تیار ہو جاتا تھا۔ (بغاوت ہند ص ۴۰) اور سب سے زیادہ خطرناک وار مہلک طریقہ جو انگریز نے تجویز اور اختیار کیا تھا وہ یہ تھا کہ قرآن پاک اور اس کی تعلیم علوم اسلامیہ کو یکسر مٹا دیا جائے تاکہ ایمان و ایقان کی وہ پختگی جو مسلمانوں کو حاصل ہے بالکل ختم ہو جائے اور عیسائیت کا راستہ ان کے لئے سہل اور ہموار ہو جائے اور اس کے مقابلہ میں انگریزی تعلیم کو اس قدر عام اور رائج کر دیا جائے کہ کوئی شخص اپنے لئے اس کے سوا چارہ کار نہ پائے۔ چنانچہ قرآن کریم جیسی جامع و مکمل، بے نظیر اور انقلاب انگیز کتاب کی بے پناہ قوت اور طاقت سے خائف اور بدحواس ہو کر برطانیہ کے مشہور ذمہ دار وزیر اعظم گلیڈ اسٹون نے بھرے مجمے میں قرآن کریم کو اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے یہ کہا تھا کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں باقی ہے دنیا متمدن اور مہذب نہیں ہو سکتی۔
(بحوالہ خطبہ صدارت ص ۱۵، اجلاس پنجاہ سالہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ از حضرت مدنیؒ)

اور ہنری ہرنگٹن طامس نے کہا کہ "مسلمان کسی ایسی گورنمنٹ کے جس کا مذہب دوسرا ہو اچھی رعایا نہیں ہو سکتے اس لئے کہ احکام قرآنی کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں ہے"۔ (بحوالہ حکومت خود اختیاری ص ۵۵)

الغرض قرآن کریم کو مٹانے اور مسلمانوں کے اسلامی جذبات کو ہندوستان سے نیست و نابود کرنے کے لئے ایسے ایسے حربے استعمال کئے گئے کہ شیطان بھی دم بخود ہو کر رہ گیا اور لارڈ میکالے نے تو صاف لفظوں میں کہ ہماری تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان پیدا کرنا ہے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں تو دل اور دماغ کے

اختیار سے فرنگی۔ (بحوالہ مدینہ بجنور ۲۸ فروری ۱۹۳۶ء)

اور سچ پوچھیے تو ان کو کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ جیسا کہ کسی بھی صاحب علم پر یہ مخفی نہیں ... طریقہ وہ تھا جو براہ راست حکومت برطانیہ اور اس کے ذمہ دار اصحاب نے اختیار کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ ... صاحبان کی طرف سے (جن کی حفاظت و نگرانی اور مالی سرپرستی خود انگریز کر رہا تھا۔ عیسائیت کی جارحانہ ... ہندوستان میں جو شروع کی گئی وہ اپنے مقام پر ایک سانحہ عظیم اور آفت ارضی میں سے ایک بہت بڑی آفت ... مسلمان پر تو حکومت کی طرف سے صدہا آئینی پابندیاں عائد تھیں کہ وہ انگریز کے خلاف لب کشائی کرنے ... نہیں۔ مگر (العیاذ باللہ) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پادریوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی بقول کے

ہے اہل دل کے لئے اب یہ نظم بست و کشاد
سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

پادریوں کی تبلیغ:

ہندوستان میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے سلطنت اور اقتدار جانے کی دیر تھی کہ مختلف قسم کے مذہبی ... عذاب الٰہی کی صورت میں نمودار ہوئے اور ساون کے مینڈکوں کی طرح بازاروں اور کوچوں گلیوں اور محلوں ... پادری صاحبان جوق در جوق اور جماعت در جماعت گردش کرتے ہوئے اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ... ہوئے نظر آنے لگے اور ہندوستان میں شاید ہی کوئی قابل ذکر شہر و خوش نصیب قصبہ ایسا ہوگا جس کو پادری صاحبان ... نے اس دور میں اپنے منحوس پاؤں سے نہ روندا ہو اور اسلام کے خلاف خوب زہر اگل کر مسلمانوں کی دل آزاری ... کی ہو اور جارحانہ رنگ میں عیسائیت کی تبلیغ میں کوئی کمی چھوڑی ہو اور مسلمانوں کو چیلنج نہ دیا ہو۔ ایسے تمام واقعات ... استیعاب اور احاطہ نہ تو ہمارے بس کا روگ ہے اور نہ ان پر ہمارا مدعیٰ موقوف ہے اس لئے ہم ان کو قلم انداز کرتے ... ہیں۔ صرف دو تین واقعات بطور نمونہ عرض کئے دیتے ہیں۔ ہر عقلمند انسان ان سے بخوبی حقیقت کی تہ کو پہنچ سکتا ... اور ناداں کے لئے تو دفتر کے دفتر بھی بے سود ہیں۔

چاند پور کا مذہبی اجتماع

ہندوستان میں عیسائیت کی وسیع پیمانہ پر تبلیغ دیکھ کر ہندوؤں میں بھی جرأت پیدا ہوگئی کہ وہ اپنے مذہب

کا پرچار کریں اور عیسائیوں کی طرح وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مذہبی امور میں الجھتے رہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ مشہور شہر شاہجہاں پور سے پانچ چھ میل کی مسافت پر ایک قصبہ تھا جس کا نام چاند پور تھا۔ وہاں کے ایک ہندو رئیس منشی پیارے لال کبیر پنتھی نے ۱۸۷۶ء میں ایک مذہبی جلسہ بنام "میلہ خدا شناسی" مقرر کیا۔ جس میں مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کا باہمی مباحثہ طے پایا اور تینوں فریق اس میں شریک ہوئے مگر لالہ جی نے کمال ہوشیاری اور انتہائی چالاکی سے مختصر سی نہایت بے معنی اور مہمل لکھی ہوئی تقریریں شروع کی کہ میاں کبیر نے کنول کے پھول میں جنم لیا اور ان کے پنتھ میں جاگتے سوتے سانسا چلتا رہتا تھا۔ الخ جس کو چیستاں اور پہیلی کہنا زیادہ مناسب ہوگا اور اس طرح اپنی اور اپنے ہم مذہبوں کی جان چھڑا لی اور اصل گفتگو عیسائیوں اور مسلمانوں میں رہی عیسائیوں کی طرف سے ان کے دیگر نامی گرامی پادریوں کے علاوہ پادری نولس صاحب انگلستانی بھی تھے جو بڑے لسان، عمدہ مقرر اور چوٹی کے مناظر تھے۔ پادری نولس صاحب کا یہ بے بنیاد دعویٰ تھا کہ مسیحی دین کے مقابلہ میں محمدی دین کی کچھ حقیقت نہیں (العیاذ باللہ) اور اہل اسلام کی طرف سے جو حضرات اس موقع پر موجود تھے ان میں مشاہیر میں سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ، حضرت مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہیؒ اور حضرت مولانا سید ابو المنصور صاحب دہلویؒ امام فن، مناظرہ و اہل کتاب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات علماء اور اہل دل اور دیندار مسلمانوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔ پہلے دن تو اس مباحثہ میں متعدد حضرات نے حصہ لیا اور پادری نولس صاحب کے مزعوم دلائل کے جوابات دیتے رہے اور اپنے دعاوی کا اثبات کرتے رہے، مگر دوسرے دن مناظرہ میں صرف حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ نے حصہ لیا۔ اور ایسے زبردست دلائل اسلام کی حقانیت پر پیش کیے کہ مجمع داد تحسین دیے بغیر نہ رہ سکا اور دین مسیح کے منسوخ اور نا قابل اتباع ہونے پر ایسے ٹھوس براہین پیش کیے کہ پادری باہم کہتے تھے آج ہم مغلوب ہوگئے (گفتگو کے مذہب، بلقب تاریخی میلہ خدا شناسی ص ۳۸) اس مناظرہ کی مکمل روداد اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے کہ پادریوں کا مغرور سر کیسے سرنگوں ہوا اور اسلام کی حقانیت اور صداقت کس طرح آشکارا ہوئی۔ سچ ہے کہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

شاہجہان پور:

اس مناظرہ کے تقریباً دو سال بعد ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء میں شاہجہانپور میں اہل اسلام اور مختلف
فرقوں کا مناظرہ اور مباحثہ طے ہو جس میں پنڈت دیانند، سرسوتی منشی اندرمن پادری اسکاٹ مفسر انجیل
نولس صاحب وغیرہ نے حصہ لیا اور اہل اسلام کی طرف سے متعدد علماء حق اور مشاہیر اس وقت اور اس مقام
تھے مگر مناظرہ پادریوں اور مسلمانوں کا ہوا اور لالے وقت کی نزاکت سے فائدہ اٹھا گئے اس میں حضرت
مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ مناظر تھے۔ انہوں نے عقلی و نقلی رنگ میں ایسی صحیح اور قطعی دلیلیں پیش
پادری صاحبان سے ان کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا اور اس موقع پر بھی اسلام اور اہل اسلام کا بول
مسلمانوں کی کھلی فتح کا مسلمانوں اور عیسائیوں کے علاوہ متعصب ہندوؤں نے بھی اقرار کیا۔ چنانچہ منشی
لال نے یہ کہا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کا کیا حال بیان کیجئے؟ ان کے دل پر علم کی سرستی (علم کی دیوی)
تھی۔ (مباحثہ شاہجہانپور ص ۹۲)

اور پورے بانوے صفحات پر اس مناظرہ کی روداد بارہا باطبع ہو چکی ہے۔ اہل علم اس سے
کریں۔ اس کے علاوہ حجۃ الاسلام نے پادری تاراچند سے بھی مناظرہ کیا۔ چنانچہ سوانح قاسمی ص ۱۱۵
یعقوب صاحبؒ میں ہے کہ ایک پادری تاراچند نام تھا اس سے گفتگو ہوئی اور وہ بند ہوا، اور گفتگو سے بھاگ
شیروں کا مقابلہ لومڑیاں کیا کر سکیں۔

پادری فنڈر کا فتنہ:

پادری ڈاکٹر کارل فنڈر (جو ایک جرمنی مشنری تھا جسے روسی سلطنت نے جورجیا کے قفقاز
بدر کر دیا تھا۔ جس نے فارسی زبان میں میزان الحق نامی ایک کتاب شائع کی۔ پھر اس کا اردو ترجمہ بھی کر
ہو اہل مسجد ص ۳۱۴، مصنفہ اہل بیون جونز بی اے بی ڈی لندن، مترجمہ جے عبد السبحان بی اے بی ڈی
جس بک سوسائٹی انارکلی لاہور) نے ہندوستان میں پہنچ کر اور انگریز کی سرپرستی حاصل کر کے جس
عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور اہل اسلام کے خلاف جو زہر اگلا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی
مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں جو بہتان تراشی اتہام بازی اس نے اختیار کی اس سے مسلمان

مسلمان ہیں منصف مزاج غیر مسلم بھی صدا آفرین کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پادری فنڈر جو اپنی بے باکی میں مشہور تھا
ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک تبلیغ عیسائیت کے سلسلہ میں سرگرم عمل تھا، چنانچہ حضرت مولانا محمد
رحمت اللہ صاحب عثمانی کیرانوی ۔۔۔۔۔۔ جو حضرت مخدوم جلال الدین کبیر اولیاء پانی پتی قدس سرہ العزیز کی
اولاد میں تھے اور سلسلہ ولی اللہی میں منسلک ہو کر دہلی میں تعلیمی اور تبلیغی خدمت انجام دے رہے تھے اور آپ کی
ولادت جمادی الاولی ۱۲۳۳ھ میں کیرانہ ضلع مظفر نگر میں ہوئی تھی) نے پادری فنڈر کے ساتھ خط و کتابت کی اور اس
کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور تمام ابتدائی مراحل طے کر لینے کے بعد اکبر آباد آگرہ میں کئی دن کے لئے مناظرہ طے ہوا۔
مناظرہ ۱۱ اپریل ۱۸۵۴ء مطابق ۱۲ رجب ۱۲۷۰ھ کو ہوا تھا جو اسلام اور عیسائیت کی صداقت اور حقانیت واضح
کرنے کے لئے فیصلہ کن اور تاریخ ہندوستان میں اس موضوع کا سب سے پہلا وار عظیم الشان مناظرہ تھا جس
میں طرفین سے معزز مسلمان ہندو اور انگریز اس مناظرہ کے جج ور منصف قرار دیئے گئے تھے چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے
تری اور سچے دین کا حامی اور ناصر ہے۔ اس نے اسلام کی صداقت کا ظاہری سبب اس موقع پر حضرت مولانا
رحمت اللہ صاحب کو بنایا جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیت عمدہ ذہانت اور تبحر علمی سے تین روز کے متواتر مناظرہ
میں دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ موجودہ انجیل جس پر آج پادری صاحبان کو فخر و ناز
ہے بالکل محرف ہے۔ جس میں ذرہ بھر شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ار خود عیسائیوں کے مایہ ناز اور چوٹی کے مناظر
پادری فنڈر صاحب کو عام جلسہ میں انجیل تحریف تسلیم کئے بغیر اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رات کی تاریکی
میں پادری فنڈر صاحب اپنے چیلوں سمیت بھاگ گئے۔ جب چوتھے دن حسب معمول مناظرہ کا وقت آیا تو
جج اور منصف تو سبھی حاضر ہو گئے مگر پادری فنڈر صاحب کا کہیں نام و نشان نہ ملا۔ ناچار تمام ججوں ور منصفوں کو جو
طرفین کے حکم قرار دیے تھے عیسائیت کے خلاف فیصلہ کرنا پڑا اور پادری فنڈر صاحب نے ہندوستان چھوڑ کر دیگر
ممالک اسلامیہ میں اپنے دجل کا جال پھیلانے کی سعی اور کوشش کی، چنانچہ وہ پھرا تا پھرا تا ترکی بھی جا پہنچا اور
وہاں کے علماء کو چیلنج کرتا پھرا۔ وہ بیچارے اس کے ہتھکنڈوں سے واقف نہ تھے اس لئے دریدہ دہن کے منہ نہ آتے
بالآخر سلطان عبدالعزیز خان ترکی کی خواہش اور صدر اعظم خیر الدین پاشا تونسی کی تحریک پر حضرت مولانا
رحمت اللہ صاحب نے عربی زبان میں ایک محمد مدلل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام اظہار الحق رکھا جس کا ترکی،
یورپ کی مختلف اور متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ جب ۱۸۹۱ء میں انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ شائع

ہوا تو مشہور اخبار ٹائمز آف لندن نے اس تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ اگر لوگ اس کتاب کو پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائی مذہب کی ترقی بند ہو جائے گی۔ (ملاحظہ ہو علماء حق کے مجاہدانہ کارنامے حصہ اول ص ۳۲)

راقم الحروف نے آج سے تقریباً سولہ سترہ سال پہلے اظہار الحق کے عربی نسخہ کا مطالعہ کیا ہے۔ عیسائیت کے لئے بہترین اور لاجواب کتاب ہے مگر صرف اہل علم حضرات کے لئے۔

ان مسائل میں ہے کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کے علاوہ اس وقت حضرت مولانا رحمت علی صاحب منگلوری، سید محمد علی صاحبؒ مونگیری مولانا عنایت رسول صاحب آگروی نے بھی عیسائیت کا خوب رد کیا اور اسلام کے ناقابل شکست قلعہ کو محفوظ رکھنے کی سعی کی۔

آریہ کا فتنہ:

آپ اوراق گزشتہ میں یہ پڑھ چکے ہیں کہ انگریز نے اقتدار اور حکومت کے بل بوتے پر پادری صاحبان نے حکومت برطانیہ ہی کے زیر سایہ رہ کر تبلیغ کے ذریعہ کس طرح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کیا کوششیں اور کاوشیں کیں۔ یہ مصائب مسلمانوں کے لئے کیا کم تھے؟ مگر جب مصائب و آفات کے گھنگھور بادل چھا جاتے ہیں تو ان سے مصیبت کا صرف یک ہی قطرہ نہیں ٹپکتا بلکہ ایسی موسلا دھار بارش ہوتی ہے کہ مشکلات و بلیات کے سیلاب اُمڈ آتے ہیں ایک طرف انگریز اور عیسائیوں کا عظیم فتنہ تھا اور دوسری طرف انگریزوں کے ہندوؤں اور آریاؤں کا کرتا دھرتا سوامی دیانند سرسوتی جو اپنے منطقیانہ اور فلسفیانہ استدلات میں مشہور تھا۔ ہندوستان میں لوگوں کو آریہ بنانے اور مسلمانوں کو مرتد کرنے (معاذ اللہ) مہم چلا رہا تھا۔ بیسوں اس کے شاگرد چیلے تھے جو اسی کی ڈگر پر اسلام کے خلاف زہر اگلتے تھے، سرسوتی جو اپنے منطقیانہ ارفلسفیانہ استدلات میں مشہور تھا۔ پورے ہندوستان میں لوگوں کو آریہ بنانے اور مسلمانوں کو مترد کرنے کی (معاذ اللہ) مہم چلا رہا تھا۔ اس کے شاگرد اور چیلے تھے جو اسی کی ڈگر پر اسلا کے خلاف زہر اگلتے تھے سرسوتی کی حماقت اور دریدہ دہنی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب ملاحظہ کیجئے جس میں اس نے بخیال خویش قرآن کریم کی الحمد سے لے کر والناس تک کی تمام سورتوں پر اعتراضات کئے اور ان کی کمی اور خامی بتلائی ہے (العیاذ باللہ)

سرسوتی ہر مقام پر اسلام اور اسلامی عقائد پر خوب برستا تھا اور اہل اسلام کو جواب کے لئے للکارتا تھا۔ چنانچہ اپنا تبلیغی دورہ کرتا ہوا ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۲ء میں وہ رڑکی جا پہنچا اور کئی دن تک وہاں قیام کر کے اسلام کیخلاف خوب زہر اگلتا رہا چونکہ اس وقت وہاں کوئی ایسا مستعد اور مناظر عالم نہ تھا جو اس کے فلسفیانہ اعتراضات کا جواب دے سکا۔ اس لئے میدان کو خالی دیکھ کر اس کی ہمت اور دو چند ہوگئی۔ حتیٰ کہ سر بازار اس نے اسلام کے خلاف نازیبا اور واہی تباہی باتیں کہنا شروع کر دیں۔

ان دنوں حجۃ الاسلام حضرت محمد قاسم صاحب نانوتوی (جو پہلے ہی سے ضیق النفس کے موذی مرض سے دوچار تھے) بخار اور کھانسی کے شدید مرض میں مبتلا تھے اور ان کی علالت کی خبریں باقاعدہ ان کے احباب و تلامذہ اور عقیدت مندوں کو پہنچتی رہتی تھیں۔ سرسوتی کے کانوں میں بھی حجۃ الاسلام کی بیماری کی خبر پہنچ گئی تھی۔ جب رڑکی کے کچھ درد دل رکھنے والے اور غیر مند مسلمانوں نے سرسوتی کا حسب استطاعت جواب دینا ضروری سمجھا تو پنڈت صاحب یہ کہہ کر بات ٹال گئے، کہ ہم تو جاہلوں سے گفتگو کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہی نہیں۔ اپنے کسی بڑے مذہبی عالم کو بلاؤ پھر ہم گفتگو کریں گے، پنڈت دیانند سرسوتی اس قسم کے مواقع پر اسی قسم کے پوچ حیلے بہانوں سے جان چھڑایا کرتے تھے۔

اور حضرت نانوتوی کی علالت کی خبر سن کر اس سے پنڈت جی نے یہ ناجائز فائدہ اٹھایا کہ ہاں اگر مولوی قاسم (مولوی قاسم) آئیں تو پھر ہم گفتگو کریں گے۔ پنڈت جی نے حالات سے یہ بھانپ لیا تھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب اس شدید علالت میں کیونکر اور کیسے آسکتے ہیں؟ لہٰذا کوئی ایسی شرط لگاؤ کہ گفتگو کی نوبت ہی نہ آئے اور نہ پنڈت جی کے مبلغ علم کا بھرم کھلے اور نہ شرمندگی حاصل ہو۔ بقول شخصے، نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ جب لوگوں نے شدید اصرار کیا کہ پنڈت جی آپ مولانا نانوتوی ہی سے گفتگو کرنے پر کیوں مصر ہیں تو وجہ تخصیص یہ بیان کی میں تمام یورپ میں پھرا، اب تمام پنجاب میں پھر کر آیا ہوں۔ ہر اہل کمال سے مولانا کی تعریف سنی۔ ہر کوئی مولانا کو یکتائے روزگار کہتا ہے اور میں مولانا کو شاہجہانپور کے جلسہ میں دیکھا ہے۔ ان کی تقریر دلآویز سنی ہے اگر کوئی مباحثہ کرے تو ایسے کامل و یکتا سے کرے جس سے کچھ فائدہ ہو کچھ نتیجہ نکلے۔

(بحوالہ مقدمہ انتصار الاسلام ص ۵۰۴، از مولانا فخر الحسن صاحبؒ)

اہل رڑکی نے جب حضرت نانوتویؒ سے پرزور استدعا کی تو حضرت کے لئے خود شدت علالت [illegible] وہاں پہنچنا تو ناممکن تھا۔ آپ نے اپنی طرف سے چند نمائندے بھیجے جن میں خصوصیت سے حضرت مولانا شیخ [illegible] محمود حسن صاحبؒ، حضرت مولانا فخر الحسن صاحبؒ اور مولانا عبد العدل صاحبؒ قابل ذکر ہیں۔ یہ حضرات پیادہ جمعرات کے دن مغرب سے پہلے روزانہ ہوئے اور شام کی نماز دیوبند کے باغوں میں پڑھی گئی۔ علی الصبح [illegible] پہنچے۔ حتی کہ نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد مقامی باشندوں کے ہمراہ پنڈت جی کی کوٹھی پر پہنچے وار بحث ومباحثہ [illegible] دعوت دی۔ مگر پنڈت جی اسی پرانی ضد پر مصر تھے کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ آئیں تو مباحثہ کروں گا۔ جب وہ کسی صورت مباحثہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حضرات واپس ہو گئے اور اہل رڑکی نے باوجود حضرت نانوتوی [illegible] علالت کے محض اتمام حجت کے لئے وہاں پہنچنے کی استدعا کی تو مولانا باوجود علالت وضعف اور کمزوری کے [illegible] طرح بھی ہوسکا رڑکی کی تشریف لے گئے۔

رڑکی میں اجتماع:

حضرت مولاناؒ مع اپنے تلامذہ اور احباب کے شہر میں مقیم تھے اور سرسوتی صاحب رڑکی چھاؤنی میں [illegible] جمان تھے۔ بحث ومباحثہ کے لئے ابتدائی مرحل طے کرنے کے لئے خط وکتابت ہوتی رہی مگر سرسوتی صاحب [illegible] ان کے معتقدین اس سے بھی گھبرا گئے اور یہ بہانہ کیا کہ ہمارے سارے کام بند ہو گئے آج سے ہمارے پاس [illegible] تحریر نہ آئے۔ ہم ہرگز جواب نہ دینگے۔ (مقدمہ انتصار الاسلام ص ۵)

دوسرے اور حضرت مولانا مع مولوی احسان اللہ صاحب میرٹھیؒ اور اپنے چند رفقاء کے چھاؤنی چلے [illegible] اور کرنل صاحب کی کوٹھی پر انتظار کیا گیا۔ کپتان صاحب اور کرنل صاحب نے مولانا کی بڑی آؤ بھگت کی اور [illegible] سے مختلف مضامین پر تبادلہ خیال کیا اور داد وتحسین دیتے رہے اور پنڈت سرسوتی کو وہاں بلا کر کہا کہ تم مولوی صاحب سے کیوں گفتگو نہیں کر لیتے۔ مجمع عام میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ پنڈت جی نے کہا کہ مجمع عام میں فساد کا اندیشہ ہے، (جب پنڈت جی سرِ [illegible] اسلام کے خلاف اعتراضات کرتے تھے اور خوب لوگوں کو سُنا سُنا کر کرتے تھے اس وقت تو کوئی خطرہ اور اندیشہ [illegible] تھا، مگر اب اندیشہ پیدا ہو گیا؟) اس پر کپتان صاحب نے کہا، اچھا ہماری کوٹھی پر گفتگو ہو جائے ہم فساد کا بدو[illegible]

[illegible] لیں گے۔ پنڈت جی نے کہا ہم تو اپنی ہی کوٹھی پر گفتگو کریں گے اور پھر بھی مجمع اگر عام نہ ہو، جناب مولانا نے پنڈت جی سے کہا کہ لیجئے اب تو مجمع عام نہیں، دس بارہ ہی آدمی ہیں۔ اب کیا۔ آپ اعتراض کیجئے۔ ہم جواب دیتے ہیں۔ پنڈت جی نے کہا کہ میں تو گفتگو کے ارادے سے نہیں آیا تھا۔ (تو مولوی قاسم کو للکارتے کاہے کو تھے اور اُن کے ساتھ ہی گفتگو کرنے پر کیوں مُصر تھے۔ صفدر) مولانا نے فرمایا کہ اب ارادہ کر لیجئے ہم آپ کے مذہب پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ جواب دیجئے یا آپ اعتراض ہم پر کیجئے اور ہم سے جواب لیجئے۔ پنڈت جی نے ایک نہ مانی۔ شرائط کے باب میں گفتگو رہی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مجلس برخاست ہوئی۔ جناب مولانا بھی اپنی فرودگاہ پر تشریف لائے اور کئی روز تک شرائط میں ردوبدل رہی۔ آخر الامر مولانا نے یہ کہلا بھیجا کہ پنڈت جی کسی جگہ مباحثہ کر لیں، برسر بازار کر لیں، عوام میں کر لیں، خواص میں کر لیں، تنہائی میں کر لیں، مگر کر لیں۔ پنڈت جی (اپنی رہائش) کوٹھی پر مباحثہ کرنے کو راضی ہوئے اور وہ بھی اس شرط پر کہ دو سو سے زیادہ آدمی نہ ہوں۔ مولانا مرحومؒ پنڈت جی کی کوٹھی پر جانے کو تیار تھے مگر سرکار کی طرف سے ممانعت ہو گئی کہ چھاؤنی کی حد میں کوئی شخص گفتگو نہ کرنے پائے۔ شہر میں، جنگل میں جہاں کہیں بھی جی چاہے گفتگو کر لے۔ مولانا نے پنڈت جی کو لکھا کہ نہر کے کنارے پر یا عیدگاہ کے میدان میں یا اور کہیں مباحثہ کر لیجئے، مگر پنڈت جی کو بہانہ ہاتھ آ گیا انہوں نے ایک نہ سُنی۔ یہی کہا کہ میری کوٹھی پر چلے آؤ۔ چونکہ سرکار کی طرف سے ممانعت ہو گئی تھی (بلکہ پنڈت جی اور اُن کے حواریوں نے ممانعت کروادی تھی صفدر) اس لئے جناب مولاناؒ کوٹھی پر نہ جاسکے اور پنڈت جی کوٹھی سے باہر نہ نکلے۔ (مقدمہ انتصار الاسلام ص ۲۰۷) حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ)

اور مولانا حافظ عبد العدل صاحبؒ نے کئی روز سر بازار پنڈت جی کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور پنڈت جی اور ان کے حواریوں کو غیرت دلائی کہ جواب دو، مگر پنڈت جی اور ان کے شاگردوں اور معتقدوں کے کانوں پر جوں بھی نہ رینگی اور ان کو کوئی ایسا سانپ سونگھ گیا کہ وہ ملتے ہی سے رہے۔ آخر مولانا نانوتویؒ نے فرمایا کہ اچھا پنڈت جی مع اپنے شاگردوں اور معتقدوں کے میرا وعظ ہی سُن لیں۔ مگر پنڈت جی وعظ میں تو کیا آتے رڑکی سے چل دیئے اور ایسے گئے کہ پتہ بھی نہ چلا کہ کدھر گئے۔ آخر شُ مولانا نے بنفسِ نفیس برسر بازار تین روز تک وعظ فرمایا۔ مسلمان ہندو، عیسائی اور سب چھوٹے بڑے انگریز جو رڑکی میں تھے۔ ان وعظوں میں شامل تھے۔ ہر قسم کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ مولانا نے وہ دلائل مذہب اسلام کے حق پر بیان فرمائے کہ سب حیران تھے اہل

جلسہ پر عالم سکتہ کا سا تھا۔ ہر شخص متاثر معلوم ہوتا تھا۔ پنڈت جی کے اعتراضوں کے وہ وہ جواب دندان شکن کہ مخالف بھی مان گئے۔ (مقدمہ انتصار الاسلام ص ۷)

پنڈت سرسوتی صاحب نے بزعم خود اصولی طور پر اسلام پر گیارہ اعتراضات کئے ہیں جن میں سے ... کے جوابات حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی نے انتصار الاسلام میں اور گیارہویں اعتراض کا مجمل اور مفصل جواب قبلہ نما میں دیا ہے۔ دونوں کتابیں اہل علم حضرات کے لئے غنیمت بار دہ ہیں۔

رڑکی کے بعد میرٹھ

جب پنڈت سرسوتی صاحب رڑکی سے بھاگ گئے تو پھرتے پھراتے میرٹھ پہنچ گئے اور وہاں بھی اسلام پر بے سروپا اعتراضات شروع کردیے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی اگرچہ مرض اور ضعف میں تھے۔ پھر بھی رضائے الٰہی حاصل کرنے اور مذہب اسلام سے مدافعت کرنے کے لئے آپ باوجود ضعف میرٹھ پہنچے۔ چنانچہ پنڈت جی وہاں سے بھی کافور ہو گئے اور خود پنڈت جی تو وہاں سے بھی چل دیئے۔ پنڈت کے حواری لالہ اندلال نے مذہب اسلام کے خلاف ایک مضمون لکھا جس کا جواب حضرت نانوتوی نے اپنی کتاب "جواب ترکی بہ ترکی" میں دیا ہے۔ چنانچہ اسی کتاب جواب ترکی بہ ترکی میں لکھا ہے کہ پھر پنڈت دیانند جی پھر آکر میرٹھ پہنچے اور وہاں بھی ان کے وہی دعوے تھے اور نیز ایسی ہی تصریح ہے کہ ہر چند مرض کے بقیہ اور ضعف کے سبب قوت نہ تھی۔ مگر ہمت کر کے (میرٹھ) پہنچے اور پھر لکھا کہ مولوی محمد قاسم نے پنڈت جی کو میرٹھ سے کہیں کا کہیں پہنچایا (ص ۲۹) اور وہ (پنڈت جی) بہانہ کر کے وہاں سے کافور ہو گیا۔ اس سب واقعہ کی تفصیل سوانح قاسمی (جلد دوم ص ۵۱۳-۵۱۲ مصنفہ مولانا گیلانی) میں مذکور ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ ان کو نہ تو فرار کے بغیر کوئی اور راہ نظر آتی تھی اور نہ سر چھپانے کے لئے کوئی اوٹ۔

شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبال دوش
صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں

ان حضرات کی یہ اسلامی خدمات صرف ہندوستان ہی میں مشہور نہیں بلکہ مرکز ایمان مکہ مکرمہ میں بھی معروف ہیں۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کے ایک رسالہ میں نقل کیا گیا ہے کہ۔

"اور حقیقت یہ ہے کہ آریوں کے دیانند سرسوتی کے مقابلہ کے لئے خاص طور پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ظہور تائید غیبی ہی کا نشان ہے۔ اور پھر جس طرح عقائد حقہ کی اشاعت اور رد بدعات کا اہم کام مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور اس جماعت کے دیگر مقدس افراد کے ذریعے انجام پایا۔ اس کے آثار باقیہ اب بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں"۔ (ملاحظہ ہو ایک مجاہد معمار ص ۸، شائع کردہ مرکزی دفتر دار العلوم حرم صولتیہ۔ مکہ مکرمہ) اور مؤرخ اسلام حضرت مولانا سید سلیمان ندوی (المتوفی ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) نے حیات شبلی کے دیباچہ میں ان اکابر کی اور اصلاحی خدمات کا محمود تذکرہ کیا ہے۔

کچھ اپنوں کے بارے میں:

جو کچھ بھی عرض کیا گیا ہے کہ جابر برطانیہ پادریوں اور آریوں کے فتنے اسلام کے خلاف جو کچھ کرتے رہے وہ تو انہوں نے کیا ہی مگر صد افسوس کہ پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لگائے اور خون اور پسینے سے سینچے ہوئے باغ کو ویران کرنے کی کوشش میں صرف دشمن ہی نہیں بلکہ محب نما دوست بھی مصروف تھے۔ معصیت اور جہالت کی گھنگھور گھٹائیں امڈ امڈ کر ہندوستان پر محیط ہو گئی تھیں۔ بھولے بھالے مسلمان ہندوؤں کی روش اور ان کے رسم و رواج کے کچھ ایسے غلام اور دلدادہ بن چکے تھے کہ بجائے سنت نبوی (علی صاحبہا الف الف تحیۃ) انہی رسوم و رواجوں میں ان کو جس کروٹ کوئی لٹاتا وہ لیٹتے اور جس پہلو ان کو کوئی بٹھاتا وہ بیٹھتے۔ دین سے غفلت اور بے خبری اکثر مسلمانوں کے دلوں پر اس طرح چھائی ہوئی تھی جس طرح موسم برسات میں سیاہ اور گھنے بادل آفتاب کو ڈھانپ لیتے اور دن کو رات بنادیتے ہیں۔ غرضیکہ دلوں کی کایا کچھ ایسے رنگ میں پلٹی ہوئی تھی کہ بربادی کا نام شادی، جہل کا نام علم، مشرکانہ رسوم کا نام دین اور خرافات اور شعبدہ بازی کا نام کشف و کرامات تجویز کر رکھا تھا۔ جہالت و گمراہی کو عنوان ہدایت اور رشد کی مضبوط دیواروں سے ٹکراتا اور شور مچاتا ہوا چلا جاتا تھا۔ علم شریعت کی تحقیر اور سنت نبویہ کی تذلیل تو دن بدن بڑھتی جاتی تھی۔ عوام علماء حق سے اپنے آپ کو مستغنی اور بے نیاز سمجھتے تھے۔

محدثات و بدعات کو جزو اسلام بنالیا گیا تھا۔ کہیں نیچریت سر اٹھاتی تھی تو کہیں اہل بدعت، بدعات میں منہمک تھے۔ کہیں رفض و تشیع کا غلبہ تھا تو کہیں ڈھول سارنگی کھڑکتی اور قوالیاں ہوتی تھیں تو کہیں بازاری عورتوں کے گانے وجد و حال کی محفلیں گرم دکھائی دیتی تھیں۔ کہیں گور پرستی اور کہیں تعزیہ پرستی کا عروج تھا تو کہیں

جب جاہ و مال اور طمع نفسانی کی اُمنگیں پورے جوبن پر تھیں۔ اس وقت ایسے حالات کو دیکھ کر اہل دل حضرات
گزری ہوگی۔ پوچھنا ہی کیا؟

بیمار غم کا حال خود آنکھوں سے دیکھ لو
کیا پوچھتے ہو دل پہ جو گزری گزر گئی !

تاریخ قیام دارالعلوم دیو بند:

یہ تھے وہ مختصر سے دل گداز اسباب علل جن کی وجہ سے حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ اور آپ کے رفقاء
کار نے فراست ایمانی اور دیدہ بصیرت سے اندازہ کرلیا کہ اگر ان نازک حالات میں مذہبی اور دینی طور پر مسلمانوں
کی حفاظت و تربیت کا کوئی معقول خاطر خواہ انتظام نہ کیا گیا۔ اور قرآن و حدیث فقہ و تاریخ اسلامی اور سلف
صالحین کے اعلیٰ کارناموں اور اقدار سے ان کو باخبر نہ رکھا گیا تو سخت خطرہ ہے کہ (العیاذ باللہ) مسلمان کہیں
نصرانیت اور دیگر فتنوں کے دام ہمرنگ زمین ہی میں نہ الجھ جائیں۔ جس جال کو بچھانے میں شاطران افرنگ،
پنڈتوں اور دیگر باطل پرستوں کے عزائم و مساعی کوئی راز پنہاں نہ تھے۔ مسلمانوں کی اجتماعی شیرازہ بندی کو پراگندہ
کرنے اور آئندہ انکو دینی ماحول اور دینی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھنے کی جو کوشش و کاوش اس ملک میں ہو رہی
تھی۔ ان تمام پریشانیوں کو سوچنے اور سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نانوتویؒ اور آپ کے رفقاء کار کو جو
دماغ اور سیماب کی طرح بے قرار دل مرحمت فرمایا تھا جو مستقبل بعید کو اب تدبر و تفکر کے آئینہ میں حال کی طرح دیکھ
رہے تھے اور متلاشیان حق کے ایک ایک فرد کو زبان حال سے پکار پکار کر یہ کہہ رہے تھے۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء بروز جمعرات (اسی دن ہفتہ بھر کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش
ہوتے ہیں) تاریخ کا وہ مبارک دن تھا جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی امانت کا چشمہ علم سرزمین دیو
بند سے پھوٹا اور رشد و ہدایت کا پودا شجرہ طوبیٰ بن کر پھیلا جس کے لذیذ پھل سے دنیائے اسلام کی علمی بھوک ختم
ہوئی اور جس کی سرسبز شاداب شاخوں کے سایہ کے نیچے جہالت و غفلت کی بادِ سموم میں جھلسنے والوں کو تسکین

اطمینان نصیب ہوا، اور اس صاف اور شفاف چشمہ سے نہریں اور ندیاں پھوٹ پھوٹ کر نکلیں اور ایشیاء بھر کے
مردہ دلوں کو زندہ اور اُجڑتے ہوئے قلوب کو لہلہاتا ہوا چمن بنادیا۔ اس مبارک تقریب میں بہت سے باخدا بزرگ
جمع ہوئے اور دارالعلوم دیو بند کی موجودہ عالی شان عمارت کے متصل جنوب کی طرف مسجد چھتہ میں انار کے
درخت کی ٹہنیوں کے سایہ میں اس مدرسہ کا افتتاح ہوا۔
اور سب سے پہلے معلم حضرت ملا محمود صاحبؒ اور سب پہلے اور سب سے پہلے متعلم حضرت مولانا محمود
حسن صاحبؒ دیو بندی قرار پائے۔ اس مبارک مدرسہ کے آغاز کی خبر جب بتانے والوں نے مکہ مکرمہ میں حضرت
حاجی امداد اللہ صاحبؒ کو بتائی اور یہ کہا کہ حضرت ہم نے دیو بند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے۔ اس لئے دعا کی
جائے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا۔
”سبحان اللہ۔ آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے۔ یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سر
بسجود ہو کر گڑگڑاتی رہیں کہ خداوندا ہندوستان میں بقاء اسلام اور تحفظ علم کا کوئی ذریعہ پیدا کر۔ یہ مدرسہ اُن ہی سحر
گاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔“ علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے حصہ اول ص ۷۱، سوانح قاسمی جلد نمبر ۲ ص ۲۲۳ از مولانا
مناظر احسن گیلانیؒ)
بلاشبہ دارالعلوم دیو بند ہندوستان میں تحفظ اور بقائے اسلام کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے ہزاروں
پیاسوں کو سیرابی نصیب ہوئی۔ آہ۔

پینے میں آگیا کہاں لپٹی ہیں از کے مستیاں
تنی ٹندے یہاں مست ہوں اور پی نہیں

حفظ قرآن کریم

حضرت نانوتویؒ تصنیف کتب اور دینی بحث و مباحثہ اور سرگرمیوں میں ایسے منہمک رہتے تھے کہ ان اہم
دینی کاموں سے فراغت کا موقع ہی ہاتھ نہ آسکا اور دل میں قرآن کریم کے حفظ کا جو شوق تھا وہ کب چین لینے دیتا
تھا بالآخر دو سال کے صرف رمضان میں قرآن پاک یاد کرلیا اور ایسی روانی کے ساتھ سناتے تھے کہ کوئی کہنہ مشق پختہ
کار حافظ بھی ایسا نہ سنا سکتا ہو۔ چنانچہ خود اُن کا بیان (سوانح قاسمی ص ۱۴ از مولانا محمد یعقوب صاحبؒ میں) ہے کہ

فقط دو سال رمضان میں میں نے یاد کیا ہے۔ اور جب یاد کیا پاؤ سیپارہ کی قدر یا اس سے کچھ زائد یاد کر لیا۔ اور سنایا ایسا صاف سنایا جیسے اچھے پرانے حافظ" اور یہ کلام اللہ کی عظمت اور اس کی طرف پوری توجہ اور محبت کا نتیجہ اس کا ایک ایک حرف سینہ میں نقش ہو گیا۔

ترکی بھی شیریں تازی بھی شیریں　　　حرف محبت نہ ترکی نہ تازی

وفات حسرت آیات

آہ! وہ وقت بھی آ ہی پہنچا جس سے کسی مخلوق کو مفر نہیں۔ لاکھوں تدبیریں کی جائیں، پر اس سے چھٹکارا نہیں۔ ہزاروں انتظامات مہیا کر لئے جائیں لیکن اس سے خلاصی نہیں۔ سینکڑوں محافظ پاس کھڑے کر لئے جائیں مگر اس سے رہائی نہیں۔ حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاوہ تعویذوں اور گنڈوں اور جھاڑ پھونک کے ذریعہ کوئی تدبیر تلاش کر لیا جائے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ بھلا یہ قضائے مبرم بھی کبھی ٹلی ہے؟ کل نفس ذائقة الموت پیالہ ہر ایک کو پینا ہے۔ اگر رہے گی تو صرف وہ ذات جس کے بغیر خالق و مالک اور کارخانہ جہاں میں کوئی متصرف نہیں البقاء للہ وحدہ بالآخر ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء بروز جمعرات بعد از نماز ظہر ہندوستان کا یہ درخشندہ ستارہ انگریز کے خلاف لڑنے والا بہادر سپاہی، پادریوں کا تعاقب کرنے والا نڈر مناظر آریوں کے چھکے چھڑانے والا بیباک ناقد، اسلام کے خلاف فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنی جان عزیز تک پیش کرنے والا مسلمان، سخاوت و ایثار کا پتلا، قوم وملت کا ہمدرد، علوم دینیہ کے احیاء کا علمبردار حامی سنت اور ماحی بدعت، عجیب انداز میں حقانیت اسلام کو دلنشین کرنے والا فصیح مبلغ اور زاد قلیل پر قناعت کرنے والا بے نفس صوفی، موت کی آغوش میں جا پہنچا اور ہزاروں دلوں کو زخمی کر گیا اور دیوبند ہی میں حکیم مشتاق احمد صاحبؒ کے خطہ ارضی میں سب سے پہلی قبر ہی حضرت نانوتوی کی بنی۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس بزرگ ہستی پر جس کے لگائے ہوئے مبارک پودے کی وجہ سے ہم روح اسلام سے سرفراز ہوئے ہیں۔ ویرحم اللہ عبدا قال امینا

گونجے گا چار کھونٹ میں نانوتوی کا نام
بانٹا ہے اس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ ﷺ
شورش کاشمیری

آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف ضلع اٹک کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر مولوی احمد شاہ صاحب نقشبندی مجددی فاروقی چوروی تیراہی نے دینی تعلیم ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند سے حاصل کی ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ سلسلہ تعلیم و تدریس ملا جیو صاحب قدس سرہ آپ نے سولہ سال تک علوم دینیہ کا درس دیا قرآن مجید و فرقان حمید پر حاشیہ لکھا تمہید ابوالشکور سلمی اور مکتوبات کو بھی محشیٰ فرمایا آپ کے تلامذہ بہت ہیں جنہوں نے آپ سے علوم عقلیہ و نقلیہ پڑھے چونکہ اکثر طلباء افغانہ تھے جو حصول تعلیم کے بعد طالب واپس چلے جایا کرتے تھے اس لئے آسامی تلامذہ جو میرے والد بزرگ وار (حضرت احمد شاہ صاحبؒ) سے مسموع ہوئے لکھے جاتے ہیں میرے والد بزرگ وار حضرت العلامہ پیر احمد شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے علم تفسیر فقہ اصول اور معانی اور ابتدائی کتب اکثر آپ سے پڑھیں اگرچہ بعد میں آپ معقولات کے واسطے مولوی نور حسن صاحب اور دورۂ حدیث کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ (منقول از نور الاخیار الموسومہ بہ فیض تیراہی ۳۲ طبع اول مطبع حمایت اسلام پریس لاہور مصنفہ حضرت الحاج مولوی ابوالکلیم زیب سجادہ درگاہ عالیہ، نوریہ چورہ شریف ضلع اٹک تذکرہ علمائے پنجاب ص ۸۲۹، جلد دوم از اختر راہی مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔)

جن کو حضرات ملا جیو صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے حین حیات میں اپنا قائمقام بنایا اور سجادہ نشین کیا حضور نے آپ کو اپنے آخری تیرہ سال تک پاس رکھا سفر و حضر میں آپ ساتھ رہے۔ متعدد کتب آپ سے پڑھیں، طریقہ بیعت افادہ و استفادہ آپ ہی سے کیا آپ ہی نے آپ کو امرتسر اور دیوبند بھیجا تھا۔ اور اپنی حین حیات میں دورۂ (حدیث شریف) کے لئے رواں فرمایا تھا۔ منقول از نور الاخیار الموسومہ بہ فیض تیراہی ص ۵۸ طبع اول مصنفہ حضرت الحاج مولوی ابوالکلیم زیب سجادہ درگاہ آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف ضلع اٹک)

قارئین محترم! آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف کے سابق سجادہ نشین جناب پیر مولوی حضرت احمد شاہ صاحب کی دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث کی تعلیم حاصل کرنا یہ حقیقت میں علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

نور الاخیار کا عکس ملاحظہ فرمائیں

تجلی ذات حق را در لباس صفات انسانی!
شہود غیب گر خواہی وجود ایں جاست مکانی

نور الاخیار

الموسومہ

فیضِ تیراہی

مصنفہ

حضرت مولانا الحاج ابوالکلیم

زیب سجادہ درگاہ عالیہ نوریہ چورہ شریف

ایڈیشن .... اول

تعداد .... ایک ہزار

پرنٹر و ناشر .... صوفی محمد اکرم خاں اختر نقشبندی

(حمایت اسلام پریس لاہور)

خواجہ حضرت دین محمد صاحب قدس سرہ العزیز جن کی کرامتیں آپ کی زندگی میں ہی ظاہر و باہر تھیں علماء و فضلاء اور بجز خلق خدا دور دور سے بیعت کیلئے حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے۔ اور دو تین سال بعد بارشاد باری تعالے ہدایت خلق خدا کے لئے سفر اختیار کیا اور ظاہری و باطنی کا سلسلہ اپنے بڑے صاحبزادہ بلند اقبال خواجہ دیدار شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے سپرد کر کے راہی ملک پنجاب ہوئے۔ اور خلق خدا کو ہدایت کرتے رہے۔ پنجاب ہندوستان و افغانستان کے کئی علاقوں میں اب تک لاکھوں مرید اور سینکڑوں خلفاء کاملین موجود ہیں۔ آپ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ دراز قد خوبصورت اعضاء اور چہرے سے رعب و جلال ٹپکتا تھا۔ آپ کا وطن مالوف تیراہ موضع میزئی علاقہ افغانستان ہے۔ قریباً پچاس سال کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ہجرت کر کے چورہ شریف ضلع اٹک میں سکونت اختیار کی تھی۔ اوائل عمر میں جناب نے شوق سے زمینداری کا کام بھی کیا کیونکہ باجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زمین بہت تھی۔ اور لوگوں کو دی ہوئی تھی۔ باغات تھے۔ جن میں اب بھی بنام بنگھی موجود ہے جس میں تمام قسم کے اشجار و اثمار ہیں۔ اور ہر شخص کو میوہ کھانے کی اجازت تھی۔ اور سوکھی لکڑی بھی استعمال کر سکتا تھا۔

سلسلہ تعلیم و تدریس ملا جیو صاحب قدس سرہ

آپ نے [illegible] سال تک علوم دینیہ کا درس دیا۔ قرآن مجید و فرقان حمید پر حاشیہ لکھا۔ تمہید ابو الشکور سالمی اور مکتوبات کو بھی تحشیہ فرمایا۔ آپ کے تلامذہ بہت ہیں جنہوں نے آپ سے علوم عقلیہ و نقلیہ پڑھے۔ جو کہ اکثر طلبا افغانہ تھے۔ جو حصول علم کے بعد واپس چلے جایا کرتے تھے اس لئے آسانی [illegible] جو میرے والد بزرگوار حضرت احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہوئے۔ لکھے جاتے ہیں۔ میرے والد بزرگوار حضرت العلامہ پیر احمد شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے علم تفسیر فقہ اصول اور معانی اور ابتدائی کتب اکثر آپ سے پڑھیں۔ اگرچہ بعد میں آپ معقولات کے واسطے مولوی لطف حسن صاحب اور دورہ حدیث کے لئے دیوبند تشریف لے گئے۔ ثانی ذکر ہے پیر فتح شاہ صاحب قریشی کے گاؤں [illegible]

ایک نیک اور متقی شخص گزرے ہیں۔ انہوں نے فقہ و تفسیر و حدیث شریف کی اکثر کتابیں آپ سے پڑھیں۔ اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد زندگی کی گھڑیاں آپ کے قدموں میں گزار دیں۔ مولوی غلام محمد شاہ صاحب اور ان کے بھتیجوں نے بھی اکثر کتابیں آپ سے پڑھیں میاں محمد شریف [illegible] کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے فقہ و تفسیر اور نحو و معانی کی کتابیں آپ سے پڑھیں اور اکثر خلفاء نے اور مکتوبات مجددیہ آپ کے ہمراہ سفر و حضر میں پڑھتے رہے بخصوصیت کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند حضرت قاضی محمد عادل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جو خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے چشم و چراغ ہوئے ہیں۔ اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں انوار تیراہی جلد اول طبع ہوئی۔ اور بقیہ قلمی ہیں۔ اور دیوان عادلیہ فارسی اور مختصر حاشیہ مکتوبات شریف مجددیہ آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت موصوف نے بھی ابتدائی کتب اور ختم تفسیر آپ ہی سے حاصل کیا۔ خاندان کے متعدد افراد اخبار خوانی خصوصیت کے ساتھ آپ ہی سے ہوا کرتی تھی۔ آخر عمر میں جب کہ بینائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ پھر بھی تیمناً و تبرکاً اپنے خاندان اور گردونواح کے بچے آپ ہی کی خدمت میں لاتے تھے۔

آپ جب اپنے والد محترم اعلیحضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تیراہ سے چورہ شریف تشریف لائے۔ تو اس وقت آپ درجۂ ولایت میں تمام فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ اور کئی حضرات خلفاء نے حیات اعلیحضرت میں برضائے قبلہ عالم خود آپ سے بیعت کی۔ آپ کے متعلق بیان ہوا کہ جب آپ چھوٹے تھے۔ تو تعلیم کی طرف رجوع نہ تھا۔ اعلیحضرت کی خدمت میں کسی نے کہا۔ کہ دین محمد تو پڑھتا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بڑا عالم ہوگا۔ سو قدرت الٰہی سے وہ اس مقام کو پہنچے کہ جن کے تذکرے نگارش ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اوائل عمر میں بیعت کی تھی۔ مگر کوئی خاص استفادہ نہ کیا جب زمینداری سے طبیعت نے پھیرا کھایا۔ تو فراغت تعلیم کے بعد پھر استفادہ باطنی لیا۔ اور جلد ہی مقام اعلیٰ کو پہنچ گئے جیسا کہ انوار تیراہی جلد اول میں گزرا۔ اور اب سلسلہ تحریر بکم کر دیا۔

۵۸

فرمایا۔ آپ کو صرف دو دن رکھنا زیادہ دن نہیں جب دو دن گزر گئے۔ تو تیسرے دن مرحوم گوندل میں دعوت ہوئی۔ اور آپ بیمار ہوئے۔ وہاں سے جب حجرہ شریف لائے گئے تو وہاں میں آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب حضرت ملا حجو صاحب کو حضرت کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسی وجہ ٹھیکیدار صاحب کو منع کیا تھا۔ مگر انہوں نے غلطی کی۔ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔

آپ کے فرزند ارجمند حضرت قبلہ عالم مصدر فیض مظہر تجریبی العلامۃ الحاج پیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ چونکہ آپ کا نام نامی آیا اسلئے بقول معزز

چوں کہ آمد درمیاں آں نام او شرح سازم شمہ از انعام او

جن کو حضرات ملا حجو صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے حین حیات میں اپنا قائمقام بنایا۔ اور سجادہ نشین کیا۔ حضور نے آپ کو اپنے آخری تیرہ سال تک پاس رکھا۔ سفر و حضر میں آپ ساتھ رہے۔ متعدد کتب آپ سے پڑھیں۔ طریقہ بیعت و افادہ و استفادہ آپ ہی سے کیا۔ آپ ہی نے آپ کو امرتسر اور دیوبند بھیجا تھا۔ اور اپنی حین حیات میں [illegible] لے سردار فرمایا تھا۔ آپ کا کامل نمونہ بلحاظ علم و عمل، فیض و فضل یہ وجود مسعود تھا۔ [illegible] خاطر خواہ، سادگی آرائش میں بہت کچھ آپ سے ملتے جلتے تھے۔ اور خاندان چوہدری کے چشم و چراغ تھے۔ اور خاندان کو آپ نے چار چاند لگائے۔ بلند پنجاب میں علم و فضل کا دریا بہائے۔ لاکھوں انسانوں نے اس بحر بیکنار سے اپنی تشنگی کو بجھایا۔ آپ کا وجود اس خاندان عرش آستان میں ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ درجہ ولایت میں بھی آپ ایک اعلیٰ مرتبہ کے مالک تھے۔ انشاء اللہ العزیز آپ کے حالات ذاتیات تفصیلا آئندہ رسالہ موسوم فیض [illegible] نذر ناظرین و قارئین ہونگے۔ سرالامکان علیہ التکلان۔ آپ اس [illegible] کو تو آسمان سے پشت بہ پشت سینہ بہ سینہ آئی یعنی علم و عمل۔ نہ صرف القا میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ رعب و جلال الوہیت ذات قدسی صفات میں اس قدر تھا۔ کہ آپ کی مجلس میں کسی کو زہرہ دم زدن نہ تھا۔ یہاں تک کہ اپنا حال عرض کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا بذریعہ تحریر بالواسطہ الخدمہ اظہار ما فی الضمیر کیا جاتا تھا۔ لیکن جب آپ سے تعویذ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر بل شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر بل شریف ضلع شاہ پور پنجاب کے سابق سجادہ نشین جناب صاحبزادہ حافظ مولوی پیر محمد معصوم صاحب نے دینی تعلیم مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کا ترجمان مفتی اعظم ہند جامع المعقولات والمنقولات فقیہ اعظم رئیس المحققین و رئیس المدققین استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سابق مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ امینیہ دہلی سے حاصل کی ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

جناب پیر مولوی حافظ محمد معصوم صاحب نے حصول سند مدرسہ مذکور استفادہ کتب حدیث کے واسطے دہلی رونق افروز ہوئے اس جگہ مدرسہ امینیہ میں جناب معلی القاب رأس المحققین و رئیس المدققین خاتم المکملین مدرس علوم حدیث استاذ و مستند و قدیم و حدیث احادیث رسول علیہ السلام بارع العلماء الافاضل فحول ذوالرأی الصائب والدرایہ مخدومنا و استاذنا حضرت مولانا مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مدرس اعظم مدرسہ امینیہ شہر دہلی کے پاس صحاح ستہ (یعنی کہ دورۂ حدیث شریف) پڑھ کر بعد تحصیل اسانید اساتذہ کرام کے وارد دولت خانہ عالیہ ہیں ارادہ ہے کہ طلاب علوم کو فی سبیل اللہ اعلیٰ علوم کی تعلیم دی جائے اور جد امجد قبلہ کی طرح نہایت آب و تاب کے ساتھ شغل و تدریس شروع کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پاک ارادوں کو پورا کرے اور آپ کی عمر اور اصلاح و فلاح میں برکت کرے۔ منقول از انوار المرتضوی ص ۱۶۸ ناشر آستانہ عالیہ پیر بل شریف ضلع شاہ پور پنجاب۔ در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور۔

قارئین محترم! آستانہ عالیہ نقشبندیہ پیر بل شریف ضلع شاہ پور پنجاب کے سابق سجادہ نشین جناب صاحبزادہ پیر حافظ محمد معصوم صاحب کا مفتی اعظم فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دیوبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کرنا یہ فیضان علمائے دیوبند ہے۔

انوار مرتضوی کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کے خلیفہ کا حصول تعلیم

مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے بانی و مفتی خلیفہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا حصول تعلیم
اعلیٰ حضرت بریلوی کے خلیفہ مولوی ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی الوری بانی و مفتی
الحدیث نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور
قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے بھی حاصل کی۔

ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے......
زمانے میں سہارنپور میں احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تدریس حدیث میں بڑے یگانہ روزگار
تھے مولانا (ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب) نے آپ کے ہی درس حدیث سے دورہ حدیث پڑھا
کے ہم سبق مولانا وصی احمد سورتی حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی تھے۔ (منقول از تذکرہ علمائے
جماعت لاہور ۳۶۸۔۳۶۹ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور مرتب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔
علاوہ ازیں: مندرجہ بالا حوالہ کی مزید تائید و تصدیق کے لئے خود مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب
خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتاب کا ایک اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب
مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس
کتاب تحقیق المسائل ص ۳۱۔ سطر ۳۔۴۔۵۔ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس طبع ثانی ۱۳۴۵ھ منقول از دار
بند نمبر ص ۸۷۷ سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء

دارالعلوم دیوبند نمبر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

قارئین محترم! خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی مہتمم و مفتی و شیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد نانوتوی دیوبندی کے شاگرد ہیں۔ اور حضرت احمد علی سہارنپوریؒ وہ امام محدثین اور ولی کامل شخصیت ہیں کہ جن کو ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور ہندوستان کی مشہور دینی مدرسہ مظاہر علوم میں کچھ عرصہ کے لئے حدیث شریف کا درس دیتے رہے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا مظاہر علوم میں درس حدیث :

۱۲۹۵ھ میں جب اکابر اہل اللہ کا مشہور مجمع حج کو روانہ ہوا تو مولانا محمد مظہر صاحب اور مولوی حسن صاحب کانپوری کے مدرس دوم تھے اور مولوی عنایت الٰہی صاحب ہی ہم رکاب تھے اور مدرسہ کی جگہ مولانا احمد علی صاحب محدث (سہارنپوری) اور ان کے صاحبزادے مولوی حبیب الرحمٰن اور بنگالی مولوی امین الحق صاحب عارضی طور پر مدرس رکھے گئے جو واپسی حضرات پر علیحدہ ہو گئے۔ تذکرۃ الخلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی۔

قارئین کرام! خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی مہتمم و مفتی و سابق شیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی سے حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری بریلوی کے حصول تعلیم کا ذکر بھی پڑھ لیجئے کہ آپ نے استاذ العلماء حضرت مولانا مظہر صاحب نانوتوی دیوبندی ترجمان مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیداں ضلع سیالکوٹ دینی تعلیم کے سلسلہ میں آپ سہارنپور گئے اور حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی خدمت میں علوم دین کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی مولانا موصوف اپنے وقت کے فاضل ترین استاد اور عالم شمار کئے جاتے تھے۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے آراستہ تھے اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا اور ہر کام میں رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش فرماتے تھے مولانا صاحب نے حضرت قبلہ (پیر سید جماعت علی شاہ صاحب) کو اپنے علم و عرفان کے سمندر سے فراخدلی کے ساتھ فیضیاب کیا۔ منقول از سیرت امیر ملت ص ۵۹ مصنفہ صاحبزادہ حافظ پیر سید الحاج اختر حسین شاہ صاحب ملنے کا پتہ (دربار علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ)

نوٹ:۔ پیر مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور آستانہ عالیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ نے تجوید و قرأت حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی دیوبندی سے پڑھی۔

علاوہ ازیں حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری نے حصول تعلیم کے لئے سہارنپور سے آپ نے لکھنؤ کا سفر کیا۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلماء کا تلمذ اختیار کیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب خدا رسیدہ عالم تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے محرم، اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ نے بیک وقت لائق و فائق شاگرد کے مراتب کو پہچانا فخر و مسرت حلقہ شاگردان میں شامل کیا اور بہت کم مدت میں علوم ظاہرہ و باطن کی تکمیل فرمائی۔ سیرت امیر ملت ص ۶۰۔

حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب کے اساتذہ کرام کا مختصر تعارف

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی کی خدمت میں علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے حاضر ہوئے حضرت مولانا غلام قادر صاحب جلیل قدر عالم اور فاضل بے بدل تھے۔ سیرت امیر ملت ص ۵۸۔

نوٹ:۔ آپ حضرات مولوی غلام قادر بھیروی صاحب کے سلسلہ تعلیم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مولوی غلام قادر دہلوی نے مولوی احمد دین بگوی سے تعلیم حاصل کی اور مولوی احمد دین بگوی نے علمائے اہلسنت دیوبند کے حدیث کے پیشوا اور سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی سے تعلیم حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی احمد دین بگوی نے علم حدیث کی سند شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی سے حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے دستار فضلیت حاصل کی۔ تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۱۵۲ از پیر زادہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور، ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور۔

۲۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر عالم تھے۔ حمد اللہ منطق کی معرکہ کی کتاب ہے اور درس نظامیہ میں اہم حیثیت رکھتی ہے مفتی صاحب نے اس کی جو شرح لکھی ہے وہ آپ کے تبحر علمی کا ثبوت ہے۔ سیرت امیر ملت ص ۵۹۔

نوٹ:۔ یعنی کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے منطق کی کتابیں مفتی محمد عبداللہ ٹونکی سے پڑھیں۔ آپ حضرات مفتی محمد عبداللہ ٹونکی کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی نے حدیث شریف مولانا احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری سے پڑھ کر فراغت حاصل کی پھر مدرسہ عبدالرب دہلی میں کچھ عرصہ تدریس کرتے رہے۔ منقول از مشاہیر علمائے دیوبند ص ۵۳۴ جلد اول تالیف حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے اشاعت بار اول ۱۹۷۶ء مطبع العالمین پریس لاہور مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی سے پڑھ کر علمائے دیوبند کا مدرسہ عبدالرب دہلی میں کچھ عرصہ پڑھاتے رہے۔ اور مفتی محمد عبد اللہ ٹونکی نے علماء دیوبند سے پڑھ کر پھر علمائے دیوبند کے مدرسے میں پڑھاتے رہے اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے مفتی محمد عبداللہ ٹونکی سے تعلیم حاصل کی اور اس مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پر بریلوی

مولویوں نے باطل عقائد کا فتویٰ بھی لگایا تھا۔ چنانچہ مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی استاذ محترم حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب پر بریلوی مولویوں کا فتویٰ بھی پڑھیئے۔

مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پر بریلوی مولویوں کا فتویٰ:

عقائد مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی کے سراسر باطل در باطل اور غلط در غلط ہیں۔ منقول از ازالۃ الضلالۃ فی ازاحۃ الہدایہ صفحہ نمبر ۴ مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور، مندرجہ بالا فتویٰ مفتی عبدالقادر بریلوی مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور کا ہے۔

مندرجہ بالا فتویٰ کی تائید وتصدیق کرنے والے مولوی ابوالحسن غلام مصطفٰی بریلوی امرتسری، مولوی غلام محی الدین بریلوی، مولوی مصطفٰی رضا خان قادری نوری برکاتی بریلوی، مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی وغیرہ شامل ہیں۔

نوٹ: مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی کے عقائد کو اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے حلقہ کے مولویوں نے باطل قرار دیا ہے اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے استاذ محترم پر بھی بریلوی مولوی فتویٰ لگانے سے باز نہ آئے۔

نوٹ۔ مفتی محمد عبداللہ ٹونکی پر بریلوی فتویٰ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

وانا فوز والمرشد المغوی هو الله تعالیٰ ان عبارتوں کے ذیل میں مولوی [illegible]
ٹونکی تحریر کرتا ہے مذکورہ بالا آیات اور روایات سے صاف ثابت ہو
ہے کہ عام طور پر اطلاع پانی اور نصرت و منفعت کی طاقت خود جناب
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل نہیں تھی تو اولیاء کرام اور
بالخصوص سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بابت اس قسم کا اعتقاد
رکھنا اور وظیفہ مندرجہ سوال کس طرح درست اور جائز ہو سکتا ہے
اور جب فقہاء کرام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس قسم
کا اعتقاد رکھنے کو کفر قرار دیا ہے تو حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کی نسبت اس قسم کے اعتقاد کا کیا حال ہوگا - یہ وظیفہ اسلام
کے برخلاف ہے - بینوا توجروا

(الجواب) رب زدنی علماً

مذکورہ بالا عقاید مولوی صاحب ٹونکی کے سراسر باطل در باطل اور غلط در غلط
ہیں مفتی نے باوصف ادعائے حنفیت اجتہاد سے کام لیا ہے اور مذہب
حنفی کے معتمد فتاوے ہیں جو خاص اس جزئیہ کی تصریح ہے اس سے
آنکھ بند کر لی فتاوی خیریہ میں ہے اما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء
اذا اضیف الیه شیئاً لله فهو طلب شیء اکراماً لله تعالیٰ فما الموجب لحرمته
یعنی مسلمانوں کا کہنا کہ یا شیخ عبد القادر یہ ندا ہے اور جب اس میں یہ زیادہ کیا
جاوے کہ شیئاً للہ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے واسطے کچھ دیجئے تو
اس کی حرمت کا کون سا سبب ہے - یعنی اس میں دو ہی باتیں ہیں - ندا
تو ندا کرنا - اور [illegible] واسطہ دے کر ان سے کچھ مانگنا - اور ان دونوں
میں کوئی وجہ حرمت نہیں تو اس وظیفہ میں ممانعت کدھر سے آگئی [illegible]

ہے - لیکن عوام الناس کے فائدہ کے لئے اور محض اظہار حق کے
لئے یہ چند سطور تحریر کئے گئے حق الحق کو [illegible]
حررہ - مفتی عبد القادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد
[illegible]

جزی اللہ المجیب خیر [illegible] - وظیفہ مذکورہ مبارکہ
جائز اور فتاوے [illegible] کے [illegible] اعتراضات مردود و باطل ہے -
[illegible] ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

فقیر

یا سید عبد القادر شیئاً للہ کو پڑھنا تبادیل صحیح جائز ہے
ابو الحسن غلام مصطفیٰ الحنفی القاسمی الامرتسری

یہ ظاہر ہے - کہ شیئاً للہ تبادیل صحیح پڑھنا درست اور جائز اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہونا آیت قرآنیہ اور احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے - غلام محی الدین

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

اصاب المجیب حیث اتی بہ تحقیق
مجیب عند اللہ خیرا و یثیبہ
تعالیٰ انعم وعلم جلجلہ اتم واحکم ۔
حررہ الفقیر مصطفیٰ رضا القادری النوری
البرکاتی البریلوی عفرلہ العفو القوی

ھذا ھو الحق الصریح

مفتی عبداللہ ٹونکی اپنے زمانہ کے بڑے نامور عالم دین مانے گئے ہیں۔اور ۱۸۸۳ء میں اورینٹل کالج کے
مدرس مقرر ہوئے ۱۸۸۶ء میں مولانا فیض الحسن کے انتقال کے بعد عربی کے صدر مدرس بنے فقہ اسلامی کے
ماہر تھے اسلامی قانون اور شرعی تنازعات میں ان کا فیصلہ حتمی ہوتا تھا دبلے پتلے انسان تھے ہر وقت پان
رہتے تھے جب بات کرتے تو منہ پر رومال رکھ کر بات کرتے ڈاکٹر علامہ اقبال اکثر فرمایا کرتے اس ناتواں
میں علم و فضل کا اتنا ذخیرہ دیکھ کر کوزے میں دریا بند ہونے کی مثل ان پر صادق آتی ہے۔۳۲ سال تک اورینٹل کا
میں مختلف عہدوں پر فائز رہنے کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوگئے اور لاہور جسے وہ اپنا دوسرا وطن کہا کرتے
مفارقت دے گئے۔ شرح محمدی پر چار کتابیں اردو زبان میں بیش بہا خزانہ ہے کئی مسائل پر ان کے فتاویٰ
کی صورت میں شائع ہوئے اور تشنگان رموز و نکات شرع اسلامیہ نے ان سے بڑا فیض پایا۔لاہور سے جا کر
دار العلوم ندوہ میں کام کیا اور پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر مدرس بنے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آخر عمر
آپ نے بعض اسلامی مسائل کی وجہ تاویلیں کرنا شروع کر دیں، جو علماء احناف کے نزدیک غلط ہیں ۱۹۲۴ء میں
سال کی عمر میں رحلت فرمائی ان کی وفات سے عربی زبان ایک فاضل اجل اور اسلامی شریعت ایک بینظیر نکتہ
سے محروم ہوگئی۔ آپ کے ایک صاحبزادے مفتی انوار الحق بھوپال میں ایک مدت تک ناظم تعلیمات رہے

لاہور کا چیلسی ''صفحہ ۱۴۲ از حکیم احمد شجاع مطبوعہ نقوش لاہور منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص
مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مطبوعہ لاہور)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے دینی تعلیم ------- حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی خدمت میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے شروع کی۔ مولانا
اپنے وقت کے فاضل ترین استاذ اور عالم شمار کئے جاتے تھے۔ سیرت امیر ملت ص ۵۹۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی دیوبندی جو ترجمان
دیوبند ہیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں شیخ الحدیث تھے ان سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل
علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے جو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے حدیث پڑھ کر

سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علماء دیو بند سے تمام علوم دینیہ پڑھے ... انکار ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے دینی تعلیم حاصل کی۔ حضرت مولانا مولوی ... صاحب محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حضرت قبلہ عالم (حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب ...) حدیث حاصل کی۔ سیرت امیر ملت ص ۶۱۔

نوٹ :۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب دوسری مرتبہ حدیث شریف کی تعلیم حضرت مولانا ... محدث پانی پتی دیو بندی سے حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی یعنی کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ... دیو بندی اساتذہ کرام سے تمام علوم دینیہ پڑھے ہیں تو یہ علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے جس ... نقشبندیہ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب بھی حاصل کرتے رہے۔

اس کے علاوہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے حصول تعلیم کے ... مزید پڑھیے۔ حضرت مولانا مولوی عبد العلی صاحب دیو بندی محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ... (حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب) نے سند حدیث حاصل کی۔ سیر امیر ملت ص ۶۱۔

قارئین محترم! آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پوری سیداں شریف ضلع سیالکوٹ کے سابق ... حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب نے حضرت مولانا مظہر صاحب نانوتوی دیو بندی رحمۃ اللہ ... اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور حضرت مولانا محمد علی صاحب دیو بندی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ ... حاصل کی یہ علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے اور کتاب میں ایک جگہ پر یہ لکھ دیا ہے کہ سند حدیث ... مولوی عبد العلی صاحب محدث پانی پتی سے حاصل کی تو یہ بات یاد رکھیں کہ عبد العلی نامی محدث ہندوستان ... گزرے ہیں اور تینوں دیو بندی تھے جن کا ذکر بایں الفاظ فرمائیں۔

۱۔ مولانا عبد العلی صاحب مشاہر علمائے دیو بند مشاہیر علمائے دیو بند جلد اص ۳۰۳ تالیف حافظ ... الرحمن ایم اے اشاعت اول ۱۹۷۶ء۔ مطبع العالمین پریس لاہور

۲۔ حضرت مولانا عبد العلی میرٹھی مشاہیر علمائے دیو بند جلد ص ۳۰۵۔۳۰۶۔

۳۔ مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی لکھنوی مشاہیر علمائے دیو بند جلد اص ۳۰۷۔۳۱۶۔

سوانح حیات

حضرت ... حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

موسوم بہ اسم تاریخی

۱۳ ۹۱ ہجری

مصنفہ

حضرت ... حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی

نبیرہ حضرت امیر ملت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

از پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم اے ... ڈاکٹر ادب

سابق پروفیسر و صدر شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی پشاور

حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مقبول تلامذہ میں تھے اور آپ کے علم و عرفان سے کما حقہ بہرہ ور ہوئے تھے۔

(۸) حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ آپ تحصیل علم میں بدستور سابق سرگرم تھے۔ چنانچہ سہارنپور سے آپ نے لکھنؤ کو حرکت کی۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء کا تلمذ اختیار کیا۔ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب خدا رسیدہ عالم تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے محرم اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ نے بیان تحت الایق و دقائق کے مراتب کو پہچانا۔ بجوش و مسرت حلقۂ تلامذہ میں شامل کیا۔ اور بہت مدت میں علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل فرمائی۔

(۹) لیکن حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ذوق اب بھی تشنگی محسوس کرتا تھا۔ اس لئے آپ کانپور تشریف لے گئے۔ اور حضرت مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث میں شرکت کی۔ حضرت مولانا شارح مثنوی مولانا روم ہونے اور محدث علم ہونے کی حیثیت سے ملک بھر میں خصوصی شہرت رکھتے تھے۔ آپ متواضع، خوش اخلاق، متقی، صحیح الطبع، کریم النفس اور خدا ترس بزرگ تھے۔ آپ کے صاحبزادگان میں حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ اور حضرت مولانا مفتی نثار احمد صاحب مفتی اکبرآباد جید عالم باعمل گزرے ہیں۔

حضرت مولانا احمد حسن صاحب اہل دل اور صاحب نظر تھے۔ آپ نے حضرت قبلۂ عالم کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ شہباز معرفت رتبۂ بلند پر فائز اور خلق اللہ کو فیض رسانی پر من جانب اللہ مامور ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ مبذول کی۔ اور حضرت قبلۂ عالم بھی آپ کے فیض سے پوری طرح مستفید ہوئے۔

(۱۰) حضرت مولانا مولوی میر محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی منش اور درویش صفت صاحب دل، فاضل بزرگ تھے۔ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے رجوع کیا۔ اور آپ نے بھی شاگرد رشید کی حالت و کیفیت سے باخبر ہو کر خصوصی توجہ فرمائی۔ دیگر علوم کے علاوہ آپ عقائد کی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔ دوران درس عقائد کے رموز و نکات حضرت قبلہ بیان فرماتے تو خود استاد بھی محو حیرت ہوتے۔

(۱۱) حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور زمانہ بزرگ اور عالم حضرت مولانا مولوی عبدالقادر صاحب لاہوری سے استفادہ فرمایا۔ اور انھوں نے بھی کامل دلچسپی اور پوری توجہ سے شاگرد کو فیض یاب کیا۔

(۱۲) اس کے بعد حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے بھی کمال لطف و مہربانی فرمائی اور دیگر شاگردوں کے مقابلے میں خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔

(۱۳) انہی ایام میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گنج مرادآباد شریف حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا صاحب اپنے وقت کے جلیل القدر ولی اللہ اور زاویہ گزین درویش تھے۔ آپ نہایت اخلاق و محبت سے پیش آئے۔ جو دینا تھا دیا۔ اور کلاہ مبارک اپنے سر سے اتار کر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر رکھ دی۔ ضروری اوراد تعلیم کئے۔ اور فرمایا جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا نام خلق خدا کو بتایا کرو۔ نیز سند حدیث کی اجازت دی۔

(۱۴) حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی بہت بڑے ولی اللہ تھے عالم باعمل، متقی، شب زندہ دار اور عبادت گزار بزرگ تھے۔ اہل مکہ آپ کو "قطب مکۂ مکرمہ" کہا کرتے تھے۔ آپ نے بھی حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث سنیں اور روایت حدیث کی سند عطا فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے مکۂ معظمہ شریف میں آپ کو پانی دم کر کے پلایا۔ کھجور دم کر کے کھلائی۔ اور حدیث اسودین کی اجازت عطا کی۔

(۱۵) حضرت مولانا مولوی عبدالعلی صاحب محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے سند حدیث حاصل کی۔

(۱۶) نیز حضرت اجل، علامہ محمد عمر ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث استانبول (ترکی) نے بھی آپ کو سند حدیث عطا کی تھی۔

علم و فضل میں یگانۂ روزگار

حق یہ ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو ذہن وقاد، طبع سلیم اور عقل کامل فطری طور پر عطا ہوئی تھی۔ استاد الکل کامل الفن نے خصوصی توجہ سے ان کو اور جلا کر دی۔ علوم عقلی و نقلی پر عبور کامل حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

غرض کہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ ... سیداں ضلع سیالکوٹ نے دینی تعلیم علمائے اہلسنت دیوبند سے حاصل کی اور سند فراغت بھی حاصل کی ... دیوبند کا فیضان ہے اور یہ بھی بڑے لطف کی بات ہے کہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب ... بڑے صاحبزادے نے حضرت پیر سید حافظ مولوی محمد حسین شاہ صاحب سابق سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ ... مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کو بھی اپنی حیات میں دینی تعلیم کے واسطے مفتی اعظم فقیہ اعظم ہند ... حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جامعہ امینیہ دہلی ... ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق سجادہ نشین اول کی تعلیم کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق اول سجادہ نشین جناب مولوی صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب نے دینی تعلیم مسلک علمائے دیوبند کے ترجمان جامعہ امینیہ دہلی سے حاصل کی اور علمائے اہلسنت دیوبند کی عطا کردہ دستار فضیلت یعنی پگ اپنے کتب خانے میں بطور تبرک کے محفوظ رکھی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

سفر دہلی:

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ ... نظامیہ کی اعلیٰ کتابیں تفسیر حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت ...

ملت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔ مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن تشریف لائے تھے آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سند بھی عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھی مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے اور آپ کے لئے دعا کی کہ یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔ منقول از سیرت امیر ملت ۶۷۳، ناشر صاحبزادہ الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب ملنے کا پتہ دربار شریف علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ۔

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

سوانح حیات

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین غوثِ زمان مجددِ دوران ابو العرب سلوتی ہند امیر ملت قبلہ عالم

اعلیٰحضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز

موسوم بہ اسم تاریخی

۹۱ ھجریہ ۱۳

مصنفہ

حضرت جوہر ملت جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی

(نبیرہ حضرت امیر ملت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

از پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم اے (فلاسفی اردو) ڈاکٹر ادب (معظم)

سابق پروفیسر و صدر شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی پشاور

سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ایک حجرہ میں بیٹھے اپنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک مرچ لگا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔ اور مطالعہ جاری ہے۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ شغل دیکھتے رہے۔ اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے۔ اچانک صاحبزادہ صاحب کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزت سے پیش آئے۔ کھانے کی تواضع کی۔ مگر ہم کھانا کھا کے ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور کہا کہ ہم تو صرف آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے"۔

سفرِ دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے۔ اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درس نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی۔ اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور آپ کے لئے دعا کی۔ یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔

ایک دفعہ مولوی محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت کی ہمرکابی میں دہلی گئے ہوئے تھے۔ آپ بازار سے گزرتے ہوئے ایک دکان کے سامنے رک گئے۔ تو مولوی صاحب نے توقف کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مدرسہ دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے

قارئین کرام! حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب کے بڑے صاحبزادے سابق سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ نے جامعہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث ومفتی اعظم مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دیوبندیؒ سے حدیث شریف کی تمام کتابیں پڑھ کر دورہ حدیث شریف کی سند فراغت حاصل کی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے پیر سید محمد حسین شاہ صاحب کے سر پر اپنی دستار یعنی کہ پگڑی باندھی اور وہ دستار یعنی کہ پگڑی اور علمائے اہلسنت دیوبند کی جاری کردہ دورہ حدیث شریف کی سند بھی ان کی آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے کتب خانہ میں بطور برکت اب تک موجود ہے تو یہ علمائے دیوبند کا فیضان ہے غرض کہ پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ اور ان کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب دونوں باپ بیٹا نے علمائے دیوبند سے دینی تعلیم حاصل کی یہ فیضان دیوبند نہیں تو اور کیا ہے ذرا بتلایئے تو سہی؟۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے دوسرے صاحبزادے کی دینی تعلیم کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کے دوسرے صاحبزادے پیر حافظ خادم حسین شاہ صاحب کا حصول تعلیم بھی پڑھ لیجئے کہ انہوں نے بھی دینی تعلیم علمائے اہلسنت دیوبند کے دینی ادارہ جامعہ العلوم کانپور ہند سے تفسیر حدیث فقہ اور اس کے علاوہ معقولات کی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر علمائے دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

تحصیل علم

کانپور میں آپ نے مدرسہ جامع العلوم میں باقاعدہ درس نظامیہ کی تکمیل کی تفسیر حدیث فقہ و دیگر معقولی علوم حاصل کئے اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی اس زمانے میں گھر سے دور رہ کر آپ کو

مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن حصول تعلیم کے شوق ذوق میں آپ نے ہر سختی کو سہل سمجھا اور عالم فاضل بن کر گھر واپس آئے۔ سیر امیر ملت ۱۹۰۔ ناشر صاحبزادہ سید پیر اختر حسین شاہ صاحب ملنے کا پتہ: دربار شریف علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ۔

قارئین کرام:

جامع العلوم کانپور کا یہ وہ ادارہ ہے جہاں حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ صدر مدرس بن کر پڑھاتے رہے علمائے اہلسنت دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب اوران کے دونوں صاحبزادے حضرت پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب اور حضرت پیر سید خادم حسین شاہ صاحب ان تینوں نے علمائے اہلسنت دیوبند سے دینی تعلیم حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

سیرت امیر ملت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

سوانحِ حیات

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین غوثِ زماں مجددِ دوراں ابوالعرب سنوسیٔ ہند امیرِ ملت قبلۂ عالم اعلیٰحضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز

موسوم بہ اسمِ تاریخی

سیرتِ امیرِ ملتؒ

۱۳۹۱ ہجری

مصنفہ

حضرت جوہرِ ملت جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی

(نبیرہ حضرت امیرِ ملت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم اے (فلسفی اردو) ڈاکتور ادب (معالم)

سابق پروفیسر و صدر شعبۂ اردو پشاور یونیورسٹی پشاور

خادم الملت حضرت الحاج حافظ سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ منجھلے صاحبزادے تھے۔ بچپن ہی سے بڑے ذہین، متقی اور پرہیزگار تھے۔ اتباعِ شریعت کا آپ کو ابتداء سے خاص اہتمام مدِ نظر رہتا تھا۔ آپ نے بھی حضرت حافظ قاری شہاب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کلام مجید حفظ کیا تھا۔ اس کے بعد اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم علی پور شریف ہی میں حاصل کی۔ مابعد تحصیلِ علم کے لئے آپ کو لاہور بھیجا گیا۔

تحصیلِ علم

آپ نے لاہور میں مسجد ٹرلیاں کے ایک حجرے میں قیام کیا۔ اور عربی علوم کی تحصیل میں سرگرمی سے کوشاں رہے۔ بعد میں اورینٹل کالج لاہور میں داخل ہو کر مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ انہی دنوں مرزائیوں نے آپ پر ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ العزیز کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔ مقدمہ سے براءت کے بعد آپ تحصیل و تکمیل علم کے لئے کانپور تشریف لے گئے۔

کانپور میں آپ نے مدرسہ جامع العلوم میں باقاعدہ درسِ نظامیہ کی تکمیل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر معقولی علوم حاصل کئے۔ اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ اس زمانے میں گھر سے دور رہ کر آپ کو مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن حصولِ علم کے شوق و ذوق میں آپ نے ہر سختی کو سہل سمجھا اور عالم فاضل بن کر گھر واپس آ گئے۔

اخلاقِ حسنہ

آپ کی زبان میں معمولی سی لکنت تھی لیکن اس پر بھی علمی اور تبلیغی مشاغل میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ ہمیشہ نمازِ فجر کے بعد کلام مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ تبلیغ و ارشاد کے لئے دور دور تک دورے فرماتے۔ اور لوگوں کو اپنے مواعظِ حسنہ سے فیض یاب فرماتے رہتے۔ آپ گرمی کے موسم میں ہمیشہ کسی سرد مقام، کشمیر، کوئٹہ وغیرہ تشریف لیجاتے تھے۔ یارانِ طریقت کی خوشی اور غمی میں بالالتزام شرکت فرماتے اور ان کی دلجمعی اور ہدایت میں کوشاں رہتے تھے۔ آپ وسیع الاخلاق، خوش مزاج، بردبار اور اوصافِ حسنہ سے آراستہ تھے۔ آپ کی سخاوت اور دریادلی کے واقعات زبان زدِ عام و خاص ہیں۔ غرباء و مساکین کی دستگیری

آستانہ علیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا ذکر

آستانہ علیہ گولڑہ شریف کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت پیر جناب سید مہر علی شاہ صاحب کا حصول تعلیم

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے سہارنپور میں شیخ الحدیث احمد علی فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت وقابلیت کا بین ثبوت ہیں۔ آپ مولانا عبد الحی (بحر) العلوم لکھنوی اور شاہ عبد القادر رحمۃ علیہ دہلوی کے شاگرد تھے ۱۲۶۱ھ میں مکہ شریف جا کر خاندان ولی اللّٰہی کے مشہور چشم چراغ مولانا شاہ محمد اسحاقؒ سے دوبارہ درس حدیث لے کر سند حاصل کی۔ مہر منیر ص ۸۱ سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب تالیف مولوی فیض احمد فیض گولڑہ شریف باہتمام جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام! یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے کتب حدیث سے عنایت کردہ سند حدیث ۱۲۹۵ھ میں حاصل کی اور کتاب مہر منیر سوانح حیات حضرت پیر جناب مہر علی شاہ صاحب کے ص ۸۰ اور ۸۱ کے درمیان حضرت پیر سید جناب مہر علی شاہ صاحب کی کتاب مہر منیر میں سند کا عکس ملاحظہ فرمالیجئے۔

...مزید تحریری ثبوت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

...مزید ثبوت

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف بالآخر سہارنپور جا کر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں جا کر داخل ہوگئے مہر منیر ص ۷۸۔

جناب حضرت پیر سید مہر علی صاحب آف گولڑہ نے مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری سے درس لیا اور ۱۲۹۵ھ، ۱۸۷۸ء میں سند حدیث حاصل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ص ۵۳۶۔ از مولوی محمد عبد الحکیم شرف قادری بریلوی۔ اشاعت بار دوم ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور ناشر شبیر برادرز پبلشرز اردو بازار لاہور۔ جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحب کا امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

علاوہ ازیں حضرت پیر سید جناب مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے علاوہ حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی سے بھی معقولات اور ریاضی کی تعلیم حاصل کی جس میں ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ اسلئے آپ نے استاذ کل مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول اور ریاضی کی کتاب عالیہ کا درس لیا۔ تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان ۵۳۶۔ از مولوی محمد عبد الحکیم شرف قادری بریلوی، سن اشاعت بار دوم ۱۹۸۳ء۔

جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی کا علمائے اہل دیوبند کے بارے میں حسن عقیدت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مولانا علی گڑھی نے علمائے اہلسنت دیوبند کی تکفیر سے کبھی بھی اپنے قلم کو آلودہ نہیں کیا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

...کو آلودہ نہیں کیا

تکفیر سے احتراز۔ (مولوی محمد لطف اللہ علی گڑھی) صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکفیر سے

قلم آلود نہیں فرمایا نہ کبھی مسائل اختلافی کے مباحث میں حصہ لیا۔ منقول از رسالہ استاذ العلماء ص
حیات حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی تالیف نواب محمد حبیب الرحمٰن شروانی تاریخ اشاعت
مکتبہ قادریہ اندرون مدرسہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور۔

فنون کی تعلیم کا سلسلہ سند

جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑوی شریف کی فنون کی تعلیم کے بارے میں پڑھ لیجئے۔

استاذ الکل مولانا لطف اللہ علی گڑھی آپ مفتی عنایت احمدؒ کے شاگرد رشید تھے جو مولانا
گڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ ور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے مشہور شاگرد تھے مولانا شاہ
حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے مفتی صاحب کافی عرصہ
اپنے استاذ مولانا بزرگ علی کے مدرسے میں تعلیم دیتے رہے اور اسی زمانہ میں مولانا لطف اللہ آپ
درس میں شامل ہوئے۔ منقول از مہر منیر ۷۳ سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ
ضلع راولپنڈی۔

نوٹ: حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کے فنون کے پڑھنے
حدیث شریف کی سند کی طرح علماء دیوبند جاملتی ہے کیونکہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب
رحمۃ اللہ علمائے اہلسنت دیوبند کی سند ہیں کیونکہ علمائے اہلسنت دیوبند کی سند حضرت مولانا شاہ
محدث دہلوی رحمۃ اللہ سے ملتی ہے اور پھر اسی طرح آگے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
علیہ تک پہنچتی ہے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی تعلیم کے دونوں سلسلے یعنی فنون اور
دونوں کی سند علمائے اہلسنت دیوبند سے جاملتی ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی اور اس کے والد صاحب
نقی علی خان سے ہرگز نہیں ملتی کیونکہ برصغیر کے کسی سنجیدہ انسان نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان
اور ان کے والد صاحب مولوی نقی علی خان سے پڑھنا ہرگز پسند نہیں کیا کیونکہ برصغیر کے لوگ
نہیں سمجھتے تھے بلکہ کچھ اور ہی سمجھتے تھے اور سمجھدار لوگ اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کے والد صاحب

علی خان صاحب کے پاس جانے میں عار محسوس کرتے تھے۔ اس لئے کہ جب کسی ذی شعور نے علوم دینیہ
حاصل کیے تو سیدھے مدارس علمائے اہلسنت دیوبند کا رخ کیا اور اپنی علمی پیاس کو خوب بجھایا۔ اور حضرت
سید مہر علی شاہ صاحب نے تمام علوم وفنون اور علوم حدیث علمائے اہلسنت دیوبند سے حاصل کئے اور یہ
علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔ کیونکہ پیر مہر علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ بریلی شریف کا ہرگز رخ نہ کیا
بلکہ سہارنپور میں امام محدثین حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ دیوبندی سے حدیث پڑھ کر سند
فراغت حاصل کی۔ اور فنون بھی اسی طرح علمائے اہلسنت دیوبند کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث
دہلویؒ کے شاگرد حضرت مولوی عنایت احمد کاکوروی کے شاگرد حضرت مولوی محمد لطف اللہ علی گڑھی سے
حاصل کئے تو یہ سند بھی علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا کی سند سے جاملتی ہے یہ بھی علمائے اہلسنت دیوبند کا
فیضان ہے۔

مہر منیر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم الله

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله

واصحابه اجمعين اما بعد فيقول العبد الراجي رحمة ربه القوي

احمد علي السهارنفوري ان المولوي مهر شاه بن نذر دين شاه ساكن

گولره ضلع راولپندي قد عرض علي النصف الاول

من الصحيح للبخاري واكثر الصحيح لمسلم رحمهما الله تعالى

واني قد عرضت الكتابين كليهما على الشيخ المكرم مولانا الاعظم

مولوي محمد اسحق الدهلوي رحمه الله تعالى وقد اجازني

ولما احب المولوي مهر شاه ان اشتغل الكتب ...

كتب الحديث ... استجازني ... بشرط ...

المعتبر عند اهل الحديث وبالرجوع الى الشروح ...

وعلى العلماء ... حرره في ...

سنة خمس وتسعين ... بعد الالف من الهجرة

[illegible]

مہرِ مُنیر

سوانح حیات

فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

باجازت

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

کے بارے عقیدت ومحبت ملاحظہ فرمائیں۔

جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑوی شریف ضلع راولپنڈی کا ارشاد

مولوی محمد سعید [illegible] تحصیل [illegible] مری ضلع راولپنڈی فرماتے ہیں کہ میں حضرت پیر (سید مہر علی شاہ) صاحب گولڑوی کی خدمت میں تھا ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا آپ مولوی قاسم صاحب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحب نے جواباً فرمایا تم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے متعلق پوچھتے ہو [illegible] کے متعلق حضرت پیر (سید مہر علی شاہ) صاحب نے فرمایا۔ وہ حضرت حق کی [illegible] منقول از اسوۂ اکابر صفحہ ۲۸۔۲۷ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور سن اشاعت ۱۹۶۲ء۔

اسوۂ اکابر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

[illegible]

نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو تو ہم سائل نے عرض کیا جی ہاں انہی کے متعلق حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا "وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے"۔ یہ واقعہ مولانا محمد سعید صاحب نے میری درخواست پر مولانا فخر الحسن صاحب افغانی کے سامنے بھی دہرایا۔

حضرت پیر صاحبؒ کا حسن ظن اور فراخدلی صرف اکابر دیوبند ہی کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ جماعت اہلحدیث کے سنجیدہ اور مؤدب علماء کے بارے میں بھی آپ کا رویہ خوبیانہ اور روادارانہ تھا چنانچہ آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی مرحوم و مغفور کی کتاب "شہادۃ القرآن" پر تقریظ لکھی جو عربی زبان میں تھی اس کا ترجمہ اردو یہ ہے۔

"یا اللہ! جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کو لمبی زندگی عطا فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما اور بے دینوں اور مبتدعین کو ذلیل کر اور مولوی صاحب کے گناہ معاف فرما اور ان کی نیکیاں بڑھا۔"

قارئین محترم! حضرت پیر سید جناب پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو کیسے بہترین الفاظ سے یاد فرمایا کہ وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔ علاوہ ازیں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے کہ ان کے بارے میں کیسی عقیدت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جناب حضرت پیر صاحبؒ آف گولڑہ شریف کی عقیدت

حضرت پیر صاحب (مہر علی شاہ) گولڑوی نے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ایک فتویٰ اپنی کتاب الفتوحات صمدیہ المقلب بالفیوضات الشمسیہ بار سوم صفحہ ۶۱، اقبال برقی پریس، اندرون بوہڑ دروازہ ملتان میں باہتمام مولوی محبوب احمد کے چھپی میں درج کیا اور اس پر جلی قلم سے یہ عنوان تحریر فرمایا نقل فتویٰ جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے وصال کے بعد جب یہ فتویٰ خدام خانقاہ گولڑہ شریف کی طرف سے شائع کیا گیا تو حضرت کا نام یوں درج کیا حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ منقول از اسوۂ اکابر ص۔ ۲۶، سن اشاعت ۱۹۶۲ء مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

الفتوحات الصمدیہ المقلب بالفیوضات الشمسیہ کا عکس

اور اسوۂ اکابر کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اُسوۂ اکابر

محمد بہاء الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

نقل فتویٰ جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

الجواب

طاعون زدہ جگہ میں بلا ضرورت جانا گناہ ہے ۔ اور طاعون زدہ جگہ سے خوف کے مارے بھاگنا حرام ہے ۔ البتہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا اسی شہر کے آس پاس جنگل اور باغوں میں چلا جانا مضائقہ نہیں ہے ۔ اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جاویں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل فتویٰ جناب شیخ محمد عبد الغفار صاحب حنفی

مدرس مدرسہ انوار العلوم لونا گڑھ ضلع بلیا

چہارم یہ کہ بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا اس سرزمین سے کہ جہاں وبا پھیلی ہو اور وہاں کی ہوا زہریلی اور فاسد ہو گئی ہو ایسی جگہ چلا جائے جس کی آب و ہوا خوشگوار ہو عام ازینکہ وہ طاعون میں مبتلا ہو یا محفوظ ہو۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ یہ صورت فرار کی ہے ناجائز کہتے ہیں اور بعض صحابہ و محدثین اس خیال سے کہ یہ مجرد تداوی ہے جائز کہتے ہیں ۔ قال فی فتح الباری بعد ما قال ومن جملۃ ھذہ الصورۃ خیرۃ الاخیرۃ ان تکون ارض وخمۃ والارض التی یرید التوجہ الیہا صحیحۃ فیتوجہ بھذا القصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف فمنہم من نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومنہم من اجاز نظراً الی انہ مستثنیٰ من عموم الخروج فراراً لانہ لم یقصد الفرار بل قصد التداوی ۔ مؤلف کہتا ہے اگر بنظر احتیاط اس کو مکروہ کہا جائے تو بجا ہے

شریک ہوا۔ کیونکہ اس وقت ایسا کرنا یہ معنی رکھتا تھا کہ گویا مولانا ان اکابر کے
اسی انتظار میں تھے کہ کب یہ (مولانا تھانوی) یہاں سے جائیں اور کب ہم اپنی
مجلسِ سماع منعقد کریں۔ مولانا کو حضرت مولانا کی خاطر اس درجہ عزیز تھی کہ اپنے معمول
ہی کو بدل دیا۔

سبحان اللہ کیسے مخلص اور بے تعصب حضرات تھے۔ کہ باوجود اختلافِ مشرب
ایک دوسرے کی اس قدر رعایت فرماتے تھے اور ہر طرح کی دل آزاری سے
بچتے تھے۔ آج کل کی طرح نہیں کہ قصداً محض دل آزاری ہی کی غرض سے ایسے
امور کا ارتکاب کیا جاتا ہے (از اشرف السوانح جلد اول ص ۱۵۸ تا ۱۵۹)

(۶)

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رح گولڑوی

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب کا ہندوستان کے مروجہ
پیرانِ طریقت میں جو مقام تھا کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ صرف شیخ طریقت ہی
نہ تھے بلکہ جید عالم دین فاضل بھی تھے۔ اپنے مختلف مکاتب فکر کے بزرگوں کے معاملہ
میں جس قدر وسیع ظرفی اور فراخدلی کا ثبوت دیا ہے وہ ہم سب کے لئے مشعلِ راہ
ہے۔ حضرت پیر صاحب کے مشرب اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے مسلک
میں جس درجہ کا اختلاف ہے ظاہر ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود حضرت
پیر صاحب جب مسئلہ امکان و امتناع نظیر کے باب میں حضرت شہید موصوف اور
حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کی باہمی بحث پر محاکمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا

ما فی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تنقیص یا تغلیط فریقین [illegible]
کسی کی [illegible] اللہ سبحانہ ۔ راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب
جانتا ہے۔ فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ وَلِکُلِّ امْرِءٍ
مَّا نَوٰی"

(منقول از "عجالہ بر دو سالہ" طبع دوم ص زیر عنوان "فائدہ جلیلہ")

اس عبارت میں حضرت پیر صاحب نے دونوں بزرگوں مولانا شہید رح
اور مولانا خیر آبادی رح کے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے گروہوں کی نسبت
فرمایا کہ دونوں کو خدا کی بارگاہ سے اجر و ثواب ملے گا اور دونوں کی نسبت
دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو مشکور فرمائے۔

پھر آپ نے ایک فتویٰ متعلق "فرار از طاعون" کی تصدیق و تائید
میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک فتویٰ اپنی کتاب
"فتوحات صمدیہ" (مطبوعہ [illegible] سوم ص ۱۱۶) میں درج کیا اور اس پر
جلی قلم سے یہ عنوان درج فرمایا "نقل فتویٰ جناب مولانا مولوی رشید
احمد صاحب گنگوہی عمّ فیضہ" مولانا گنگوہی کے انتقال کے بعد آپ کا اور آپ
کے اسی فتویٰ کا ذکر "غزار" نامی ایک رسالہ کے صفحہ ۳ میں (جسے خانقاہ
گولڑہ شریف کے خدام نے شائع کیا تھا) ان الفاظ کے ساتھ لکھا ہے:

"حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور جناب
مولانا مولوی شیخ عبد الغفار صاحب [illegible] وغیرہ نامی گرامی
علمائے ہند کے فتاوے شائع ہو گئے"

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کی عقیدت

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ عقیدت ملاحظہ فرمائیے
حضرت پیر سید جناب مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے صاحبزادے
حضرت غلام محی الدین صاحب گولڑوی کی علمائے اہلسنت دیوبند کے بارے میں پڑھیے۔۔۔ چنانچہ مولانا
کامل الدین رتو کالوی مولف ڈھول کی آواز میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کتاب تحذیر الناس کی عبارت
معترضین سے بحث ہوئی تو انہوں نے کہا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف سے فتویٰ لاؤ تو ہم مان جائیں گے
کامل الدین پہلے سیال شریف اور پھر گولڑہ شریف حاضر ہوئے ہر دو مقامات سے سنہری تحریریں لائے تو
ہیں۔۔۔ احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب
سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث
بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کو (جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ
سے ان کو لکھ دیں انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔۔۔ قال
ہے کہ علمائے دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا
میں ہے۔ میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی) صاحب کا بھی
منقول از ڈھول کی آواز ص ۹۹، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوی مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا، جب
حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف۔

ڈھول کی آواز کا عکس ملاحظہ فرمائیں

مؤلفہ

الحاج الحافظ کامل الدین رتو کالوی

صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری وکفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ تہمت لگانے والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکار یا کافر نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی مفتی

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہ

ملنے کا پتہ

۱۔ موضع تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔

۲۔ بازار سرگودھا مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداراں

۳۔ شہر میرہ سرگودھا مولوی محمد

اقول: حضرات معترضین احقر نے مولانا نانوتوی کی سچائی ان کی کتاب تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات اور محدث گنگوہی کے فتوے سے آپ کے بارے ... کی ہے۔ ... یہ آپ کا کام ہے میرا نہیں آپ کے لا نہیں مانتے کا جواب میرے پاس کوئی نہیں ہاں آپ کے پاس لا تسلیم کی جائے تو نوٹ اور مولانا کی صداقت روشن کرنے کے لیے ایسے دو واقعات کی بطور ثبوت شہادتیں پیش کرتا ہوں جن سے بڑھ کر تمام پاکستان میں کوئی شہادت نہ ہوگی (۱) شہادۃ اول عرصہ ہوا بھلوال تحصیل بھلوال میں مولوی محمد عارف و مولوی محمد حیات توم حبیب نے بذریعہ اعلان اشتہار ایک عام جلسہ کیا تھا اشتہار کا عنوان تھا فرقہ ضالہ دیوبندیہ کو کھلا چیلنج۔ مولوی قطبی، مولوی ظہور احمد بگوی، مولوی محمد یوسف سیالکوٹی، مولوی محمد حنیف کوٹ مومن، مولوی نذیر احمد سلانوالی، مولوی عبدالغفور ہزاروی اس جلسہ میں موجود تھے۔ جلسہ میں گڑبڑ بھی بہت ہوئی کیونکہ اکثر اہل علم علماء دیوبند کو حق پر سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد حنیف صاحب لاحول پڑھتے ہوئے محمد یوسف صاحب کی تقریر میں کھڑے ہو کر چل دیئے۔

مولوی ظہور احمد صاحب نے پکڑ کر بٹھاتے۔ دیوبندیوں میں تحذیر الناس کی عبارت مذکورہ کی وجہ سے کفر کا فتوے لگایا گیا چند دن جلسہ کے بعد احقر بھلوال گیا تو وہاں ایک شور برپا تھا۔ آخر چند معززین نے احقر کو مجبور کیا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف کا فتوے لاؤ کہ مولوی محمد قاسم کافر تھے یا مسلمان، اگر وہ مسلمان تھے تو سب دیوبندی مسلمان اگر بالعکس تھے تو حکم بھی بالعکس۔ احقر عزیز مولوی فضل حق صاحب میرووال سے رقعہ لکھوا کر سیال شریف گیا حضرت صاحب

کو تجھ پر اناس س واشتہار دکھا کر سب واقعہ جلسہ کا بیان کیا گیا۔ ناظرین حضرت کی
ذریں رائے پڑھیں۔ اوّل۔ حضرات ناظرین جن لوگوں نے کسی فاضل استاد
کی خدمت میں بیٹھ کر کچھ وقت خرچ کر کے علم کا کچھ حصہ حاصل کیا ہو ان کو حضرت
صاحب سیالوی اطال اللہ بقاءہ کی حق پرستی اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
کی سچائی میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور جنہوں نے استاد سے صرف عمامہ پوشی
اور جبہ پوشی ہی کی سند لی ہو اور ہیچ و دگرے نیست کا ہی سبق پڑھا ہو کیا مجال کہ
کوئی بھلے مانس ان سے بات بھی کر سکے۔ ارے جہالت و تعصب تم دونوں کا
ستیاناس ہو تم دونوں کا اللہ تبارک منہ کالا کرے کیوں کہ تم نے ہیرا لعل
خاندانوں کو تباہ کیا آمین۔ غرض صاحب انصاف جب خط کشیدہ الفاظ پر
غور فرمائیں گے تو ان کو حق واضح ہو جائے گا۔ دوسری شہادت (۲) بعد ازاں
احقر گولڑہ شریف پہنچا۔ صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام
محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا
انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور
خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو (جو اتفاقیہ
وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں۔ انہوں
نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔
قال: میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کرتے
ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے
میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب کا بھی یہی مذہب تھا۔ ختم

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹوی صاحب کی عقیدت

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹوی سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور کی علماء اہلسنت دیوبند سے عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد کا زمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود حسن صاحب کی زیارت ایک دفعہ کی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب کی ایک دفعہ زیارت اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علمائے ربانیین اور اولیاء امت محمدیہ سے تھے احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ اور استفادہ اور ان کا قبول عام ہے۔ بالخصوص مولوی اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں فقط ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ

منقول از اسوہ اکابر ص ۱۷، ۱۸۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطبع آفتاب عالم پریس لاہور۔

اسوۂ اکابر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

اُسوۂ اکابر

محمد بہاء الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن لاہور

عدالت کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے مسلمانوں اور مرزائی مذہب والوں میں قانون کا اختلاف ہے اور علماء دیوبند و بریلی میں واقعات کا اختلاف ہے قانون کا نہیں چنانچہ فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ اگر کوئی مسلمان کلمۂ کفر کسی شبہ کی بناء پر کہتا ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔"

(مضمون مولانا محمد صاحب انوری لائل پوری، منقول از کتاب "کمالات انوری" ص ۳۳۳)

مولانا غلام محمد صاحب رح گھوٹوی

مولانا غلام محمد صاحب رح فاضل گھوٹوی سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقربین ترین مریدوں میں سے تھے، آپ کا حسب ذیل بیان ملاحظہ ہو۔

"مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا زمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کی زیارت ایک دفعہ کی ہے بعد صحبت کا اتفاق نہیں ہوا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی زیارت دو دفعہ کی ہے ایک دفعہ وعظ بھی سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے

سائل مصالحت کا اعلان نہیں ہوا مگر ہمارا اعتقاد ان بزرگوں کے
متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربانیین اور علماء امت محمدیہ
سے تھے آخر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر ہم
اتفاق رکھتے ہیں اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب انکی تصنیفات
کا مطالعہ اور استفادہ اور قبول عام ہے۔ خصوصاً مولانا اشرف
علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی مسلک طریقت پر نظر کر کے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں" (ملفوظات حصہ ششم ص ۲۳۹)
(ملفوظ [illegible] مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب)

مولانا ابوالحسنات صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور

مولانا موصوف بریلوی مکتب فکر کی جمعیت علماء پاکستان کے صدر اور مسجد
وزیر خان مرحوم لاہور کے خطیب تھے آپ کا ایک بیان روزنامہ نوائے
پاکستان لاہور مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا جس کے اقتباسات ذیل میں
نقل کئے جاتے ہیں۔

لاہور ۱۲ اپریل جماعت اسلامی کی تربیت گاہ اچھرہ کے ایک
اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری نے
فرمایا کہ مجھے کہا گیا ہے کہ میں متعین طور پر بیان کروں کہ بریلویوں
اور دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے۔
سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بریلی اور دیوبند دونوں جگہ ہندوستان میں

ہر عقیدہ اور ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں، اس لئے بریلویوں اور دیوبندیوں
کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا موضوع تقریر کا یہ عنوان ہی
صحیح نہیں علاوہ ازیں بریلی اور دیوبند دونوں مقام ہندوستان
میں رہ گئے اس لئے پاکستان میں ان کے اختلاف کا سوال بے
معنی ہے۔ اگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کی دینی درس گاہ
اور دیوبند کی دینی درسگاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں
کے نظریات و افکار کے اختلاف پر روشنی ڈالی جائے تو میں
اعلان کئے دیتا ہوں کہ اساسی عقائد کے اعتبار سے دونوں مکتبوں
کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بریلوی علماء حضرت رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے
ہیں اور دیوبند کے علماء بھی اصولی طور پر اس کلیہ پر ایمان رکھتے
ہیں دونوں سلسلوں کے علماء کے درمیان بعض عبارتوں کے متعلق
رائے کا اختلاف ہے بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تحریروں
پر معترض ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان تحریروں کے ظاہری
معانی کو صحیح سمجھنے والا شخص گمراہ ہے دیوبندی اپنے اکابر کی ان
تحریروں کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال نہیں کرتے لیکن اصول
و اساس میں بریلوی علماء سے سو فیصدی متفق ہیں۔"

قارئین محترم! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کی عقیدت کو آپ نے پڑھا
کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور کی عقیدت کو بھی پڑھا۔ اندازہ فرمایئے کہ علمائے اہلسنت
اپنی زبان سے علمائے ربانیین اور اولیائے امت محمدیہ میں سے شمار فرما رہے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ علمائے
دیوبند کی کتب کے مطالعہ سے مجھے ان سے بے حد عقیدت ہوگئی ہے اور حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت
اشرف علی تھانوی کا ایک مرتبہ وعظ سنا ہے۔ اور مجھے شبہ ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔

ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز:

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جب ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے ان دنوں
لکھنؤ، دیوبند، رام پور، کانپور، علی گڑھ دہلی اور سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم تھے لکھنؤ میں مولانا
متوفی ۱۳۰۴ھ مرجع خلائق تھے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں دیوبند میں مدرسہ کا افتتاح ۱۲۸۳ھ میں ہوا
اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کی زیر سرپرستی یہ مدرسہ کافی ترقی کر رہا تھا ان ایام میں وہاں مولوی محمد یعقوب
صاحب نانوتویؒ خلف مولوی مملوک علی صاحبؒ مدرس اعلیٰ تھے جو اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے
مملوک علی موصوف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی ذوالفقار علی صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی
علمائے دیوبند کے استاذ تھے۔

رام پور میں مولانا فضل حق خیر آبادی کے فرزند مولانا عبدالحق مدرسہ عالیہ نواب صاحب کے پرنسپل
۔ مہر منیر ۷۳، سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی مطبوعہ پاکستان
پرنٹرز لمیٹڈ جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا علوم دینیہ کے مراکز میں جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ نے
دینیہ کے مراکز شمار کئے ہیں لیکن اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بریلی شریف کے مدرسہ
بریلی شریف کا نام تک نہیں لیا۔ اور نہ ہی علمائے کرام میں اعلیحضرت بریلوی اور نہ ہی ان کے والد مولوی
خان کا نام لیا ہے۔ بلکہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کی نگاہ میں اعلیحضرت بریلوی
کے والد مولوی نقی علی خان یہ کوئی علمی آدمی ہرگز نہ تھے بلکہ حضرت پیر گولڑہ کی نگاہ میں ایک عام مولوی کی

ہے جس کی وجہ سے علمی مراکز اور علمائے کرام کی صف میں اعلیحضرت بریلوی اور ان کے والد کا نام تک نہیں
بھی ثابت ہوا کہ اعلیحضرت بریلوی کے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کو علمی دنیا میں قطعاً کوئی وقار
اور نہ ہی اس کی کسی قسم کی کوئی اہمیت تھی اور نہ ہی اب ہے۔ صرف اعلیحضرت بریلوی کا مدرسہ علمائے
دیوبند کے خلاف تکفیری فیکٹری ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔

خلیفہ اعلیحضرت بریلوی مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا ذکر

مولوی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مصنف کتاب بہار شریعت وخلیفہ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان
بریلوی نے بھی مسلک اہلسنت دیوبند کے مدرسہ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔
آپ کا اسم سید محمد نعیم الدین صاحبؒ ہے ولادت ۱۳۰۰ ہجری ہے۔ تاریخی نام غلام مصطفیٰ ہے آپ کو
(بریلوی) صدر الافاضل استاذ العلماء کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولوی سید معین الدین
صاحب نزہت ابن مولوی امین الدین صاحب راسخ مراد آبادی ہیں۔۔۔ آپ ذہانت وفطانت میں اتنے بلند
تھے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن شریف حفظ کرکے فارسی میں کافی دسترس حاصل کرلی تھی۔ قبل
تک ہر سال رمضان مبارک میں نوعمروں کی جماعت کے اندر نفلوں میں پابندی سے ختم قرآن کریم پڑھا
کرتے تھے حفظ قرآن کریم کے بعد آپ قدوۃ الفضلاء، راس العلماء حضرت مولانا شاہ محمد گل صاحب کابلی مہتمم
مدرسہ امدادیہ مراد آباد کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے ۱۹ سال کی عمر شریف میں تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ کی
تکمیل حاصل کرکے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں مسند تفوق پر آئے۔
مدرسہ امدادیہ کی دیوار کے نیچے دیوبند ثانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد کہا جاتا تھا اور دیوبند کے ساتھ ہی
محمد قاسم نانوتوی (دیوبندی) نے اس کو قائم کیا تھا کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے
ایسے ایسے اعتراضات لاتے کہ اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد حیران ہوکر تحسین وآفرین کرتے بعض موقع پر
اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد محسوس کیا کرتے تھے اس نوعمر کے آنے سے ہمارا انتظام اسباق خراب ہوتا ہے۔ منقول از
حیات صدر الافاضل ص ۱۷۔۱۸۔۱۹ مرتب مولوی مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی کا کا خیل۔ بار دوم باضافت ونظر
ثانی مطبوعات ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لال کھوہ موچی گیٹ لاہور۔

نوٹ: سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رضوی کا مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ

کے سند فراغت حاصل کرنا یہ فیضان علماء دیوبند ہے۔ کیونکہ مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

مولوی شاہ محمد گل کابلی علمائے اہلسنت دیوبند کے شاگرد ہیں اور ان کی علوم دینیہ کی سند علمائے

جاملتی ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلفاء میں سے کسی

حدیث شریف اعلیحضرت بریلوی اور ان کے والد مولوی نقی علی خان سے ہرگز نہیں پڑھا۔

اعلیحضرت بریلوی کے خلفاء نے جو کچھ بھی پڑھا تو علمائے اہلسنت دیوبند سے اور ان

سے پڑھا ہے اور مولوی سید نعیم الدین مرادآبادی رضوی بریلوی نے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد

لیڈر ابوالکلام آزاد کے پاس ملازمت اختیار کر لی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔۔ مولانا ابوالکلام آزاد

اور الہلال میں زوردار مضامین لکھے۔ تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۵۵ تالیف پیرزادہ

فاروقی ایم۔اے ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

حضرات گرامی! مولوی سید نعیم الدین مرادآبادی کے والد مولوی محمد معین الدین نزہت

میں حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ اور

اعلیحضرت بریلوی نے ان کو اپنی رضاخانی گولی کھلائی تو مولوی معین الدین نزہت صاحب حضرت

خلاف ہو گئے۔

حیات صدر الافاضل کا عکس ملاحظہ فرمائیں
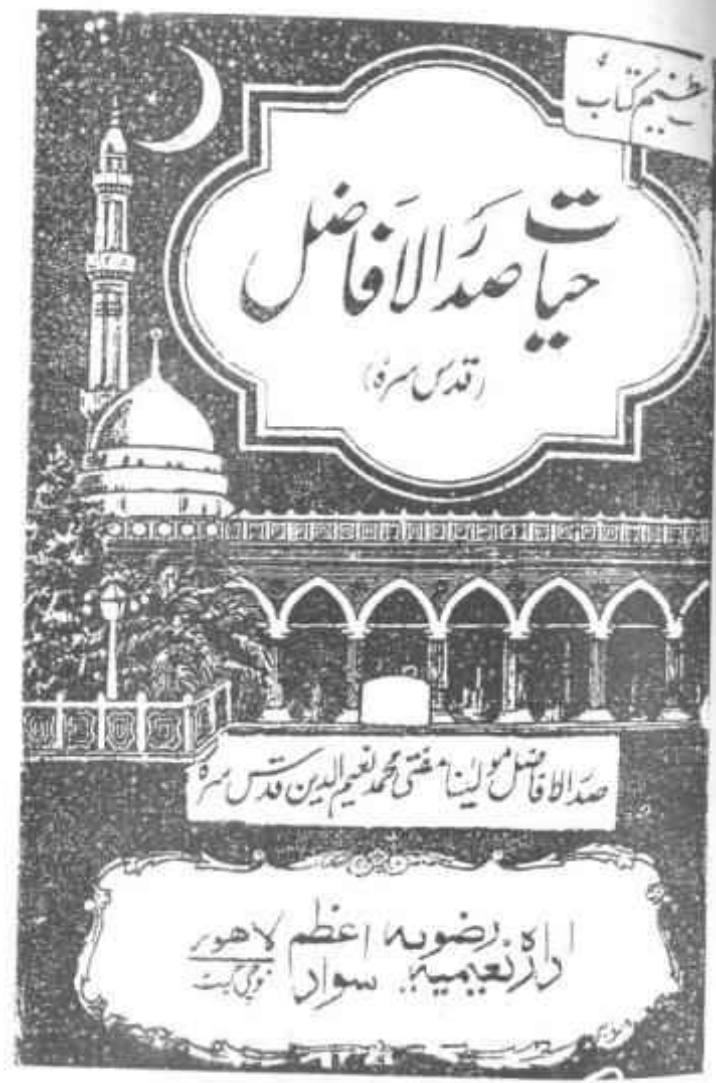
إنما يخشى الله من عباده العلماء

نفضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب

تذکرہ

المعروف بہ

حیات صدر الافاضل

صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی حکیم سید
محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کے حالات طیبہ کے
ساتھ مسلمانوں کی دینی و سیاسی رہنمائی اور علماء اہلسنت کے مجاہدانہ
عظیم کارنامے، علمی و افادی مضامین کا بے مثل خزینہ

مرتبہ

فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی (لاکھا خیل)

یکے از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم موچی گیٹ (لال کھوہ) لاہور

بار دوم باضافات تخریج

قیمت تین روپے

حیات صدر الافاضل کے چند تاریخی اوراق

از خادم آستانہ نعیمیہ غلام معین الدین مخدوم نعیمی غفرلہ

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

آپ کا اسم مبارک سید محمد نعیم الدین صاحب ہے۔ آپ کو تمام اہل سنت "صدر الافاضل" "استاذ العلماء" کے لقب سے یاد کرتے تھے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید معین الدین صاحب نزہت ابن حضرت مولانا امین الدین صاحب راسخ مرادآبادی قدس اسرارہم ہیں۔

آپ کے آباؤ اجداد مشہد شریف کے رہنے والے تھے، حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد مبارک میں مشہد سے آئے اور بڑے جلیل المناصب عہدوں پر فائز رہے، حضرت عالمگیر نے آپ کے اجداد کرام کا بڑا اعزاز و احترام کیا، بڑی بڑی جاگیریں عطا فرمائیں، جو نسلاً بعد نسل اس کا کچھ حصہ آپ کے ورثہ میں بھی آیا، یہ خاندان ہمیشہ علم و فضل کا آفتاب اور علوم و فنون کا ماہتاب رہا ہے، جو عزت و شرف قدر و منزلت اور علم و فضل میں عروج آپ کو حاصل ہوا، اس کی نظیر میدان علم کے شہسواروں میں شاذ و نادر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۰ھ میں ہوئی آپ کی ولادت کا مادہ تاریخی غلام مصطفےٰ ۱۳۰۰ھ ہے آپ کا وصال ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء ہے آپ کے وصال کا مادہ "غلام رسول" ۱۳۶۷ھ ہے۔

آپ ذہانت و فطانت میں اتنے بلند تھے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن کریم حفظ کر کے فارسی میں کافی دسترس حاصل کر لی تھی [illegible] رمضان مبارک میں تو عمر ہی کی جماعت کے اندر قرآن [illegible]

پابندی سے ختم قرآن کریم پڑھا کرتے تھے [1] حفظ قرآن کریم کے بعد آپ صدر
الافاضل جامع العلوم حضرت مولانا سید شاہ محمد گل صاحب کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ
مرادآباد کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوئے، ۱۹ سال کی عمر شریف میں تمام
علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تعلیم حاصل کرکے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں ممتاز
[illegible] گئے۔

زمانہ تحصیل علم کے بے شمار علمی مباحث ہیں، فکر کی جودت و ذہانت
نے ہمعصروں کے دلوں پر سکہ جمادیا تھا۔ بارہا علمی مذاکروں میں ہم چشموں
پر فائق و غالب رہے، آپ کی چودہ [14] سال کی عمر شریف تھی کہ ہم جماعت
طلباء میں فارسی ادب میں مقابلہ ہوا۔ دفتر ابوالفضل کو سامنے رکھ کر طے ہوا
کہ ہر ایک اس کے مکتوب کے مقابلہ میں اپنی انشاء کے جوہر دکھائے،
چنانچہ سب کچھ لائے، جب پڑھا گیا تو سب نے بیک زبان عجز کا اعتراف
کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مکتوب دفتر ابوالفضل سے ہم دوش ہے اسی
طرح دیگر علمی مذاکروں میں آپ ہمیشہ غالب رہے۔

مدرسہ امدادیہ کی دیواروں کے پیچھے "مدرسہ دیوبند ثانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد بنا
کہا جاتا تھا اور دیوبند کے ساتھ مولوی قاسم نانوتوی نے اس کو قائم کیا تھا کبھی
کبھی تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے، ایسے ایسے
اعتراضات لاتے کہ اساتذۂ مدرسہ شاہی مسجد حیران ہو کر تحسین و آفرین کرتے

عہ آپ کی عمر تقریباً چھ سات سال کی تھی حافظ صاحب نے کچھ تنبیہ فرمائی ادھر
سے ایک مجذوب گزر رہے تھے، انہوں نے کہا حافظ قرآن مجید کا اندھا تو ہے کیا دل کا بھی
ہے کس کو تنبیہ کر رہے ہے پتہ ہے یہ کون ہے؟
دوسرے دن حافظ صاحب نے آپ کے والد ماجد سے معافی مانگی کہیں کہ آپ کے صاحبزادے کو پڑھانے سے معذور ہوں۔

بعض موقع پر اساتذۂ مدرسہ شاہی مسجد عرض کیا کرتے تھے کہ اس فرزند کے آنے سے
ہمارا نظام اسباق خراب ہوتا ہے، اور اس کی علمی ذہانت سے لاجواب ہونا پڑتا ہے
وقار علمی کو ٹھیس لگتا ہے، اسی طرح مرادآباد کے صدر مقام کیٹی چوک میں ایک چبوترہ
تھا، جس پر شام کے وقت کبھی پادری، کبھی آریہ، کبھی سناتن دھرمی، کبھی غیر مقلد
اور کبھی دیوبندی عالم وغیرہ میں سے کوئی کھڑا ہوجاتا اور اپنے خیالات کا اظہار
کرتا تھا، آپ اپنی نوعمری میں ان سے خوب خوب مقابلہ کرتے، اور ان کے باطل
نظریات کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دیتے، وہ زمانہ گرما گرم بحث و مناظرہ کا تھا،
غیر مقلد، آریہ اور دیوبندیوں کے جدید نظریۂ فکر کی ابتدائی نشر و اشاعت کا دور دورہ تھا
اور ان کے مناظرہ و مجادل عامۃ الناس کو گمراہ کرنے میں سرگرم عمل تھے، مرادآباد
کی فضا میں اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب گرما گرمی تھی، چونکہ دیوبند مرادآباد
کنفس واحدہ تھے لہٰذا مرادآباد کو بھی ان کے نظریات کی آماجگاہ ہونا ضروری
تھا، کہیں علم غیب رسول پر بحثیں ہوتی تھیں، کہیں خاتم نبوت نہ ہونے پر
تقریریں ہوتی تھیں، کہیں بشریت کا چرچا تھا، تو کہیں شیطان و ملک الموت
کے علم کو علم رسول پر فوقیت نص قطعی سے ثابت کرنے کا غوغا تھا، غرضیکہ وہ
وقت اس جدید مکتب فکر کی ترویج و اشاعت کے پورے عروج کا تھا، اور ان
کو اپنے ان نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی جرأت کا یوں موقع مل گیا تھا کہ
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (جس کو انگریزوں نے غدر کے نام سے مشہور و بدنام کیا)
کے موقع پر ملک میں سے ایک ایک عالم اہلسنت کو چن چن کر یا تو پھانسی دے
دی گئی، یا کالے پانی بھیج دیا گیا تھا یا مخالفین نے ان کو انگریزوں سے شکایتیں
کرکے شہید کروا دیا گیا تھا، ملک میں صرف وہی لوگ کھلے بندوں پھر رہے تھے
جنہوں نے مسلمانوں کی پشت پر چھرا مارنے کا کام کیا، اور انگریزوں کی حمایت

خلیفہ اعلیحضرت بریلوی مولوی محمد ظفر الدین رضوی کا ذکر پڑھیئے

اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی خان کے خلیفہ مولوی محمد ظفر الدین رضوی بہاری ... الرزاق ۱۴ محرم ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے غلام حیدر تاریخی ہوا۔۔۔ ابتدائی کتابیں والد ماجد سے ... فارسی کے دبیر تھے ۱۰ برس کی عمر میں اپنی نانہال موضع بین کے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں داخل ہو کر مولوی ... الدین اشرف، مولوی بدر الدین اشرف، مولوی معین الدین ازہر سے درس نظامی کی متوسطات ... پائی ۱۳۲۰ھ میں مولوی قاضی عبد الوحید کے مدرسہ حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں مولانا شاہ وصی احمد سورتی ... میں شریک ہوئے۔ محدث سورتی کے چلے جانے کے بعد ۱۳۲۱ھ میں آپ کانپور پہنچے۔ اور دار ... استاذ زمن، مولوی احمد حسن کانپوری سے منطق کی کتابیں پڑھیں۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری کے ... رشید مولوی عبید اللہ سے ہدایہ آخیرین ختم کی۔ مولوی قاضی عبد الرزاق کانپوری۔ تلمیذ رشید استاذ زمن ... احمد حسن کانپوری سے بھی علمی استفادہ کیا۔ کچھ دنوں پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی کے درس ... شریک ہو کر حدیث پاک کی سماعت کی وقرأت کی یہاں سے بریلی پہنچے اس وقت وہاں مولوی غلام ... خام سرائی نے اہل سنت کے روپ میں فاضل بریلوی کی حمایت وتائید سے مصباح التہذیب کے نام ... مدرسہ قائم کر کے درس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ اس لئے آپ ان کے درس میں شریک ہوئے ... اعلیحضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے آپ کے ہی ذریعے سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مولوی ... صاحب در پردہ وہابی ہیں۔ منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت کانپور ص ۱۰۹۔ ۱۱۰، از محمود احمد قادری۔

تذکرہ علماء اہلسنت اور حیات اعلیٰ حضرت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ
علماء اہلسنت

مصنف

محمود احمد قادری

استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم، کانپور

ناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ
ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد

اعلیحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں پر کتاب مستطاب

حیاتِ اعلیحضرت

— تالیف لطیف —

ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی

— ترتیب وتہذیب —

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

مکتبۂ نبویہ ◎ گنج بخش روڈ ◎ لاہور

ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین قادری

(حیات وتصانیف)

ڈاکٹر مختار الدین احمد ایم اے، پی ایچ ڈی، علی گڑھ (انڈیا)

ملک العلماء فاضل بہار حضرت مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی ہندوستان کے ان عالموں اور مصنفوں میں تھے جن کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی اور جن کی تصانیف سے ہندوستان اور پاکستان کے رہنے والے بڑی تعداد میں مستفید ہوئے۔ وہ ٹھوس علمی صلاحیت رکھنے والے کامیاب اور شفیق استاذ، علمی تقریر کرنے والے، شگفتہ بیان مقرر، دل نشیں باتیں کرنے والے، موثر واعظ، اپنے منطقی وعلمی استدلال سے فریق مخالف کو لاجواب کردینے والے مناظر، اور پچاسوں کتابوں کے نامور مصنف تھے۔ جن کی تالیفات و تصنیفات کا دائرہ وسیع تھا اور بہت سے علوم وفنون پر مشتمل۔ اگر وہ کم عمری میں ذہین، طباع اور سخت جدوجہد کرنے والے طالب علم تھے تو اپنے عہد شباب وکہولت بلکہ کبرسنی میں جفاکش استاد اور سرگرم عمل مصنف رہے۔ وہ عالم باعمل تھے، شریعت کے سخت پابند، طریقت کی راہ کے مجاہد، اور حب رسول میں سرشار۔ ان کی زندگی کا نظام الاوقات سخت منضبط تھا۔ انہوں نے اپنے اوقات اسطرح تقسیم کررکھے تھے کہ گوناگوں مشغولیات کے باوجود ان کا خاصا وقت وظائف واوراد اور یاد الٰہی کیلئے مخصوص تھا۔

ان کے اساتذہ میں اگر ایک طرف حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمہما اللہ تعالیٰ تھے تو دوسری طرف حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین فاروقی کے تلامذہ خاص مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی اور مولانا حامد حسن رام پوری کے اسمائے گرامی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن جس ذات گرامی سے انہوں نے سب سے زیادہ علمی فیض حاصل کیے۔ وہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں

شعر درج ہیں جن میں اپنے مخصوص خلفاء و تلامذہ کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک شعر یہ ہے

میرے "ظفر" کو اپنی "ظفر" دے   اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

مولانا ظفر الدین قادری کے مورث اعلیٰ سید ابراہیم بن سید ابوبکر غزنوی ملقب بہ مدار الملک و مخاطب "بملک بیا" ہیں۔ ان کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ سید ابوبکر غزنی کے رہنے والے تھے۔ وہ غزنی سے تین فرسنگ کے فاصلے پر بمقام "بت محز" مدفون ہیں۔ سید ابراہیم غزنی سے سلطان فیروز شاہ کے عہد (۷۵۲ھ۔۷۷۹ھ) میں ہندوستان پہنچے اور یہاں آکر شاہی فوج میں ملازم ہوگئے۔ وہ عمر بھر جنگی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور بالآخر ۱۳ ذوالحجہ ۷۵۳ھ کو قلعہ رہتاس (شاہ آباد، بہار) کی جنگ میں شہید ہوئے۔ قصبۂ بہار شریف (جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۸۲ھ آسودہ ہیں) کی ایک بلند پہاڑی پر سید صاحب کا مقبرہ ہے جس پر قدیم عالی شان گنبد تعمیر ہے۔ یہ جگہ اب بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ مقبرے کی دیواروں پر فارسی کے دو قدیم تاریخی قطعات منقوش ہیں۔ سید ابراہیم کا سلسلہ چھ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے۔ سید ابوبکر غزنوی، بن سید ابوالقاسم عبداللہ بن سید محمد فاروق سید ابوالمنصور عبدالسلام بن سید عبدالوہاب بن شیخ محی الدین عبدالقادر حسنی و حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مولانا کا خاندان عرصے سے نالندہ اور راجگیر کے قریب رسولپور میجرا میں آباد ہوگیا تھا۔ ان کے والد ملک عبدالرزاق، دادا ملک کرامت حسین، پردادا ملک احمد علی اور نگڑدادا ملک غلام قادر سب وہیں کے قبرستان میں آسودہ ہیں۔ ملک غلام قادر کی بلند پختہ قبر ابھی حال تک موجود تھی۔ افسوس اس کا کتبہ باقی نہیں رہا جس سے تاریخ وفات معلوم ہوتی۔ آباو اجداد کی وسیع اور شاندار حویلی کی بنیادیں اور کچھ آثار ۱۹۳۷ء تک محفوظ تھے۔ ملک عبدالرزاق کے اولاد نرینہ میں صرف محمد ظفر الدین تھے، جو بعد کو ملک العلماء فاضل بہار مولانا ظفر الدین قادری رضوی کے نام سے مشہور ہوئے۔

محمد ظفر الدین، رسولپور میجرا ضلع پٹنہ (اب ضلع نالندہ) صوبہ بہار میں ۱۰ محرم الحرام

۱۳۰۳ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۰ء صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ خاندان کے بعض لوگوں نے عبدالحلیم نام تجویز کیا۔ والد ماجد نے جو بچوں کے تاریخی نام رکھنے کا ذوق اور فن تاریخ گوئی میں اچھی مہارت رکھتے تھے، باعتبار سنہ فصلی کہ رواج عظیم آباد پٹنہ میں زیادہ تر وہی رائج تھا تاریخی نام "غلام حیدر" اور "مختار احمد" تجویز کیے۔ دوسرے اعزہ کی خواہش تھی کہ ہمارے رکھے ہوئے نام سے پکارے جائیں۔ آخر اذا تعارضا تساقطا پر عمل پیرا ہو کر ظفیر الدین نام پر اتفاق رائے ہوا اور وہ عرصے تک اسی نام سے پکارے جاتے رہے۔ جب وہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز کے شاگرد ہوئے تو انہوں نے ظفیر الدین پر ظفر الدین کو ترجیح دی۔ رسالہ اقلیدس کا خطی نسخہ کتب خانہ خاص میں محفوظ ہے جو شعبان ۱۳۲۲ھ کا مکتوبہ ہے اس کے آخر میں "بید الفقیر محمد ظفر الدین" لکھا ہوا ملتا ہے۔ ۱۳۲۳ھ کی ان کے قلم کی ایک تحریر میں "ظفر الدین احمد" درج ہے۔ بعد کو وہ "محمد ظفر الدین" لکھتے رہے اور اسی نام سے وہ مشہور ہوئے۔ ان کی کنیت ابوالبرکات ہے جیسا کہ متعدد استفتا کے جوابات اور ان کی مملوکہ کتابوں میں ثبت کی ہوئی مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ بریلی کے قیام کے دوران کی تحریروں میں کہیں کہیں "عبید المصطفیٰ" کا اضافہ بھی نظر آتا ہے۔

چار سال کی عمر میں ۱۳۰۷ھ میں ان کے والد ماجد نے ان کی تعلیم شروع کرا دی۔ "رسم بسم اللہ" حضرت شاہ چاند صاحب کے مبارک ہاتھوں سے انجام پائی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد نے دی، پھر قرآن مجید اور اردو فارسی کی کتابیں اپنے گھر پر حافظ مخدوم اشرف، مولوی کبیر الدین اور مولوی عبداللطیف سے پڑھیں۔ ۱۳۱۲ھ میں بتقریب نکاح خواہر ماموں زاد موضع "بین" جانے کا اتفاق ہوا۔ بعد انجام تقریب مولوی شیخ بدر الدین اشرف، مولوی محی الدین اشرف صاحبزادگان رئیس دیندار والا جاہ عالی جناب شیخ رمضان علی مرحوم نے روک لیا اور فرمایا کہ اب تمہاری تعلیم یہیں ہوگی۔ وہاں کئی سال رہ کر مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں تفسیر جلالین، میر زاہد وغیرہ تک کا درس انہوں نے لیا۔ ان کے وہاں کے اساتذہ میں مولوی شیخ محی الدین اشرف، مولوی شیخ بدر الدین اشرف کے علاوہ حضرات ذیل خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں: مولوی مہدی حسن سمجروی، جناب حافظ محمد اسمٰعیل بہاری، جناب

مولانا فخر الدین حیدر، مولوی محمد منعم، منشی اکرم الحق، مولوی معین اظہر رئیس پٹنہ۔ اساتذہ انکی ذہانت وشوق علمی کی وجہ سے ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سبق یاد نہ کرنے کی وجہ سے اساتذہ ان سے ناخوش ہوئے ہوں۔

"مدرسہ غوثیہ حنفیہ" میں عربی کی کتابیں زیادہ تر مولوی محمد ابراہیم سے پڑھیں جو مئو ضلع اعظم گڑھ کے معزز روشن خیال اور عالم باعمل تھے۔ وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد رشید، جامع العلوم کانپور کے فارغ التحصیل، بہت سخت حنفی اور پکے سنی تھے۔ یہ مدرسہ غوثیہ کے مدرس بھی تھے اور فاضل اوقات میں مطب بھی کرتے تھے۔ وہ فن طب میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس کا علاج انہوں نے خاص توجہ سے نہ کیا ہو اور رب العزت نے اسے شفاء نہ بخشی ہو۔

مولانا کے اس زمانے کے رفقا میں منشی اکرم الحق کے صاحبزادے مولوی اشرف الحق بھی تھے، شرح وقایہ، مختصر المعانی، ملاحسن تک دونوں ساتھ رہے۔ ان کا انتقال صفر ۱۳۱۸ھ میں بعارضہ طاعون ہوا۔ دوسرے ہم جماعت طلباء میں حکیم ابوالحسن خلف سید شاہ مظفر حسین، مولوی عبدالقدوس، مولانا حکیم وصی احمد، مولوی حکیم محمد رمضان خاں، مولوی عبدالماجد "برادر ماموں زاد" مولوی محمد سعید، مولوی محمود عالم کھوی قابل ذکر ہیں۔

اس زمانے میں عظیم آباد (پٹنہ) علم وفن کا مرکز تھا، جہاں متعدد دینی مدارس قائم تھے، جن میں مدرسہ حنفیہ واقع بخشی محلہ، پٹنہ سیٹی ممتاز حیثیت رکھتا تھا، اس مدرسے کے بانی فارسی و اردو کے مشہور محقق قاضی عبدالودود بی اے کینٹب، بارایٹ لا (۱۸۹۶۔۱۹۸۴) کے والد گرامی، قاضی عبدالوحید صدیقی فردوسی (۱۲۸۹۔۱۳۲۶ھ) تھے جو وہاں کے ایک دیندار رئیس اور فاضل بریلوی کے معتقدین میں تھے۔ انہوں نے ۱۳۱۸ھ میں یہ دینی درسگاہ قائم کی اور ایک بڑی جائیداد اس کے اخراجات کے لیے وقف کر دی۔ انہوں نے نامور اساتذہ کی خدمات حاصل کیں اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کی شہرت بہار کے قصبات و مواضع ہی تک نہیں دوسرے صوبوں تک پھیل گئی۔

مدرسہ حنفیہ کے ایک استاد حضرت مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی (متوفی ۱۳۳۴ھ) کی علمی شہرت سن کر مولانا ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ کو مدرسہ حنفیہ پٹنہ سے مدرسہ حنفیہ پٹنہ

آ گئے جہاں انہوں نے مسند امام اعظم، مشکوٰۃ شریف اور ملا جلال پڑھی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد محدث صاحب بوجہ علالت اوائل شعبان میں مدرسہ حنفیہ سے کنارہ کش ہوکر اپنے وطن پیلی بھیت تشریف لے گئے۔ ماہ شوال ۱۳۲۰ھ کو مولانا ظفر الدین اپنے ہم سبق حکیم ابوالحسن کے ساتھ دارالعلوم کانپور پہنچے۔ ان کی بعض تحریرات سے جو خاندان میں محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کتابوں اور سامان کے ساتھ سفر کا کچھ حصہ انہوں نے پیدل چل کر طے کیا۔ پاؤں میں آبلے پڑ گئے، لیکن طلب وشوق میں راہ علم کا مسافر آگے بڑھتا رہا۔ انہوں نے "مدرسہ امداد العلوم" بانس منڈی کانپور میں مولانا قاضی عبدالرزاق (متوفی ۱۹۳۶ء) جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید اور مولانا احمد حسن کانپوری کے شاگرد تھے، کے سلسلۂ تلامذہ میں داخل ہوکر درس لینا شروع کیا۔ مدرسہ امداد العلوم کے علاوہ بعض اسباق مدرسہ احسن المدارس اور بعض دارالعلوم میں پڑھتے رہے۔ گویا کانپور کے تینوں مدارس کے اساتذہ سے انہوں نے علمی فیوض حاصل کئے۔ وہاں کے مشہور استاد مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳ صفر ۱۳۲۲ھ) سے منطق کی کتابیں پڑھیں اور مولانا شاہ عبیداللہ پنجابی کانپوری (تاریخ وفات ۲ جمادی الاول ۱۳۳۳ھ) سے ہدایہ اخیرین ختم کی۔ کانپور سے وہ پیلی بھیت آئے، جہاں محدث سورتی پٹنہ سے واپس آکر اپنے قائم کردہ مدرسہ دارالحدیث میں درس دینے لگے تھے، وہاں ان سے انہوں نے حدیث کا درس لیا۔

یہاں سے وہ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے ۱۳۲۱ھ میں بانس بریلی پہنچے۔ مدرسہ "مصباح التہذیب" کا نام انہوں نے کانپور میں سن رکھا تھا، وہاں گئے اور مولوی غلام یٰسین صاحب کے درس میں شریک ہوئے جو مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے۔

آخر خوب سے خوب تر کی تلاش انہیں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی (۱۲۷۲۔۱۳۴۰ھ) تک لے گئی جن کے علم اور قلم کی طاقت کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ پہلی ہی ملاقات میں ان سے مل کر بہت متاثر ہوئے وہ ان سے فیض اٹھانا چاہتے تھے اور ان کے علم سے متمتع ہونا چاہتے تھے اور درسیات کی تکمیل بھی۔ لیکن فاضل بریلوی ہمہ وقت مطالعہ اور تالیف و تصنیف میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے یہاں نہ درس و تدریس کا کوئی سلسلہ تھا اور نہ اس وقت کوئی مدرسہ قائم تھا۔ مولانا ظفر الدین، اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلوی (۱۲۷۶۔۱۳۲۶ھ)

بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں (۱۲۹۲۔۱۳۶۲ھ) مولانا حکیم سید محمد امیر اللہ شاہ بریلوی اور دوسرے اصحاب سے ملے اور ان لوگوں کے مشورے اور مساعی سے ایک مدرسہ قائم کرنے کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ وہ فرماتے تھے کہ مدرسے کے قیام میں حضرت مولانا حسن رضا خاں اور مولانا سید محمد امیر اللہ کی مساعی کو بہت دخل ہے اور یہ مدرسہ انہی کی کوششوں سے قائم ہوا۔ یوں (۱۹۰۴ء۔۱۳۲۲ھ) میں مدرسہ ''منظر اسلام'' محلہ سوداگران بریلی میں قائم ہوا۔ یہ تاریخی نام ہے اس سے ۱۳۲۲ کے اعداد مستخرج ہوتے ہیں۔ مولانا حسن رضا خان اس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ مولانا ظفر الدین کے ایک دوست اور ہم وطن مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی آگئے تھے۔ ابھی صرف دو طالب علموں سے مدرسے کا افتتاح ہوا۔ انہوں نے بہار خطوط لکھ کر مدرسے کے قیام کی اطلاع دی اور دوستوں کو بریلی بلایا۔ ان کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۳ھ تک بہار کے مختلف مقامات سے غلام مصطفےٰ محمد ابراہیم اوگانوی، سید شاہ غلام محمد بہاری، سید عبدالرحمن بتھوی مولوی محمد اسمٰعیل بہاری، محمد نذیر الحق رمضان پوری اور کچھ دوسرے طلباء بہار سے آکر مدرسہ منظر اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔

مولانا نے فاضل بریلوی سے صحیح بخاری شریف پڑھی اور فتویٰ نویسی بھی شروع کی۔ انہوں نے فاضل بریلوی کے کچھ فتاویٰ جنہیں ظاہراً وہ املا کرا دیتے تھے ایک مجموعے میں جمع کرنا شروع کیے تھے جس کے کچھ اوراق اس وقت پیش نظر ہیں۔ اس میں پہلا فتویٰ ۸ رمضان ۱۳۲۲ھ کا تحریر کردہ ہے بعد کو جب مدرسے میں کچھ جید علما اور مستند مدرسین کی خدمات حاصل کی گئیں تو انہوں نے مولانا حکیم محمد امیر اللہ شاہ بریلوی، مولانا حامد حسن رامپوری، تلمیذ خاص حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین فاروقی رامپوری (۱۲۴۸۔۱۳۱۱ھ) مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی تلمیذ رشید استاذ الاساتذہ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی (۱۲۴۴۔۱۳۳۴ھ) سے مسلم الثبوت، صحیح مسلم شریف اور دوسری کتب درسیات کی تحصیل کی۔ فاضل بریلوی سے انہوں نے صحیح بخاری، اقلیدس کے چھ مقالے، تصریح، تشریح الافلاک، شرح چغمینی تمام کر کے علم ہیئت ریاضی، توقیت، جفر و تکسیر وغیرہ فنون حاصل کیے۔ تصوف کی کتابوں میں ان سے عوارف المعارف اور رسالہ قشیریہ کا درس بھی لیا۔ بخاری شریف اور عوارف کے اسباق میں طلباء کے علاوہ علماء کی جماعت بھی شریک ہوتی تھی۔

ان کی تدریسی زندگی کا آغاز بھی ''مدرسہ منظر اسلام'' بریلی ہی سے ہوا جہاں ان کی تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ تقریباً چار سال تک وہ وہاں درس دیتے رہے اور فاضل بریلوی کی فتویٰ نویسی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں جو فتاوے انہوں نے لکھے ان میں سے کچھ کی نقلیں نافع البشر فی فتاویٰ ظفر میں موجود ہیں۔ اس زمانے کے مدرسے کے رفقائے کار اور ان کے تلامذہ کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا کہ چار سال کے عرصے میں خاصی تعداد میں طلباء نے شرف تلمذ حاصل کیا ہوگا۔ ۱۳۲۸ھ میں خلیفہ تاج الدین احمد دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور کو ان کے مدرسے کیلئے ایک استاذ کی ضرورت تھی۔ اس سلسلے میں انہوں نے فاضل بریلوی کو لکھا جنہوں نے ان کے مدرسے کیلئے ''اپنے نفس پر ایثار کر کے'' انہیں لاہور بھیجنے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ لیکن شاید ان کے اعزہ و احباب کو ان کا اس قدر دور جانا منظور نہ ہوا اور وہ وہیں مدرسہ منظر اسلام میں درس دیتے رہے۔ صحت کی خرابی کی بنا پر مدرسے سے تعلق قائم نہیں رکھ سکے۔ مدرسے کے جونیئر عملے میں مولوی سید عبدالرشید صاحب قابل ذکر ہیں جو فاضل بریلوی کے شاگرد اور بریلی ہی میں مولانا کے معاصر تھے۔

حکومت بہار کی ملازمت سے متقاعد ہونے کے بعد انہیں ذہنی سکون و اطمینان قلب بھی ملا اور فراغت کا وقت بھی۔ اب وہ اطمینان سے اپنے دینی و علمی مشاغل میں معروف ہو گئے۔ کچھ تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ سید شاہ احسن الہدیٰ جو بعد کو اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ قمر الہدیٰ کی رحلت (۲۹ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ) کے بعد خانقاہ شاہ کبیر چشتیہ شریف، ضلع مونگیر کے سجادہ نشین ہوئے، عرصے تک پہلے ہی ''ظفر منزل'' میں رہ کر آپ سے علوم شرعیہ کا درس لیتے رہے تھے، سید شاہ فرید الحق عمادی اور سید شاہ عاشق حسین فاضل چشتی (متوفیٰ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ) مولانا کے آخری زمانے کے ان شاگردوں میں ہیں جو ظفر منزل آ کر ان سے درس لیا کرتے تھے۔ اول الذکر بعد کو حضرت سید شاہ حبیب الحق عمادی کی رحلت کے بعد خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی کے سجادہ نشین ہوئے اور آخر الذکر اپنے بھائی سید شاہ محمد حسین کی وفات (۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ) کے بعد درگاہ شاہ ارزاں کے۔ الحمد للہ کہ یہ تینوں شاگرد فارغ التحصیل ہیں اور اب تک خانقاہوں میں اپنے بزرگوں کے جانشین ہیں اور لوگوں کو فیض پہنچا رہے ہیں۔

نوٹ:- مولوی ظفرالدین رضوی بہاری خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی نے ابتدائی کتب پڑھنے
کتب مولوی وصی احمد سورتی اور مولوی احمد حسن کانپوری اور مولوی عبیداللہ کانپوری اور مولوی
مولانا محمد یٰسین سرہندی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی شریف سے علوم
سب کچھ فیضان علماء دیوبند ہے۔ جس کو خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی مولوی ظفرالدین رضوی بہاری
اعلیٰحضرت بریلوی سے درس نظامی کی کتابیں ہرگز نہیں پڑھیں جو کچھ پڑھا علمائے دیوبند اور ان
سے پڑھا ہے۔ مولوی ظفرالدین رضوی بہاری خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی کے اساتذہ کا تعارف

۱۔ تعارف

مولوی ظفرالدین رضوی بہاری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا، اور یہ شاگرد
امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے اور ان سے ہی سند حدیث حاصل کی اور سند فراغ
علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں پڑھاتے
ثبوت مشاہیر علمائے دیوبند جلد ۱ ص ۴۸ پر موجود ہے۔ تالیف حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم
اسلامیہ۔

نوٹ: مولوی احمد حسن کانپوری کا فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ
سند حدیث حاصل کرنا یہ علماء دیوبند کا فیضان ہے۔

۲۔ مولوی ظفرالدین رضوی بہاری نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے اور مولوی
نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھا ہے۔ جن کو دارالعلوم دیوبند
والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ان سے علوم دینیہ پڑھ کر سند حدیث حاصل
علماء دیوبند ہے۔ اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند مظاہر العلوم
بھی تدریس فرماتے رہے۔ جس کا ذکر تذکرۃ الخلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ظفرالدین رضوی بہاری نے مولوی عبیداللہ کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی عبیداللہ
[illegible] نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔

مولوی ظفرالدین رضوی بہاری نے مولوی عبدالرزاق کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی عبد
الرزاق کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام
ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔

مولوی ظفرالدین رضوی بہاری خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی نے حضرت مولانا محمد یٰسین دیوبندیؒ کے
ہاں مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں پڑھا ہے اور یہ مدرسہ اشاعت العلوم ترجمان مسلک علماء دیوبند ہے اور
حضرت مولانا محمد یٰسین دیوبندی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد تھے۔ غرض کہ مولوی
ظفرالدین رضوی بہاری خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی اور ان کے والد مولوی نقی علی خان سے کچھ بھی نہیں پڑھا جو
کچھ بھی پڑھا ہے وہ علماء اہلسنت دیوبند اور ان کے شاگردوں سے پڑھا ہے۔ اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند
کا فیضان ہے۔

۳۔ مولوی ظفرالدین رضوی بہاری نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے بھی پڑھا ہے۔ مولانا لطف اللہ
علی گڑھی نے ابتدائی [illegible] کی تعلیم مقامی اساتذہ سے حاصل کی پھر مفتی عنایت احمد کاکوروی کی خدمت
میں رہ کر کتب درسیہ پڑھیں اور بہت سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے میں نے اپنے معتقد شاید
مولوی حبیب الرحمٰن سے سنا ہے کہ حدیث کی سند انہوں نے قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے حاصل کی پھر ایک
مدت تک مدرسہ فیض عام کانپور میں تدریس کرتے رہے پھر اپنے وطن کوئل آکر تدریس کرتے رہے منقول
از مشاہیر علماء دیوبند ج ۱ صفحہ ۲۱۸ تالیف حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے مطبوعہ لاہور۔

نوٹ: مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فنون مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی سے پڑھی ہے اور سند
حدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی سے حاصل کی۔

۷۔ مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں عربی کی کتابیں زیادہ تر مولوی محمد [illegible]
سے پڑھیں جو میو ضلع اعظم گڑھ کے معزز روشن خیال اور عالم باعمل تھے وہ مولانا اشرف علی تھانوی کے
شاگرد رشید جامع العلوم کانپور کے فارغ التحصیل بہت سخت حنفی اور پکے سنی تھے۔ منقول از حیات [illegible]
حضرت تالیف مولوی ظفر الدین رضوی بہاری صفحہ ۱۰ مطبوعہ لاہور۔

مندرجہ بالا تحریر کے مطابق مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے عربی کے زیادہ تر کتب مولوی محمد ابراہیم [illegible]
پڑھیں ہیں جو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے شاگرد تھے تو مولوی ظفر
الدین رضوی بہاری نے حضرت تھانوی کے شاگرد سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

۸۔ مولوی ظفر الدین رضوی بہاری نے مولوی بشیر احمد علی گڑھی سے بھی پڑھا ہے اور مولوی بشیر احمد علی [illegible]
علی گڑھ کے سادات کرام سے تھے علی گڑھ میں پیدا ہوئے کتب درس نظامی کا درس حضرت مفتی لطف اللہ
علی گڑھی سے لیا حدیث کی کتابیں بھی مفتی صاحب سے تمام کیں۔ تذکرہ علماء اہلسنت کانپور صفحہ [illegible]
از محمود احمد قادری کانپور۔

آستانہ عالیہ سیال شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر خواجہ محمد قمر الدین سیالوی
سیال شریف ضلع سرگودھا کا حصول تعلیم اور علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ بے حد درجہ عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔
حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ ضیاء الدین کے فرزند و جانشین حضرت پیر خواجہ محمد قمر
الدین سیالوی سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کی سنہری قابل ذکر تحریر جو انہوں نے مولانا
کامل الدین رتو کالوی کو عنایت فرمائی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری
حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا (محمد قاسم
صاحب) کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمر
الدین سیال شریف منقول از ڈھول کی آواز ص ۱۱۶۔ ۱۱۷ مولف مولانا کامل الدین رتو کالوی مطبوعہ سنائی پریس
سرگودھا۔

قارئین محترم! یہ علمائے دیوبند کا فیضان ہے کہ حضرت خواجہ پیر محمد قمر الدین صاحب سیال شریف ضلع
سرگودھا برملا فرما رہے ہیں کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی دیوبندی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں اور مجھے
فخر ہے کہ میری حدیث پاک کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ حضرات گرام آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا
کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر خواجہ محمد قمر الدین سیالوی آف سیال شریف فیضان علمائے دیوبند کا برملا اعلان فرما
رہے ہیں۔

ڈھول کی آواز کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اس علاقہ کے بڑے بڑے اہل علم کے در دولت پر کتاب تحذیر الناس لے کر جو متفرق
اوراق کو چھپوا کر لگانے دعا ضرور ہونے کی نوبت آئی جن حضرات نے کتاب تحذیر الناس
پڑھ کر تقریر کر دی وہ سب تحریریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں کئی ایک حضرات نے
بادیدہ کتاب پڑھ لینے کے ایک طرف رکھ دینے سے صاف انکار کر دیا بعض حضرات
نے کتاب دیکھنے پڑھنے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسے حضرات چونکہ احقر کو نہ کسی سے
ذاتی عداوت ہے نہ کسی کی اہانت مقصود ہے اس لئے ان کا نام ظاہر کرنا مناسب
نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہدانا اللہ جمیعا۔ اللہ ہم سب کو
ہدایت کرے۔ ناظرین یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک
مولانا حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے
لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے بخوف طوالت تحذیر کا خلاصہ بہت
اختصار کے ساتھ کیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ اصل کتاب دیکھے تصدیق
کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسب رواج زمانہ اس ابجد خوان نے چونکہ القاب
نہیں لکھے تاکہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک نمبری قابل عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمر الدین صاحب

سجادہ نشین سیال شریف دام فیضہ

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان
سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین
کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین

کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمر الدین سیال شریف

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب للّٰہ شریف ضلع جہلم

ادام اللہ بقاءہ علی رؤس المسترشدین آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے
سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اور علم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے
خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو
جزائے خیر عطا فرمائے آمین اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل
بخش دے آمین یا رب العالمین بار بار زبان پر آتا ہے کہ اللھم زرہ قدسہ
واحشرنا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا
قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت
سے اپنے مفید مطلب معنے نکالنے تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان
بھی نہیں کر سکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے
آیات قرآنی کو دیکھ کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھال۔ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریفہ سے عبارتیں نکال کر ان
کو دلیل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں
کے حق میں بد عقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوذ باللہ منہا بہر حال میں کیا کہ اس
بارہ میں راسخ ہوں الحمد للہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالنے والی تحذیر الناس میں انہوں

نے ختم نبوت کو نبی پاک کی ذات میں لا نبی بعدی سے پکا کر کے بند کر دیا ہے۔ ایسے
ان لوگوں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو ہم اس سے زیادہ کیا
عرض کریں۔ خیر الکلام ما قل و دل۔

ننگ اسلاف سجادہ نشین خادم مطلوب الرسول للہ شریف ضلع جہلم

تحریر دلپذیر از قاری الحاج مولوی محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن

مدت ہوئی مع دیگر معتبر شخصیتوں کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند
کے متعلق غلط الزام احقر نے کتاب تحذیر الناس مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا
بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے
نبوت بعد رسول پاک کا معتقد مانتے ہیں حالانکہ تحذیر الناس کی عبارت سے
کہیں سے بھی استنباط و استخراج یہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب آپ
نے خاتمیت بالذات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت فرما دی ہے
تو مخالفین کس قسم کی نبوت یہاں سے ثابت کرتے ہیں مولانا نے تو جملہ اقسام
نبوت حضور نبی کریم سے مختص فرما دیے ہیں نبوت کی ایسی کوئی قسم باقی
نہیں چھوڑی جو حضور پر ختم نہیں ہوئی محض تعصب و ضد سے حقیقت سمجھ
یعنی ان کی غرض نہیں ہے سچ ہے جو خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے
مولانا نے تو صاف فرمایا ہے کہ اطلاق خاتم اس امر کا مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ
نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جو آپ نبوت کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں تو
جب حضور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ٹھہرے تو غیر کی نبوت کہاں سے

ہو جاتی ہے گی بلکہ تحذیر الناس کی عبارت سے تو صراحۃً اجرائے نبوت کا انسداد
ثابت ہوتا ہے دیکھئے لا نبی بعدی مثل تقدیر نبی کریم کے بعد اس طبقہ زمین
میں بھی نبوت کو خود آپ ہی نبوت پر یقین نہیں ہے نبی کریم کی صفت میں
ان کا یہ ایک شعر سنئے: فرماتے ہیں ؎

ہست او خیر البشر خیر الانام | ہر نبوت را بروشد اختتام

احقر محمد حنیف خطیب کوٹ مومن

ارشاد حضرت الحاج فاضل نوجوان صاحبزادہ مولوی مطلوب الرسول صاحب
سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم: میں اس تحریر متعلق تحذیر الناس سے
بالکل متفق ہوں۔ فقیر محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم حضرت
صاحبزادہ صاحب نے مولوی صاحب کوٹ مومن کی تحریر پڑھ کر نیچے اپنے
قلم سے یہ الفاظ لکھ دیے جزاکم اللہ خیرا۔

مطبوعہ
ثنائی پریس سرگودھا

ایک بہت بڑی قیمتی تحریر مولانا محمد تاج الملوک صاحب فاضل خطیب

جامع مسجد پت شاہجہ ضلع گجرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - اما بعد احقر نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا ہے مگر مصنف کا مقصد کچھ اور ہی نظر آیا انہوں نے در منثور کی حدیث ان اللہ خلق سبع الارضین الی اخرہ پر بصیرت افروز بحث کی ہے جس میں انہوں نے تمام زمینوں کے انبیاء کے متعلق یوں تحریر کیا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو تب بھی ہمارے آقا و مولا حضور علیہ السلام کی شان والا تمکینی دیگر سب انبیاء سے بلند ہی نظر آتی ہے اگر نظر انصاف سے بغور دیکھا جائے تو حضور علیہ السلام کی خاتمیت زمانی میں کا اقرار ہی نظر آتا ہے نہ کہ انکار جن لوگوں نے اس کے خلاف کہا ہے یا ان کو صاحب تحذیر کا مطلب سمجھ نہیں آیا یا آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکھا ہے جامع ،

محمد تاج الملوک پت شاہجہ

ایک سنہری بے نظیر تحریر حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم

بتائید

یہ بندے نے اپنی تصنیف تحذیر الناس میں خاتم النبیین کی جو تفسیر فرمائی ہے ایسی جامع مانع تفسیر آج تک نہیں دیکھی گئی اور نہ سنی گئی افسوس کہ اس عالم ربانی کے الفاظ بعض علماء تو سمجھ نہ سکے یا تعصب میں مبتلا ہو گئے اور ان پر بلکہ کل علماء دیوبند پر مواخذہ اخروی کو بالائے طاق رکھ کر بلا سمجھے

موجب کفر کا فتویٰ جڑ دیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ معترضین بتائیں کہ فتح الملہم شرح مسلم وبذل المجہود شرح ابو داؤد کس دماغ سوزی کا نتیجہ ہیں۔

تحذیر الناس مطبوعہ سہارنپور اس وقت میرے ہاتھ میں ہے قادیانی وغیرہ حضرات کا مولانا پر ایک بہت بڑا بہتان ہے کہ لہذا بہتان عظیم کا مصداق ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نبی کریم کے بعد اور نبی کا ہونا ممکن مانا ہے۔ مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس کے صفحہ پر لا نبی بعدی والی پوری حدیث لکھ کر قیامت تک کسی اور نبی کا آنا بند کر دیا ہے۔ جو لوگ یہ جھوٹا بہتان مولانا پر لگاتے ہیں یاد رکھیں اگر بغیر توبہ مر گئے تو یقیناً احکم الحاکمین کی عدالت میں بروز محشر جواب دہ ہوں گے اول کتاب پڑھیں اور میری اس تحریر کی تصدیق کریں۔ دیانتدار حضور کی ایسی تعریف اس سے پہلے نہیں سنی تھی

محمد فضل حق خطیب میلو وال ضلع سرگودھا از خدام حضرت سیالوی دام فیضہم

مطبوعہ
شانی پریس سرگودھا

آستانہ عالیہ اجمیر شریف کا فتویٰ

آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا معین الدین اجمیری
المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف ہند و ناظم انجمن جمعیت انوار خواجہ اجمیر شریف و استاذ محترم حضرت
خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی آستانہ عالیہ سیال شریف کا علمائے اہلسنت دیو بند کے بارے میں بھی فتویٰ
جب اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنا جعلی فتویٰ بنام حسام الحرمین علی منحر الکفر
حرمین شریفین والوں کو دھوکہ دے کر علمائے اہلسنت دیو بند کے خلاف فتویٰ کفر حاصل کیا تو الحمد للہ
ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اعلام رحمۃ اللہ علیہم
ایک سو چالیس فتاویٰ اور چھ سو سولہ محافظان شریعت اسلامیہ کے دستخطوں سے جاری ہونے والا ایک عظیم
فتویٰ براۃ الابرار عن مکائد الاشرار ملقب بہ قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی۔۔۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ
علمائے دیو بند پکے اور سچے سنی حنفی مسلمان ہیں اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم
ہیں تو اس وقت آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا معین الدین اجمیری
علیہ صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف نے علمائے اہلسنت دیو بند کے حق میں
ذیل فتویٰ جاری کیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب استفتاء نمبر (۵۲)

از جانب مولوی معین الدین صاحب مدظلہ۔ شہر اجمیر شریف

الجواب

(۱)　یہ حضرات سلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

(۲)　علم کلام اور سلف صالحین کی کتابوں میں وہابی کی کوئی تعریف مذکور نہیں اور نہ اس کا کوئی ذکر ہے
میں تو وہابی اس کو کہتے ہیں جو شریعت کا پابند متبع سنت حق کو شرک و بدعت سے پرہیز کرنے والا ہو اور ایسے

فخر سمجھتے ہیں یہ ایک لغو و مہمل حرکت ہے ہاں ایسے لوگ جو خواہ مخواہ تشدد کرتے ہوں دوسروں کو کافر
کہتے ہوں (جیسے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو) یہ قابل ملامت ہیں۔
سنی وہ ہیں جو ما انا علیہ واصحابی کے ماتحت چلتے ہیں۔ اور حنفی وہ ہیں جو حضرت امام اعظم (امام ابو حنیفہ)
کے مقلد ہوں۔ بدعت کی تعریف خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے۔ ما لیس فی امرنا فھو رد (جو
طریقہ سے خارج ہے وہ قابل رد ہے) کسی چیز کو اپنی حد سے گھٹانا بڑھانا جیسے مستحب کو واجب سمجھنا یا واجب
کو مستحب سمجھنا اسی طرح دین میں کسی نئی بات کا پیدا کرنا۔ یہ سب ما لیس فی امرنا فھو رد کے تحت میں داخل ہیں
اور سب بدعت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ العبد المسکین

کان اللہ لہ

مہر　۱۳۳۵ھ

فقیر معین الدین　　　الجواب صحیح

نمبر ۱۳۲

عبد الغفور غفرلہ

نوٹ۔ جناب مولانا مولوی معین الدین صاحب اجمیری حضرت سلطان اولیاء، تاج الاصفیا خواجہ معین الدین
رحمۃ اللہ علیہ کے مقام سرزمین پاک اجمیر شریف کے رہنے والے اور جناب مولانا مولوی حکیم برکات احمد
صاحب ٹونکی کے خاص شاگرد رشید ہیں۔

اجمیر شریف کے فتوے کا عکس ملاحظہ فرمائیں

باسمہ تعالیٰ

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

فرقہ رضاخانی کے امام الطائفہ بریلوی خاں خوان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان سنت علماء دیوبند وغیرہم کے متبعین و متوسلین بلکہ معاذ اللہ انکے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور طالب شیطان و طغیان رضاخان ہی میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالافتا ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اسلام کے ایکسو پینتالیس فتاویٰ اور چھ سو سولہ حافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات علماء دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں۔

اس ضروری امر کے اثبات کیلئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمّٰی بہ

براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبدالرؤف خاں صاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ شائع کیجاتی ہے جسکے مطالعے سے ظاہر ہوگا کہ مجدد البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی ملوث بدعت و کفر ہو گئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے بند ہو گئے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین ثم آمین

مدینہ برقی پریس بجنور میں باہتمام مولوی محمد مجید حسن صاحب پرنٹر و پبلشر طبع ہوئی

باسمہ تعالیٰ

فرقہ رضاخانی کے امام الطائفہ بریلوی خاں خوان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان
سنت علماء دیوبند وغیرہم کے متبعین و متوسلین بلکہ (معاذ اللہ) انکے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر
کی اور طالب شیطان و طغیان رضاخان ہی میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالافتا
اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان
اسلام کے ایکسو پینتالیس فتاویٰ اور چھ سو سولہ حافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات
علماء دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان
ہیں۔ اس ضروری امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمّٰی بہ

براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبدالرؤف خانصاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین
بطول بقائہ شائع کیجاتی ہے جسکے مطالعے سے ظاہر ہوگا کہ مجدد البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی
ملوث بدعت و کفر ہو گئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے
بند ہو گئے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی
اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین آمین

مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور

یہ وہ اکابر ہیں جنھوں نے کفر و شرک کے مٹانے اور احیاء سنت جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے بڑی بڑی قربانیاں اور مصائب برداشت کی ہیں اور انہی کی کوششوں
کی بدولت آج ہندوستان میں اسلام زندہ ہے۔ مولوی حشمت علی رضاخانی کے متعلق
[illegible] آج مولوی حشمت علی رضاخانی اور [illegible]
سوا کوئی بھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ نمبر (۲) اور (۳) کے متعلق [illegible]
جن میں مدلل و مفصل جوابات مل سکتے ہیں فقط

محمد عبد الحلیم انصاری پانی پتی ۱۰ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۔ھ

جواب استفتا نمبر (۵۲)

از جانب مولوی معین الدین صاحب مدظلہ، شہر اجمیر شریف

الجواب

(۱) یہ حضرات مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

(۲) علم کلام اور سلف صالحین کی کتابوں میں وہابی کی کوئی تعریف مذکور نہیں ورنہ اس کا کوئی ذکر ہے اور اس زمانہ میں تو وہابی اسکو کہتے ہیں جو شریعت کا پابند متبع سنت حق گو شرک و بدعت سے پرہیز کرنے والا ہو اور ایسے شخص کو ملامت کرنا فخر سمجھتے ہیں یہ ایک نہایت جاہلانہ حرکت ہے ہاں ایسے لوگ جو خواہ مخواہ تشدد کرتے ہوں دوسروں کو کافر کہتے ہوں جیسے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو یہ قابل ملامت ہیں

(۳) سنی وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کے ماتحت چلتے ہیں۔ اور حنفی وہ ہیں جو حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ بدعت کی تعریف خود حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ما لیس فی امرنا فهو رد جو ہمارے طریقے سے خارج ہے وہ قابل رد ہے اسکی بہت سی صورتیں ہیں جیسے مستحب کو واجب سمجھنا یا مستحب سمجھنا ... یہ سب اسی کے تحت میں داخل ہیں اور یہ سب بدعت ہیں واللہ اعلم بالصواب

صحیح معین الدین الاجمیری کان اللہ لہ مہر

الجواب صحیح دانا موفق للہ — الجواب صحیح

فقیر محمد ... عفی عنہ — عبد الغفور غفرلہ

نوٹ: جناب مولانا مولوی معین الدین صاحب اجمیری، حضرت سلطان الاولیاء تاج الاصفیاء خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سرزمین پاک اجمیر شریف کے رہنے والے جناب مولانا مولوی حکیم برکات احمد صاحب ٹونکی کے خاص شاگرد رشید ہیں۔

جواب استفتا نمبر (۵۳)

از جانب علماء مدرسہ عربیہ اسلامیہ منبع العلوم قصبہ گلاوٹھی ضلع بلند شہر

الجواب بعون الملک الوہاب

حامداً و مصلیاً (۱) علمائے دیوبند اور بالخصوص جن کے اسمائے گرامی سوال میں مذکور ہیں علمائے حقانی ہیں اور ان کو کافر کہنا نعوذ باللہ انکی جہالت اور نادانی اور ان کا تعصب ہے۔ ان حضرات نے دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خدمات انجام دی ہیں انکے لحاظ سے تو یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انکے علاوہ دین الٰہی کا سچا خادم دوسرا کوئی گروہ ہندوستان میں نہیں لکھنوی یا بریلوی جو شخص بھی ایسے علمائے حقانی کو برا کہے وہ خود برا ہے۔

(۲) بندہ کمین کے خیال کے موافق وہابی نسبت ہے عبد الوہاب نجدی کی طرف جس کے متبعین اکثر مسائل میں اہل حدیث کی جماعت سے متفق ہیں نہ کہ علمائے دیوبند۔

(۳) جس شخص کے عقائد گروہ اہل سنت والجماعت کے موافق ہیں اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے وہ سنی حنفی ہے۔ اور یہ مشہور لفظ ہے اس سے زیادہ اسکی تشریح بے سود ہے دین میں نئی بات پیدا کرنا غیر دین کو دین میں شامل کرنا بدعت ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ اس مضمون کو زیادہ تفصیل سے لکھنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ بہت سے رسائل اس موضوع پر شائع ہو چکے ہیں انکا مطالعہ کافی ہوگا۔

علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ گہرے روابط کی ایک جھلک

آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث ومفتی حضرت مولانا معین الدین اجمیری صدر مدرس مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف ہند کے علمائے اہلسنت دیوبند سے گہرے روابط کی جھلک بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی محدث دارالعلوم دیوبند کے ساتھ مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کا ترجمان ادارہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نقل معائنہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ آج فقیر کو جامعہ اسلامیہ عربیہ ڈابھیل کی زیارت کا موقع ملا اس کو مدارس الاسلامیہ میں ایک مرکزیت حاصل ہے اس کی عمارت شاندار وسیع ہے اور اس کے مدرسین ارباب فضل وکمال میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں طلباء کی تمام ضروریات پوری کی گئی ہیں اور اس خوبی اور حسن انتظام کے ساتھ کہ دوسرے مدارس اسلامیہ میں اس کی نظیر نایاب ہے۔ ایک انجن کے ذریعے روشنی و پانی کا انتظام کیا گیا ہے اس کا محل وقوع تدریس وتصنیف کے لئے نہایت مناسب ہے یہ سب کچھ مقامی ارباب خیر کی اعانت اور جناب مولانا بزرگ صاحب مہتمم کی مساعی جمیلہ باکمال علماء کے بے جاتناطیسی کا نتیجہ ہے حق تعالیٰ اس کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچائے۔ آمین

فقیر معین الدین اجمیری کان اللہ لہٗ

۲ شوال ۱۳۵۲ھ منقول از تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ص ۱۰۴، ۱۰۵، مطبوعہ ملتان۔

نوٹ:۔ مندرجہ بالا نقل معائنہ کی شہری تحریر اس بات پر گواہ ہے کہ حضرت مولانا معین الدین اجمیری ساکن آستانہ عالیہ اجمیر شریف ہند علمائے اہلسنت دیوبند سے قلبی محبت رکھنے والے یقیناً اہل علم کے قدردان تھے۔

تاریخ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کا عکس ملاحظہ فرمائیں

علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ یوسف بنوری، مولانا بدر عالم [illegible] مولانا محمد شفیع [illegible]

تاریخ جامعہ اسلامیہ
ڈابھیل

[illegible]

تصنیف

مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی

[illegible]

ناشر

ادارہ تالیفات اشرفیہ

[illegible]

۱۲۔ جناب مولانا محمد ناظم صاحب ندوی	۳۰/-	ابتدائی جماعت عربی موافق نصاب جدید (ماہ شوال ۵۵ھ سے تقرر ہوا)

(روداد اردو ۵۴ھ صفحہ ۲۲-۲۳)

شوال ۵۲ھ میں مولانا معین الدین صاحب اجمیری اور مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی استاذ حدیث دار العلوم دیوبند ڈابھیل تشریف لائے تھے۔ ان حضرات نے اپنے تاثرات مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر فرمائے۔

نقل معائنہ

مولانا معین الدین صاحب اجمیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آج فقیر کو جامعہ اسلامیہ عربیہ ڈابھیل کی زیارت کا موقع ملا۔ اس کو مدارس اسلامیہ میں ایک مرکزیت حاصل ہے اس کی عمارات شاندار اور وسیع ہیں اور اس کے مدرسین ارباب فضل و کمال میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ طلبہ کی تمام ضروریات پوری کر دی گئی ہیں اور اس خوبی اور حسن انتظام کے ساتھ کہ دوسرے مدارس اسلامیہ میں اس کی نظیر نایاب ہے۔ ایک مشین کے ذریعہ روشنی اور پانی کا انتظام کیا گیا ہے اس کا محل و ترح تدریس و تصنیف کے لئے نہایت مناسب ہے یہ سب کچھ مقامی ارباب خیر کی اعانت اور جناب مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم کی مساعی جمیلہ باکمال علماء کے جذب مقناطیسی

کا نتیجہ ہے۔ حق تعالیٰ اس کو ترقی کے اعلیٰ منازل تک پہنچائے۔ آمین

فقیر معین الدین اجمیری کان اللہ لہ

۶ / شوال ۱۳۵۲ھ

نقل معائنہ

مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند

حامداً ومصلیاً! الحمد للہ کہ یہ احقر اپنی جماعت کی ایک ایسی درسگاہ کو دیکھ کر مسرور ہوا جو بفضلہ تعالیٰ فیض یافتگان دار العلوم کے فیوض علمیہ سے شاہراہ ترقی پر گامزن ہے اور مخیر و دیندار رؤسائے گجرات کی عالی ہمتی ہے۔ اس کی بارونق و پرشان عمارات و درسگاہیں تسر الناظرین کا مصداق ہیں اور اپنے ضروری اور شائستہ ساز و سامان سے علماء و طلبہ کو درس و تدریس و قیام میں سہولت و راحت پہنچا رہی ہیں دعا ہے کہ حق تعالیٰ درسگاہ کو مزید ترقی اور حضرات معاونین کو جزائے حسن عطا فرمائے۔

بندہ فقیر سید اصغر حسین حسنی حنفی مدرس دار العلوم دیوبند

محررہ یازدہم ماہ شوال ۱۳۵۲ھ

(از رجسٹر معائنہ صفحہ ۱)

علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ گہرے روابط کی ایک اور جھلک

آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا معین الدین اجمیری صدر المدرسین مدرسہ معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف ہند کے علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ گہرے روابط اور قلبی محبت کی ایک اور جھلک بھی دیکھئے۔

مدرسہ معینیہ اجمیر شریف کے معروف عالم حضرت مولانا معین الدین صاحب معقولات کے ماہر تھے انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہ کی شہرت سن رکھی تھی ملاقات کا اشتیاق ہوا ایک مرتبہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت شیخ الہندؒ کے مکان پر پہنچ گئے گرمی کا موسم تھا وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جو صرف بنیان اور تہمند پہنے ہوئے تھے مولانا معین الدین صاحبؒ نے ان سے اپنا تعارف کرایا کہ مجھے حضرت مولانا محمود حسن صاحب سے ملنا ہے وہ صاحب بڑے تپاک سے مولانا اجمیری کو اندر لے گئے آرام سے بٹھایا اور کہا کہ ابھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ مولانا اجمیری منتظر رہے اتنے میں وہ شربت لے آئے مولانا کو پلایا اس کے بعد مولانا اجمیری نے کہا کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب کو اطلاع دے دیجئے۔ ان صاحب نے فرمایا آپ بے فکر رہیں اور آرام سے تشریف رکھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ صاحب کھانا لے آئے اور کھانے پر اصرار کیا مولانا اجمیری نے کہا کہ میں مولانا محمود حسن صاحب سے ملنے آیا ہوں آپ انہیں اطلاع کر دیجئے۔ ان صاحب نے فرمایا انہیں اطلاع ہو گئی ہے آپ تناول فرمائیں ابھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ مولانا اجمیری نے کھانا کھا لیا تو ان صاحب نے انہیں پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ جب دیر گزر گئی تو مولانا اجمیری رحمۃ اللہ علیہ برہم ہو گئے اور فرمایا کہ آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں میں مولانا سے ملنے آیا تھا۔

اور اتنی دیر ہو چکی ہے ابھی تک آپ نے ان سے ملاقات نہیں کرائی اس پر وہ صاحب بولے کہ اصل بات یہ ہے کہ یہاں مولانا تو کوئی نہیں البتہ محمود خاکساری کا نام ہے۔ مولانا معین الدین صاحبؒ یہ سن کر حیران رہ گئے اور پتہ چلا کہ یہ حضرت شیخ الہندؒ کیا چیز ہیں۔

منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر ۳۹۴، ۳۹۵، جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۲-۳، صفر المظفر، ربیع الاول فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔

بستی سندیلہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کی مشہور شخصیت جناب پیر مولوی حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی بمقام بستی سندیلہ علمائے اہلسنت دیوبند سے قلبی محبت رکھنے والے تھے۔ کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت پیر مولوی خواجہ فیض محمد شاہ جمالی صاحب کو ان کے داماد مولوی غلام جہانیاں مقیم ڈیرہ غازی خاں نے اپنی ایک تحریر پیش کی کہ علماء دیوبند کافر اور گستاخ رسول ﷺ ہیں آپ براہ کرم اس تحریر پر اپنے دستخط فرما دیں تا کہ بات پختہ ہو جائے کہ علماء دیوبند واقعی کافر اور گستاخ رسول ﷺ ہیں تو حضرت پیر مولوی خواجہ فیض محمد شاہ جمالی صاحب نے اپنے داماد کی پیش کردہ تحریر کو دیکھ کر اس قدر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ علماء دیوبند دین کا کام کر رہے ہیں اور میں انہیں کافر کہوں اگر میں دیوبند والوں کو کافر کہتا تو میں اپنے چھوٹے بھائی مولوی عطا محمد شاہ جمالی کو دیوبند پڑھنے کے لئے ہرگز نہ بھیجتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم مجھ سے علماء دیوبند کو کافر کہلوانا چاہتے ہو، علماء دیوبند مسلمان ہیں اور میں دیوبند والوں کو مسلمان سمجھتا ہوں، علماء دیوبند کافر اور گستاخ رسول ﷺ ہرگز نہیں ہیں۔

نوٹ:۔ جو حضرات مندرجہ بالا واقعہ کی تحقیق کرنا چاہیں وہ بستی سندیلہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کے معمر اشخاص سے کر سکتے ہیں۔

آستانہ عالیہ سیال شریف کے سابق سجادہ نشین کا ذکر

آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔

دو قومی نظریہ کی بناء پر، تقسیم ملک کی تحریک جوں جوں زور پکڑ رہی تھی۔ فرقہ وارانہ اختلافات کو برابر ہوا دیتے رہنا انگریزی پالیسی تھی۔ ورنہ قیام پاکستان سے پچیس تیس سال پہلے کی ملکی فضا کو دیکھیں آپ کو یہ باہمی خلفشار نہیں ملے گی۔

عثمانی سلطنت کے متزلزل اقتدار کو بچانے کے لئے برصغیر میں جب تحریک خلافت زوروں پر تھی ہر محب اسلام نے بڑھ چڑھ کر اسلامی خلافت کے دفاع کے لئے کام کیا۔ اُس زمانے میں حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے جس طرح مجاہدانہ خدمت اسلام کی ہے، پنجاب کے مشائخ میں اس کی نظیر کم ملتی۔ آپ پورے ہند میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف، خلافتِ عثمانی کے حق میں ایک مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ دار العلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے۔ پیر انور شاہ صاحب جو اس وقت شیخ الحدیث تھے۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تاکہ استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں۔

حضرت کو بیٹھنے کے لئے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اُس پر نہ بیٹھے کہ یہ مسند آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دوزانوں ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین وارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دار العلوم کے لئے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دار العلوم دیوبند اور تمام عالم اسلام کی کامرانی کے لئے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرین دیوبند عام طور سے صاحب نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلاف نہ تھا بلکہ رشتہ اخوت ومودت فی مابین استوار تھا۔ منقول از ہو المعظم صفحہ ۴۰۔ ۱۴۱ سن اشاعت ۱۹۷۹ء، طابع مدینہ پریس لاہور ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔

ہو المعظم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

ھو المعظم

تالیف

صاحبزادہ غلام نظام الدین مروی

اسلامک بک فاؤنڈیشن
۲۴۹ این ـ سمن آباد ـ لاہور

نے اپنی رسوائے زمانہ سیاسی پالیسی کے تحت مسلمانوں کو گروہوں میں بانٹنے ، اختلافات کو ہوا دینے اور طبقوں کو آپس میں لڑا کر خود خاموشی سے نظارہ عافیت پر اقتدار و سلطنت کو مستحکم رکھنے کے لیے مقدور بھر کوشش کی ۔ چنانچہ ایک طرف مرزائیت پیدا کی تو دوسری طرف دیوبندی اور بریلوی کشمکش پیدا کر دی گئی اور کبھی کبھی وقتاً فوقتاً شیعہ سنی فسادات کرا دیے جاتے تھے ۔

دو قومی نظریہ کی بنا پر تقسیم ملک کی تحریک جوں جوں زور پکڑ رہی تھی ـــ فرقہ وارانہ اختلافات کو برابر ہوا دیتے رہنا انگریزی پالیسی تھی ۔ ورنہ قیام پاکستان سے پچیس تیس سال پہلے کی ملکی فضا کو دیکھیں تو آپ کو یہ باہمی خلفشار نہیں ملے گی ۔

عثمانی سلطنت کے متزلزل اقتدار کو بچانے کے لیے برصغیر میں جب تحریکِ خلافت زوروں پر تھی ، ہر محبِ اسلام نے بڑھ چڑھ کر اسلامی خلافت کے دفاع کے لیے کام کیا ۔ اس زمانے میں حضرت ثالث خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے جس طرح مجاہدانہ خدمتِ اسلام کی ہے ، پنجاب کے مشائخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔ آپ پورے ہند میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف ، خلافت عثمانی کے حق میں ایک مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے ۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں آپ دار العلوم دیوبند میں بھی تشریف لے گئے ۔ جب مولانا انور شاہ صاحب کشمیری اس وقت شیخ الحدیث تھے ۔ حضرت سیالوی کی آمد پر شاہ صاحب نے [illegible] تاکہ استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں

٧١

حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت اس مقام پر
نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب حضرت
کے سامنے مؤدبانہ صورت سے دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے
حضرت سے تلقین و ارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے
دارالعلوم کے لیے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست
کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالم اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرین دیوبند بھی حضرت صاحب سے نسبت رکھتے تھے۔ چشتیہ
صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے
پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ اخوت و مروت
فی ما بین استوار تھا۔

یا اللہ، یا محمد کا جھگڑا

برصغیر کے مسلم سواد اعظم —— یعنی اہلسنت و جماعت کے اکابرین
میں جب مذہب کے بنیادی امور پر جھگڑا پیدا نہ کیا جا سکا تو بعد میں رفتہ رفتہ
غیر اہم اور ذوق کی خوشنودی کے لیے ذوقی اختلافات بڑھا چڑھا کر اٹھائے جانے لگے
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نعتیہ قصیدے میں کسی مقام پر یا محمد کا استعمال
ملتا ہے۔ ادھر مسجد نبوی شریف کے روضے میں اللہ، محمد کا طغریٰ بغیر لفظ یا
کے لکھا ہوا مال موجود ہے۔ پھر ذرا نسبتاً کے سماج میں دیکھیں تو بہت سے بزرگوں

قارئین کرام! حضرت خواجہ پیر ضیاء الدین صاحب کے دل و دماغ میں دارالعلوم دیوبند کے
لیے کس قدر عزت و عظمت تھی کہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے جا کر ۲۰۰ روپے چندہ جمع کرایا۔ آپ
حضرات اس سے دارالعلوم دیوبند کے اعلیٰ مقام کا خوب اندازہ فرمالیجئے۔

آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر

آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔ مولوی محمد ذاکر صاحب نے
ابتدائی تعلیم تو آبائی قصبے میں حاصل کی۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔
وہاں سے حدیث تفسیر اور فقہ کی تعلیم کو مکمل کیا آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خاص شاگردوں
میں سے ہیں۔ منقول از تحریک جامعہ محمدی ص ۹، شائع کردہ شعبہ تالیف وتصنیف جامعہ محمدی شریف ضلع
جھنگ۔

آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کے بانی کے بارے میں مولوی محمد ذاکر صاحب نے
دینی تعلیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں حدیث، تفسیر اور فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سند
فراغت حاصل کی اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔
مولوی محمد ذاکر صاحب آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ نے دارالعلوم دیوبند سے سند
فراغت حاصل کی۔ تذکرہ علمائے پنجاب ص ۲۲۸، جلد دوم، مولف اختر راہی، سن اشاعت ۱۹۸۰ء مطبع زاہد
بشیر پرنٹرز لاہور، ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔

تذکرہ علماء پنجاب کا عکس ملاحظہ فرمائیں

جلد دوم

اختر راہی

مکتبہ رحمانیہ

اردو بازار لاہور

۱۴۰۰ھ
۱۹۸۱ء

مولانا محمد ذاکر صاحب محمدی شریف ضلع جھنگ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار العلوم دیو بند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اکابر تحریک پاکستان، جلد اول ص ۲۳۴، سن اشاعت ۱۹۷۶ء، از محمد صادق قصوری

آستانہ عالیہ للہ شریف ضلع جہلم کا ذکر

آستانہ عالیہ للہ شریف ضلع جہلم کے سابق سجادہ نشین مولوی محبوب الرسول کی علمائے اہلسنت دیو بند سے عقیدت و محبت کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کے طفیل بخش دے۔ آمین یا رب العالمین بار بار زبان پر آتا ہے کہ اللھم نور مرقدہ واحشر نا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کر اور قیامت میں اٹھا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے اپنے مفید معانی نکالنے تو کوئی عقلمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کر سکتا۔ اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنی نہیں لئے۔ آیات قرآنی کی تاویل کی، احادیث نبوی ﷺ کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں کے حق میں بد عقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوذ باللہ منہا بہر حال میں کیا کہ اس پر اپنی رائے دوں اور پھر جبکہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں (تحذیر الناس میں انہوں نے ختم زمانی کو بھی صفحہ ۳ لات میں لا نبی بعدی ص ۱۰ پر لکھ کر بند کر دیا ہے)

میں ان لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں اس سے زیادہ کیا عرض کروں خیر الکلام ما قل و دل۔ ننگ اسلاف سیاہ کار ظلوم جہول محبوب الرسول للہ شریف ضلع جہلم ۲۱ مئی ۱۹۶۲ء منقول از ڈھول کی آواز ص از حضرت مولانا علاء الدین رد کالوی مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔

ڈھول کی آواز کا عکس ملاحظہ فرمائیں

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی

تصدیق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہٗ کذالک (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری و کفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ کلمہ بدکاری و [illegible] پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری و کفر [illegible] متصف نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی منشی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہٗ

ملنے کا پتہ

بھوڑ کالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔
۲۔ لاہور محلہ کرم سنگھ مولوی محمد شریف امام مسجد نمبرداران اندرون
۳۔ شہر بھیرہ ضلع سرگودھا مولوی محمد اشرف تاجر کتب

اس علاقہ کے بڑے بڑے اہل علم کے در دولت پر کتاب تحذیر الناس لے کر جانے
اور ان کو چکر لگانے و حاضر ہونے کی نوبت آئی جن حضرات نے کتاب تحذیر الناس
پڑھ کر تحریر کر دی وہ سب تحریریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں کئی ایک حضرات نے
باوجود کتاب پڑھ لینے کے ایک حرف تک لکھ دینے سے صاف انکار کر دیا بعض حضرات
نے کتاب دیکھنے پڑھنے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسے حضرات چونکہ احقر کو نہ کسی سے
ذاتی عداوت ہے نہ کسی کی اہانت مقصود ہے اس لئے ان کا نام ظاہر کرنا مناسب
نہیں ہے ان کو اللہ تبارک کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہدانا اللہ جمیعا۔ اللہم سب کو
ہدایت کرے۔ ناظرین یہ تحریریں نہایت قابل قدر ہیں ان میں سے ہر ایک
مولانا حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے
لئے ایک مستقل دلیل ہے احقر نے بخوف طوالت تحذیر کا خلاصہ بہت
اختصار کے ساتھ کیا ہے جس کو زیادہ شوق ہو وہ اصل کتاب دیکھے تصدیق
کنندگان کے اسماء کے ساتھ حسب رواج زمانہ اس ابجد خوان نے چوڑے القاب
نہیں لکھے تاکہ من تراحاجی بگویم تو مرا حاجی بگو والا معاملہ نہ ہو جائے۔

ایک سنہری قابل عمل تحریر از حضرت مولانا الحاج قمرالدین صاحب

سجادہ نشین سیال شریف دام فیضہ

میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان
سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین
کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک مفسرین

کی سمجھ نہیں گئی قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔ فقیر قمرالدین سیال شریف

تصدیق حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب للّٰہ شریف ضلع جہلم

ادام اللہ بقاءہ علی رؤس المسترشدین آمین۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے
سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اور علم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے
خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو
جزائے خیر عطا فرمائے آمین اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کی طفیل
بخش دے آمین یا رب العالمین بارہا زبان پر آتا ہے کہ اللہم نور مرقدہ و
احشرنا معہ (اے اللہ تبارک ان کی خوابگاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا
قیامت میں حشر ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارات
سے اپنے مفید مطلب معنے نکالنے تو ہر ہوشمند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان
بھی نہیں کر سکتا اس فرقہ ضالہ نے کس چیز سے مفید مطلب معنے نہیں نکالے
آیات قرآنی کی تاویل کی احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان
کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں
کے حق میں بدعقیدہ ہو جائیں گے۔ نعوذ باللہ منہا بہر حال میں کیا کہ اس
پر ہی راسخ ہوں الا اللہ پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں تحذیر الناس میں انہوں

نے ختم زمانی کو نبی پاک کی ذات میں لا نبی بعدی سے پر لکھ کر بند کر دیا ہے۔ میں
ان لوگوں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں اس سے زیادہ کیا
عرض کروں خیر الکلام ما قل و دل۔

ننگِ اسلاف سیاہ کار خادم مجہول محبوب الرسول للہ شریف ضلع جہلم ۲۱ مئی

تحریر دلپذیر از قاری الحاج مولوی محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن

مرزائیوں و دیگر معترضین کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند
کے متعلق غلط الزام احقر کتاب تحذیر الناس مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا
بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے
نبوت بعد رسول پاک کا معتقد مانتے ہیں حالانکہ تحذیر الناس کی عبارت سے
کہیں سے بھی استنباطاً و استخراجاً یہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ جب آپ
نے خاتمیت باقسامہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت فرما دی ہے
تو مخالفین کس قسم کی نبوت یہاں سے ثابت کرتے ہیں مولانا نے تو جملہ اقسام
نبوت حضور نبی کریمؐ سے مختص فرما دیئے ہیں نبوت کی ایسی کوئی قسم باقی
نہیں چھوڑی جو حضورؐ پر ختم نہیں ہوئی محض لفظ فرضیت سے حقیقت سمجھ
لینی ان کی خوش فہمی ہے سچ ہے۔ ع خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے
مولانا نے تو صاف فرمایا ہے کہ اطلاق خاتم اس امر کا مقتضی ہے کہ جملہ انبیاء کا سلسلہ
نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے یعنی آپ نبوت کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں تو
جب حضور سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی ٹھہرے تو غیر کی نبوت کہاں سے

سے آئے گی۔ بلکہ تحذیر الناس کی عبارت سے تو صراحتاً اجرائے نبوت کا انسداد
ثابت ہوتا ہے دیکھو۔ لا نبی بعدی ص تحذیر۔ نبی کریمؐ کے بعد اس طبقہ کے دین
میں مدعی نبوت کو خود اپنی نبوت پر یقین نہیں ہے نبی کریمؐ کی صفت میں
ان کا یہ ایک شعر سنیئے؛ فرماتے ہیں ؎

ہست او خیر البشر خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

احقر محمد حنیف خطیب کوٹ مومن

ارشاد حضرت الحاج فاضل نوجوان صاحبزادہ مولوی مطلوب الرسول صاحب
سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم۔ میں اس تحریر متعلق تحذیر الناس سے
بالکل متفق ہوں۔ ناچیز محمد مطلوب الرسول سجادہ نشین للہ شریف ضلع جہلم حضرت
صاحبزادہ صاحب نے مولوی صاحب کوٹ مومن کی تحریر پڑھ کر نیچے اپنے
قلم سے یہ الفاظ لکھ دیئے جزاکم اللہ خیراً۔

مطبوعہ
ثنائی پریس سرگودھا

قارئین محترم آپ حضرات نے مولوی محبوب رسول آستانہ عالیہ للہ شریف ضلع جہلم کی محبت

محبت کو حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی کے بارے

میں بخوبی پڑھا ہے کہ حضرت مولوی محبوب الرسول صاحب نے فرمایا کہ میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

دیوبندی ؒ کو اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ میں سے سمجھتا ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی

نیکیوں کو قبول فرمائے۔ آمین، اور اللہ تعالیٰ اپنے سیاہ کار بندوں کو ان کے طفیل بخش دے اور اللہ تعالیٰ ان کی

قبر کو منور فرمائے اور دن قیامت کے ان کے ساتھ الحنا نصیب فرمائے اور اس فرقہ ضالہ نے ہمیشہ آیات

قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو غلط رنگ میں ڈھالنے میں حرکت کی ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مکاتیب شریف سے اپنے مطلب کی عبارات نکال کر تاویل کی سان پر چڑھایا پھر ان کی لایعنی

تاویلات کی ہیں اور ہم ان بدعقیدہ فرقہ کی باتیں سن کر علمائے دیوبند کے خلاف ہرگز نہ ہوں گے۔

علمائے دیوبند کے خلاف ہونے سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور میں علمائے دیوبند کے وسیلے سے اللہ

تعالیٰ سے رحمت مانگتا ہوں تو یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ جس کے وسیلہ سے آستانہ عالیہ

شریف والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رحمت کے طلب گار ہیں۔

آستانہ عالیہ اعوان شریف ضلع گجرات کا ذکر

آستانہ عالیہ اعوان شریف ضلع گجرات کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔ کہ حضرت مولوی قاضی سلطان محمود صاحب

حضرت اخوند عبد الغفور مدفون سیدو شریف کے خلفائے کے بار میں سے تھے سلسلہ عالیہ قادریہ کے

تھے۔۔۔ حضرت صاحبزادہ محبوب عالم صاحب مدظلہ حضرت قاضی (سلطان محمود) صاحب ؒ کے حقیقی بھتیجے

صاحب نے آپ کو خود پڑھایا اور آپ کی تعلیم کے لئے بہترین اساتذہ بھی رکھے مثلاً مولوی عبد الرحمٰن

دیوبند بمقام پنڈی سرہال ضلع کیمل پور اٹک منقول از مقامات محمود ص ۳۰۷ مولف معشوق یار جنگ مطبوعہ

استقلال پریس لاہور سن اشاعت ۱۹۶۳ء۔

قارئین محترم! مولوی قاضی سلطان محمود آستانہ عالیہ اعوان شریف ضلع گجرات کی تعلیم کے لئے بہترین

اساتذہ کے ساتھ مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کو تدریس کے لئے مقرر فرمایا۔ یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا

فیضان ہے۔

علاوہ ازیں کتاب مقامات محمود کے صفحہ ۳۱۷ پر مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کا مختصر تعارف

دیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب ساکن پنڈی سرہال ضلع کیمل پور اٹک حضرت قاضی

صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجازت یافتہ خلیفہ تھے۔ آپ دیوبند کے فارغ التحصیل بہت بلند پایہ عالم اور شیخ

الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے۔ ۱۳۷۲ھ سن ۱۹۵۳ء میں اسی برس سے زیادہ عمر میں

انتقال فرمایا۔

مقامات محمود ص ۳۱۷ مولف معشوق یار جنگ مطبوعہ استقلال پریس لاہور سن اشاعت ۱۹۶۳ء۔

آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف پور کے سابق سجادہ نشین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری [illegible]
کی علمائے اہلسنت دیوبند سے عقیدت ومحبت اور گہرے روابط کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔۔

دیوبند میں چار نوری وجود۔ مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب
لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ رحمت کو بڑی ارادت سے ملے آپ [illegible]
باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے [illegible]
موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کیلئے ساتھ تشریف لائے شاہ صاحب نے میاں [illegible]
علیہ الرحمۃ سے کہا آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کرکے واپس مکان [illegible]
لے آئے بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار [illegible]
تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اور حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود [illegible]
سے ایک شاہ صاحب ہیں۔ منقول از خزینہ معرفت ص ۳۸۴ طبع اول مولف صوفی محمد ابراہیم صاحب [illegible]
نقشبندی ،خلیفہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری سن اشاعت ربیع الاول ۱۳۵۰ھ ملنے کا پتہ: احقر غلام [illegible]
مسجد حاجی رانجھے خان صاحب قصور ،ضلع لاہور ،پنجاب۔

قارئین محترم! آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری [illegible]
علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ گہرے روابط اور عقیدت ومحبت کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی [illegible]
میاں شیر محمد شرقپوری صاحب کی نگاہ ولایت میں دیوبند میں چار نوری وجود ہیں اور ان میں سے ایک [illegible]
انور شاہ صاحب کشمیری رحمت اللہ علیہ ہیں۔

خزینہ معرفت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

خزینۂ معرفت

المسمّٰی

تذکرۂ عاشقِ ربانی شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمدؐ کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ عادات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم اجمل
[illegible] حضرت [illegible] غوث زمانی شیر ربانی [illegible] حضرت مولینا مولوی
[illegible] میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

[illegible] حضرت مولینا ومرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری [illegible]
[illegible] حضرت مولینا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی [illegible] تعالی

ملنے کا پتہ

احقر غلام [illegible] مسجد حاجی رانجھے خان صاحب قصور ضلع لاہور پنجاب

انجمن ارشاد المسلمین
[illegible] لاہور

نے فرمایا۔ ہم صوفی نہیں ہیں۔ صوفی وہ ہوتے ہیں جن کے ہاں نسبت شمس سے وراثت کی ہو [illegible]
ہی شفقت عام ہوتی ہے غریب اور امرا دونوں کو [illegible] بالکل درست فرمایا [illegible]
ہے۔ عام لوگ جس کی داڑھی لمبی دیکھتے ہیں اسکو مولوی یا صوفی سمجھتے ہیں [illegible]
ہو۔ اور صوفی اسے کہتے ہیں العارف باللہ حضرت حسین منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے [illegible]
کی کمی ہوتی ہے۔ وہ عرض کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار سو سے [illegible]
فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب مکہ میں پہنچے تب [illegible]
ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے جس سے ہڈیوں سے گوشت [illegible]
جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز ایک پانی کا کٹورا اور ایک روٹی [illegible]
آپ کو دیتے۔ آپ اس روٹی کے کنارے کھا لیتے اور باقی روٹی کٹورہ میں رکھ دیتے۔ اور فرماتے صوفی اس
کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود درمیان سے گم ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے
کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ کو [illegible]
کی ایذائیں دینے کے بعد سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے کہا [illegible] منصور تصوف کیا شے ہے
آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے پھر انہوں نے سوال کیا اعلیٰ
درجہ کونسا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

مولانا مولوی انور شاہ صاحب صدر مدرس دیوبند [illegible] مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری [illegible]
ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت تھی۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔ [illegible]
صاحب [illegible] مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا [illegible]
حضرت میاں صاحب [illegible] شاہ صاحب نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک شاہ صاحب ہیں۔

بیانِ حق

تحریر جناب محمد اسحٰق صاحب قصوری نبیرہ حضرت مؤلف "خزینۂ معرفت"

کتاب خزینۂ معرفت ہمارے دادا بزرگوار صوفی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ قصوری
کی تصنیف ہے۔ ان کا مسلک دیوبند حضرات کے خلاف نہیں تھا۔ اُن کی کتاب "خزینۂ معرفت"
میں انہوں نے صفحہ نمبر ۲۴۸ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید
انور علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو موٹر پر رخصت کر کے واپس مکان میں تشریف لائے تو
فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک سید انور علی شاہ صاحب ہیں بعد میں
کمال جمیل احمد صاحب شرقپوری نے ہم سے "خزینۂ معرفت" کی اشاعت اجازت طلب کی۔
ہم نے اس وقت خاص طور پر ان واقعات کے بارے میں کہا تھا کہ یہ اسی طرح رکھیں اس
کتاب میں رد و بدل نہ کیا جاوے۔ میرے ساتھ انہوں نے وعدہ کیا پھر بعد میں انہوں نے
اپنی اشاعت میں "دیوبند میں چار نوری وجود" والی روائت اور اسی طرح 2/3 روائت اور بھی
نکال دیں۔ جب ہمیں معلوم ہوا ہم نے پیغام بھیجا۔ یہ روائت کیوں نکال دی گئی ہیں انہوں
نے جواب دیا کہ ہم نے تو نکالا نہیں ہے کتابت والوں کی غلطی سے نکل گیا ہے۔ صوفی صاحب
محمد ابراہیم رحمۃ اللہ کے تعلقات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ سے جو تھے وہ کسی ملنے والوں
سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اُن کے ساتھ خاص طور سے رُوح اور جسم کے تعلقات تھے۔

محمد اسحاق بقلم خود 3-11-66

Sh. Mohd Ishaque Mohd Yaqoob
Chhatta Bazar - KASUR - Distt. Lahore.

شیخ محمد اسحاق محمد یعقوب

[illegible] چھتہ بازار۔ قصور ضلع لاہور

Date 3-11-66

Ref No. ________

کتاب خزینہ معرفت ہمارے دادا مرحوم حضرت ابو الحکیم صاحب محمد عبد اللہ قصوری کی تالیف ہے
ان کا مسلک دیوبندی حضرات کے خلاف نہیں تھا۔ ان کی کتاب خزینہ معرفت
میں انہوں نے صفحہ نمبر 384 پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سید انور علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو [illegible] کر کے اپنی مجلس میں تشریف
لائے تو فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک سید
انور علی شاہ صاحب ہیں۔ بعد میں میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سے ہم نے خزینہ
معرفت کی اشاعت کی اجازت طلب کی۔ ہم نے اس وقت خاص طور پر ان سے [illegible]
کے بارے میں کہا تھا کہ [illegible] کتاب میں رد و بدل نہ کیا جاوے مگر بعد
انہوں نے [illegible] انہوں نے [illegible] دیوبند میں چار نوری وجود
والی روایت اور اسی طرح کی روایت اور [illegible] نکال دی۔ جب ہمیں معلوم ہوا
ہم نے [illegible] یہ روایت کیوں نکال دی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے
نکالی نہیں ہے کتابت والوں کی غلطی سے نکل گئی ہے۔ حضرت صاحب ہمارے دادا مرحوم
کے تعلقات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ملنے والوں سے [illegible]
ان کے ساتھ خاص طور پر روحانی اور جسمانی تعلقات [illegible] 3-11-66

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

از قلم حضرت مولانا ملک حسن علی صاحب بی اے جامعی
مؤلف: "حیات جاویدہ" (سوانح حیات حضرت شرقپوری) "تعلیمات مجددیہ" "مشاہد التوحید" وغیرہ

حضرت میاں شیر محمد صاحب خاص قصبہ شرقپور ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۸۲ھ میں آپ پیدا ہوئے اور ۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء کو آپ نے وفات پائی۔ میاں صاحب ایک نابغہ روزگار بزرگ تھے۔ امت کے لیے اپنے دل میں ایک دائمی تڑپ اور سوز رکھتے تھے۔ سادہ طبیعت تھے اور سادہ لباس پہنتے تھے۔ ان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ وہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ پیشہ ور پیر ہیں یا سجادہ نشینی سے تعلق رکھتے ہیں۔ حد یہ کہ مذہبی اجارہ دارانہ جھگڑوں سے بلند واقع ہوئے تھے۔ غرضیکہ حمیدہ اوصاف حسنہ اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔

میں اپنی اس تحریر میں حضرت میاں صاحب کی زندگی کا صرف ایک پہلو نمایاں کرنا چاہتا ہوں کہ میاں صاحب دارالعلوم دیوبند کے بزرگوں کو کس نظر سے دیکھتے تھے۔ جو واقعات مجھے یاد ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

(۱) حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب صدر دارالعلوم دیوبند جزیرہ مالٹا میں ایک مدت انگریزوں کی قید میں رہے۔ ۱۹۲۰ء میں اسارت مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان (دیوبند) واپس ہوئے تو انہوں نے حضرت میاں شیر محمد صاحب کو ایک خط لکھا۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے بلایا اور وہ خط مجھے پڑھنے کے لیے دیا۔ میں نے بار بار پڑھا جس سے معلوم ہوتا تھا حضرت شیخ الہند کے میاں صاحب سے پرانے مراسم ہیں۔ اس خط میں حضرت شیخ الہند نے

یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اسارتِ مالٹا میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا ہے۔ جب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا تو اس کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ نیز اسی خط میں میاں صاحب سے ملاقات کا اشتیاق بھی ظاہر کیا تھا۔

(۲) ۱۹۲۵ء میں بروز جمعۃ المبارک مولانا احمد علی صاحب لاہوری حکیم [illegible] کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت میاں صاحب کو کسی طرح ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی تو کھانا ایک طشت میں چن کر میرے گھر بھجوا دیا اور فرمایا کہ وہ میرے مہمان ہیں۔ جمعہ کا خطبہ مولانا صاحب سے دلوایا اور خود ان کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

(۳) اس کے ایک سال بعد حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند شرقپور تشریف لائے۔ مولانا احمد علی صاحبؒ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت میاں صاحبؒ کو انتہائی خوشی ہوئی بلکہ ان کی مدح میں فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری ہستیاں ہیں۔ ان میں سے ایک نے میرے گھر قدم رنجہ فرمایا ہے۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نے جو میاں صاحب کے خاص عقیدت مند تھے، یہ واقعہ اپنی تصنیف "خزینۂ معرفت" میں لکھا ہے۔ مگر افسوس میاں جمیل احمد صاحب سجادہ نشین نے دوسرے ایڈیشن میں "خزینۂ معرفت" سے یہ واقعہ نکال دیا ہے۔

(۴) الحاج مولانا عبد العزیز صاحب فیض پوری ہمارے علاقہ کے مشہور عالم و واعظ کی بیعت حضرت میاں صاحب سے تھی۔ مولانا عبد العزیز علی الاعلان دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد مولوی محمد حسن صاحب مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے اور اپنے زمانہ کے اجلۂ علماء میں سے تھے۔ مولوی عبد العزیز صاحب حضرت میاں صاحب کے زمانہ میں جب شرقپور تشریف لاتے، میاں صاحب انہیں امامت کے مصلی پر کھڑا کر دیتے۔

(۵) ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے اپنے دو محبین نور حسن شاہ مشہور گدی نشین حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ اور مولوی امیر علی صاحب سکنہ چاہ میاں غلام علی ضلع شیخوپورہ

کو ہدایات دے کر [illegible] دیوبند بھیجا کہ میاں اصغر حسین صاحبؒ "شیخ ابو داؤد" دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں ایک ہفتہ رہیں۔

(۶) ایک اور واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ضلع شیخوپورہ کے قریب ایک گاؤں چاہ میاں غلام علی کے نام سے مشہور ہے۔ میاں غلام علی کے صاحبزادے حافظ لال حسین میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ وہ مدرسہ نعمانیہ لاہور کے نصاب تعلیم کی تکمیل کر چکے ہیں، اب مزید تعلیم کے لیے کہاں جائیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے دیوبند کے مہتمم کے نام رقعہ لکھا اور انہیں ہدایت کی کہ دارالعلوم دیوبند کا داخلہ لے لیں۔ حافظ لال حسین صاحب نے چار سال پورے دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ افسوس حافظ لال حسین صاحب بعارضہ تپ دق [illegible] اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔

حضرت میاں صاحبؒ کو دیوبندی شیوخ سے عقیدت و محبت تھی اور کبھی منافرت یا عداوت کا اظہار ان کی طرف سے نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دفعہ آپ بریلی مولانا احمد رضا خاں صاحب کی ملاقات کے لیے گئے تو دیکھا کہ وہ حقہ نوشی کر رہے ہیں اور قرآنی تفاسیر ان کے سامنے ہیں تو متنفر ہو کر وہاں سے لوٹ آئے۔

---

۱۰ ستمبر ۱۹۷۰ء

ملک حسن علی عفی عنہ
از فرق پورہ ضلع شیخوپورہ

اور جب لاری اڈہ سے جب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری صاحب واپس اپنے [illegible]
تشریف لے گئے تو حضرت میاں صاحب شرقپوری صاحب نے دیوبند میں چار نوری وجود [illegible]
ارشاد فرمایا جو اس وقت موجود بہت سے لوگوں نے سنا اور پھر بعد میں خزینہ معرفت کے ص ۳۸۲ [illegible]
لوگوں نے پڑھا بھی ہے۔ یہ ملفوظ خزینہ معرفت ۳۸۴ اشاعت اول ۱۳۵۰ھ میں روز روشن کی طرح [illegible]
ہے۔ پھر بعد کی اشاعت دوم جناب میں غلام احمد صاحب اور جناب میں جمیل احمد صاحب شرقپوری [illegible]
اہتمام سے ہوئی انہوں نے حضرت میاں شیر محمد صاحب والا الہامی جملہ دیوبند میں چار نوری وجود [illegible]
دیگر چند ملفوظات کو بڑی صفائی سے خزینہ معرفت کتاب سے نکال دیئے ہیں واضح رہے کہ خزینہ معرفت
کتاب حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری صاحب کے یار غار حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری
نقشبندی کی تالیف ہے۔

حضرت میاں صاحب کا ارشاد کتاب خزینہ معرفت طبع اول میں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے
حضرت میاں صاحب کے خلیفہ حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری کی تصنیف ہے لیکن معلوم ہوتا ہے
اب جو اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے اس میں سے حضرت میاں صاحب کا یہ ارشاد حذف کر دیا
گیا ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ناشر کتاب نے آخر اپنے پیر روشن ضمیر اور ان کے
کی ایک ''سنگین غلطی '' کا ازالہ کر ہی ڈالا۔ انا للہ الیہ راجعون

علاوہ ازیں ارسالہ ''اسوہ اکابر'' مولانا بہار الحق صاحب قاسمی مدظلہ نے ۱۳۸۲ھ میں تحریر فرمایا
مقصد یہ تھا مختلف فرقوں کی باہمی آویزش کو کسی طرح کم کیا جائے۔ ۵۰۰۰ ہزار کی تعداد میں طبع کروا کر
موسیٰ صاحب امرتسری بریلوی مقیم لاہور اور پیرزادہ محمد عطاء الحق قاسمی کے ذریعے مفت تقسیم کرایا۔

حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ
صاحب کرموں والے، حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب مولف خزینہ معرفت اور حضرت صاحبزادہ [illegible]
صاحب پیر بل شریف) نے خاص طور پر میاں صاحب کی روش کو قائم رکھا۔

مولف ''اسوہ اکابر'' کا بیان ہے۔
''مولانا عبدالحنان ہزاروی موصوف وتلمیذ رشید حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نے بتایا کہ
جب تک آسٹریلیا مسجد لاہور میں مقیم رہا۔ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ
صاحب کرموں والے لاہور آنے پر میرے ہاں اکثر قیام فرماتے'' اسوہ اکابر ۳۲، سن اشاعت ۲۰ اکتوبر
مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور۔

اسوۂ اکابر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اُسوۂ اکابر

محمد بہاءُ الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

بندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟ بہ سائل نے عرض کیا جی ہاں انہی کے متعلق حضرت پیر صاحب نے فرمایا" وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے"

یہ واقعہ مولانا محمد سعید صاحب نے میری درخواست پر مولانا فخر الحق صاحب افغان کے سامنے بیان فرمایا تھا۔

حضرت پیر صاحب کا حسن ظن اور فراخدلی صرف اکابر دیوبندی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ جماعت اہلحدیث کے سنجیدہ اور مقرب علماء کے بارے میں بھی آپ کا رویہ بڑا ہمدردانہ اور فیاضانہ تھا چنانچہ آپ نے مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی مرحوم و مغفور کی کتاب "شہادت القرآن" پر تقریظ لکھی جو عربی زبان میں تھی اس کا ترجمہ درج ذیل ہے

"اللہ! جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کو لمبی زندگی عطا فرما کر اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما اور بے دینوں اور مبتدعین کو ذلیل کر اور مولانا صاحب کے گناہ معاف فرما اور ان کی نیکیاں بڑھا۔"

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ

مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی خطیب صدر راولپنڈی نے مجھ (راقم الحروف قاسمی) سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ دیوبند سے کشمیر جاتے ہوئے رونق افروز لاہور ہوئے (مولانا عبدالحنان صاحب اس سفر میں حضرت شاہ صاحبؒ کے ہمراہ تھے) تو حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت میاں صاحبؒ

کے شوقِ ملاقات کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحبؒ نے سرینگر کشمیر سے واپسی پر شرقپور تشریف
لے جانے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کشمیر سے واپس ہو کر لاہور تشریف لائے
تو انہیں صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی چنانچہ آپ شرقپور تشریف لے گئے
اس سفر میں بھی مولانا عبدالحنان صاحب کو حضرت شاہ صاحبؒ کی ہمراہی کا
شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ
انتہائی احترام و اکرام کا معاملہ فرمایا نیز حضرت شاہ صاحب کو چند نقد روپے اور
چند کپڑے بھی بطور ہدیہ پیش کئے اور رخصت کے وقت سواری پر سوار کرانے کے
لئے باہر تک ساتھ تشریف لائے۔

مولانا عبدالحنان صاحب موصوف نے میرے مضمون کی تائید کرتے ہوئے
اس واقعہ کی مزید تفصیل بایں الفاظ زبانی ہے:۔

"حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب
کشمیری رح کی ہمرکابی میں حاضری ہوئی تو اس وقت میاں صاحبؒ مکان کی بالائی منزل
پر تشریف فرما تھے۔ حضرتؒ کے خدام نے حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا
کہ حضرت میاں صاحبؒ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جب اوپر سے تشریف لاتے
ہیں تو بیٹھے ہوئے مہمان ان کے استقبال و اکرام کے لئے کھڑے نہیں ہوتے
آپ خود ان کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا
ویسا ہی کریں گے جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحبؒ
اطلاع ہونے پر تشریف لائے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے سامنے دو زانو ہو کر
بیٹھ گئے حضرت شاہ صاحبؒ نے مصافحہ کیا پھر دو چار پانچ منٹ تک خاموش

بیٹھے رہے پھر فرمایا:۔
"میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا
کو آج پورا فرمایا۔"
اس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ
دیوبندی اسیر مالٹا اور دیگر اکابر علماء دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔
"ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں؟"
آپؒ نے حضرت شیخ الہند رح کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ میرے پاس
موجود و محفوظ ہے۔"

حضرت میاں صاحبؒ نے کچھ کپڑے (کرتہ، تہبند اور شاید پگڑی بھی لیکن
پورا یاد نہیں) اور ایک مجھے کرتے کی جیب میں ڈال کر حضرت شاہ صاحبؒ کو
ہدیۃً پیش کئے۔ اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت شاہ صاحبؒ کو رخصت
کرنے کے لئے بنفسِ نفیس موٹروں کے اڈے تک تشریف لے گئے (ماہنامہ دارالعلوم
دیوبند ماہ اپریل ۱۹۶۲ء ص ۳۸)

یہ تو تھا برتاؤ جو حضرت میاں صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ فرمایا اب
حضرت میاں صاحبؒ کا ارشاد شاہ صاحبؒ اور چند دیگر اکابر دیوبند کے متعلق پڑھیے
حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا: "دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔ ان میں سے ایک
مولانا انور شاہ صاحبؒ ہیں۔"

حضرت میاں صاحبؒ کا یہ ارشاد کتاب تحدیثِ نعمت طبع اول ص ۵ میں بھی دیکھا جا سکتا
ہے جو حضرت میاں صاحبؒ کے خلیفہ حضرت صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری مرحوم کی

آپ کے خلیفہ جناب حاجی فضل احمد صاحب مدیر ''سلسبیل'' لاہور اپنے پیر و مرشد کی روشن
مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی کے رسالہ ''اسوۂ اکابر'' سے یہی واقعہ ذرا تفصیل سے
''مولانا عبد الحنان صاحب ہزاروی خطیب صدر راولپنڈی نے مجھ (قاسمی) سے بیان فرمایا
دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ دیو بند سے کشمیر جاتے ہوئے رونق افروز لاہور ہوئے
الحنان صاحب اس سفر میں حضرت شاہ صاحب کے ہمراہ تھے) تو حضرت میاں صاحب شرقپوری کے
سے ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت میاں صاحبؒ کے شوق ملاقات کا
شاہ صاحب نے سفر کشمیر سے واپسی پر شرقپور تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کشمیر سے
لاہور تشریف لائے تو انہی صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی چنانچہ آپ شرقپور تشریف لے گئے۔
مولانا عبد الحنان صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحب نے
شاہ صاحب کے ساتھ انتہائی اکرام و احترام کا معاملہ فرمایا۔ بلکہ حضرت شاہ صاحب کو چند روپے اور
بھی بطور ہدیہ پیش کئے اور رخصت کے وقت سواری پر سوار کرانے کے لئے باہر تک ساتھ تشریف لائے۔

مولانا مولوی عبد الحنان صاحب موصوف نے میرے مضمون کی تائید کرتے ہوئے اس واقعہ کی
تفصیل بایں الفاظ فرمائی ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حضرت شاہ صاحب کشمیری
ظہر کا بی میں حاضری ہوئی تو اس وقت میاں صاحبؒ مکان کی بالائی منزل پر تشریف فرما تھے۔ حضرت
نے حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اوپر سے تشریف
بیٹھے ہوئے مہمان ان کے استقبال و اکرام کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ آپ خود ان کے پاس آ کر بیٹھ
ہیں۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا۔ ویسا ہی کریں گے۔ جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے چنانچہ حضرت
صاحبؒ اطلاع ہونے پر تشریف لائے اور حضرت شاہ صاحبؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے
صاحب نے مصافحہ کیا پھر چار پانچ منٹ تک خاموش رہے۔ پھر فرمایا۔
میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا فرمایا۔

اس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر
علماء دیو بند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔
''ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں۔
آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا
''میرے پاس موجود و محفوظ ہے''۔
''حضرت میاں صاحبؒ نے دو کپڑے (کرتہ، تہبند) شاید پگڑی بھی، لیکن پورا یاد نہیں، اور پانچ روپے
ان کی جیب میں ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو ہدیۃً پیش کئے اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت شاہ صاحب
رخصت کرنے کے لئے بنفس نفیس موٹروں کے اڈہ تک تشریف لائے''۔ (دار العلوم ماہ جون ۱۹۶۲ء۔ ص ۳۸) یہ
اکرام تھا جو حضرت میاں صاحبؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ فرمایا۔ منقول از اسوۂ اکابر ۲۹۔۳۰،

نوٹ:۔ آپ حضرات اب کتاب خزینہ معرفت ۲۸۴ صفحہ پر درج شدہ دیو بند میں چار نوری
دیکھیں۔ والے واقعہ کو نکالنے کے بارے میں حضرت جناب محمد اسحاق صاحب قصوری نبیرہ حضرت صوفی
محمد ابراہیم صاحب قصوری کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

خلیفہ اجل صاحبزادہ مولوی محمد عمر صاحب سکنہ بیربل شریف کہ جو حضرت میاں صاحب علیہ
الرحمہ کے مخلص یاروں میں سے ہیں۔ قصور میں تشریف لائے بندہ نے ان کی خدمت میں عرض کی، کاش کوئی
صاحب علم میری دستگیری فرمائے تو میں بامراد ہو جاؤں بندہ نے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں عرض کی
کہ آپ اس کتاب کو درست فرمائیں۔ آپ نے فرمایا، جس طرح امداد چاہیے تیار ہوں حتی کہ کتاب کی
درستی و حاشیہ آرائی اور ترتیب آپ ہی نے درست فرمائی اور مولوی چراغ الدین صاحب سکنہ اتاری
کرسی والے صاحب علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی نے آپ کے حالات دینے میں بہت امداد فرمائی اللہ تعالیٰ انکو
اجر عظیم عطا فرمائے۔ خزینہ معرفت صفحہ ۴ طبع اول ۱۳۵۰ ہجری

خزینہ معرفت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

خزینہ معرفت

المسمّٰی

تذکرہ عاشق ربانی شیر یزدانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اسکی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ و حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم باعمل مجسمہ ہدایت چشمہ ولایت غوث ربانی شیر یزدانی محی السنۃ والدین حضرت مولانا مولوی قبلہ و کعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

خادم [illegible] راقب حقیقت رہبر طریقت یادگار حضرت مولانا و مرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری [illegible]
المعروف حضرت مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی [illegible] اللہ تعالیٰ

ملنے کا پتہ

احقر غلام حسین پیش امام مسجد حاجی رانجھے خان صاحب قصور ضلع لاہور پنجاب

طبع اول

شائع کردہ
انجمن ارشاد المسلمین
۶ بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہلا کام یہ کیا تھا۔ کہ قرآن شریف کو جمع کرنا شروع کیا۔ آپ کی بھی مخالفت بعضوں نے کی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن شریف جمع نہیں کیا گیا۔ تو اب کس لیے کرنا چاہیے۔ تو امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض آیات پتوں پر اور بعض جھلیوں پر لکھی ہوئی ہیں بہت سے حافظ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو حضور نے یاد کروا رکھا ہے۔ اگر یہ حافظ جنگ میں شہید ہو جائیں اور یہ تحریریں وغیرہ کہیں منتشر ہو جائیں تو ہمارے پاس کلام اللہ نہیں رہے گا۔ اس پر سب اصحاب کرام نے اتفاق کر لیا۔ اور قرآن مجید یکجا جمع ہوا۔

بندہ کو بھی یہی خیال دامنگیر ہوا کہ اگر آپ کے حالات دیکھنے والے دنیا سے گذر جائیں۔ تو پھر یہ محبت جو آج کل زمانہ میں ظاہر ہوئی ہے معدوم ہو جائے گی۔ اس لیے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ آپ کی سوانح حیات ضرور لکھنی چاہیے۔ جب آپ کے حالات اور سوانح لکھ چکا۔ تو حیران تھا کہ کوئی صاحب علم میرا ہاتھ بٹائے۔ تائید الٰہی سے صاحبزادہ مولوی محمد عمر صاحب سکنہ بیربل شریف کہ جو حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے مخلص یاروں میں سے ہیں قصور میں تشریف لائے۔ بندہ نے ان کی خدمت میں عرض کی۔ کاش کوئی صاحب علم میری دستگیری فرمائے اور میں ہمراہ ہو جاؤں۔ بندہ نے صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اس کتاب کو درست فرمائیں آپ نے فرمایا جس طرح کی امداد چاہیے تیار ہوں۔ حتی کہ کتاب کی عبارت و حاشیہ آرائی اور ترتیب آپ ہی نے درست فرمائی۔ اور مولوی نور الدین صاحب سکنہ [illegible] حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی نے آپ کے حالات میں بہت امداد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دیباچہ

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش اور آپ کی تعلیم و تربیت آپ کی بچپن میں ہی [illegible] تھی۔ اسوا آپ کو دنیوی ملازمت۔ آپ کی بیعت کا حال۔ آپ کا ذکر شغل و جوش و خروش کا زمانہ۔ آپ کا [illegible] صحرا و جنگلوں میں پھرنا۔ آپ کی توجہ الی اللہ۔ آپ کی خلافت۔ آپ کا تصرف و کشف۔ آپ کے سفر۔ آپ کی تواضع و انکساری۔ آپ کا لنگر۔ آپ کا رشد و ہدایت۔ آپ کی ہمت اور استقلال۔ آپ کے مخلوق الٰہی پر احسانات آپ کے کشف و کرامات۔ آپ کا بلا پر صبر کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب اعمال متقدمین بزرگوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اس لیے متقدمین کے حالات اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں کہ ناظرین حالات حضرات خاندان عالیہ میں متقدمین بزرگوں کے دیکھ کر اندازہ لگا سکیں کہ [illegible] ایک متقدمین کے نقش قدم پر چلنے والی ذات اللہ کریم نے ظاہر فرمائی تھی۔ [illegible] ناظرین کو ان حالات کے پڑھنے سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مولوی محمد اسماعیل شیعہ کا ذکر

مولوی محمد اسماعیل بن میاں سلطان علی ریاست کپورتھلہ میں پیدا ہوئے۔ میاں سلطان علی
مقلد تھے مولوی محمد اسماعیل نے ابتدائی دینی تعلیم گھر پر حاصل کی لڑکپن میں مسلک اہل تشیع کی طرف
والدین نے بڑی سختی کی مگر وہ اپنے مسلک پر قائم رہے دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں
دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے اپنے اساتذہ کرام سے مختلف نزاعی مسائل پر بحث ومناظرہ شروع
وجہ سے دوران تعلیم دارالعلوم دیوبند سے نکال دیئے گئے۔ تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم ص ۹۱۶
اول ۱۹۸۰ء مطبوعہ لاہور۔

بعد میں اہل تشیع جعل سازی سے مولوی محمد اسماعیل شیعہ کو سابق دیوبندی لکھتے رہے
اسماعیل شیعہ نے بھی ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے کچھ عرصہ علوم دینیہ حاصل
دیوبند حاصل کیا ہے۔ لیکن یہ اس کی بدنصیبی تھی کہ والدین اور اساتذہ کرام کے سمجھانے کے باوجود
تک غالی شیعہ رہے اور شیعہ پرچم لہراتے ہوئے آخرکار موضع سکھے کی سے خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ
کہ راستے میں کار کے حادثے میں مارے گئے۔ پھر اس کی میت فیصل آباد لائی گئی مرزا یوسف حسین
جنازہ پڑھائی اور فیصل آباد میں دفن کئے گئے۔

قارئین محترم! یہ بات یاد رکھیئے کہ مولوی محمد اسماعیل شیعہ نے دارالعلوم دیوبند میں
اپنے کو ایک سنی طالب علم ظاہر کیا مگر شیعہ ہرگز ظاہر نہ کیا۔ اور فارم داخلہ پر بھی مولوی محمد اسماعیل شیعہ
لکھا لیکن دوران تعلیم علمائے دیوبند سے مختلف مسائل پر گفتگو کرنے سے علمائے دیوبند کو پتہ
طالب علم غالی شیعہ ہے اور دارالعلوم دیوبند والوں نے پھر مولوی محمد اسماعیل شیعہ کو دارالعلوم دیوبند سے

آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل شریف کا ذکر

کالج کی ملازمت میں ہی مجھے ٹریننگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے جانا پڑا خوش قسمتی سے
پروفیسر قاضی ضیاء الدین صاحب ایم اے مرحوم جو نہایت شریعت النفس اور صوفی آدمی تھے حضرت
خاندان للٰہی علیہ الرحمت سے باطنی تعلقات رکھتے تھے اور دینیات کی سند دیوبند کی رکھتے تھے گویا وہ
عالموں اور باطنی صوفیوں کی درمیانی کڑی تھے ان کے ایماء سے ترجمۃ القرآن الحمید کے لئے مولانا
احمد علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور چھ ماہ کے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہوگئی کہ بلاتردد
قرآنی ذہن میں آنے لگے۔

فللہ الحمد حمداً کثیراً منقول از انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت ص ۳ طبع اول
صاحبزادہ محمد عمر بیربل شریف ضلع شاہ پور۔

علاوہ ازیں حضرت پیر صاحبزادہ محمد عمر سابق سجادہ نشین آستانہ عالہ بیربل شریف ضلع شاہ پور کا
... سمجھئے۔ بلکہ مجھے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علمائے کرام کی شاگردی اور تلمذ کا فخر حاصل ہے۔
... بزرگان علم سے نیاز خاص رکھتا ہوں میرے اساتذہ میں سے مولانا عبداللہ ٹونکی مرحوم اور
... احمد صاحب مرحوم جیسے منطقی اور ادیب اور فخر العلماء جناب مولانا کفایت اللہ صاحب جیسے
... ہیں۔ منقول از انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت ص ۴ طبع اول مولف صاحبزادہ محمد عمر
سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع شاہ پور شریف۔

انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

یارب چہ عہد بود کہ عہدِ وصال بود　　در گلشن امید نسیم وصال بود
آسودہ بود دل ز فراق حبیب و جاں　　ہر دم ز دوست تازہ نوید جمال بود

گیتی چناں ربود ز ما عہد آں وصال
گفتی مگر و آئینہ جاں خیال بود

مرحلہ ہفتم از مراحل عمر

المسمیٰ بہ

انقلاب الحقیقت

فی التصوّف والطّریقت

المعروف

مصباح السّالکین فی ذکر محبوب الواصلین

مؤلفہ

صاحبزادہ محمد عمر صاحب کان اللہ لہٗ

سجادہ نشین بیربل شریف

سے مجھے محفوظ رکھے تا کہ جو کچھ قلم لکھے۔ وہ پاک دل ۔ پاک ارادہ پاک خیال سے لکھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ نَفْسِیْ وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِیْ
وَمَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

وصلی اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا　　زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس ذات بابرکات نے ہر ایک چیز کی تربیت اپنے ذمے رکھی ہے۔ اور کیا انسان اور کیا حیوان و کیا نباتات سب اس ذرہ نوازی سے سرفراز۔

- جب سے مجھے ظاہری علوم ضروریہ سے فارغ کر لیا۔ اور کالج کی ملازمت سے سیر کر دیا۔ تو میری باطنی اور دینی علوم کے حصول کی نوبت آئی۔ میں حیران ہوں۔ کہ کس طرح اس رخ سے بدل کر مجھے اس رخ پہ لائے کالج کی ملازمت میں ہی مجھے ٹریننگ کالج میں عربی زبان کی تعلیم کے لئے جانا پڑا۔ خوش قسمتی سے کالج کے پروفیسر قاضی ضیأ الدین صاحب ایم۔ اے مرحوم جو نہایت شریف النفس اور صوفی آدمی تھے۔ حضرت میرو شریف علیہ رحمت اور خاندان بلقہ شریف علیہ الرحمتہ سے باطنی تعلقات رکھتے تھے۔ اور دینیات کی سند دیوبند کی رکھتے تھے۔ گویا وہ ظاہری عالموں اور باطنی

حاشیہ ملہ میرا شریف ضلع کامل پور + ملہ بلقہ شریف ضلع جہلم +

صوفیوں کی پیشانی کی کڑی تھے۔ ان کے ایماء سے "ترجمۃ القرآن الحمید" کے لئے مولانا حاجی احمد علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں مجھے اتنی مہارت ہو گئی۔ کہ بلا تردد مطالب قرآنی ذہن میں آنے لگے۔ فللہ الحمد حمداً کثیراً۔

واقعات کے تبدل تغیر نے بلا تکلیف اور بلا تکلف مجھے ملازمت سے الگ کر لیا۔ اور گھر میں رہنے لگا۔ آباؤ اجداد علیہم الرحمۃ کا پیشہ علم و فقر ہی ہو چکا تھا۔ علوم مشرقیہ کے علمی امتحانات کی سندیں لینے کے بعد گو مجھے اہل علم میں بیٹھنے سے جھجک نہ رہی۔ لیکن میں خوب جانتا ہوں۔ کہ آبائی ورثہ سے مجھے بہت ہی کم حصہ ملا۔ تاہم شکریہ۔

مگر باطنی ورثہ سے ابھی تک بالکلیہ محروم تھا۔ تاہم مرشد زادوں کی طرح سلسلہ بیعت جاری ہو گیا۔ اور مخلصین بزرگوں کی جماعت میں آنے جانے لگا لیکن اپنی کمی خوب محسوس تھی تا اینکہ مرشد کا داعیہ بھی پیدا ہو گیا۔

متواتر دو ڈھائی سال شب و روز یہ جذبہ ترقی کرتا گیا۔ اور اپنی محرومی پر کبھی کبھی سخت مایوسی ہو جاتی تھی۔ تاہم دعا اور التجا کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ بعض اوقات جب میں الگ بیٹھتا تو یہی خیال مجھے گھنٹوں گردش دیتا رہتا تھا۔ کہ الٰہ العالمین کب مجھ جیسے شکی طبیعت کو اطمینان نصیب فرما دیں گے۔

ساتھ ہی میں نے جستجو اور تلاش بھی شروع کر دی۔ کئی ایک بزرگوں کی زیارت اور نیاز صرف اسی غرض سے حاصل کی۔ جو اپنے فن میں باکمال تھے۔ احباب سے بھی دریافت کیا۔ جو اس فن میں مدعی تھے۔ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت میں بھی حاضر ہوا۔ کہ شاید دامن مقصود

گہر سے بھر جائے۔

لیکن شہباز طریقت سرتاج عرفان و حقیقت۔ حضرت قبلہ جد امجد حضرت مولانا و مرشدنا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف تھا۔ گو ابھی میرا سن شباب پندرہ سال کا ہی ہوگا۔ کہ آپ کا وصال ہو گیا تھا تاہم آپ کے اخلاق و عادات نشست و برخاست اور حال و قال کا دلپذیر گہرا اثر تھا۔ اور عالم و صوفی جانچنے کے لئے ہر وقت وہ تصویر اور نقشہ اور ترازو موجود تھا۔ گو کہ آپکی ذات بابرکات دنیا میں مشہور نہیں۔ لیکن اس ہستی علم کے برابر میں نے ابھی تک کسی ایک کو بھی متبحر نہ پایا۔ شائد بعض کے دلوں میں شک پیدا ہو جاوے۔ کہ جس نے سمندر نہ دیکھا۔ وہ ایک حوض کو بھی سمندر جانتا ہے۔ نہیں۔ بلکہ مجھے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علمائے کرام کی شاگردی اور تلمذ کا فخر حاصل ہے۔ اور بہت سے بزرگان علم سے نیاز خاص رکھتا ہوں۔ میرے اساتذہ میں سے مولانا عبد اللہ ٹونکی مرحوم اور مولانا حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم جیسے منطقی اور ادیب اور فخر العلماء جناب مولانا کفایت اللہ صاحب جیسے محدث بھی ہیں۔ اکثر پروفیسران علوم شرقیہ سے مجھے نیاز حاصل ہے۔ لیکن وہ ذات بابرکات کچھ اور ہی تھی۔ وہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے آپکی زیارت کی۔ آپکی علمی مجلسوں میں شامل ہوئے اور پھر دوسرے اہل فن کی خدمت میں حاضر ہو کر آپکا علمی و عملی مقابلہ کرتے رہے۔ صوفیائے کرام کئی عالم بھی ہیں اور عامل بھی۔ کسی سے مجھے انکار نہیں۔ اور ہر ایک سے نیاز و عقیدت بھی ہے۔ لیکن ان کے برابر کسی کو کہنا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

قارئین محترم! حضرت پیر صاحبزادہ محمد عمر صاحبؒ نے سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیربل شریف ... پور نے حدیث تفسیر اور فقہ کی تعلیم فقیہ اعظم مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دیوبندی ... پڑھی۔ یہ علماء اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے اور معقول کی کتابیں مولوی محمد عبداللہ ٹونکی پروفیسر ... سے پڑھیں اور اسی مولوی محمد عبداللہ ٹونکی کے خلاف اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ... مولویوں میں سے مولوی عبدالقادر لاہور اور مولوی محمد مصطفیٰ رضا بریلوی اور مولوی امجد علی اعظمی ... وغیرہ نے اس پر فتوی لگایا اور اس کے خلاف ایک رسالہ بنام بازالۃ الضلالۃ فی ارائۃ الہدایۃ تحریر کیا۔ بریلویوں نے مولوی عبداللہ ٹونکی کے بارے میں یہ فتوی دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد عبداللہ ٹونکی ... عقائد سراسر باطل ور باطل اور غلط ور غلط ہیں۔ فتوی بازالۃ الضلالۃ فی ارائۃ الہدایۃ ص ... رفاہ عام، سٹیم پریس لاہور طبع اول۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کرماں والا شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کرماں والا شریف ضلع اوکاڑہ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد اسماعیل ... صاحب خلیفہ حضرت پیر میاں شیر محمد صاحب شرقپوری ضلع شیخوپورہ نے بھی دورۂ حدیث شریف کی تعلیم ... مدرسہ دیوبند مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ہند سے حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب نے مدرسہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کشف ... کا مطالعہ کیا، خزینہ کرم ص ۸۱، سن اشاعت ۱۹۷۸ء۔

خزینہ کرم اور معدن کرم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اللہ اکبر

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ

خزینہ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب
غوث الاغیاث محی السنۃ قاطع البدعۃ فنا فی الرسول جگر گوشہ بتول
جناب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاریؒ

المعروف

حضرت کرمانوالے قدس سرہ العزیز

کے

سوانح حیات، ملفوظات اور کرامات کا مستند مجموعہ

حسب ارشاد گرامی
صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ کریمیہ حضرت کرمانوالہ۔ ضلع ساہیوال

تالیف

چودھری نور احمد سیول بی اے (ریٹائرڈ) محلہ حیات گنج سانڈہ کلاں لاہور

[illegible] پیدل چھٹہ سرکار بمعہ سات میل کا سفر پاپیادہ کرنا پڑا
[illegible] مولانا درویش علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب شرقپور شریف کی عدم میں
[illegible] تو اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر کرمانوالی سرکار کا انتظار
[illegible] حکم ہوا کہ اب کوئی بھی اوپر نہ آئے کہ ہمارے پیر صاحب آ رہے ہیں۔ جمعہ کے روز اگر قبلہ
[illegible] صاحب شرقپور شریف میں ہوتے تو اعلیٰ حضرت آپ کو منبر پر خود بٹھاتے اور فرماتے کہ
[illegible] جہان کا منبر ہے۔ اس کے وارث آپ جیسے سید ہیں۔ وعظ فرمائے۔ اللہ اکبر
[illegible] ۔ یہی مولانا صاحب بیان کرتے ہیں کہ قبلہ حضرت صاحب ۱۳۵۲ھ میں اجمیر شریف عرس کے
[illegible] تشریف لے گئے۔ دربار عالیہ کی طرف سے مہمانی بھول اور لنگر خانہ سے طعام آیا۔ مگر دوسرے
[illegible] صاحب اور مجاورین لنگر بھیجنا بھول گئے۔ اگلے روز علی الصبح دیوان صاحب اور
[illegible] دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت قبلہ سے معافی مانگنے کے لیے بصورت سائل کھڑے ہوگئے
اور عرض کیا کہ کل ہم سے سخت غلطی اور بھول ہو گئی کہ آپ کو لنگر نہ بھیجا۔ رات خواجہ خواجگان خواجہ
معین الدین چشتیؒ نے ہم سے خاص طور پر پوچھا ہے کہ ہمارے مہمان کرمانوالہ فیروز پور سے
تشریف لائے ہیں۔ انہیں لنگر کیوں نہیں دیا گیا۔ قبلہ حضرت صاحب نے اُن کا عذر قبول کرتے
ہوئے درگزر فرما دیا۔

۴۱۔ شیخ برکت علی صاحب [illegible] من آباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب
نے مدرسہ دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کشف المحجوب کا مطالعہ کیا۔ اور حضرت علی ہجویری
رحمۃ اللہ علیہ (المعروف داتا گنج بخشؒ) کی تعلیمات سے از حد متاثر ہوئے اور جب وطن مالوف
کو لوٹے تو داتا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ داتا صاحبؒ نے ہی آپ کو اعلیٰ حضرت
میاں صاحبؒ شرقپوری کی خدمت میں حاضری دینے کا اشارہ کیا۔

۴۲۔ ایک سیل نے بیان کیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات حسرت آیات کی خبر پاکستان ریڈیو
سے ابھی نشر نہ کی گئی تھی کہ حضرت قبلہ مرشدی نے حاضرین کو بتایا کہ بابا قائد اعظم فوت ہو گئے ہیں۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے مزید فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ الفاظ تین دفعہ فرمائے
اس کے بعد ہر فرد کی زبان پر تھا۔ کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہٖ و منّہٖ تعالیٰ

ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدنِ انوار، مخزنِ اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ طریقت شہنشاہِ ولایت قطبِ دوراں
سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
پسر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
پسر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: محمد اکرام ایم اے
عبد العلیم قریشی

ولادت باسعادت و عہدِ طفلی اعلیٰ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

حضور رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سادات اُچ شریف حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سندھ سے سرزمین پنجاب میں آئے اور مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر سکونت اختیار کرتے رہے۔ آپ کے بزرگوار جد امجد بالآخر تیرھویں صدی ہجری کے شروع میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور کی حدود میں آ کر آباد ہو گئے۔ آپ کے والد بزرگوار سید سید علی شاہ المعروف بہ سید محمد علی شاہ اپنی خاندانی وجاہت، نیکی اور پاک بازی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت سید سید علی شاہ بخاریؒ کے گھر کی چار دیواری اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک باسعادت بچے کی پیدائش سے مطلع انوار بننے والی تھی۔ تیرھویں صدی ہجری کے آخری سالوں میں اس وجودِ مسعود نے عالم شہود میں قدم رکھا آپ کے جسد پاک کی شکل میں اس نور نے ظہور فرمایا جس کی روشنی سے ایک عالم منور ہونے والا تھا۔ آپ موضع کرموں والا ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں دریائے ستلج کے بائیں کنارے تھوڑے سے فاصلے پر ریت کے ٹیلوں میں واقع ہے اور شہر فیروز پور سے تقریباً پندرہ میل مشرق میں ہے۔ آپ کا سن ولادت ۱۲۹۷ھ یا ۱۲۹۸ھ ہے۔ سن عیسوی کے مطابق یہ مبارک سال ۱۸۸۳ء یا ۱۸۸۴ء تھا۔ آپ کا اسم مبارک محمد اسمٰعیل شاہ تجویز ہوا۔

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو لہو و لعب کی طرف رغبت نہ تھی۔ عام بچوں میں کھیلنا آپ کی عادت نہ تھی۔ آپ بڑے چچا سید قطب الدین شاہؒ سے زیادہ مانوس تھے اور زیادہ وقت ان کے پاس گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک متقی اور شریف الطبع استاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ عربی فارسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصول علوم دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم ان دنوں تشنگان علم دین کے لیے ایک چشمہ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا" برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل و قال تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلوم میں ان دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیل علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبد الرب میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبد العلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورہ حدیث ختم کیا۔

قیام دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجالس اس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیر تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریک محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی تھیں۔ طلبہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ صدر مجلس نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا" آپ بھی کچھ کہیں گے؟"

مشفق استاد کا اشارہ پا کر آپ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

آپ نے آیتہ مبارک:

أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ

تلاوت فرمائی اور اس کی تفسیر میں اردو زبان میں ایسی تقریر دل پذیر کی کہ سب اساتذہ عش عش کر اٹھے اور آپ کے ہم عصر ہندوستانی طلبہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ وہاں کی ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہ و منہ تعالیٰ

ایں کتاب موسومہ بہ

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

معدن انوار، مخزن اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا و مرشدنا

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

حکیم محمد اسحاق مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحبؒ کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرات شرق پور سے تشریف لائے ہیں تو بیساختہ فرمایا۔ "وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے۔ تمنا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں۔ چنانچہ وہ حضرت قبلہؒ کی حاضری کے لیے شرق پور تشریف لائے اور بوقت روانگی حضرت قبلہؒ سے پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

حضرت قبلہؒ کے خالہ زاد بھائی میاں سر محمد شفیع مرحوم ایک مرتبہ علامہ اقبالؒ کے ہمراہ در دولت پر حاضر ہوئے۔ میاں صاحبؒ نے ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع کی۔ حضور میاں محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا۔ "میں نہیں جانتا تجھے یا تیرے ڈاکٹر کو۔" سر شفیع اپنا سا منہ لے کر رہ گئے لیکن جلد ہی دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور ان کو شرف باریابی حاصل ہوا۔ حضرتؒ نے ان کے سامنے انگریزی معاشرت کی بھرپور مذمت کی اور فرمایا کہ انگریزی تمدن اور معاشرت نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور اس کا اثر ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہے اس نے ہمیں دین کا چھوڑا ہے نہ دنیا کا ہم نے جب سے اسے اپنایا ہے ہم پر خیر و برکت کے دروازے بند ہو گئے ہیں" داڑھی منڈانے پر ان کو ٹوکا اور انگریزی طور طریقوں کی مذمت فرمائی۔ علامہ بحث حضرت قبلہ سے معروض ہوئے۔ "بے شک حضرتؒ گناہوں سے نفرت ہونی چاہیے مگر گناہگار سے نہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین ہیں۔" ان کا یہ کہنا تھا کہ حضور میاں صاحبؒ دھیمے پڑ گئے آقائے دو جہاںؐ کے نام نامی اور ذکر خیر سن کر سب جوش و خروش (جو محض غیرت دین مبین تھی) ٹھنڈا پڑ گیا۔ علامہ صاحب مرحوم کی خاطر و تواضع کی اور خوشی خوشی ان کو رخصت کیا۔

ایک دن ملک صدی زمان خان ڈپٹی کمشنر گجرات حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؒ نے مجھے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا حکم

حصول علوم دینیہ (حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرماں والا شریف نے)
ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر علوم ان دنوں تشنگان علم دین کے لئے ایک چشمہ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ رخصت آپ سے شفیق چچا نے فرمایا برخوردار وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو صرف قیل وقال تک محدود ہو۔ چنانچہ ابتداء سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دل نشین ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔ مدرسہ مظاہر علوم میں ان دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیل علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالرب میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورۂ حدیث ختم کیا منقول از معدن کرم ۱۶۰ مشتمل بر احوال و آثار حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری معروف کرماں والے مولف محمد اکرام ایم اے و عبدالعلیم قریشی بی اے ایل ایل بی۔

قارئین کرام! حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف کرماں والے شریف نے دورۂ حدیث اہل سنت و جماعت مسلک دیوبند مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے پڑھ کر سند حاصل کی اور پھر مزید دینی تعلیم کے حصول کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ یہ علماء دیوبند کا فیضان ہے۔

آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے خلیفہ کی دیوبند میں حاضری

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر میاں شیر محمد شرقپوری ضلع شیخوپورہ والے اپنے خلیفہ حضرت پیر سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری کو حکم دیا آپ ایک ساتھی کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حکیم محمد اسحاق صاحب مزنگ والے فرماتے ہیں کہ یک مرتبہ حضرت سید نور حسن شاہ صاحب بخاریؒ حکیم صاحب اور ایک دوساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث

آستانہ عالیہ بھیرہ شریف کا ذکر

جناب حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف ضلع

کا مکتوب بنام مولانا کامل الدین رتو کالوی پڑھیئے۔ جو مکتوب حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب

نے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ کی کتاب تحذیر الناس

میں تحریر فرمایا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار

سرور حاصل ہوا۔

جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے

بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگانِ سامان مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب

نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے آپ نے اپنی علمی دقیق اور

انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی حسی ہو یا معنوی ظاہری ہو یا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال ہے اس طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

بالذات ہیں اور حضور ﷺ کے علاوہ جس کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم ان صفات واسطہ فی العروض ہے۔ مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز

ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جس

کو خدا داد فراست سے سمجھ سکتے ہیں عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور صلی

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت مولانا

ہوا کہ یہ حضرات شرقپور شریف سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے

کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں چنانچہ وہ حضرت قبلہ کی حاضری کیلئے شرقپور

بوقت روانگی حضرت قبلہ سے پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی۔

رخصت ہوئے۔ منقول از معدن کرم ۱۳۷ مشتمل بر احوال و اثار حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب

المعروف کرماں والے ضلع اوکاڑہ۔

قارئین محترم! جناب حضرت پیر میاں شیر محمد شرقپوری صاحب اپنے خلیفہ حضرت پیر سید

صاحب بخاری ہمراہ دو ساتھیوں کے دارالعلوم دیو بند جانے کا حکم فرمایا اور حضرت پیر سید نور الحسن شاہ

بخاری ہمراہ دو ساتھیوں کے اپنے شیخ و مرشد کے حکم سے دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا سید محمد انور شاہ

کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے۔ یعنی کے اعلیحضرت مولانا

خان کے بریلوی کے آستانہ عالیہ بریلی شریف میں جانے کا قطعاً حکم نہ فرمایا بلکہ دارالعلوم دیو بند جانے کا حکم

اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بے شک یہ درست
کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے
ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا
ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح مفہوم بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو
موصوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش
سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف
النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے گویا عوام کی
صرف انجام کار حضور ﷺ کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے
صلی اللہ علیہ وسلم مبداء و مآل دونوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو
ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ وغیرہ سطح سے بلند تر ہو تو اس میں
قصور۔

محمد کرم شاہ از بھیرہ ضلع سرگودھا

منقول از ڈھول کی آواز ص ۱۲۸ تا ۱۳۰ مولف مولانا کامل الدین رتو کالوی حسب فرمائش
حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔

ڈھول کی آواز اور پیر صاحب کی قلمی تحریر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

صدق کذب کی پڑتال

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا
بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک بخاری
حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی کو بدکاری و کفر کے ساتھ تہمت نہیں لگاتا مگر یہ کہ تہمت بدکاری
و کفر ... والے پر لوٹ آتا ہے جب کہ اس کا ساتھی تہمت لگایا گیا بدکاری و
کفر ... صفت نہ ہو یعنی اس صورت میں وہ لفظ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

ڈھول کی آواز

مؤلفہ

استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتو کالوی مفتی فاضل

حسب فرمائش

حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف دام فیضہٗ

ملنے کا پتہ

۱۔ موضع رتو کالا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا حافظ محمد شفیع طالب علم۔
۲۔ لاہور ... حوری محمد شریف امام مسجد نمبرداران اندرون
۳۔ ... مولوی محمد ... تاجر کتب

علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یمنعن احدکم مخافۃ الناس ان یتکلم بحق اذا علمہ ۔ وہ مومن کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے ہیں ۔ حضرت ابو سعید سے روایت ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ تم میں سے کسی ایک کو حق بات کے ساتھ کلام کرنے سے لوگوں کا خوف منع نہ کرے جبکہ حق کا علم رکھتا ہو ۔ سنن احمد ج ۳ ص ۹۲ ۔

میرے مکرم و محترم فاضل جامع ازہر حضرت پیر صاحب نے تحذیر الناس کو کردستہ کر پڑھکر اپنا عندیہ بغیر کسی مجبوری یا دباؤ کے آزادانہ رنگ میں پورے پچاس سطر میں لکھکر اس ایجمخوان کے پاس روانہ فرمایا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں ۔ جن کے ساتھ میں اُن کا شکریہ ادا کروں ۔ بقدر ضرورت لکھتا ہوں ۔ بخوف طوالت باقی چھوڑ دیا گیا ۔ حضرت کا قول ارشاد کے ساتھ شروع ہے ۔ اور انتہیٰ کے ساتھ ختم ہے

(۱) ارشاد حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا ۔ انتہیٰ

(۲) ارشاد جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے ۔ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کی شپرہ چشموں کے لئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے جس سے فرزانگان ساماں مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی دلفگیوں میں اضافہ کا بازار ساماں اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے ۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے ۔ کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی حسی ہو یا معنوی ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی کمال ہے

(۳) ارشاد اسی طرح صفتِ نبوّت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم متصف بالذات ہیں ۔ اور حضورؐ کے علاوہ جس کو یہ شرفِ عظیم بخشا گیا ہے ۔ اس کے لئے حضورؐ کی ذاتِ ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے ۔ انتہیٰ

(۴) ارشاد مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے ۔ اور دوسرا وہ ہے ۔ جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں ۔

عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے ۔ کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضورؐ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ اور بے شک یہ درست ہے ۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ۔ اور نہ کسی کو مجال شک ہے ۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرۂ اسلام سے اسی طرح خارج ہے ۔ جس طرح دوسری ضروریاتِ دین سے انکار کرنے والا ۔ شاباش

(۵) لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ جس طرح مفہوم بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے ۔ جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ۔ انتہیٰ

(۶) ارشاد ۔ اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے ، تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے ۔ انتہیٰ

(۵) ارشاد: گویا عوام کی خاطر نگاہیں صرف انجام کار حضور کی خاتمیت
کو سمجھ سکیں لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو یہی طرح معلوم ہے کہ حضور ابتداءً کل
دونوں طرح سلسلۂ نبوت کے خاتم ہیں۔ انتہی

(۶) ارشاد: ختم نبوت کا یہ مہ کبیر مفہوم جو مبدأ و مآل ابتداء اور انتہاء کو
اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر اُمّتِ مرزائیہ وغیرہ سطح سے بلند تر ہو تو اس
میں کسی کا کیا قصور۔ انتہی محمد کرم شاہ از بھیرہ ضلع سرگودھا

شاباش۔ جزاک اللہ عنی وعن جمیع المسلمین۔

ناظرین! حضرت پیر صاحب کی یہ تحریر مولانا نانوتوی کا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے
لئے نہایت واضح ہے۔ اس ابجد خوان کو اس پر کوئی حاشیہ چڑھانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ حضرت پیر صاحب اطال اللہ بقاءہ کی یہ تحریر سب سے اخیر میں میرے
پاس پہنچی ہے۔ اس لئے اخیر میں درج ہے۔ ورنہ اس کو حضرت شیخ الاسلام
کی تحریر کے متصل درج ہونا چاہئے تھا۔ بلکہ میرے ناقص خیال میں اس تحریر کے
ہوتے حضرت نانوتوی کی سچائی کے لئے کسی اور تصدیق کی ضرورت ہی نہیں ہے
کیونکہ یہ مبارک تحریر کل صید فی جوف الفرا کا مصداق ہے۔

ایک قیمتی مشورہ

بعض لوگوں نے تحذیر الناس کی عبارتوں سے مولانا نانوتوی پر افترا کیا یا کفر
کا فتویٰ لگایا یا لگوایا ہے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے جرم اکبر الکبائر کا ارتکاب
کیا ہے۔ انہیں اپنے اس گناہ [illegible] الفور توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ ورنہ یاد رکھیں [illegible]

کے مواخذۂ اخروی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ حضرت خادم مصنف
کرکے یک احمدیہ وکیل گجرات ہوں۔ یا حضرت شیر پنجاب اچھروی۔ یا حضرت مفتی
اعظم گجراتی یا حضرت تھانوی ہوں۔ یا اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد مأتہ حاضرہ کے
باشند۔ جو حضرات انصاف کا ترازو ہاتھ میں لے کر حسام الحرمین اور تحذیر الناس
کی عبارتوں کا موازنہ کرینگے۔ تو ان پر خود بخود روشن ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے
اور باطل پر کون؟

وما علینا الا البلاغ۔

تلک عشرۃ کاملۃ مع زیادۃ واحدۃ۔

معزز ناظرین! اس ابجد خوان نے تحذیر الناس کی صرف اپنی ورق گردانی و
پڑتال پر کفایت نہیں کی۔ بلکہ بڑے بڑے فاضلوں کی خدمت میں حاضر ہو کر
تحذیر الناس پیش کی۔ ان حضرات نے کتاب پڑھ کر مولانا نانوتوی کا مافی الضمیر
من وعن پورے طور پر تحریر کر دیا۔ بعض حضرات نے صاف انکار کر دیا۔ تاہم [illegible]
نہیں۔ یہ سب تحریریں آپ کے سامنے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر سوچ و بچار
کریں۔ کہ حضرت نانوتوی کو کافر کہنے و اعتقاد کرنے والے حق بجانب ہیں یا نہیں؟

مطبوعہ
ثنائی پریس سرگودھا

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

اور آپ کی کتاب "تحذیر الناس" کے بارے مفتی بریلوی

عالم حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

کی سنہری تحریر ملاحظہ فرمائیں

نقل تحریر حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

نحمدہ و نصلی علی سید الخلق حبیب الا لہ خاتم النبیین

وعلی الہ و صحبہ و اصفیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین

حضرۃ قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل
سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا
الف الف صلاۃ و سلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان
سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا نانوتوی قدس سرہ کی
یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرۃ کا کام دے سکتی ہے، اور بے فریفتگان حسن
مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار
سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں
یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری
ہو یا باطنی حضور ﷺ کا ذاتی کمال ہے اور جہاں کہیں کم و بیش اس کی جلوہ نمائی ہے
وہ اثر فیض حبیب کبریا ہے۔ **علیہ اجمل التحیۃ و اطیب الثناء.**

اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت ﷺ متصف بالذات
ہیں اور حضور کے علاوہ جس کو یہ شرف بخشا گیا ہے اس کے لئے حضور ﷺ کی
ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے۔ اسی طرح تمام وہ علوم جو مختلف زمانوں
میں مختلف انبیاء کرام اور رسل عظام کو دیئے گئے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا قلب
مبارک ان سب علوم الاولین والآخرین کا جامع اور امین ہے، کیونکہ اللہ تعالی کی صفت علم
روح محمدی ﷺ کی مربی ہے۔ اسی ضابطہ اور مسلم قاعدہ کی روشنی میں مولانا
خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں
ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی
نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوۃ کا اتنا ہی مفہوم ہے

کہ حضور پرنور ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔
بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے اور اس میں
شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات
دین سے انکار کرنے والا لیکن اسکے علاوہ ختم نبوۃ کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ
جس طرح موصوف بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو
اس موصوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس تک
پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے
عالم کی تمام اشیاء صفت وجود سے متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں
پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے۔ اب صفت وجود سے متصف ہونے کی ہم تلاش
شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تعالیٰ تک پہنچے گا جو بالذات صفت وجود سے
متصف ہے اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذات
خداوندی صفت وجود سے بالذات متصف نہیں، جو صراحۃ باغیانہ حرکت ہے اس لئے
جیسے وصف وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آ کر ختم ہو گیا اسی طرح ہر معروض بالعرض کا
سلسلہ موصوف بالذات پر اختتام پزیر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ
اتصاف بصفت النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات
(ذات پاک آں والا صفات مراد ہے) تک پہنچ کر رک جاتی ہے جسے حریم کبریائی سے
رحمۃ للعلمین کی خلعت مرحمت ہوتی ہے اور جس کے سر مبارک پر ختم النبیین کا نورانی
تاج نور افشاں ہے، گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف انجام کار حضور کی خاتمیت کو دیکھ

تیں، لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور مبدأ تمام و دونوں
طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین
وعلی الہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم الی یوم الدین

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبداء اور تمام، ابتداء اور انتہا کو اپنے دامن میں
سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کے طفیل ہمیں جادہ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔
آمین ثم آمین۔

مہر

دستخط محمد کرم شاہ، من علماء الازہر الشریف
سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا بھیرہ
۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ
۲۲ جون ۱۹۶۴ء

یہ دستخط میرے ہی ہیں اور مہر بھی لگائی ہے
محمد کرم شاہ، من علماء الازہر الشریف بھیرہ
ہٰذا کلہ صحیح عندی اس سے ختم نبوت ثابت ہے نہ کہ اجرائے نبوت
ابوسعید غفرلہ، مدرس مدرسہ سعیدیہ رضویہ مسجد کھوالی، للیانی، ضلع سرگودھا
۱۸ اگست ۱۹۷۱ء

قارئین کرام! جناب حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری سابق سجادہ نشین بھیرہ شریف
کے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ کی کتاب تحذیر الناس
حرف اپنی علمی و روحانی قوت سے زور سے تائید و تصدیق فرمائی ہے۔ اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند
فیضان ہے جس کا اہل علم حضرات کو کامل اور اکمل اور مکمل یقین ہے جیسا کہ حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب
سجادہ نشین بھیرہ شریف ضلع سرگودھا کی مندرجہ بالا سنہری تحریر سے ثابت ہو چکا ہے۔

حضرت پیر شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ کا ذکر

حضرت پیر شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ آپ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلویؒ کے خلیفہ
ہندوستان کے اولیاء کبار میں سے تھے حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ تجمل حسین
بہاریؒ اپنی تالیف کمالات رحمانی میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو (مولانا شاہ تجمل حسین بہاری کو) عقیدت اور غلامی حضرت مولانا
قاسم نانوتویؒ سے تھی آپ کو (حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کو) کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت
کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت ہوگئی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی بھی تعریف کی
ان کے قلب میں ایک نور الہٰی ہے جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا (محمد علی) مونگیری نے بھی اس
کی تصدیق کی ہے منقول از کمالات رحمانی ص ۱۰۵ طبع سوم مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ شائع کردہ خانقاہ رحمانی مونگیر

نوٹ:۔ یہ بات یاد رکھیں حضرت مولانا محمد علی مونگیری وہ شخصیت ہیں کہ جن کو حضرت پیر سید مہر علی شاہ
صاحب گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے ساتھ حدیث شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کا ثبوت مہر منیر
میں بھی موجود ہے وہاں پر دیکھ لیجئے۔

مہر منیر اور براۃ الابرار عن مکائد الاشرار کا عکس ملاحظہ فرمائیں

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست   کمال حشمت محمود را بعجز ایاز

سوانح حیات

فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

باجازت

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

ہیں کافر کی امداد بھی جائز ہے یا نہیں۔ دوسرے عدم تعاون یعنی گورنمنٹ انگلشیہ سے ترک موالات و ترک
تعاون۔ کیونکہ جو حضرات کانگریس میں شامل ہو گئے تھے وہ ہندوؤں کے ساتھ تعاون اور موالات کے بے حد
حامی تھے اور انگریز کے ساتھ تعاون و اشتراک عمل کے سخت مخالف۔ ہندوؤں کے لیے گئو ماتا قابل پرستش
تھی اس لیے اکثر بڑے بڑے کانگریسی مسلمانوں نے زور و شور سے کہنا شروع کر دیا تھا کہ گائے کا ذبیحہ ہندوستان
میں موقوف ہونا چاہیے۔ حکیم حافظ محمد اجمل خاں مرحوم دہلوی نے تو اس کے متعلق علماء سے ایک فتویٰ بھی حاصل کر لیا
تھا۔ اور امرتسر کے مولوی عبدالحق ایڈیٹر رسالہ اہلسنت والجماعت نے ایک رسالہ گائے کے گوشت کی کراہت
میں بھی لکھ ڈالا تھا۔ کہتے ہیں مہاتما جی سے جب ہندو سوال کرتے کہ آپ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر کیوں مل گئے
ہیں تو وہ فرماتے تھے کہ میں گائے کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا رہا ہوں۔ چنانچہ گائے کے ذبیحہ
کی ممنوعیت کا بھی ایک مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ غرض مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں یعنی خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء
ہند اپنے لائحہ عمل کو کانگریس کے پروگرام کے مطابق تیار کرتی تھیں۔ اور کانگریس کی کرتا دھرتا تمام تر حضرت مہاتما
گاندھی کی ذات تھی۔ اس لیے گویا مہاتما جی تمام ہندوؤں اور مسلمانوں کے مشترکہ اور واحد لیڈر رہتے۔ جو بھی فرماتے
اُس کی تعمیل ہوتی۔ اُن کی خوشنودی کی خاطر مسلمان بقر عید جیسوں میں ابتداءً ہی ذبیحہ گاؤ کی مخالفت کے تہیے کرتے
مہاتما جی نے عدم تعاون، کھدر کے پرچار اور چرخہ کاتنے کی تحریک چلائی اور کانگریسی مسلمانوں نے ان سب پر عمل
کیا۔ غرضیکہ ایک مہاتما کی ذات محور تھی اور تمام ہندوستان اُن کے گرد گردش کناں تھا۔

حضرتؒ سے جب سوال کیا گیا کہ مہاتما جی جو ساتنی دھرمی ہندو ہیں اور جن کا ارشاد ہے کہ میں بُت پرست
ہوں اور بُت پرستی پر فخر کرتا ہوں۔ کیا مسلمانوں کے لیے اُن کے احکام کے تحت چلنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ تو آپؒ
نے جواب فرمایا اور کہا کہ مسلمان کے لیے چار امور پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع الامۃ (۴) قیاس مجتہد۔ مہاتما گاندھی (قسم کے لوگوں) کے قول کا اتباع کہیں
نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس ... کا حکم تو حدیث میں ہے جیسی مسلمانوں اور مشرکین کی آگ میں ایک ساتھ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ)

خیر سے دل و دماغ پر کچھ اثر نہیں ہے:

مولانا مونگیری گاندھی جی کی باتوں کو خاموشی سے سنتے رہے اور جب گاندھی جی اپنی بات کر چکے تو مولانا نے پوچھا
کہ کیا آپ اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

- حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری [illegible]
- حضرت مولانا احمد علی محدث کے شاگرد [illegible]

باسمہٖ تعالیٰ

فرقہ رضائی کے امام الطائفہ بریلوی رضا خان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان
سنت علماء دیوبند نیز ان کے متبعین و منتسبین بلکہ (معاذ اللہ) ان کے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر
کی اور اطاعت شیطان و عصیان رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالافتاء
اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان
اسلام کے ایک سو بیالیس فتاویٰ (۱۴۲) اور ایک سو سولہ (۱۱۶) محافظان شریعت غراء کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات
علمائے دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم وغیرہ
ہیں۔ اس ضروری امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمیٰ بہ

براۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبدالرؤف خاں صاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین
بطول بقائہ، شائع ہو چکی ہے جس کے مطالعے سے ظاہر ہو گا کہ مجدد البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی
مورد لعنت و کفر ہو گئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے
بند ہو چکے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنے کا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب کتاب ہدایت بنے گی

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین یا مین

مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور

ایک مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم دوسرے مولوی رشید احمد صاحب ایک جو باقی ہیں ان کو
بھی نظر لگاتے ہیں۔ میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے میں بھی بدعات کو برا سمجھتا ہوں
جو مولوی صاحب کا امور دینیہ میں مخالف ہے وہ میرا مخالف ہے اور خدا اور رسول کا دشمن
ہے اور بعض جہلا جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے محض اُن کی کم فہمی
ہے۔ طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں ہوتی۔ صفائی قلب کفار کو بھی حاصل
ہو جاتی ہے۔ قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ زنگ آلودہ ہے تو پیشاب سے بھی صاف
ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے ولی
اللہ کے پہچاننے کے لئے اتباع سنت کسوٹی ہے جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے
اگر مبتدع ہے تو محض بیہودہ ہے۔ خرق عادات تو دجال سے بھی بہت ہونگے خدا تعالیٰ
فرماتا ہے قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي جو رسول اللہ کا پیرو نہ ہووے اور مرتکب بدعات
ہووے وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس فقیر سے جو اہل علم محبت رکھتے ہیں یہ باعث
اتباع سنت کے ہے کسی کی مخالفت سے مولوی صاحب کا نقصان نہیں ع

آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

مولوی صاحب وہ شخص ہیں کہ خواص کو چاہئے کہ اُن کی صحبت سے مستفید ہوں اور اُنکی
صحبت کو خیر کثیر سمجھیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کی نسبت مجھے کوئی کلمہ
بے ادبی کا نہ سناوے اور نہ تحریر کرے مجھکو ان اُمور سے سخت ایذا ہوتی ہے۔ عجب بات ہے
کہ میرے لخت جگر کو ایذا پہنچاویں اور اپنے آپ کو میرا دوست سمجھیں ہرگز نہیں۔ مولوی صاحب
پکے حنفی المذہب۔ صوفی المشرب۔ باخدا ولی کامل ہیں اُن کی زیارت کو غنیمت سمجھیں
والسلام | امداد اللہ فاروقی | مہر حاجی امداد اللہ مکہ معظمہ ۲۵۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ

(الشہاب الثاقب) بعد ازاں ملاحظہ ہو ارشادات عالی

ارشادات عالی عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شاہ تجمل حسین صاحب بہاریؒ خلیفہ حضرت قبلۂ عالم مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب

گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کمالات رحمانی ص ۲۲۳ پر لکھتے ہیں!
اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھکو عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ سے بھی
آپ (یعنی حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحبؒ) کو کشف سے معلوم ہوا۔ آپ نے حضرت
مولانا (یعنی مولانا محمد قاسم صاحبؒ) کی تعریف کی کہ اس کمسنی میں انکو ولایت ہو گئی اور مولانا
رشید احمد صاحب قدس سرہ کی بھی تعریف کی کہ اُنکے قلب میں ایک نور الٰہی ہے جس کو
ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا مونگیری (یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ مونگیری خلیفہ
مولانا گنج مرادآبادیؒ) نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے!

آہ افسوس صد افسوس۔ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب
رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے کے قطب تھے جن سے ہزارہا مخلوق فیضیاب ہوئی ہے حضرت
مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ولایت کے قائل ہیں اور حضرت مولانا رشید احمد
صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اُن کے قلب میں ایک نور الٰہی ہے
جس کو ولایت کہتے ہیں۔ سچ ہے مقولہ ولی را ولی می شناسد۔ آج ان دونوں حضرات
یعنی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ
علیہ کو گمراہ فرقہ رضا خانی کے نام نہاد مولوی پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل چھوٹا منہ بڑی
بات (نعوذ باللہ) کافر کہتے ہیں۔ پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہتے ہیں جو ان کے کفر میں شک
کرے وہ بھی کافر ہے!

رضا خانی مولویو! حضرت مولانا گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام
میں شک تو درکنار بلکہ ان کو ولی کامل سمجھتے ہیں۔ کیا تمہارے نزدیک حضرت مولانا شاہ
فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا شاہ تجمل حسین صاحب بہاری
رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا شاہ محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ یہ تینوں اکابر اولیاء اللہ
(نعوذ باللہ) کافر ہیں؟

مسلمانو! انصاف سے کہو حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ جو

قارئین کرام! مندرجہ بالا کمالات رحمانی صفحہ ۱۰۵ پر فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت گنگوہیؒ کی تعریف کی گئی ہے اور ایک ولی کامل کو ان کے قلب میں نور الٰہی کا نظر آنا یہ فیضان دیوبند [illegible] انکار ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔

آستانہ عالیہ چورہ شریف کے ایک خلیفہ کا ذکر

مولوی مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری نے حضرت مولانا عبد العلی صاحب [illegible] سے تعلیم حاصل کی مزید اپنی دینی تعلیم کے سلسلہ میں تمام علوم کی سند فراغت حضرت علامہ مولانا عبد الحی [illegible] حاصل کی اور طریقت میں آپ حضرت خواجہ علاء الدین محمد صاحب تراہی نقشبندی مجددی آف چورہ شریف [illegible] کیمبل پور) اٹک کے خلیفہ کی علماء اہل سنت دیوبند کے ساتھ عقیدت ومحبت اور خدا خوفی کا انداز فرمائیں۔

مسلک ومشرب: مولانا پیر غلام رسول صاحب قاسمی دیوبندی بریلوی مسلک کو پسند نہیں فرماتے تھے [illegible] دیوبند سے بعض مسائل میں آپ کو اختلاف تھا۔ لیکن ان سے حسن ظن رکھتے تھے ایک مرتبہ امرتسر جب حضرت مولانا گنگوہیؒ کی تکفیر کا غلغلہ بلند ہوا اور بہت ہی شدت اختیار کر گیا ایسی فضا میں حضرت مفتی صاحب [illegible] جرأت سے کام لیکر جلسہ عام میں لوگوں کی اس روش کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ۔۔۔ میں مولوی رشید احمد [illegible] کا نہ شاگرد ہوں نہ استاد نہ مرید ہوں نہ پیر میرا ان سے کوئی تعلق نہیں لیکن آخر وہ عالم ہیں اور ایک عالم کی [illegible] توہین وتکفیر ہرگز جائز قرار نہیں دی جا سکتی مولانا قاسمی کے ان ارشادات کا بہت اچھا اثر ہوا امرتسر کی [illegible] وسکون پیدا ہو گیا (منقول از تذکرہ اسلاف ص ۹۲ مطبوعہ لاہور اشاعت دوم ۱۹۸۷ء مولف مولانا [illegible]

تذکرہ اسلاف اور اسوۂ اکابر کا بھی عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

اسوۂ اکابر

محمد بہاء الحق قاسمی

خطیب ماڈل ٹاؤن۔لاہور

مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی

حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی (م ۔۔۔) رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۰۲ء سابق پنجاب کے جلیل القدر فاضل اہل دل شیخ طریقت تھے۔ آپ کو تمام علوم کی سند فراغ حضرت علامہ عبدالحی صاحب لکھنوی [illegible] بعد ازاں دیگر آپکے اساتذہ سے حاصل تھی۔ اور طریقت میں آپ عارف باللہ حضرت خواجہ اللہ دین صاحب تیراہی نقشبندی مجددی (چورہ شریف ضلع کیمبلپور) رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ ایک دفعہ امرتسر میں ایک واعظ کی انگیخت پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے خلاف عوام میں سب و شتم اور تکفیر کا طوفان اٹھا تو حضرت مفتی صاحب قاسمیؒ نے جلسہ عام میں عوام کو سرزنش کی اور مولانا گنگوہی رحؒ کی توہین و تکفیر سے عوام کو روکا۔

مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ محدث کشمیری

سابق ریاست بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزائی ہو گیا تھا۔ اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخواست دی۔ مقدمہ دائر ہوا اور اس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شہادت کے دوران مرزائی وکیل نے فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لئے کہا کہ "دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں"۔ اس پر حضرت [illegible]

مولانا بہاء الحق قاسمی

ادارۂ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ ۔ لاہور

سے ماہنامہ "فیض الاسلام" راولپنڈی مجریہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ مطابق نومبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا تھا اور جسے مناسب ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے :-

"صاحب تذکرہ مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمیؒ امرت سر ہی میں پیدا ہوئے اور ابھی بچے ہی تھے کہ والد ماجدؒ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے اپنی والدہ (جو بڑی صالحہ، عابدہ اور خدا پرست خاتون تھیں) اور برادر بزرگ مولانا عبد العزیز قاسمیؒ (متوفی ۱۲۹۹ھ) کے سایۂ عاطفت اور نگرانی میں پرورش اور تربیت پائی۔ قرآن مجید اور فارسی کی کتابیں اپنے برادر اکبر موصوف سے پڑھیں۔ اس کے بعد اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ اقارب سے ملاقات کے لیے کشمیر جانا ہوا تو وہاں قریباً تین سال تک اقامت پذیر رہے۔ اس دوران میں کشمیر کے مشہور علماء مولانا مفتی عزیز الدین صاحب متوفی ۱۳۱۴ھ اور مولانا مفتی عبد القدوس صاحب پانپوری متوفی ۱۲۸۳ھ سے کتابیں پڑھیں (پانپور سری نگر کا ایک محلہ ہے)

واپسی امرت سر

سلسلۂ تعلیم یہاں تک پہنچا تھا کہ امرت سر واپس تشریف لے آئے اور یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ سے کچھ عرصہ تک پڑھتے رہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری عبد العلی صاحبؒ سے استفادہ کیا۔ ان ہی دنوں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب پشاور سے آ کر امرت سر میں مقیم ہو گئے تو آپ نے ان سے بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ تکمیل تعلیم کے اسناد حاصل کی۔

علمی خدمات

آپ کے اکثر اوقات درس و تدریس، مطالعہ اور فتاویٰ نویسی میں گذرتے تھے۔ قدرت کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی قوتِ حافظہ عطا ہوئی تھی۔ زبان و ذہن

حضرت مفتی صاحبؒ نے چند ماہ کے بعد ندوہ سے بعض امور میں اختلاف رائے کی بناء پر علیحدگی اختیار کر لی تھی لیکن صرف علیحدگی پر قناعت فرمائی۔ مخالفت کا طریق اختیار نہیں فرمایا، جیسا کہ بعض علماء نے اختیار کیا تھا۔"

مسلک و مشرب

حضرت مفتی صاحبؒ حنفی المذہب اور صوفی المشرب تھے لیکن طبع مبارک میں تعصب و تشدد نہ تھا۔ دیوبندی بریلوی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اگرچہ علمائے دیوبند سے بعض مسائل میں آپ کو اختلاف تھا لیکن ان سے حسنِ ظن رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ امرت سر میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کی تکفیر کا غلغلہ بلند ہوا، اور بہت ہی شدت اختیار کر گیا۔ ایسی فضا میں حضرت مفتی صاحبؒ قاسمی نے جرأت سے کام لے کر جلسۂ عام میں لوگوں کے اس رویے کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ :-

"میں مولوی رشید احمد صاحبؒ کا نہ شاگرد ہوں نہ اُستاد، نہ مُرید ہوں نہ پیر، میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں، لیکن آخر وہ ایک عالم ہیں اور ایک عالم کی اس طرح توہین و تکفیر ہرگز جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔"

مولانا قاسمیؒ کے ان ارشادات کا بہت اچھا اثر ہوا۔ امرت سر کی فضا میں امن و سکون پیدا ہو گیا۔

حلیہ و لباس

حضرت مفتی غلام رسول صاحبؒ نہایت وجیہ اور خوب صورت تھے۔ ہزاروں میں بیٹھے ہوئے اپنے حسنِ خداداد کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔ دراز بینی، کشادہ پیشانی اور خوب صورت ڈاڑھی مردانہ حسن کا پتہ دیتی تھی۔ اس پر آپ کی خوش پوشی سونے پر سہاگہ کا کام دیتی تھی۔ موسم گرما میں ململ کی پگڑی یا پشاوری لنگی اور موسم سرما میں گلبدن کا عمامہ زیب سر فرماتے۔ چلنے میں رفتار متوسط درجے کی اور با وقار تھی۔

علاوہ ازیں۔ مولانا پیر مفتی غلام رسول صاحب قاسمی خلیفہ چورہ شریف کا ندوۃ العلماء کے ساتھ بعض امور پر اختلاف ہوگیا تو۔ حضرت مفتی صاحب نے چند ماہ کے بعد ندوہ سے بعض امور میں اختلاف رائے کی بنا پر علیحدگی اختیار کر لی تھی لیکن صرف علیحدگی پر قناعت فرمائی مخالفت کا رویہ اختیار نہیں فرمایا جیسا کہ بعض علماء نے اختیار کیا تھا (تذکرہ اسلاف ص۱۹۲ اشاعت دوم ۱۹۸۰ء از مولانا بہاء الحق قاسمیؒ)

نوٹ:۔ تذکرہ اسلاف کے ص۸۵ پر حضرت پیر مفتی غلام رسول صاحب قاسمی کی تعلیم کا ذکر ہے۔ آپ امرتسر واپس تشریف لے آئے اور یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ سے کچھ عرصہ پڑھتے رہے اس کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالعلیٰ صاحبؒ سے استفادہ کیا

(تذکرہ اسلاف ص۸۵)

حضرات گرامی یہ بھی علماء اہلسنت کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی مدد سے ماتحت الاسباب ایسے امداد کرواتا ہے جیسا کہ مولوی مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی نے مجدد اعظم قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی طرف سے مخالفین کو منہ توڑ جواب دیا جس سے امرتسر کی متعفن فضاء میں امن وسکون پیدا ہوگیا۔

جناب حضرت پیر سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کا ذکر

جناب مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی مولف کتاب انوار العاشقین تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحب مجددیؒ نے عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں مولانا محمد قاسم (نانوتوی دیوبندیؒ) تو جہاں پایہ مبارک حضور کا پڑتا ہے بچا بچا کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہوگیا منقول از انوار العاشقین صفحہ ۸۸۔ شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن بار اول، مطبوعہ عثمان پریس، حیدرآباد،

قارئین محترم! ایک ولی کامل کے خواب سے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ کے بارے میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول یعنی کہ اطیعو اللہ واطیعو الرسول ﷺ کے مقام اعلیٰ پر فائز ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ کیونکہ حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پڑھیئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من رانی فی المنام فقدرانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی، مشکوۃ شریف ۳۹۴ ترجمہ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل بن کر نہیں آسکتا۔

عن ابی قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من رانی فقد رای الحق (مشکوۃ شریف ۳۹۴).

(ترجمہ) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے حق دیکھا۔ یعنی کہ صحیح دیکھا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام [illegible]
الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی مشکواۃ شریف ص۳۹۴۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں مجھے دیکھ لے گا۔ اور شیطان میری صورت [illegible]
آسکتا۔ یعنی کہ نہ خواب میں اور نہ بیداری میں۔

قارئین کرام! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح معنوں میں اطاعت [illegible]
برکت سے علمائے اہلسنت دیوبند نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
فیضان حاصل کیا ہے۔ اور پھر اس فیضان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن وسنت کی روشنی میں آگے [illegible]
اور ہر ایک نے اپنے ظرف کے مطابق علمائے اہلسنت دیوبند سے فیضان حاصل کیا ہے۔ جو [illegible]
اہلسنت دیوبند کا دینی اور علمی فیضان ہے۔

نوٹ:۔ جناب مولانا معین الدین اجمیری اور سید الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے [illegible]
ہیں اور سرزمین اجمیر شریف کے رہنے والے ایک نام کی دو شخصیات ہیں۔

اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے [illegible]
المدرسین شیخ ومفتی مولانا معین الدین اجمیری نے دو رسالے بنام القول الاظہر اور تجلیات انوار المعین [illegible]
جس کے تقریباً ہر صفحے پر اعلیحضرت بریلوی کا ذکر موجود ہے۔

آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث ومفتی کا ذکر

آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث ومفتی وصدر المدرسین مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ [illegible]
[illegible] علمائے اہلسنت دیوبند سے گہرے روابط تھے۔ کہ عمر بھر جمعیت علمائے ہند سے وابستہ رہے علمائے
[illegible] دیوبند کے ساتھ مل کر تحریک آزادی میں حصہ لیتے رہے اور آپ کے علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ
[illegible] کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے
[illegible] علی برادران نے قدم چوم لیئے جس زمانہ ابتلاء میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلماء
[illegible] احمد سعید صاحب ناظم جمعیت العلما قید ونظر بندی کی تکلیفیں اٹھا رہے تھے اس تحریک کی رہنمائی کے
[illegible] دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضرہ پر تقریر فرماتے۔ جمعیت
[illegible] اجلاس امروہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نائب صدر رہے صوبہ راجپوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی
[illegible] فخر حاصل رہا۔ تحریک کشمیر کے زمانہ میں مجلس احرار کے ڈکٹیٹر رہے مسلمانوں کے سوا برادران وطن
[illegible] کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔ منقول از باغی ہندوستان ۲۰۵۔۲۰۶ اشاعت
[illegible] مطبوعہ لاہور طابع ایم منیر قاضی ملی پرنٹرز سرکلر روڈ لاہور۔

مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا غیر ملکی حکومت کا خاتمہ اور
[illegible] کی جدوجہد میں تمام اقوام ہندوستان سے اشتراک عمل مجلس احرار اسلام جمیعۃ العلمائے ہند آل انڈیا
[illegible] نیشنل کانگریس ہر آزادی پسند جماعت کے رکن رکین تھے۔ صوبائی اور مرکزی صدر و ڈکٹیٹر رہے
[illegible] بجگہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء بمطابق ۷ محرم ۱۳۵۷ھ کو وجع الورک میں مبتلا ہو کر پاؤں سے معذور بھی ہو
[illegible] اس معذوری کے باوجود سیاسی سرگرمیاں حسب دستور جاری بھی تھیں۔ منقول از باغی ہندوستان ۲۱۴،
[illegible]

مولانا مفتی کفایت اللہ علامہ سید سلمان ندوی شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی ...

مولانا (معین الدین اجمیری) سے بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے اول الذکر ...

فنی و علمی مسائل کی تحقیقی گفتگو بھی کرتے ۔ منقول از باغی ہندوستان ص ۲۲۵ سن اشاعت ...

قاضی علی پرنٹرز سرکلر روڈ لاہور ۔

نوٹ :۔ جناب مولانا معین الدین اجمیری اور سید الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ...

اور سرزمین اجمیر شریف کے رہنے والے ایک نام کی دو شخصیات ہیں ۔

اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے ...

و مفتی مولانا معین الدین اجمیری نے دو رسالے بنام القول الاظہر اور تجلیات انوار المعین لکھے جس ...

صفحے پر اعلیحضرت بریلوی کا ذکر موجود ہے ۔

قارئین کرام ! مولانا معین الدین اجمیری آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث و مفتی ...

کی علمائے اہلسنت دیو بند کے ساتھ گہرے روابط کی جھلک آپ حضرات نے بخوبی ملاحظہ فرمائی ہے ...

معین الدین اجمیری کے علمائے اہلسنت دیو بند کے ساتھ گہرے تعلقات یہ فیضان دیو بند کا نتیجہ ہے ۔

باغی ہندوستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

أَلثَّوْرَةُ الْهِنْدِيَّةُ

باغی ہندوستان

مؤلف : مولانا محمد فضل حق خیر آبادی

مترجم : عبد الشاہد خاں شروانی

مکتبہ قادریہ ○ لاہور

چلا رہے ہیں۔ دار العلوم معینیہ عثمانیہ سے علیحدگی کے باوجود اس کے اراکین، مدرسین، طلبا اور دیگر متعلقین سے تعلقات خوشگوار رہے۔ ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ کے اراکین حضرت مولانا کو پھر اپنے یہاں واپس لائے لیکن سیاسی اختلافات کے نتیجہ کے طور پر ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء مطابق ۱۳۵۸ھ کو بحکم سرکار نظام دار العلوم معینیہ عثمانیہ سے آپ الگ ہو گئے لیکن اس علیحدگی کے بعد بھی حلقۂ درس پوری آب و تاب کے ساتھ قائم رہا۔

اس زمانہ درس و تدریس میں دوسرے علمی مشاغل بھی جاری رہے چنانچہ مولانا نے تصانیف کا ایک معتد بہ ذخیرہ چھوڑا ہے جس کا اکثر حصہ ابھی طبع نہیں ہو سکا ہے مثلاً ترمذی شریف کا ایک ناتمام حاشیہ، وجود علم و معلوم، کلی طبعی اور مسئلۂ وجود پر مکمل اور جامع تقریریں، حضرت خواجہ غریب نواز کی محققانہ سوانح عمری[1] وغیرہ۔ یہ چیزیں ان شاء اللہ جب اہل علم کے سامنے آئیں گی۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ اجمیر کے اس بوریا نشین کی نگاہ تحقیق کتنی بلند تھی۔

آخری زمانے میں درگاہ بل کی اصلاح کے متعلق جو فتوے[2] مولانا نے مرتب فرمایا تھا وہ اس قدر جامع اور موثر تھا کہ ایک طرف تو ہندستان اور حرمین کے علما نے اس کی تائید کی اور دوسری طرف ممبران اسمبلی نے اس بل کے ان تمام نقائص کو دور کیا جن کا شریعت اسلام سے تصادم ہوتا تھا۔

یہ تھی مولانا کی علمی زندگی! عملی زندگی کا یہ حال تھا کہ اجمیر میں صدہا بدعات کا خاتمہ کیا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ملک کی صحیح رہنمائی میں باوجود چند در چند مشکلات کے کبھی مطلق کمی نہیں فرمائی۔

تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے قدم چوم لیے۔ جس زمانہ ابتلا میں مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلما اور مولانا احمد سعید صاحب ناظم

[1] ... خواجہ کے نام سے جولائی [illegible] میں شائع ہو چکی ہے۔ شاہد شروانی

[2] اصلاف کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ شاہد شروانی

جمعیۃ العلما، قید و نظر بندی کی تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ اس وقت تحریک کی رہنمائی کے لیے آپ ہر ہفتہ دہلی تشریف لے جاتے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مسائل حاضرہ پر تقریر فرماتے۔ جمعیۃ العلما کے اجلاس امروہہ کی صدارت فرمائی اور مستقل نائب صدر رہے۔ صوبہ راجپوتانہ کی مجلس خلافت کو آپ کی صدارت کا ہمیشہ فخر حاصل رہا۔ تحریک کشمیر کے زمانہ میں مجلس احرار اسلام کے ڈکٹیٹر رہے۔ مسلمانوں کے سوا برادران وطن بھی آپ کی سیاسی بصیرت کے معترف اور اس سے متاثر تھے۔

ان علمی اور سیاسی مشاغل کے ساتھ ساتھ سلوک اور تزکیۂ باطن کی طرف بھی پوری توجہ تھی۔ مولانا کے والد شاہ عبد الرزاق صاحب فرنگی محلی سے بیعت تھے اور خود مولانا شاہ صاحب کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب صاحب (والد حضرت مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی مرحوم) سے بیعت تھے۔

استغنا، رجوع الی اللہ، توکل وغیرہ آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکے تھے۔ آخری سال تو بڑے ہی صبر و استقامت اور متوکلانہ زندگی کے تھے۔ فرائض تعلیم و افتا و رشد و ہدایات کی ادائگی کے بعد کبھی لوگوں میں بلا ضرورت نہ ٹھیرتے۔ ارباب دولت، اہل دنیا، خصوصاً امرا و حکام سے ہمیشہ بے تعلق رہے لیکن جب کوئی خدمت والا میں حاضر ہوتا تو اپنے قلب میں مولانا کے اخلاق فاضلہ کا خاص اثر لیکر واپس جاتا۔

عبادت کا یہ حال تھا کہ فرائض کے سوا نوافل و مستحبات کے بھی ہمیشہ پابند رہے تادم واپسیں اپنے اوراد و اشغال میں فرق نہ آنے دیا۔ حق گوئی میں کسی بڑی سے بڑی طاقت سے بھی نہیں ڈرے۔ اسلاف کی سنت کے مطابق قید و بند کی مصیبت سے بھی دو چار ہوئے لیکن اس کو بھی ہنسی خوشی برداشت کیا اور ہمیشہ وہی کیا جو ایک مجاہد اور ربانی عالم کو کرنا چاہیے۔

ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ بخاری وغیرہ کی تعلیم میں جب حدیث آتی کہ حضور کے مرض وفات کی تکلیف دیکھ کر حضرت فاطمہ

ایک دوسری مجلس میں یہی نواب صاحب پرانے نظام تعلیم پر تبصرہ فرما رہے تھے اس کی
فرسودگی پر دلائل پیش کر رہے تھے۔ مولانا سے نہ رہا گیا فرمایا کیا کریں ہم تو اسی نظام تعلیم پر ہیں
آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر تمام پرانی چیزیں بدلوا دیں۔ نماز، روزہ، حج، اور زکوۃ سب پرانی
چیزیں ہو چکیں، جب تک یہ جاری رہیں گی۔ ہدایہ، شرح وقایہ اور قدوری وغیرہ کا درس بھی جاری
رہے گا۔ آپ ان سب چیزوں کو بدل دیں ہم نیا نظام تعلیم خود بخود بنا لیں گے۔ اسی طرح وہ
نواب صاحب خاموش ہو گئے۔

مولانا کا سیاسی مسلک تحریک خلافت سے لے کر آخر وقت تک ایک ہی رہا۔ غیر ملکی حکومت
کا خاتمہ اور استخلاص وطن کی جدوجہد میں تمام اقوام ہندستان سے اشتراک عمل، مجلس احرار اسلام
جمعیۃ العلمائے ہند، آل انڈیا خلافت کمیٹی، انڈین نیشنل کانگریس، ہر آزادی پسند جماعت کے رکن
رکین تھے، صوبائی اور مرکزی صدر و ڈکٹیٹر رہے۔ آخر عمر میں جبکہ ۲۰ مارچ ۱۹۴۲ء مطابق ۔۔۔
کو وجع الورک میں مبتلا ہو کر پاؤں سے معذور بھی ہو چکے تھے اور اس معذوری کے باوجود سیاسی
سرگرمیاں حسب دستور جاری بھی تھیں، حریفان حرص و آز اور خواہشمندان اقتدار نے آخری
حربہ استعمال کیا۔ ایک دہلوی مرزا جو منافقت کی مکمل تصویر تھا بظاہر مولانا کی شاگردی اور عقیدتمندی
کا مدعی لیکن بہ باطن مولانا کو اپنے منصوبوں کی تکمیل میں سب سے بڑا سنگ گراں سمجھتا تھا ایک
طرف حکومت سے سازباز اور دوسری طرف مسلمانوں کا سیاسی وکیل "بنے رہنے کی کوشش کرتا تھا
بعض اہل غرض افراد کو شریک سازش بنا کر حکومت نظام سے مراسلت کا سلسلہ شروع کیا کہ حکومت نظام
جس دارالعلوم (معینیہ عثمانیہ اجمیر) کے کفیل ہوں اس کا صدر المدرسین "یار وفادار" کے حلیف کی
بیخ کنی میں مصروف رہے۔ تحقیقاتی وفد رجب ۱۳۶۰ھ میں اجمیر پہنچا۔

اس وفد نے مولانا سے عقیدتمندانہ انداز میں ریاست کی مجبوریاں ظاہر کرتے ہوئے سیاست
سے کنارہ کشی اور علمی خدمات ہی میں توجہات کے انحصار کی التجا کی۔ مولانا نے بات کی تہ تک
پہنچکر فرمایا جہاں تک علمی خدمات کا تعلق ہے، حصول علم کے بعد سے کوئی دور ایسا نہیں گذرا
کہ اس سے غفلت برتی گئی ہو۔ تحریک خلافت کی دو سالہ قید میں جیل خانہ کی چار دیواری میں بھی دیگر
فنون کے ساتھ دورہ حدیث بھی ہوتا رہا تھا۔ (مولانا کے ساتھ بعض تلامذہ بھی شریک زنداں ہو گئے

(زادہ ان سجادہ نشین سیال شریف (پنجاب)، صاحبزادہ ہاشم جان سندھی، مولوی طاہر حسین
(بہاری) دہلی، مولوی غازی محی الدین اجمیری، مولوی نورالدین خلف مولانا قمرالدین اجمیری
مولوی عبدالشکور بہاری، مولوی عبدالحی اجمیری، مولوی افتخار احمد پھپھوندی بہاری حضرت مخدوم
شاہ مقبول میاں قلندر خیرآبادی اور حکیم نصیرالدین ندوی وغیرہم قابل ذکر تلامذہ ہیں۔
مولانا حافظ مفتی سلطان حسن اکبرآبادی اور مولانا مناظر احسن گیلانی نے
بھی استفادہ کیا ہے۔

مولانا بزار اصرار پر بھی کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے۔ مولانا احمد علی ناظم انجمن خدام الدین نے
خطوط کے ذریعہ اصرار کی انتہا کر دی خود بھی حاضر ہوئے سینکڑوں التجاؤں کے بعد شرف
پیرانی بخشا گیا۔ اسی طرح سیٹھ عبدالمجید احمد آباد (تانے والے) ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے تو مجبوراً
ان کو بیعت کرنا پڑا۔ ان دو حضرات کے سوا کسی اور کا بیعت کرنا میرے علم میں نہیں ہے
بیعت مصافحہ و ضیافت کے لئے اذن عام تھا۔ اکثر حضرات کو اجازت بھی بخشی گئی۔ ۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء
مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۵۸ھ پنجشنبہ کو مجھے اور رفیق محترم مولوی سید نجم الحسن خیرآبادی کو بھی یہ سعادت
نصیب ہوئی۔ حدیث مصافحہ و ضیافہ مع اسناد پڑھ کر مصافحہ فرمایا اور "اسودین" پانی اور کھجور سے
ضیافت کی۔ اسناد پر دستخط ثبت فرما کر اجازت بیعت بھی مرحمت فرمائی۔

مولانا مفتی کفایت اللہ، علامہ سید سلیمان ندوی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی اور
دوسرے اکابر علماء مولانا سے بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اول الذکر دونوں حضرات
کبھی کبھی فنی و علمی مسائل کی تحقیق گفتگو بھی کرتے۔

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم جب یورپ گئے اور وہاں انھیں لیکچر بھی دینا تھا تو جناب میر غلام بھیک
نیرنگ کی معرفت مولانا سے زمان و مکان پر مضمون لکھایا تھا۔ اس کی انگریزی کر کے وہاں کی علمی مجلس
میں وہ مضمون پڑھا جو بے حد پسند کیا گیا۔ وہاں سے واپسی پر مولانا کو شکریہ کا خط لکھا تھا
مولانا نے ایک موقع پر وہ خط مجھے بھی دکھایا تھا معلوم نہیں اب بھی کاغذات میں وہ محفوظ ہے
یا نہیں!

مولانا کو فلسفہ کے مسائل پر اس قدر عبور تھا کہ اہم سے اہم مسئلہ پر برجستہ گفتگو فرماتے

[illegible]

آستانہ عالیہ مکان شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ مکان شریف کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید مظہر قیوم صاحب کے علمائے دیو
بند کے ساتھ گہرے تعلقات تھے آپ نے اپنے صاحبزادے پیر سید محفوظ حسین شاہ صاحب کو دار العلوم
دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا جو بمقام بھلیر ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہے۔

نوٹ:۔ جناب حضرت پیر سید مظہر قیوم شاہ صاحب مکان شریف والوں کا اپنے صاحبزادے پیر
صاحب کو دار العلوم دیو بند میں دینی تعلیم کے لئے بھیجنا۔ یہ علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے۔

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ مرولہ شریف کا ذکر

حضرت خواجہ غلام سدید الدین مرولوی صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ مرولہ شریف
حصول تعلیم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

خواجہ غلام سدید الدین مرولوی نے دورۂ (حدیث) شریف ایک سال کی مدت میں
سلطان محمود صاحب چپلانوی سے پڑھا حضرت مولانا صاحب پیر انور شاہ صاحب کشمیری کے ہم
العلوم دیو بند میں ذہین ترین طالب علم شاہ صاحب اور دوسرے نمبر پر مولانا چپلانوی شمار ہوتے تھے۔
صاحب نے شاہ صاحب کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ دوران درس ایک مرتبہ ہمارے استاذ صاحب
گر رہے تھے اور اس موضوع پر بطور خاص میری معلومات کا پورے دیو بند میں چرچا تھا حضرت شاہ صاحب

شہرت نہ تھی۔
چنانچہ استاذ صاحب نے اپنی تقریر درمیان روک کر شاگردوں سے رائے طلب کی مولانا چپلانوی کہتے
میں خوش بہت ہوا کہ آج میں پیر انور شاہ صاحب کے مقابلے میں بہت بہتر تقریر کرونگا، چنانچہ میں
کیا کہ پہلے شاہ صاحب اپنے دلائل بیان کر لیں تو میں بعد میں عرض کرونگا۔ استاذ صاحب کے حکم سے شاہ
تقریر شروع کی۔ مولانا چپلانوی کہتے ہیں کہ میرے ذخیرہ علمی میں جو سب سے قوی اور قیمتیں دلیلیں تھی
میں مجھے ناز تھا کہ میری ہی ذہنی فتوحات کی وہاں تک رسائی ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا
دلیل سے کیا اور پھر آئندہ ہر دلیل اس سے بڑھ چڑھ کر پیش کی۔ مولانا چپلانوی کہتے ہیں کہ مجھ پر
ہو گیا اور میں شاہ صاحب کے علمی تجرے سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ خزانہ قدس کے لدنی
شاہ صاحب کا ذہنی رابطہ ہے ورنہ کسب و کوشش سے اس مقام ارفع تک رسائی ممکن نہیں خواجہ حافظ
نے کسی بادشاہ کے بارے میں لکھا تھا اور وہ مصرعہ حضرت کاشمیری پر اس طرح چسپاں ہوتا ہے جیسے
انہی کے لئے سات صدی قبل لکھا گیا ہو۔

محل نور تجلیت رای انور شاہ

۱۳۴۱ھ ۱۹۲۳ء میں آپ نے درسیات سے فارغ التحصیل ہو کر حضرت چپلانوی سے سند فضیلت
کی حوالہ از ھو المعظم ص ۱۶۱-۱۶۲ سن اشاعت ۱۹۸۹ء طابع مکتبہ جدید پریس لاہور ناشر اسلامک بک
لاہور۔

ھو المعظم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

خانقاہِ معظمیہ کا صد سالہ عہدِ رُوحانیت

ھُوالمعظم

تالیف

صاحبزادہ غلام نظام الدین مڑلوی

اسلامک بُک فاؤنڈیشن

۲۴۹ این ۔ سمن آباد ۔ لاہور

زلیخا سے سکندر نامہ تک فارسی کی انتہائی تعلیم آپ نے مولوی خدا بخش صاحب کفردی سے حاصل کی۔

فارسی کی تکمیل کے بعد عربی کا دور آیا۔ عربی کی ابتدائی تعلیم آپ نے مولانا خدا بخش صاحب کفردی سے حاصل کی۔

متنِ متین، درِّ مختار، شرح چغمینی (فنِ ریاضی)، علمِ میراث کامل، تکملہ، عبدالغفور (نحو)، اقلیدس، تصریح، سراجی، حمداللہ، مطوّل اور توضیح تلویح، کیمبلپور کے مولانا محمد دین صاحب بدھوی سے پڑھیں۔

دورہ شریف ایک سال کی مدت میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب پیلانوی سے پڑھا۔ حضرت مولانا صاحب پیر انور شاہ صاحب کاشمیری کے ہمدرس تھے اور دارالعلوم دیوبند میں ذہین ترین طالبعلم شاہ صاحب اور دوسرے نمبر پر مولانا پیلانوی شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا صاحب نے شاہ صاحب کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ دورانِ درس ایک مرتبہ ہمارے استاد صاحب تقریر کر رہے تھے اور اس موضوع پر بطورِ خاص میری معلومات کا پورے دیوبند میں چرچا تھا۔ حضرت شاہ صاحب کی اس موضوع پر چنداں شہرت نہ تھی۔ چنانچہ استاد صاحب نے اپنی تقریر درمیان میں روک کر شاگردوں سے رائے طلب کی۔

مولانا پیلانوی کہتے ہیں کہ میں جی میں خوش بہت ہوا کہ آج میں پیر انور شاہ

صاحب کے مقابلے میں بہت بہتر تقریر کروں گا۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ پہلے شاہ صاحب اپنے دلائل بیان کرلیں تو میں بعد میں عرض کروں گا۔

استاد صاحب کے حکم سے، شاہ صاحب نے تقریر شروع کی مولانا پپلانوی کہتے ہیں کہ میرے ذخیرۂ علمی میں جو سب سے قوی اور قیمتی دلیل تھی جس کے بارے میں مجھے ناز تھا کہ میری ہی ذہنی فتوحات کی وہاں تک رسائی ہے، شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا آغاز اسی خاص دلیل سے کیا اور پھر ہر دلیل اس سے بڑھ چڑھ کر پیش کی۔ مولانا پپلانوی کہتے ہیں کہ مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا اور میں شاہ صاحب کے علمی تبحر سے مبہوت ہو کر رہ گیا، اور مجھے یقین ہو گیا کہ خزانہ، قدس کے لدنی سرچشمے تک شاہ صاحب کا ذہنی رابطہ ہے، ورنہ کسب و کوشش سے اس مقام ارفع تک رسائی ممکن نہیں۔ خواجہ حافظ شیرازی نے کسی بادشاہ کے بارے میں لکھا تھا، اور وہ مصرع حضرت کاشمیری پہ اس طرح چسپاں ہوتا ہے جیسے درحقیقت انہی کے لیے سات صدی قبل لکھا گیا ہو۔

محلِ نورِ تجلیست رایِ انورِ شاہ

○

۱۳۶۱ھ (۱۹۴۲ء) میں آپ نے درسیات سے فارغ التحصیل ہو کر حضرت پپلانوی سے سندِ فضیلت حاصل کی۔ اس طرح آپ کا عرصۂ تعلیم اکیس

قارئین کرام! یہ ہے علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان کہ مولوی غلام محمود پپلانوی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے دار العلوم دیو بند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور یہ علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے اور مولوی غلام محمود پپلانوی سے خواجہ غلام سدید الدین مرولہ شریف والے نے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور علمائے اہلسنت دیو بند کا فیضان خانقاہ عالیہ مرولہ شریف والوں تک پہنچ گیا اور غلام محمود پپلانوی کے تعلیمی دور میں ان کے دل و دماغ میں امام المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی علمی قابلیت اور ذہانت و فطانت کا سکہ بیٹھ گیا تھا اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طالبعلمی دور میں ہی اپنے ساتھیوں سے اپنا علمی لوہا منوالیا۔ یہی اقرار مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی نے بھی کیا ہے۔

آستانہ عالیہ پپلاں شریف ضلع میانوالی کا ذکر

آستانہ عالیہ پپلاں شریف ضلع میانوالی کے سابق سجادہ نشین مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی نے حدیث شریف دارالعلوم دیو بند جا کر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ثبوت ملاحظہ فرمائیں ۔ مولوی غلام محمود پپلانوی نے ۔ درس حدیث مولانا محمود حسن شیخ الحدیث دیو بند سے ۱۹۰۲ء کو فارغ التحصیل ہو کر پپلاں ضلع میانوالی میں تدریس کا کام شروع کیا (تذکرہ اکابر اہلسنت ص عت دوم ۱۹۸۲ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور تالیف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

قارئین کرام! مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی ضلع میانوالی کا دارالعلوم دیو بند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ علماء اہلسنت دیو بند کا فیضان ہے

مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی کے اپنے استاد کے بارے میں تاثرات

آستانہ عالیہ پپلاں ضلع میانوالی کے سابق سجادہ نشین مولوی غلام محمود پپلانوی نے اپنے استاد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ کا علمی مقام اور مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں العلوم واستاذ الرسوم النحریر الاعظم والبحر الطمطام سرسور الماہرین وقمقام الفاضلین السابح فی دُرَرِ المغلقات رئیس المحدثین وتاج المفسرین مولانا محمود حسن دیو بندی ادام الله الطافه علی رؤسنا (منقول از حاشیہ تحفہ سلیمانی ص ۱۱۵ ۔ از مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی)

تحفہ سلیمانی کا عکس

ما شاء الله لا قوة الا بالله

تحفۂ سلیمانی

آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے خلیفہ کا ذکر

آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ کے سابق سجادہ نشین حضرت میاں شیر محمد صاحب
[illegible]ی کے خلیفہ حضرت سید محمد ابراہیم صاحب بھول شریف نے دین اسلام کی اعلیٰ تعلیم ایشیاء کی
[illegible] یونیورسٹی دار العلوم دیو بند سے حاصل کی ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت سید محمد ابراہیم صاحب
[illegible]ول شریف ۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے دیو بند تشریف لے گئے وہاں مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ
[illegible] شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا اصغر حسین سے تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد
[illegible] موضع کھوکھر مراجعت فرما ہوئے اور کسی مرد خدا کی تلاش ہوئی چنانچہ کئی بزرگان دین کی خدمت
[illegible] حاضر ہونے بعد اعلیٰ حضرت حضرت قبلہ میاں شیر محمد ربانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اعلیٰ حضر
[illegible]ت نے ایک ہی نظر کیمیا سے تمام شکوک دور کر کے کندن بنا دیا منقول از خزینہ کرم ص ۵۴۴ سوانح
[illegible]ت حضرت کرمانوالے کا مستند مجموعہ بار اول فروری ۱۹۷۸ء مطبع کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور
[illegible] چوہدری نور احمد مقبول بی ، اے میرو والی محلہ حیات گنج سانده کلاں لاہور۔

خزینہ کرم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اللہ اکبر

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

خزینۂ کرم

یعنی

قدوۃ السالکین عمدۃ الصالحین حجۃ الکاملین زبدۃ العارفین قطب الاقطاب
غوث الاغیاث محی السنۃ قاطع البدعۃ فنا فی الرسول جگر گوشۂ بتولؓ
جناب حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب بخاریؒ

المعروف

حضرت کرمانوالے قدس سرہٗ العزیز

کے

سوانح حیات ملفوظات اور کرامات کا مستند مجموعہ

حسب ارشاد گرامی
صاحبزادہ پیر سید محمد علی شاہ صاحب بخاری مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ کریمیہ حضرت کرمانوالہ۔ ضلع ساہیوال

تالیف

چودھری نور احمد مقبول بی اے [illegible] گنج ساندہ کلاں لاہور

فرمایا بچا بھی کرو۔ اور اللہ اللہ بھی کیا کرو۔ اس دن سے ہر اعتبار سے دینی دُنیاوی حالت بہتر ہو گئی
جاری ہے۔ اور یہ سب حضرت قبلہؒ کی رحمت سے ہے۔

بابو محمد رمضان صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اپھارہ کی شکایت تھی۔ علاج کرتے کرتے تھک گیا
میاں صاحب کو علم ہوا۔ فرمایا کہ زیرے کے پتے گھوٹ کر پی لیا کرو۔ میں نے عرض کی حضور گرم ہے
فرمایا سونف بھی لے لیا۔ اور چینی کر کھا لیا کرو۔ آپ کی توجہ سے اپھارہ کا مرض جاتا رہا۔

آپ اپنے حضرت میاں صاحبؒ کے مظہر اتم تھے۔ خود بھی اپنے حضرت کے عرس مبارک
پر پابندی سے جاتے تھے اور مریدین کو بھی وہاں حاضری کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ شاہ نقشبند کے
خاندان سے ایک بزرگ اوکاڑہ تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ راز و دنیا کی باتیں ہوتی رہیں۔ پیر منظور گر
گئے۔ پر ہسپتال میں برائے علاج لے جایا گیا۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ جمعہ کی صبح کو حضرت میاں
صاحب گھنگ شریف لے گئے۔ اور بدھ جمعرات کی درمیانی رات کو ۱۰ بجے آپ کی روح پاک
جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کو بروز جمعرات لحد پاک میں اتارا گیا اور آپ نے اس خطۂ زمین
کو جنت نظیر بنا دیا۔ تاریخ رحلت ۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ مطابق یکم اپریل ۱۹۷۰ء مزار اقدس
گھنگ شریف میں ہے۔

حضرت سید محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیہول شریف

آپ کا سن پیدائش ۱۹۱۰ء ہے۔ آپ بچپن ہی سے بینائی سے محروم ہو چکے
تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ابتدائی تعلیم [illegible] جالندھر سے
حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دیوبند شریف تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا انور شاہ صاحب
کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ سے تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف
کی تکمیل کے بعد وطن مراجعت فرما ہوئے۔ اور کسی مرد خدا کی تلاش ہوئی۔ چنانچہ کئی
بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد اپنے حضرت قبلہ میاں شیر ربانیؒ کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک ہی نظر میں تمام شکوک دور کر کے گرویدہ بنا دیا۔ چنانچہ کئی سال

حاضر ہوتے رہتے۔ آخر ایک دن قبلہ میاں صاحبؒ نے فرمایا شاہ صاحب آپ گھر پر ہی اُن لوگوں کو تعویذ
بتا دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ فضل و کرم کرے گا۔ ساتھ ہی آپ نے اعلیٰ حضرت نے ایک رومال شاہ صاحب
کو عطا فرمایا، جو ابھی تک اُن کے گھرانے میں محفوظ ہے۔ قبلہ شاہ صاحب کی تاریخ رحلت شریف
[illegible] ہے اور اُن کا مزار شریف نارنگ منڈی ریلوے اسٹیشن پر ان کے صاحبزادے امیر علی شاہ
صاحب تیار کروا رہے ہیں۔

علاقہ میں قبلہ شاہ صاحب کا عام فیض ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر کئی غیر مسلم اسلام
کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ قبلہ شاہ صاحبؒ کو یتیموں سے بے حد محبت تھی۔ اور کئی یتیم بچوں
کے کفیل رہے۔ سب لوگوں سے آپ کو نہایت ہی اُنس اور پیار تھا۔ اُن کی خدمت فرض سمجھتے
تھے۔ جس وقت قرض لے کر بھی یہ فرض ادا کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ
کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ شریعت کی پابندی بہ درجہ اتم کرتے اور کرواتے۔ اپنے مرشد
کی امداد کر پہنچتے۔ چند ایک واقعات ملاحظہ ہوں۔

قبلہ شاہ صاحبؒ اپنے گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ مسجد کے دروازے
ہندو کا قبولِ اسلام: پر ایک ہندو کھڑا تھا۔ آپ نے فرمایا کیوں کھڑے ہو۔ عرض کیا حضور
مسلمان ہونے کے لیے اس وقت سے آیا ہوں۔ میں نے آپ کو صرف ایک دفعہ دیکھا ہے مگر اس ایک
دفعہ کی زیارت نے مجھے اسلام کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ فرمایا کہ جمعہ کے بعد مسلمان کریں گے تم اسی وقت
میں دل سے پھر سوچ لو۔ وہ رو پڑا اور عرض کیا کہ حضور اگر میں جمعہ سے پہلے ہی مر گیا تو کیا آپ
میرا جنازہ پڑھیں گے۔ اس کے یہ الفاظ ایسے درد انگیز تھے کہ قبلہ شاہ صاحبؒ کی آنکھوں میں
آنسو آ گئے۔ اسے سینے سے لگا لیا۔ فرمایا پہلے تمہیں مسلمان کروں گا پھر جمعہ پڑھوں گا۔ اسے غسل
کروایا۔ نیا لباس پہنایا۔ وضو کروایا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ اسلامی نام محمد عمر رکھا۔ اپنی جیب سے
کچھ رقم دی اور ارشاد فرمایا کہ بھیک نہ مانگنا۔

یتیم بچے: [illegible] ایک [illegible] تھی۔ جس کو اسلامی نام شاہ صاحبؒ نے محمد دین
رکھا تھا۔ [illegible] اسلام ہونے کے بعد [illegible] کا ساتھ [illegible]
سے تمام [illegible] ۔ [illegible] اللہ کے لیے بدل [illegible] ۔ اور [illegible]

[illegible] ین کرام! آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے خلیفہ حضرت پیر سید محمد ابراہیم صاحب سیوبل شریف نے
[illegible] شریف کی اعلیٰ تعلیم امام المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ
[illegible] اور حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ دیوبندی سے پڑھ کر دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حا
[illegible] اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

مولوی مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی مفتی و امام مسجد فتحپوری دہلی کا ذکر

آپ مفتی محمد مسعود خلیفہ ارشد قطب ربانی حضرت سید امام علی شاہ صاحب مکان شریفی قدس سرہٗ (م
[illegible] کے پوتے تھے۔

مولوی محمد مسعود نے حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب محدث دہلوی کے تلامذہ حضرت نواب قطب الدینؒ
([illegible]) اور حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے کتب حدیث شریف پڑھی تھیں۔
[illegible] "تذکرہ مظہر مسعود" رقمطراز ہے۔

"تعلیم و تدریس میں اعلیٰ حضرت مولوی (مولوی محمد مسعود احمد) کا مسلک، مسلک ولی اللہی تھا کیونکہ
[illegible] ان سے فیض پایا تھا۔

آگے چل کر مؤلف کی رائے یہ ہے کہ "شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک معتدل کی جن علماء نے
[illegible] کی ہے وہ ہمیشہ اختلافات سے بالاتر رہے ہیں۔" ص ۴۸۔

مولوی مفتی مظہر اللہ صاحبؒ کو بھی یہی روش پسند تھی تذکرہ مظہر مسعود آپ کے صاحب زادے
[illegible] مسعود صاحب نے آپ کے حالات میں لکھا ہے۔ ان کا بیان ہے۔

"اہل سنت والجماعت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر حضرت نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ
[illegible] حضرت کا مسلک "تائید حق تھا" خواہ وہ کسی جماعت میں ہو، یہی وہ معتدل راستہ تھا جس کی وجہ سے ہر
[illegible] کے لوگ، کیا خواص و کیا عوام، حضرت کی بے انتہا قدر و منزلت کرتے تھے۔" تذکرہ مظہر مسعود ۲۳۶۔
[illegible] طبع اول ۱۹۶۹ء مطبع مشہور آفسٹ پریس کراچی۔ ناشر مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔

جس کسی سے حضرت اختلاف رائے رکھتے وہ اخلاص کی بنیاد پر ہوتا۔ اس لئے ہمیشہ
ہوتا۔ یگانگت ومحبت کو ہر حالت میں قائم رکھتے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آیا جو خود حضرت نے
مشہور عالم وفقیہ مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ درمیان بعض مسائل پر اختلاف رائے
یہ اختلاف کبھی بنائے مخاصمت نہیں بنا، جن کو اللہ وسعت علم سے نوازتا ہے، ان کو وسعت قلبی بھی عطا
دونوں حضرات ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ آپس میں ملاقاتیں بھی ہوتیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ
قبلہؒ مفتی صاحب مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے۔ دستک دی، خادم آیا، اندر اطلاع ہوئی مگر مفتی صاحب
تاخیر سے تشریف لائے۔ ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

حضرت قبلہ سے مصافحہ ہوا۔ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت نے دیکھا کہ کچھ بان کے ٹکڑے
بکھرے پڑے ہیں۔ سمجھ گئے کہ مفتی صاحب چارپائی بُن رہے تھے۔ چنانچہ حضرت نے دریافت فرمایا کیا کر
رہے تھے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ کچھ نہیں پھر دوبارہ حضرت نے دریافت فرمایا، تو مفتی صاحب نے حقیقت
حال بیان فرمائی کہ وہ چارپائی بُن رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تو میں بھی بن لیتا ہوں، لائیے ہم دونوں
ہیں۔ چنانچہ چارپائی نکالی گئی اور ان دونوں جلیل القدر علماء (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے چارپائی بنی۔ چارپائی کی
نصیبی پر رشک آتا ہے۔" تذکرہ مظہر مسعود ص ۲۳۸۔ ۲۳۷ اشاعت اول ۱۹۶۹ء مطبع مشہور آفسٹ کراچی۔

مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور علماء وفقہاء میں ہوتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کے
تلامذہ پاک وہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ فارغ التحصیل طلبہ بھی آپ کے درس میں شریک ہوئے تھے۔ اس سے
صاحب کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔ مسجد فتحپوری میں رمضان المبارک اور عیدین کے سلسلہ
حضرت کی صدارت میں رویت ہلال کمیٹی کا جلسہ ہوا کرتا تھا۔ مفتی صاحب اس میں برابر شرکت فرماتے
تذکرہ مظہر مسعود ص ۲۶۱ ۔ ۲۶۲ سن اشاعت ۱۹۶۹ مطبوعہ کراچی۔

محمد الیاس مرحوم کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ ہندوستان کی مشہور تبلیغی جماعت کے
مبانی ہیں۔ اس جماعت کا مرکز بستی نظام الدین (نئی دہلی) میں تھا اور اب بھی وہیں ہے۔ مولانا الیاس
وہیں اقامت گزیں تھے۔ مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔۔۔ حضرت قبلہ بھی جب
تشریف لے جاتے تو گاہے گاہے مولانا کے ہاں بھی تشریف لے جاتے، خصوصاً علالت کے زمانے میں

تشریف لے جاتے۔ تذکرہ مظہر مسعود ص ۳۶۳ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبع مشہور آفسٹ پریس کراچی،
پبلیشنگ کراچی۔

حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ فتحپوری ہی میں دیوبندی ساتذہ سے تعلیم
کے ایک پوتا داماد قاری رضوان اللہ صاحب مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر علی گڑھ
ڈگری حاصل کی ہے۔ تذکرہ مظہر مسعود ص ۳۶۱ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی۔

اتفاء الحال فی رویۃ الہلال (مطبوعہ جید برقی پریس دہلی ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء) میں مفتی مظہر اللہ صاحب
کی تائید میں حضرت گنگوہی سے استدلال کیا ہے، فرماتے ہیں۔ اور مولانا گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ
تحریر رکھا ہے۔ تذکرہ مظہر مسعود ص ۵۰۳ سن اشاعت ۱۹۶۹ء ناشر مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی مطبع مشہور
پریس کراچی۔

فتویٰ رویت ہلال (مطبوعہ جید پریس دہلی ۱۳۷۸ھ، ۱۹۵۹ء) میں اپنے موقف کی تائید میں مفتی مظہر
صاحب نے جن علماء کے ناموں کی فہرست تحریر کی ہے اُن میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت
قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ بھی
ہیں۔ تذکرہ مظہر مسعود ص ۵۰۵ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبوعہ کراچی۔

اس رسالے کے آخر میں حضرت مرحوم نے مسلمانوں کو بڑی دلسوزی کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ وہ
علماء کی پیروی کریں جن کی روش مجتہدانہ نہیں بلکہ سلف کے راستے پر گامزن ہیں۔ فرماتے ہیں۔
مفتی محمد کفایت اللہ تو تشریف لے جا چکے اب فقیہ بھی اپنی عمر پوری کر چکا ہے۔ آج نہیں کل اپنے مولا کے
حضور حاضر ہو جائے گا۔ اس لئے تمہیں وصیت کرتا ہے کہ تم ایسے امور میں ان علماء کی پیروی کرنا جو مجتہدانہ
روش پر گامزن نہیں بلکہ سلف صالحین کے پیرو ہیں۔ تذکرہ مظہر مسعود ص ۵۰۶ سن اشاعت ۱۹۶۹ء مطبع مشہور
آفسٹ پریس کراچی، ناشر مدینہ پبلیشنگ کمپنی کراچی۔

تذکرہ مظہر مسعود کا عکس ملاحظہ فرمائیں

کسی کی بدخلقی اور بدسلوکی پر صبر کرنا نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ حسن خلق و مدارات سے پیش آنا اور مصیبتوں میں کام آنا، کوئی آسان کام نہیں، اسی کے لئے فرمایا گیا :-

وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم (پارہ ۲۴ حم سجدہ)

(ترجمہ) اور (یہ حسن مدارات کی توفیق) انہیں لوگوں کو دی جاتی ہے جو صابر و بڑے خوش نصیب ہیں۔

اسی خلق عظیم کی جزا بھی محدود نہیں لامحدود و لازوال ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والاصفات میں قرآن حکیم کا یہ فرمان تنگ دلوں اور کج خلقوں کیلئے ایک عظیم نمونہ ہے :-

وانک لعلٰی خلق عظیم و ان لک لاجرا غیر ممنون ط

(ترجمہ) اور آپ حسن خلق کی انتہائی بلندیوں پر ہیں، بیشک آپکا اجر غیر مختتم ہے۔

خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد اولین یہ بیان فرمایا ہے :-

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

(ترجمہ) میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ اخلاقی خوبیوں کی تکمیل کروں۔

اہل دل و اہل نظر وہی ہے جو اپنے اخلاق کو اخلاق محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں ڈھال لے اور سیرت نبوی کا آئینہ بن جائے ـــــ حضرت قبلہ کی مبارک زندگی میں اخلاق مصطفیٰ کی جھلک نظر آتی ہے، عبادات و ریاضات کے بعد جو سب سے نمایاں صفت نظر آتی ہے وہ صلہ رحمی ہے، یہی وہ جذبۂ محمود تھا جس نے بیشمار مریدین و معتقدین اور عزیزوں کو حضرت کا جاں نثار بنا دیا تھا ؎

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

(۳۰)

حضرت کی حیات مقدسہ کا جوہر عظیم "اخلاص" تھا، حضرت نفسانی خواہش کے تحت کبھی نہ ناخوش ہوئے اور نہ خوش، آپ کی خوشنودگی اور ناراضگی دونوں رضائے الٰہی کے تابع تھیں ؎

جھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رک گئے اس سے وہ بھی

اہل سنت والجماعت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر حضرت نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ نہیں فرمایا ـــــ حضرت کا مسلک "تحقیق" تھا خواہ وہ کسی جماعت میں ہو یہی وہ مسلک راسخ تھا جس کی وجہ سے ہر مسلک فکر کے لوگ کیا خواص و کیا عوام حضرت کے بے انتہا قدر

تذکرۂ مظہر مسعود

از

پروفیسر محمد مسعود احمد

مدینہ پبلشنگ کمپنی
بندر روڈ ـــــ کراچی

و منزلت کرتے تھے ——— حضرت کا عمل اس آیۂ مبارکہ پر تھا :-

ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء انما امرہم الی اللہ ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون ﴿ (پارہ ۸ – انعام)

(ترجمہ) جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی فرقے بن گئے تم کو ان سے کچھ سروکار نہیں ان کا معاملہ بس خدا کے حوالے، پھر جو کچھ کیا کرتے تھے (خدا ان کو) ان کو بتا دے گا ۔

حضرت فرقہ بندی کے اصولاً مخالف تھے، ہمیشہ وحدت و یگانگت کیلئے ساعی رہے ؎

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی   اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی

کبھی کبھی حضرت کے افکار و خیالات بعض مسائل میں مختلف علماء کے خیالات سے متصادم ہوتے تھے مگر اس کا سبب ذاتی مخاصمت ہرگز نہ تھا بلکہ تبحرِ علمی کیساتھ جو اجتہادی اور تحقیقی نظر پیدا ہو جاتی ہے یہ تصادم اس وجہ سے ہوتا، جو علمی دنیا میں کسی طرح معیوب نہیں، کوئی عالم معاصر علماء کی پیروی کیلئے مکلف نہیں ——— اختلافِ رائے علمی بیداری کی علامت ہے ۔

(۲۱)

جس کسی سے حضرت اختلافِ رائے رکھتے وہ اخلاص کی بنیاد پر ہوتا اس لئے ہمیشہ ذاتیات سے بالاتر ہوتا، یگانگت و محبت کو ہر حالت میں قائم رکھتے، اس سلسلے میں ایک واقعہ یاد آیا جو خود حضرت نے سنایا تھا ۔ دنیا کے مشہور عالم و فقیہ مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے درمیان بعض مسائل پر اختلافِ رائے رہا ہے مگر یہ اختلاف کبھی بنائے مخاصمت نہیں بنا، جن کو اللہ وسعتِ علم سے نوازتا ہے ان کو وسعتِ قلبی بھی عطا فرماتا ہے ——— یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کا انتہائی احترام کرتے تھے، آپس میں ملاقاتیں بھی ہوتیں ——— چناں چہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ مفتی صاحب مرحوم کے ہاں تشریف لے گئے، دستک دی، خادم آیا، اندر اطلاع ہوئی مگر مفتی صاحب فوراً ہی باہر تشریف لائے ع

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا

حضرت قبلہ سے مصافحہ ہوا، اندر تشریف لے گئے، حضرت نے دیکھا کہ کچھ بان کے ٹکڑے صحن میں بکھرے پڑے ہیں، سمجھ گئے کہ مفتی صاحب چارپائی بن رہے تھے، چناں چہ حضرت نے دریافت فرمایا "کیا کر رہے تھے" مفتی صاحب نے فرمایا "کچھ نہیں" ——— پھر دوبارہ حضرت نے دریافت فرمایا تو مفتی صاحب نے حقیقتِ حال بیان فرمائی کہ وہ چارپائی بن رہے تھے، حضرت نے فرمایا —

"یہ تو میں بھی بن لیتا ہوں، لائیے ہم دونوں بنتے ہیں" ۔ چناں چہ چارپائی نکالی گئی اور ان دونوں جلیل القدر علماء (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے چارپائی بنی ——— چارپائی کی قسمت پر رشک آتا ہے ع

ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

——— یہی وہ حسنِ خلق تھا جس کی بناء پر مفتی صاحب مرحوم حضرت قبلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کی گرویدگی اور احترام کا اندازہ ان واقعات سے لگایا جاسکتا ہے ۔

ایک مرتبہ ایک شخص شیخِ طریقت کی تلاش میں باہر سے دہلی آیا، اتفاق سے مفتی صاحب سے ملاقات ہوگئی، حرفِ مطلب بیان کیا تو مفتی صاحب نے فرمایا :-

"دہلی میں حضرت امام صاحب مسجد فتحپوری کا ثانی نہیں، ان سے جاکر بیعت ہو جاؤ"

چناں چہ وہ شخص حضرت سے آکر بیعت ہوگیا اور جو کچھ واقعہ گزرا تھا من و عن بیان کر دیا معتبر ذرائع سے یہاں تک معلوم ہوا ہے کہ جب مفتی صاحب کا وصال ہوا تو انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ نمازِ جنازہ حضرت امام صاحب (حضرت قبلہ) پڑھائیں، اس سے کمال عقیدت و محبت کا اندازہ ہوتا ہے یہ حقیقی حال حضرات کیلئے سبق آموز ہیں جو خواہ مخواہ دل میں رنجشوں کو پرورش دے کر دل کو ویران کرتے ہیں ۔

دہلی میں ہر سال شوال المکرم اور رمضان المبارک کے چاند کے سلسلے میں مسجد فتحپوری میں حضرت قبلہ کی صدارت میں رویت ہلال کمیٹی کا جلسہ ہوا کرتا تھا جس میں ہر مکتبِ فکر کے علماء شریک ہوتے تھے، تقسیمِ ہند کے بعد بعض دانشمند حضرات نے چاہا کہ ایک اور رویت ہلال کمیٹی کی تشکیل کی جائے جس کے صدر مفتی صاحب مرحوم ہوں، لیکن مفتی صاحب نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک موجود ہوں مسجد فتحپوری کی رویت ہلال کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرتا رہوں گا ——— نئی کمیٹی کی تشکیل کی اصل وجہ یہ سننے میں آئی کہ حضرت نے رویت ہلال کی شہادت کے سلسلے میں معیارِ شریعت کو استقامت کیساتھ سامنے رکھا، بعض لوگ چاہتے تھے کہ اس میں نرمی کر دی جائے جو حضرت نے منظور نہ فرمائی ۔

ترجمان الہند مولانا احمد سعید صاحب مرحوم بھی حضرت سے کچھ اختلافِ رائے رکھتے تھے تو علمی نہ ہونگی جیسے عالمانہ تدبر کا فقدان تھا اس لئے کبھی کبھی تلخ باتیں بھی کہہ جاتے تھے، جلوتوں میں نہیں خلوتوں میں، مگر اس کے باوجود حضرت کی عظمتِ کردار ان کے دل پر مرتسم تھی چنانچہ انتقال کے وقت انہوں نے وصیت فرمائی کہ نمازِ جنازہ حضرت سے پڑھوائی جائے ——— علامہ خلاق حسین

پیر صاحب حضرت قبلہ قدس سرہ کا بڑا احترام فرماتے تھے، اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ وہ راقم سے بڑی محبت فرماتے اور اسی نسبت سے ادب احترام ملحوظ رکھتے، راقم کو دو تین مرتبہ زیارت کا موقعہ ملا ہے، ایک مرتبہ مجلس کر بجنمی میں اور دو مرتبہ لاہور میں، چند سال ہوئے کہ پیر صاحب انتقال فرما چکے۔

مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم

مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور علماء و فقہاء میں ہوتا تھا، موصوف دیوبندی مسلک فکر سے تعلق رکھتے تھے مگر تشدد و تعصب سے کوسوں دور، ایک عرصہ سیاست میں بھی شریک رہے مگر بعد میں اپنا دامن الگ کر لیا، فتویٰ نویسی میں حضرت قبلہ قدس سرہ اور حضرت مفتی صاحب اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اپنی نظیر آپ تھے، دونوں حضرات میں بڑی مماثلات تھیں، اسماء گرامی کی مماثلت، علمیت و تفقہ کی مماثلت، تحریر کی پاکیزگی اور رعنائی میں مماثلت، قناعت پسندی اور توکل میں مماثلت، اسی لئے دونوں ایک دوسرے کا پورا پورا احترام کرتے تھے۔

ارتضیٰ حسین المعروف ملا واحدی نے حضرت مفتی صاحب کو قریب سے دیکھا ہے انہوں نے اپنے تاثرات اس طرح قلم بند کئے ہیں:۔

> مفتی صاحب ہمیشہ میرے پڑوسی رہے، اور ان کے دلی تشریف لانے کے بعد سے ۱۹۵۲ء تک میں نے انہیں مسلسل دیکھا اور قریب سے دیکھا، علم کی جگہ علم، فراست کی جگہ فراست اور مومنانہ فراست، توکل، قناعت، سادگی، وضعداری، پابندی سنت، کونسی خوبی ہے جو مفتی کفایت اللہ میں نہ تھی۔
>
> (ص-٣١٤)

حضرت مفتی صاحب شاہجہاں پور کے رہنے والے تھے مگر زندگی کا بیشتر حصہ شاہجہاں آباد میں گزرا، مولوی امین الدین مرحوم نے شاہی مسجد سنہری (چاندنی چوک) میں مدرسہ امینیہ قائم کیا تھا، ابتداء میں مولانا انور شاہ کشمیری[1] اس کے صدر مدرس تھے، ان کے بعد مفتی کفایت اللہ مرحوم اس کے صدر ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہ مدرسہ کشمیری گیٹ منتقل ہو گیا اور

---

[1] حضرت قبلہ کے پوتے داماد قاری رضوان اللہ صاحب نے مولانا انور شاہ کشمیری پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر علی گڑھ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

ایک دینی ہے۔

مدرسہ امینیہ نے علم دین کی بڑی خدمت کی، حضرت مفتی صاحب کے تلامذہ پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں، فارغ التحصیل طلبہ بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے اس سے مفتی صاحب کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب حضرت قبلہ قدس سرہ کا بڑا احترام فرماتے تھے، مسجد فتح پوری میں رمضان المبارک اور عیدین کے سلسلے میں حضرت کی صدارت میں رویت ہلال کمیٹی کا جلسہ ہوا کرتا تھا، مفتی صاحب اس میں برابر شرکت فرماتے تھے، تقسیم ہند کے بعد جب بعض ناعاقبت اندیش حضرات نے علیحدہ کمیٹی بنانا چاہی تو مفتی صاحب نے سختی سے مخالفت فرمائی، اور تاحین حیات اسی قدیم کمیٹی کے اجلاس میں شرکت فرماتے رہے۔

لیکن اس تعلق و محبت کے باوجود علمی یا سیاسی مسائل میں کہیں اختلاف ہوتا تو حضرت بے دھڑک اس کا اظہار فرما دیتے، اظہار حق میں کسی قسم کی رعایت نہ فرماتے۔ چنانچہ تحریک خلافت کے زمانے میں جب کچھ عرصہ کے لئے حضرت بھی اس تحریک سے وابستہ ہو گئے تھے اور مفتی صاحب بھی اس میں شریک تھے، ترک موالات کی تحریک نے زور پکڑا، جذبۂ حب الوطنی نے لوگوں کو دیوانہ بنا دیا تھا، اسی زمانے میں دہلی میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں بدیسی چیزوں کے مکمل مقاطعہ کی تجویز زیر غور آنی تھی، لوگوں میں اتنا جوش پھیلا ہوا تھا کہ بدیسی چیزوں کو نذر آتش کر رہے تھے —— اس جلسے کے تمام شرکاء دیسی کپڑے پہن کر گئے مگر حضرت قبلہ اس روز عمداً ولایتی کپڑے پہن کر گئے، جب جلسہ گاہ میں پہنچے تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ آپ نے یہ کیا کیا، سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف ہیں، حضرت نے فرمایا "اسی لئے تو پہن کر آیا ہوں"۔ پھر فرمایا "کیا آپ کے پاس نصاریٰ سے مقاطعہ اور غیر مسلموں سے موالات و مواخات کا کوئی شرعی جواز ہے؟" —— ظاہر ہے کہ کوئی جواز نہ تھا، مفتی صاحب خاموش ہو گئے، حضرت نے ہمیشہ قوانین شریعت کو پیش نظر رکھا، خواہ وہ سیاسی معاملات ہوں یا دینی معاملات، اصول شرعیہ کو تعلقات پر قربان نہیں کیا۔

آخری ایام میں جب مفتی صاحب علیل ہوئے تو انہوں نے تین وصیتیں فرمائیں جس میں سے دو یہ تھیں کہ میری نماز جنازہ حضرت امام صاحب مسجد فتح پوری پڑھائیں" —— اور دوسری یہ تھی کہ میری تربت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کے باہر وہاں بنائی جائے

ہاں نذرانہ جوتیاں اتارتے ہیں ——— ان وصایا سے حضرت مفتی صاحب کی حضرات سے شدتِ محبت اور کمال تعلق کا اظہار ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ مفتی صاحب سلف صالحین کی یادگار تھے۔ چند سال ہوئے کہ دہلی میں مفتی صاحب کا وصال ہوگیا، مزار مبارک عیدگاہ حضرت خواجہ قطب الدینؒ (مہرولی) میں مغربی دروازے کے باہر واقع ہے۔

مولانا محمد الیاس مرحوم

مولانا کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ ہندوستان کی مشہور تبلیغی جماعت کے بانی مبانی ہیں اس جماعت کا مرکز بستی نظام الدین (نئی دہلی) میں تھا، اور اب بھی وہیں ہے۔ مولانا الیاس صاحب ؒ وہیں اقامت گزیں تھے۔ مولانا مسجد فتح پوری میں گاہے گاہے تشریف لاتے تھے، اور حضرت سے بھی ملاقات فرماتے۔ مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ کراچی کے ایک عالم نے فرمایا کہ مولانا اپنی نجی محفلوں میں فرمایا کرتے تھے :۔

"محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سیکھنی ہو تو بریلویوں سے سیکھئے نماز پڑھنی ہو تو اہل حدیث امام کے پیچھے پڑھئے اور فیضِ روحانی حاصل کرنا ہو تو حضرت امام صاحب مسجد فتح پوری کی صحبت میں بیٹھئے"

حضرت قبلہ بھی جب کبھی بستی نظام الدین تشریف لیجاتے تو گاہے گاہے مولانا کے ہاں بھی تشریف لیجاتے خصوصاً علالت کے زمانے میں عیادت کے لئے ضرور تشریف لیجاتے۔

حضرت مولانا الیاسؒ کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف مرحوم ان کے جانشین ہوئے وہ بھی حضرت کا پورا پورا احترام کرتے تھے، چند سال ہوئے کہ وہ بھی انتقال فرما چکے ہیں۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

مولانا حفظ الرحمٰن جامع صفات تھے متبحر عالم بے باک خطیب و مقرر اور سیاست کے مرد میدان تھے ان کی علمیت کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے جو مختلف موضوعات مثلاً قرآنیات، اخلاقیات، معاشیات وغیرہ پر شائع ہو چکی ہیں ——— وہ ایک عرصہ جمعیۃ العلماء ہند سے متعلق رہے، کانگریس کے ہمنوا تھے مگر جب وقت آتا تو حق بات کہنے سے نہیں چوکتے۔

۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران انہوں نے مسلمانانِ دہلی کی جو خدمت کی وہ ناقابل

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں ہیں۔ ہندوستان اکابر علماء دیوبند کے معاصر ہندوستان کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ آپ اور بزرگان دیوبند کے درمیان نہایت خوشگوار روابط تھے۔ مولوی رحمت اللہ کیرانوی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی کی خدمت میں راقم سطور دہلی میں دوبارہ حاضر ہوا ہے۔ دوسری مرتبہ حاضری پر اپنی تالیف مقامات خیر عنایت فرمائی۔ جو حضرت شاہ ابوالخیر کے حالات میں لکھی ہے۔ ان دنوں آپ ہی دہلی کی شاہی عیدگاہ کے امام ہیں۔ آپ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ سے نسبت رکھتے ہیں، حدیث میں حضرت مولانا عبد العلی (تلمیذ حضرت نانوتویؒ) اور حضرت مولانا محمد شفیع (تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ) کے شاگرد ہیں۔ اپنی تالیف "مقامات خیر" میں تحریر فرماتے ہیں :۔

آپ (حضرت شاہ ابوالخیر مجددی) نے ۱۳۳۹ھ میں ہم تینوں بھائیوں کو مدرسہ مولوی عبد الرب دہلی میں داخل کیا۔ ۱۳۴۲ھ میں یہ عاجز کامل طور پر دو سال کے لئے مدرسہ سے وابستہ ہوگیا۔

اس مدرسہ میں جناب مولانا عبد الوہاب، جناب مولانا حکیم جی محمد مظہر اللہ، جناب مولانا محبوب الٰہی صاحبان سے علوم متفرقہ کی کتابیں پڑھیں اور حدیث شریف کا دورہ حضرت مولانا عبد العلی و حضرت مولانا محمد شفیع صاحبان سے ختم کیا۔ صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ حرفاً حرفاً اول تا آخر مولانا عبد العلی سے اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد دونوں مولانا محمد شفیع سے پڑھیں۔ (طبع اول ص ۳۹ ۔ ے مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ء)

حضرت مولانا عبد العلیؒ کا ذکر آپ نے مقامات خیر میں حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کے مخلصین میں کیا ہے لکھتے ہیں یہ عاجز چند دیگر حضرات کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے دل آپ حضرت شاہ ابوالخیر صاحب کی طرف کس طرح مائل تھے۔ اور وہ آپ کا احترام کس طرح کرتے تھے۔ ص ۲۶۱

ان کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ کا ذکر مبارک کیا ہے۔ اس عنوان کے ساتھ حضرت استاذی مولانا عبد العلی اس عاجز نے آپ سے پڑھا ہے۔ آپ عاشق صادق بارگاہ نبوی ﷺ اور دالداہ حضرت محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ جمعہ کے دن مدرسہ عبد الرب میں صدہا افراد کے سامنے آپ (حضرت شاہ ابو

الخیر صاحب) کے انگرکھے کے دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور فرماتے تھے۔ مجھ کو اس میں

اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی ہے اور آپ نے ایک مرتبہ ایک خواب لکھ کر حضرت سید الوالد کو ارسال کیا۔

مدرسہ میں آپ ٹہل رہے ہیں اور ٹہلتے ٹہلتے اچانک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت

گئے یہ عبارت آپ ہی کی ہے۔ آپ نے ۱۹ شعبان ۱۳۴۶ھ میں اس عاجز کو سند عنایت فرمائی۔ دو دن

کاتب سے اس عاجز کا نام لکھوا رہے تھے تو یہ الفاظ لکھوائے: اما بعد فان اخانا فی الدین المولوی

زید بن العالم الربانی الجامع بین الشریعۃ و الطریقہ مولانا عبد اللہ شاہ الی الخیر نور اللہ مرقدہ

آپ نے جس وقت حضرت سید الوالد کا اسم گرامی لیا۔ زار و قطار رونے لگے۔ اس عاجز نے

کیفیت دو حضرات کے ساتھ ہمیشہ دیکھی، ایک سیدی الوالد اور دوسرے مولانا نانوتوی قدس اللہ اسرارہم

حضرت سیدی الوالد کے پاس اگر کبھی کوئی عمدہ میوہ یا شیرینی آتی تھی یا حضرت برادر کلاں ہرن شکار کرکے

تھے تو حضرت مولانا کو بھی ارسال فرماتے تھے۔ ص ۴۶۲۔

حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ جمعہ کی نماز مدرسہ عبد الرب میں پڑھا کرتے تھے اور نماز کے بعد

مولانا عبد العلی سے کافی دیر تک صحبت رہتی تھی۔ ص ۴۷۸

جس دن عاجز (مولانا ابو الحسن زید) نے صحیح امام بخاری ختم کی۔ حضرت مولانا عبد العلی کے شانہ

ایک بڑا رومال پڑا تھا۔ آپ نے دائیں ہاتھ سے رومال کے کونہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ صاحبزادہ

کھولو۔ عاجز نے گرہ کھولی تو ایک اشرفی برآمد ہوئی۔ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ صاحبزادہ یہ قبول کرو۔

آپ کو حضرت سید الوالد قدس سرہٗ یاد آ گئے اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

آپ نے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ پڑھانے کے بعد عاجز سے فرمایا۔ صاحبزادہ کچھ اور شروع کرلو۔

قصیدہ بردہ پڑھو۔ چنانچہ بیس پچیس دن اس مبارک قصیدہ کا سبق ہوا اور آپ کے عشق نبوی ﷺ کا

وقت ہوا۔ یہ عاجز قصیدہ کا مبارک شعر پڑھتا تھا، اور آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا تھا۔

روتے تھے کہ تکلم نہیں فرما سکتے تھے۔ آپ کی لحیہ مبارکہ سے آنسو کے قطرے ٹپکتے تھے۔ آپ کو اپنے

مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت سیدی الوالد قدس اللہ اسرار ہما سے بھی کامل قلبی تعلق تھا جب بھی ان

ذکر فرماتے تھے۔ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ (مقامات خیر ص ۷۴۱)

حضرت مولانا (عبد العلی) رحمۃ اللہ کی شفقت اور مہربانی کا بیان یہ عاجز کیا ذکر کرے۔ (ص ۷۴۲)

پروردگار جل شانہٗ ان حضرات کی قبور کو انوار سے معمور فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ مدرسہ

کے پانچ اساتذہ کرام اس عاجز کے مربی و معلم تھے۔ ان میں سے جناب مولانا مولوی عبد الوہاب

تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے گئے۔ جانے سے پہلے عاجز کے پاس تشریف لائے۔ وہی آخری

ملاقات تھی پھر ان کی کوئی خبر نہ ملی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کہاں قیام فرمایا۔ رحمۃ اللہ و رضی عنہ، باقی چار حضرات کی

وفات کی تاریخیں درج ذیل ہیں۔

مولانا عبد العلی میرٹھی کی وفات یکشنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء دلی میں مدرسہ

عبد الرب میں ہوئی اور حضرات محدثین پاک و نہار کے جوار مہندیوں کے قبرستان میں نم کنوم العروس

کی طرح استراحت فرما رہے ہیں۔

جناب مولانا محمد شفیع داماد حضرت مولانا محمود الحسن کی وفات ۹۲ سال کی عمر میں دوشنبہ ۱۷ جمادی الاولیٰ

۱۳۸۰ھ مطابق نومبر ۱۹۶۰ء کو دیوبند میں ہوئی اور وہاں استراحت فرما رہے ہیں۔

جناب مولانا حکیم جی محمد مظہر اللہ کی وفات شنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء دلی میں ہوئی اور

فیروز شاہ کے پاس قبرستان میں آرام فرما رہے ہیں۔

جناب مولانا محبوب الٰہی فرزند علامہ عبد المومن کی وفات جمعہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۳ اگست

۱۹۷۱ء کو دیوبند میں ہوئی اور وہاں استراحت فرما رہے ہیں۔

اللھم ھؤلاء اسا تذتی قد احسنوا الی فاحسن الیھم و الی کل من احسن الی وھدانی و علمنی و

اللھم اجزھم عنی خیر الجزاء و ارض عنھم و ارحمھم یا ارحم الراحمین. (مقامات خیر ص ۷۴۳)

حضرت مولانا ابو الحسن زید مدظلہ نے بعض علماء دیوبند کی حضرت شاہ ابو الخیر قدس سرہٗ سے ملاقاتوں کا

ذکر مقامات خیر میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

ایک دن جناب مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی آپ سے ملنے تشریف لائے۔ کہ آپ ان سے

بڑی محبت سے ملے۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ دونوں حضرات کی نہایت پُر لطف ملاقات رہی۔۔۔ مولوی صاحب آپ سے

بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کو بہ محبت و احترام رخصت کیا۔ (مقامات خیر ص ۲۴۰)

سے حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہٗ مطلع ہوئے۔

آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہاں ان کو بلاؤ، ہم اُن سے ملیں گے چنانچہ دونوں صاحبان
آپ نے مخلصین سے فرمایا۔ ہم کو سہارا دو۔ چنانچہ سہارے لے کر آپ کھڑے ہوئے اور دونوں سے
حافظ صاحب کی وجہ سے ان کے پدر بزرگوار کا ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا۔ مولوی قاسم صاحب اور مولوی
صاحب نے خانقاہ شریف میں حضرت شاہ عبدالغنیؒ سے حدیث پڑھی ہے۔ یہ دونوں صاحبان اپنے
کی جائے قیام کا اتنا ادب کرتے تھے کہ خانقاہ شریف کے دروازے کے باہر جوتی اتار دیا کرتے تھے
شریف میں برہنہ پا داخل ہوتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں ہمارے حضرت والد ماجد
مولوی قاسم صاحب ملنے آئے۔ حضرت والد بوجہ علالت و ناتوانی لیٹے ہوئے تھے۔ مولوی صاحب کو
نے بیٹھنا چاہا لیکن مولوی صاحب نے بہت اصرار سے روکا اور پھر بڑی محبت سے آپ کو دبانے لگے
آپ سے کہا۔ حضرت ہندوستان میں دو دجال پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو
شر سے محفوظ رکھے۔ اس واقعہ کو بیان کر کے حضرت سید الوالد قدس سرہٗ نے مولانا قاسم صاحب کی خدمت
ذکر کیا۔ (ص ۲۴۱)

جناب مفتی عزیز الرحمٰن میرٹھ میں تفسیر مظہری کی تصحیح فرماتے تھے۔ مولوی حافظ کفایت اللہ آپ
سنایا کرتے تھے۔ حفظ صاحب جناب مولانا محمود الحسن کے شاگرد اور جناب مفتی صاحب کے مرید تھے
صاحب شاہ رفیع الدین دیوبندی کے اور وہ شاہ عبدالغنی مجددی کے خلیفہ تھے۔ ایک دن حافظ صاحب کے
جناب مفتی صاحب نسبتِ شریفہ مجددیہ لے کر حضرت سیدی الوالد سے ملنے تشریف لائے۔ حافظ صاحب کا
ہے کہ حضرت سید الوالد کھڑے ہو کر مفتی صاحب سے ملے اور دونوں حضرات کی آنکھوں سے محبت کے آنسو
ہوئے۔ قدس اللہ اسرار جمیعہم۔ حافظ کفایت اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کے علاوہ ایک دن جناب
صاحب اور جناب مولانا محمود الحسن صاحب آپ سے ملنے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ آپ ان دونوں صاحبان
مل کر بہت خوش ہوئے اور یہ دونوں صاحبان بھی آپ کی محبت لے کر رخصت ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب
اکتیس یا بتیس میں دلّی آ کر بھی آپ سے ملے تھے۔ رحمہم اللہ (ص ۲۵۶)

رشید احمد گنگوہی کے فرزند مولانا حکیم محمد مسعود صاحب مع چند رفقاء کے آپ سے بڑی محبت سے
خاطر شیر چائے سے کی۔ آپ کی محبت بھری باتیں سن کر حکیم جی اور ان کے رفقاء متاثر ہوئے۔ سب
آنسو جاری تھے۔ آخر میں آپ نے فرمایا: مولوی صاحب ہمارے دوست تھے اور ہم ان کے
رحمہ اللہ مقامات خیر ۴۹۷

جناب مولوی مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی کا ذکر

جناب مولوی مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی خلیفہ حضرت حافظ محمد صابر علی رامپوریؒ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ
طریقت تذکرہ خواجگان چشتیہ صابریہ المعروف بہ انوار العاشقین شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خان
چشتی حیدر آبادی (استاذ نظام عثمان علی خان دکن) کے ارشاد پر تصنیف کیا جو ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں حیدر
آباد سے شائع ہوا۔

مؤلف انوار العاشقین نے حضرت قطب اقطاب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ کا زمانہ بھی پایا ہے۔
حاجی صاحب اور ان کے مسترشدین سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ اور حجۃ
الاسلام حضرت نانوتویؒ اور دیگر بزرگان دیوبند سے انہیں والہانہ عقیدت و محبت تھی ذیل کا اقتباس انہی جذبات کا
آئینہ دار ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار ہر دیار و امصار میں ہیں متاخرین
میں باوجود قیام مکہ معظمہ کے وہاں حاضر ہو کر شہرت کا ہونا نادر ہے) حضرت ممدوح کے برابر مشائخ
کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی، منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا رشید احمد
گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ مسلم علماء
ہیں۔
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی آج کل بزرگ و عالم باعمل مانے جاتے ہیں

جیسے حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب
انبیٹھوی صدر مدرسہ عالیہ دیوبند حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری حضرت مولانا احمد حسن صاحب
انبیٹھوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب گنگوہی
مولانا کے جانشین اور اوقات کے پابند ہیں۔ راقم الحروف ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور جس طرح حضرت
رشید احمد صاحب عاجز کے ساتھ نوازش و کرم سے پیش آتے تھے اسی طرح حکیم صاحب کمال شفقت سے
پیش آتے ہیں یہ حضرات تو مولانا کے خلفاء ہیں، مگر جناب مولوی شاہ ظہور احمد انبیٹھوی کو جو نسبت
مقدس حضرت مولانا سے یہ عاجز راقم الحروف پاتا ہے وہ فنافی الشیخ کے درجہ سے کم نہیں۔ لہٰذا یہ
کے لائق ہیں بارک اللہ فی عمرہم وصلاہم، حاجی وارث حسن صاحب بھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب
خلفاء ہیں اور مشائخانہ طریقہ اور لباس صوفیانہ رکھتے ہیں حضرت مکرمی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
جاہل دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ روایات صحیحہ اور مضامین عالیہ نہایت آسان عبارت میں بیان فرماتے ہیں
قادر الکلام ہیں، زبردست مصنف ہیں صدہا کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنی تمام عمر میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے بوجہ کسر نفسی
تواضع کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ بعیت بھی حضرت قبلہ عالم حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے
کرتے تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق، ور محبت میں فنا تھے کمالات امدادیہ بھی نقل
حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک لسان عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ
کے واسطے مولانا رومی کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا محمد قاسمؒ لسان عطا ہوئے ہیں اور جو میرے قلب میں
مولوی صاحب اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ میں بعض اصطلاحات نہ جاننے کیوجہ سے اس کو بیان نہیں کر سکتا
الحروف عرض کرتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں یہ عاجز ایک دفعہ حضرت مخدوم العالمین خواجہ سید مخدوم علاؤالدین
احمد صابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو اس وقت حضور مخدوم مولانا محمد قاسم
صورت میں نظر آئے اور حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحب مجددی دانبالوی) رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں
قاسمؒ تو جہاں پائے مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں

کے پاس پہنچوں۔ چنانچہ میں آگے ہو گیا۔
انوار العاشقین ص ۸۲ تا ۸۸ شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدر آباد دکن بار اول مطبوعہ، عثمان پریس

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کا ذکر

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے سابق سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی کی وفات کے بعد آپ کے
حضرت خواجہ محمود تونسوی نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے چھوٹے مدارس کو ضم کر کے ایک بڑا دینی
مدرسہ قائم کر دیا جس میں تدریس کے لئے صدر مدرس و مہتمم جس شخصیت کو مقرر فرمایا وہ حضرت مولانا خان محمد
تھے جو کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد تھے۔ چنانچہ للہ شریف کے مولوی محمد حسین للہی لکھتے
ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

خواجہ نظام الدین (تونسوی) نہایت علم دوست اور علم پرور بزرگ تھے اس لئے ان کے زمانہ میں
مدرسہ نے بہت ترقی کی۔ آپ کے زمانہ میں صدر مدرس و مہتمم مولانا خان محمد صاحب تلمیذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود
حسن دیوبندی مقرر ہوئے۔ (کتاب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ص ۲۹۸ مطبوعہ سمن آباد لاہور)
قارئین محترم! مندرجہ بالا حوالہ نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت خواجہ محمود صاحب
نے آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے مدرسہ میں تدریس کے لئے دارالعلوم دیوبند کے فاضل مولوی خان محمد
کو مقرر فرمایا مگر کسی بریلوی مولوی کو قطعاً اہمیت نہ دی بلکہ دیوبندی عالم ہی کو ترجیح دی۔ کیونکہ علماء دیوبند
اہلسنت مانے ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمود صاحب تونسوی کو علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ کمال درجہ کی
عقیدت تھی کہ جس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے دور کے تمام چھوٹے چھوٹے مدارس ختم کر کے ایک بہت
بڑے مدرسہ کی شکل میں ضم کر دیا۔ اور دینی تعلیم کے لئے فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا خان محمد صاحب کو
مقرر کیا یہ سب علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے جو خانقاہ عالیہ تونسہ شریف میں بھی پہنچ گیا۔ اور آستانہ عالیہ تونسہ
شریف کے سجادہ نشین کو علمائے اہلسنت دیوبند سے بے پناہ عقیدت تھی جس کی بناء پر سوائے دیوبندی عالم کے کسی اور کو

تدریس کے لئے ہرگز مقرر نہ فرمایا اور آستانہ عالیہ تونسہ شریف کی علمائے اہلسنت دیوبند سے عقیدت [...] اور جھلک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عقیدت ومحبت کی ایک اور جھلک

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف جب قصبہ مہار شریف [...] ضلع بہاولنگر میں تشریف لائے بندہ اس وقت قصبہ مہار شریف میں ہی مدرسہ عربیہ رفیق العلماء میں [...] حضرت خواجہ نظام الدین صاحبؒ کی زیارت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب نے بندہ سے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ نے کس مدرسہ [...] حاصل کی؟ بندہ نے جواباً عرض کی کہ دیوبند سے حاصل کی۔ تو آپ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب [...] میں آ کر جھومنے لگ گئے اور فرمایا۔ مولانا، دیوبند نہ کہو دیوبند شریف کہو اور میں بہت شرمندہ ہوا کہ [...] کہنے چاہیے تھے وہ حضرت خواجہ صاحب نے کہہ دیئے ہیں۔۔

بروایت اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث و [...] عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

نوٹ:۔ جس کا دل چاہے حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب سے مندرجہ بالا واقعہ کی تسلی و تشفی کر [...]

قارئین محترم! علمائے اہلسنت دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ آستانہ عالیہ تونسہ شریف والے بھی ایشیا کی عظیم [...] یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کا نام بڑے عزت واحترام سے لیتے ہیں۔

حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ للہ علیہ کا ذکر

آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کے سجادہ [...] حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب نے تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم قصبہ شہر فرید من مضافات [...] کے استاذ العلماء حضرت مولانا الٰہی بخشؒ سے حاصل کی۔

[...] علماء اہلسنت دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی اولاد نے بھی علماء اہلسنت دیوبند [...] حاصل کیے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ تین دن کی تبلیغی جماعت آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ [...] میں آئی تو حضرت صاحب زادہ میاں نور جہانیاں صاحب نے فرمایا کہ یہ تبلیغی جماعت والے میرے دادا [...] کے مہمان ہیں اور یہ تین دن تک یہاں رہیں گے تو آستانہ کی مسجد کے امام وخطیب مولوی غلام فرید تو گیروی تھا [...] کی طرف سے ملازم تھا تو اس نے دوسرے دن حضرت صاحب زادہ میاں صاحب کے آنے سے [...] جماعت والوں کو مسجد سے باہر نکال دیا جب صاحب زادہ حضرت میاں صاحب تشریف لائے تو انہوں [...] دریافت فرمایا کہ میرے دادا کے مہمان کہاں ہیں تو مولوی غلام فرید نے جواب دیا کہ میں نے ان [...] کو مسجد سے نکال دیا ہے تو صاحب زادہ حضرت میاں صاحب مولوی صاحب سے سخت ناراض ہوئے [...] صاحب سے کہا کہ تم فوراً نکل جاؤ اور تبلیغی جماعت والوں کو تلاش کر کے لے آؤ ورنہ تم یہاں نہیں رہ سکتے [...] میرے دادا کے مہمانوں کو مسجد سے نکالا ہے تو مولوی صاحب چشتیاں شہر جا کر تبلیغی جماعت والوں [...] کہ کر ان کو واپس آستانہ کی مسجد میں لے آئے اگر تم واپس میرے ساتھ آستانہ کی مسجد میں نہیں جاؤ [...] زادہ حضرت میاں صاحب مجھے نہیں رہنے دیں گے اور وہ مجھے سخت ناراض ہوئے ہیں کہ تم نے تبلیغی [...] کو کیوں نکالا ہے آپکی بڑی مہربانی ہوگی کہ تم سب میرے ساتھ واپس چلو غرض کہ تبلیغی جماعت [...] کی مسجد میں آئے تو حضرت صاحب زادہ میاں صاحب نے اپنے مولوی صاحب سے کہا کہ تم [...] جماعت والے کافر ہیں تم مسلمانوں کو کافر کہتے ہو میں تم سے بالکل راضی نہیں ہوں کہ تم مسلمانوں کو [...] تمہارے پیچھے نمازیں بھی نہیں پڑھوں گا تو حضرت صاحب زادہ میاں صاحب کی ناراضگی کی

وجہ سے مولوی غلام فرید جو کہ محکمہ اوقاف کی طرف سے آستانہ کی مسجد میں ملازم تھا وہ اپنا تبادلہ کروا
تو اس سے آپ حضرات صاحب زادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب کی اپنے دادا جان کے مہمانوں
قلبی محبت تھی جسے آپ حضرات نے بخوبی پڑھا ہے۔

بروایت استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث
عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروئیؒ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

ایک مرتبہ بندہ ناچیز مؤلف کتاب ھذا نے کاموکئے ضلع گوجرانوالہ سے آستانہ عالیہ حضرت
مہارویؒ میں واقع مدرسہ الفخر المدارس کے مدرس دوم مولوی رحمت علی کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا
شریفین کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا کہ ناجائز ہے تو مولوی رحمت علی نے جواب میں تحریر کیا کہ ائمہ حرمین
اقتداء میں نماز ناجائز ہے جب وہ فتویٰ شائع ہوا تو ان دنوں بندہ بھی حضرت صاحب زادہ میاں
صاحب کو ملنے کیلئے آستانہ پر گیا ہوا تھا تو حضرت صاحب زادہ میاں صاحب نے بندہ کے سامنے مولوی
کو بلا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا کہ تم کون ہو ائمہ حرمین شریفین کے خلاف فتویٰ بازی کرنے والے
آئندہ کیلئے کوئی بھی فتویٰ آئے تو تم بلکل نہ لکھو بلکہ مولانا بشیر احمد صاحب کو میری طرف سے کہو کہ
کریں تمہیں کسی چیز کا پتا نہیں تم فسادی مولوی ہو اور مولانا بشیر احمد صاحب کی موجودگی میں تمہیں کس نے
تم فتویٰ لکھو اب چلے جاؤ اپنا کام کرو میں آئندہ کیلئے ایسی کوئی بات نہ سنوں پھر فرمایا کہ سنو ائمہ حرمین شریفین
پوری دنیا کے امام ہیں اور ہم تو مدینے پاک کے خاک جیسے بھی نہیں اور تم نے غلط فتویٰ دے کر رسول اللہ
دکھایا ہے جاؤ چلے جاؤ جاؤ چلے جاؤ۔ بروایت بندہ ناچیز مؤلف کتاب ھذا۔

نوٹ: حضرات گرامی آپ نے صاحب زادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب کی ائمہ حرمین شریفین
عقیدت و محبت کو بخوبی پڑھا ہے اور حضرت میاں صاحب ائمہ حرمین شریفین کے خلاف کوئی بات بھی
کرتے تھے بلکہ فرمایا کہ ائمہ حرمین شریفین والے پوری دنیا کے امام ہیں۔

قارئین محترم! سید الاولیاء حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی وفات ۳ ذوالحجہ ۱۲۰۵ھ کے بعد
کر حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں کے دور تک اب بھی آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ درگاہ حضرت
مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی مسجد میں پانچوں وقت اذان بلالی ہی دی جاتی ہے۔ جس پر چشتیاں شریف

گواہ ہے۔
آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بمقام چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کے
سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب کے دور میں اب بھی آستانہ عالیہ کی مسجد میں
اذان بلالی ہی ہوتی ہے جس کا دل چاہے جا کر دیکھ لے کیونکہ حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں سے خود عالم
باعمل انسان ہیں جو اذان کے اول یا آخر کسی قسم کا اضافہ ہرگز پسند نہیں فرماتے بلکہ اذان بلالی کو ہی سنت کے عین
مطابق سمجھتے ہیں۔

اور کسی مولوی وغیرہ کو اتنی جرأت تک نہیں کہ یہ بات دریافت کر سکے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت
خواجہ نور محمد مہارویؒ کی مسجد میں پانچوں وقت اذان بغیر صلاۃ وسلام کے پڑھی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے جبکہ
سب بریلوی مولوی اپنی اپنی مساجد میں قبل از اذان صلوٰۃ وسلام کا اضافہ کر کے اذان پڑھتے ہیں۔ غرض کہ جب
سے آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کا بنا ہے اس وقت سے لے کر حضرت خواجہ پیر صاحبزادہ
میاں نور جہانیاں صاحب کے دور تک اب بھی بغیر کسی قسم کی پیوندکاری کے اذان بلالی ہی ہو رہی ہے جس کے اول
و آخر صلوٰۃ وسلام ہرگز نہیں پڑھا جاتا کیونکہ سجادہ نشین صاحب اذان کے اول یا آخر صلوٰۃ سلام پڑھنے کو بدعت
کہتے ہیں جس کا واضح ثبوت یہی ہے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ پر حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کی مسجد میں پانچوں
وقت اذان بغیر صلوٰۃ وسلام کے سنت کے مطابق پڑھی جاتی ہے۔ یعنی کہ اذان بلالی کے مطابق اذان دی جاتی ہے
جس پر اہل چشتیاں کے کثیر التعداد لوگ گواہ ہیں۔

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب چشتیاں ضلع بہاولنگر کا ذکر

بندہ سعید احمد قادری کے والد محترم اُستاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد بن مولانا مفتی غلام
بن مولانا مفتی شیر محمد بن مولانا رحم الٰہی بن مولانا روشن دین قوم چوہان آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور
مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کے مدرسہ فخر المدارس کے شیخ الحدیث و مفتی ہیں۔ حضرت مولانا
علامہ مفتی بشیر احمد ایشاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں آپ شیخ العرب والعجم امام الاولیاء
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں ۱۳۵۵ھ
تا ۱۳۵۷ھ کامل دو سال رہ کر موقوف علیہ اور دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور آپ نے
۱۳۵۷ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کر کے بہاولنگر میں جامع العلوم میں چار سال صدر مدرس و شیخ
الحدیث کے منصب پر فائز رہے پھر اس کے بعد دس سال تک مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام قصبہ محمد پور سنساراں تحصیل
منچن آباد ضلع بہاولنگر میں پڑھاتے رہے پھر اس کے مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کو چھوڑ کر اعلیحضرت مولوی احمد
رضا خان بریلوی کے مسلک بریلوی کو اختیار کر لیا۔ یعنی کہ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف کرماں
والے ضلع اوکاڑہ کی گفتگو سے متاثر ہو کر ۱۳۷۱ھ میں بریلوی ہو گئے اور تا حال بریلوی ہی ہیں اور بڑے افسوس
دکھ کی بات ہے کہ جو دارالعلوم دیوبند کا فاضل ہو اور ایک پیر صاحب کے کشف سے متاثر ہو کر علماء اہلسنت دیوبند
کے قرآن و سنت پر مبنی عقائد کو چھوڑ کر وہ تعلیمات رضا پر گامزن ہو جائے۔ کشف جبکہ شرعی قوانین کے تحت دوسروں
کیلئے حجت ہونا تو بڑی دور کی بات ہے بلکہ کشف صاحب کشف کیلئے بھی حجت اور دلیل نہیں ہوتا چہ جائیکہ ایک
دیوبند کا فاضل کشف سے متاثر ہو کر صحیح عقائد کو چھوڑ بیٹھے یہ بات قابل غور ہے۔ اور اب آستانہ عالیہ چشتیہ

نظامیہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ فخر المدارس میں شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دے رہے
ہیں۔ آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ پر ہی رہتے ہیں۔ جس کا دل چاہے جا کر دیکھ لے۔
شیخ الحدیث و مفتی مولانا علامہ بشیر احمد صاحب نے دارالعلوم دیوبند سے پڑھ کر چودہ سال کے بعد اپنے
مسلک حنفی اہلسنت دیوبند کو چھوڑ کر ۱۳۷۱ھ میں اعلیحضرت مولوی احمد رضا بریلوی کے مسلک میں
لیکن ان کے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی غلام محمدؒ دیوبندی ہندوستان سے آنے کے بعد
دینی مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں تدریس فرماتے رہے اور
شیخ طریقت رہبر شریعت شیخ المشائخ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام قادر صاحبؒ کے ساتھ بہت اچھے
اور ان تعلقات اور دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا علامہ شیخ الحدیث
بشیر احمد صاحب کو مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں تدریس کے لئے
اسی مدرسہ میں دس سال تدریس کرنے کے بعد مسلک اہلسنت دیوبند کو چھوڑ کر بریلوی عقیدے میں
گئے اور اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات رضا کا پرچم تھام لیا اور تا حال بریلوی مسلک
کا پرچم لہرا رہے ہیں جس پر ضلع بہاولنگر کے تمام دیوبندی بریلوی یعنی ہر خاص و عام گواہ ہیں لیکن
اہلسنت دیوبند کی دینی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے آج تک فیضان دیوبند ہی کھا رہے ہیں۔ اور تا حیات
کھاتے رہیں گے۔

دارالعلوم دیوبند کا فیضان، فیضان دیوبند حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث نے
اسلامیہ نور المدارس صدر عیدگاہ ہائی وے روڈ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں پہنچایا پھر مدرسہ غوثیہ
حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں پہنچایا پھر اس کے بعد پنجاب کے مشہور خانقاہ آستانہ عالیہ چشتیاں نظامیہ
خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے واقع مدرسہ فخر المدارس میں اب بھی پہنچا رہے ہیں جس کا دل چاہے جا
بھی فیضان دیوبند ہے جس کو اکثر بریلوی مولویوں نے بھی حاصل کیا ہے۔
استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد شیخ الحدیث نے علامہ کی سند جامعہ عباسیہ بہاولپور سے
پاس کر کے ۱۳۶۳ھ میں حاصل کی۔ تو انہوں نے تمام علوم دینیہ علمائے اہلسنت دیوبند سے حاصل
بریلوی علماء میں ان کا کوئی استاد نہیں۔ تعلیمی دور کے تمام کے تمام اساتذہ کرام اہل سنت دیوبند مسلک

رکھتے تھے۔ استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب استانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ خانقاہ
مہاروی چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کے مفتی وشیخ الحدیث کے آباؤ اجداد میں یعنی کہ مولانا مفتی
مفتی شیر محمد بن مولانا رحم الہی بن مولانا روشن دین نے ان چاروں علماء نے اعلیحضرت مولوی
یلوی بن مولوی نقی علی خان بن مولوی رضا علی بن مولوی کاظم علی کا زمانہ پایا لیکن ان کو مولوی احمد رضا بریلوی
اجداد کے عقائد ہرگز متاثر نہ کرسکے۔ عرض کہ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب
آباؤ اجداد میں سے کوئی عالم بھی مولوی احمد رضا خان بریلوی کے عقائد بریلوی کی طرح اپنی
بلکہ تمام کے تمام علماء حامی قرآن وسنت اور قامع شرک وبدعت کا مصداق رہے ہیں اور لطف کی
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث نے علماء دیو بند کے بارے میں
کہ علماء اہلسنت دیو بند تمام کے تمام پکے مؤحد مسلمان جنتی اور مؤمنین صادقین میں سے ہیں اللہ تعالیٰ
کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرسین مدرسہ انوار الاسلام کا ذکر

بندہ سعید احمد قادری کے تایا جان استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب بن مولانا مفتی غلام محمد بن
مفتی شیر محمد بن مولانا رحم الہی بن مولانا روشن دین قوم چوہان صدر المدرسین مدرسہ انوار الاسلام بمقام مچن
آباد نے ابتداء سے لیکر موقوف علیہ تک کتابیں ترجمان مسلک علمائے دیو بند ولی کامل حضرت مولانا غلام
صاحب دیو بندی صاحبؒ اور شیخ الفقہ حضرت مولانا محمد امیر صاحب دیو بندیؒ سے پڑھیں۔ پھر ضلع سہانپور
مدرسہ مظاہر علوم میں درجہ موقوف علیہ میں داخل ہو گئے موقوف علیہ کے اسباق چند دن پڑھنے کے بعد
سہانپوری میں مدرسہ مخزن العلوم جو ایک مسجد میں واقع تھا وہاں موقوف علیہ پڑھ کر کسی گھریلو مجبوری کی وجہ
واپس آ گئے۔ افسوس صد افسوس کی بات ہے کہ دورہ حدیث پڑھنے کی سعادت نہ حاصل کر سکے اور یہ مدرسہ
مسلک دیو بند کا مدرسہ تھا یعنی تمام علوم دینیہ اہل سنت دیو بند سے حاصل کیے ہیں اور جب یہ علوم دینیہ پڑھ کر
تحصیل مچن آباد واپس آئے۔ آواز بہت اچھی تھی اور مثنوی شریف کے حافظ تھے اور بڑی روانگی سے
انداز میں مثنوی شریف کے اشعار پڑھتے تھے۔ اور تمام ماحول بریلوی عقائد کا تھا اپنے وعظ اور تقریر میں
مثنوی شریف کے اشعار بڑے اچھے انداز میں پڑھتے جس کی وجہ سے لوگ ان کے عقیدت مند ہو گئے۔ اور یہی
بہت سے لوگ بمقام کرموو الا ضلع فیروز پور کے مشہور پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب کے مریدین تھے جس کو بعد
عقیدت مند حضرات نے کرموو الا کہنے کی بجائے کرمانوالا کہنا شروع کر دیا اور پیر صاحب بھی کرمانوالا کے نام
سے مشہور ہو گئے تو انہوں نے بھی کرمانوالا ضلع فیروز پور میں جا کر حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب سے اپنے
تعلقات قائم کر لئے۔ تو پیر صاحب نے مولانا عبدالحق صاحب کو ذکر واذکار یعنی وظیفے اور چلے کاٹنے کے کام پر
لگایا جب تعلقات خوب پختہ ہو گئے تو انہوں نے وظیفے وظائف اور چلے کاٹنے کی وجہ سے حضرت پیر سید محمد اسما
عیل شاہ صاحب کے مرید ہو گئے جس کی وجہ سے مسلک علماء دیو بند چھوڑ کر ۱۳۳۵ھ میں بریلوی ہو گئے لیکن باوجود

بریلوی ہونے کے علماء دیوبند کی تکفیر کے بارے میں کوئی سوال کرتا تو جواب میں صرف اتنا کہہ
بند کافر ہیں تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں غرض کہ علماء دیوبند کی تکفیر کو بہت برا سمجھتے تھے بندہ
حذا ایک مرتبہ بارہ جون ۱۹۷۹ء کو بعد نماز عصر گھر پر حاضر ہوا تو دوران گفتگو بندہ نے یہ عرض کیا
یہ تو فرمائیں کہ آپ نے علماء دیوبند سے پڑھا پھر علماء دیوبند کو چھوڑ کر آپ بریلوی ہو گئے تو کیا آپ کی
دیوبند مسلمان ہیں یا کافر تو فوراً بندہ کو جواب دیا کہ علماء دیوبند کو کافر کہنے والے کا خاتمہ ایمان پر
دیوبند اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہیں اور میرے استاذ ہیں اور استاذ روحانی باپ ہوتا ہے اور باپ کو کافر
لیں آپ عالم دین ہیں کہ وہ کون ہوگا؟ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ۱۳۳۰ھ میں درجہ موقوف علیہ
حاصل کی اور مدرسہ سے گھر آنے کے پانچ سال بعد تعلیمات رضاء کا پرچم سنبھال لیا۔ غرض کہ اعلیحضرت
رضا بریلوی کے مسلک کو اختیار کرلیا ۔ اور پھر مولانا عبدالحق صاحب نے اپنے پیر ومرشد سید محمد اسماعیل شاہ
کے فضائل ومناقب اپنے چھوٹے بھائی شیخ الحدیث ومفتی حضرت مولانا علامہ بشیر احمد صاحب کو بتلانا شروع
کیونکہ مولانا عبدالحق صاحب اپنے بھائی حضرت مولانا بشیر احمد صاحب سے عمر میں ستائیس (۲۷) سال
اور ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی تھے اور مولانا بشیر احمد صاحب اپنے بڑے سوتیلے بھائی مولانا عبدالحق
باتوں میں آکر حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کی خدمت میں آنا جانا شروع کر دیا تو جب انہوں نے
شروع کیا تو اس وقت حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب آف کرموالے اپنا استانہ من مضافات اوکاڑہ میں
کر چکے تھے ۔ بس آنا جانا پھر ایسا شروع ہوا کہ استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب مسلک
سنت دیوبند چھوڑ کر اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کو اختیار کرلیا۔

کیونکہ مولانا عبدالحق صاحب تو پہلے بریلوی ہو چکے تھے انہوں نے پہلے اپنے چھوٹے سوتیلے
مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث کو بھی اپنے پیر صاحب کے مناقب وفضائل بتا بتا کر متاثر کر لیا
اپنا ہم خیال بنالیا۔ جس کی وجہ سے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب کچھ عرصہ حضرت
محمد اسماعیل شاہ صاحب کے پاس آتے جاتے رہے جس کے نتیجے میں مسلک اہلسنت دیوبند چھوڑ کر
بریلوی میں شامل ہو گئے ۔ اور مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرسین مدرسہ انوار اسلام تاحیات بریلوی رہے
کے چھوٹے بھائی حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث ومفتی اب تک بریلوی ہیں کیونکہ

مفتی بشیر احمد صاحب ۱۳۷۱ھ میں بریلوی ہوئے ہیں تاحال بریلوی ہی ہیں۔ اور بریلویوں کے شب
کونڈے واعمال پر خوب پابندی فرماتے ہیں جو باتیں بریلویت کی پہچان ہے ان پر فراخدلی سے عمل کرتے
ضلع بہاولنگر کا ہر شخص اس سے بخوبی واقف ہے غرض کہ ان کو سب جانتے ہیں اور سب مانتے ہیں۔

حضرت کرمانوالے شاہ صاحب کا ارشاد

آستانہ عالیہ نقشبندیہ کرمانوالہ شریف ضلع اوکاڑہ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ
صاحب کو استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے ایک مرتبہ خط لکھا کہ آپ نے ترجمان مسلک دیوبند
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ہے تو آپ کا علمائے دیوبند کے بارے
میں کیا خیال ہے۔۔۔ تو حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے نے جواب تحریر فرمایا کہ بندہ علمائے دیو
بند کا خادم ہے کیونکہ وہ میرے حدیث کے استاذ ہیں اور بندہ علمائے بریلوی کا بھی خادم ہے کہ وہ میرے طریقت
کے استاذ ہیں۔ بروایت استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث ومفتی آستانہ عالیہ چشتیہ
مرید حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر جو حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالہ
شریف ضلع اوکاڑہ کے مرید خاص ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے ضلع اوکاڑہ
علمائے دیوبند کا بے حد احترام کرتے تھے اور اپنے مریدین کو علمائے دیوبند کی تکفیر سے منع فرماتے تھے۔
بروایت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ
حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

مولوی مفتی بشیر حسین شہر گوجرانوالہ کا ذکر

مولوی مفتی بشیر حسین صاحب بریلوی امام خطیب مسجد غوثیہ بالمقابل بڑا قبرستان گوجرانوالہ شہر میں دار العلوم دیو بند سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے شیخ العرب والعجم امام الحرمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث پڑھا اور دار العلوم دیو بند سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد شرک و بدعت کے ماحول سے ایسے متاثر ہوئے کہ مسلک علمائے اہلسنت دیو بند چھوڑ کر مسلک رضا میں شامل ہو گئے۔ اور تاحیات اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کے پابند رہے اور شہر گوجرانوالہ بڑے قبرستان کے سامنے مسجد غوثیہ میں امام و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور یہیں پر ان کی وفات ہوئی ہے۔

نوٹ:۔ مفتی مولوی بشیر حسین بریلوی صاحب کا علمائے اہلسنت دیو بند سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ علمائے اہل سنت دیو بند کا فیضان ہے۔ اور شہر گوجرانوالہ کے اکثر دیو بندی بریلوی حضرات ان کو خوب جانتے ہیں کہ مفتی بشیر حسین صاحب فاضل دیو بند ہیں۔

مولوی فتح محمد آف بہاولنگر کا ذکر

مولوی فتح محمد مسلک بریلوی جنہوں نے ضلع بہاولنگر میں اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے [مسلک] کی خوب اشاعت کی ہے اور ضلع بہاولنگر کے اکثر بریلوی مولویوں کے استاذ ہیں۔ اور مولوی فتح محمد بریلوی [نے دورۂ] حدیث حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ دیو بندی کے شاگرد حضرت مولانا [...] محدث قاسمی سے پڑھا جو مدرسہ عبدالرب دہلی میں شیخ الحدیث تھے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی فتح محمد بہاولنگری نے ۔۔۔۔ اجمیر شریف مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجمیری سے علوم کی تحصیل کی۔ [...] شریف مدرسہ عبدالرب دہلی میں مولانا عبدالعلی محدث سے پڑھی۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۷۱، [...] عبدالحکیم شرف قادری بریلوی، سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔

قارئین محترم! مولوی فتح محمد بہاولنگری نے فنون کی تعلیم سید الاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی [اجمیری] رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث مولانا علامہ معین [الدین] اجمیریؒ سے حاصل کی اور مولانا معین الدین وہ شخصیت ہیں کہ جب اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی [نے علمائے] اہلسنت دیو بند کے خلاف آئمہ حرمین شریفین سے دھوکہ بازی سے حاصل کیا جانے والا جعلی فتویٰ بنام [حسام] الحرمین علی منحر الکفر والمین شائع کیا جس کی بعد میں خود علمائے حرمین شریفین نے تردید بھی فرما دی تھی۔ تو [اعلیحضرت] نے جب ہندوستان میں اپنا فتویٰ حسام الحرمین شائع کیا تو اس وقت ہندوستان کے ایک سو چالیس علماء [...] عظام کے فتاویٰ اور چھ سو سولہ محافظان شریعت غراء کے دستخطوں سے جاری ہونے والا فتویٰ بنام [...] مکائد الاشرار شائع کیا۔ تو اس میں فتویٰ نمبر ۵۲، آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے شیخ الحدیث اور مفتی

مولانا معین الدین اجمیری صاحب کا ہے جنہوں نے اپنے فتویٰ کے شروع میں علمائے دیوبند کے ...
الفاظ تحریر فرمائے۔

کہ یہ حضرات (علمائے دیوبند) مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔

منقول از براۃ الابرار عن مکائد الاشرار ص ۲۰۹ فتویٰ نمبر ۵۲،

غرض کہ مولوی فتح محمد بہاولنگر نے فنون کی کتابیں حضرت مولانا معین الدین اجمیری ...
شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث اور مفتی سے پڑھیں اور دورۂ حدیث ترجمان علمائے دیوبند ...
مولانا عبدالعلی محدث قاسمی دیوبندی شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی سے پڑھا۔

نوٹ:۔ مولوی فتح محمد بہاولنگری بریلوی کا علماء اہلسنت دیوبند سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر تعلیم ...
علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔ اور جن بریلوی مولویوں کے استاذ مولوی فتح محمد بہاولنگری ...
بریلوی مولوی استخارہ کرکے دیکھیں کہ ہم کس کا فیضان کھا رہے ہیں اور یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر ہرگز ...
ہوگا۔ لیکن جن بریلوی مولویوں نے اپنے استاذ مولوی فتح محمد بریلوی بہاولنگری سے علوم دینیہ حاصل کیے ...
علمائے دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

کیونکہ مولوی فتح محمد بریلوی آستانہ عالیہ مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف جانے کے بجائے ...
علمائے اہلسنت دیوبند سے دینی فیضان حاصل کیا ہے۔

آستانہ عالیہ چھوہر شریف ہری پور ضلع ہزارہ کا ذکر

آستانہ عالیہ چھوہر شریف ضلع ہزارہ کے حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب چھوہروی ضلع ہزارہ سلسلہ
... تعلق رکھتے تھے آپ کے صاحبزادے مولوی فضل الرحمٰن صاحب کے حالات میں لکھا ہے ملاحظہ
... ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سکندر پور کے مدرسہ میں پائی اور ہندوستان کی مشہور
... مظاہر العلوم سہارنپور میں درس و تدریس کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ تذکرہ صوفیائے سرحد،
... ۲۰۶ مؤلف جناب اعجاز الحق صاحب قدوسی، ناشر۔ اُردو بورڈ لاہور۔
... یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ کے سابق سجادہ نشین صاحبزادہ مرولوی کا ذکر

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ مرولوی شریف کے سابق سجادہ نشین صاحبزادہ خواجہ معظم الدین مرولوی کا تعلیمی سلسلہ ملاحظہ فرمائیں۔ کچھ عرصہ لاہور بیگم شاہی مسجد، پھر مسجد نیلا گنبد کے درس میں زیر تدریس رہے بعد ازاں دہلی چلے گئے۔ حوا المعظم ص ۱۳۹۔

دہلی کے علماء سے بھرپور استفادہ کرنے کے بعد آپ بمبئی چلے گئے ان دنوں ایک درس میں حدیث شریف کا ایک خاص اہتمام تھا جس کی نظیر پورے ہندوستان میں نہیں ملتی تھی یہی کشش آپ کو بمبئی لے گئی اس مدرسہ میں آپ کا قیام طویل تھا۔ علوم وفنون کی تکمیل میں آپ نے یہاں کئی سال لگا دیئے۔ حوا المعظم ص سن اشاعت ۱۹۷۹ء طابع مکتبہ جدید پریس لاہور ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔

نوٹ:۔ دہلی کا مشہور مدرسہ ترجمان مسلک دیو بند فقیہ اعظم مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی دیو بندی کا مدرسہ جامعہ امینیہ دہلی ہے۔ اس کے علاوہ دہلی کا ایک اور مشہور مدرسہ ترجمان مسلک دیو بند مدرسہ مولوی عبد الرب دہلی ہے۔

غرض کہ حضرت خواجہ معظم دین مورولوی آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ مورولہ شریف کے سابق سجادہ نشین نے لاہور میں بیگم شاہی مسجد پھر مسجد نیلا گنبد میں علماء دیو بند سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علماء اہلسنت دیو بند سے علوم دینیہ کی اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے دہلی میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہ دہلوی دیو بندی کے مدرسہ جامعہ امینیہ سے حاصل کی۔ یعنی کے حضرت خواجہ معظم دین مورولہ شریف والے نے ہندوستان بھر کی بریلوی مدرسہ سے دینی تعلیم ہرگز حاصل نہ کی بلکہ علماء اہلسنت دیو بند کے مدرسہ سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ یعنی کہ تمام کی تمام دینی تعلیم علماء اہلسنت دیو بند سے حاصل کی۔ یہ علماء اہلسنت دیو بند کا دینی فیضان ہے۔

مولوی محمد کرم الدین دبیر بمقام بھیں کا ذکر

مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی بمقام بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے ابتدائی کتابیں وطن ہی میں پڑھیں مزید تعلیم لاہور اور امرتسر کے مدارس میں حاصل کی کچھ عرصہ میں مولانا احمد علی سہارنپوری سے درس حدیث لیا۔ پھر امرتسر آ کر درس حدیث کی تکمیل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۰۹، بار دوم ۱۹۸۳ء، مطبوعہ لاہور، تذکرہ علمائے پنجاب ص ۵۷۲، جلد دوم سن اشاعت ۱۹۸۰ء مطبوعہ لاہور۔ نیز تذکرہ فضلاء سہارنپور جلد دوم میں مولوی کرم الدین دبیر کا نام سر فہرست لکھا ہوا ہے

قارئین محترم! مولوی محمد کرم الدین دبیر صاحب بریلوی نے امام محدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حدیث شریف کا درس لیا۔ یہی تو فیضان دیو بند ہے اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کو دار العلوم دیو بند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا بابرکت موقع نصیب ہوا۔ اور حضرت سہارنپوریؒ کو ضلع سہارنپور کی مشہور عظیم دینی درسگاہ ترجمان مسلک دیو بند کے مدرسہ مظاہر علوم میں بھی دورۂ حدیث شریف پڑھانے کا عظیم موقع نصیب ہوا۔

حضرات گرامی! مولوی کرم الدین دبیر بریلوی ساکن بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے اپنے بریلوی مولویوں کے کہنے پر آئمہ الحرمین شریفین کے خلاف دل آزار اور سراپا کذب فتویٰ پر دستخط کیئے۔ اور بریلوی فتویٰ کی خوب تائید اور تصدیق فرمائی۔ کہ جب تک ابن سعود کی حکومت قائم ہے اس وقت تک مسلمانوں پر حج ضروری نہیں ہے۔ یعنی کہ یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ۔۔۔۔۔ ابن سعود نا مسعود علیہ ما علیہ کے تمام مسلمانوں پر حج واجب نہیں اور التواء حج ضروری (ہے)۔۔۔ ابن سعود کا اخراج حجاز مقدس سے

واجب ہے اور اس کی بہترین تدبیر یہی ہے کہ جب تک ابن سعود کے ناپاک قدم سے ارض مقدس
نہ ہو جائے حج ملتوی کر دیا جائے۔ الراقم الآثم محمد کرم الدین عفاعنہ نزیل بلدۃ بھیں
بقلمہ۔ منقول از فتوی جواز التواء حج پر دار الافتاء آستانہ عالیہ قدسیہ رضویہ کا مدلل مبسوط متفقہ فتوی

تنویر الحجۃ لمن یجوز التواء الحجۃ۔ صفحہ ۳۲

۱۳۴۵ھ باہتمام ---۔ مولوی محمد ابراہیم رضا بریلوی، بار اول مطبع اہلسنت والجماعت
آ... عالیہ رضویہ بریلی شریف۔

علماء مظاہر العلوم اور تنویر الحجہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں

جواز التواء حج پر دار الافتاء آستانہ عالیہ
قدسیہ رضویہ کا مدلل مبسوط متفقہ فتوے
مسمے بنام تاریخی

تنویر الحجۃ
لمن یجوز
التواء الحجۃ

۱۳۴۵ھ

باہتمام جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب

مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت
واقع آستانہ عالیہ رضویہ بریلی

امن وامان

قطعاً مفقود ہو التواء حج جائز ہونے اور

اس حالت میں فرض ادا ہو ... شرط فرضیت من

استطاع الیہ سبیلا ... موجود ہے

مسمّٰی بنام تاریخی

تنویر الحجۃ بالتواء الحجۃ

۱۳۴۵ھ

تصنیف لطیف و تصنیف منیف

فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خان صاحب قادری

... بالفیض الجلی والخفی باہتمام مولوی محمد ابراہیم رضا

... خان صاحب ... دامت برکاتہم العالیہ ...

بار اول ۱۰۰۰ جلد ۱۳۴۵ھ قیمت — ۳/

ہیں من الاسن ہیں۔ علاوہ اس کے
اُن کے عقائد میں قتل کرنا اہلسنت کا جماعت
کثرت اللہ سوادہم سب مشرک ہیں ہر موجب
اہلسنت کو شہید کرنا اُن کے نزدیک
جائز اُن کا مال لوٹنا مباح جس کی شہادت
ہیں واقعات قتل و غارت جو طائف وغیرہ
میں اُنکے ہاتھوں ظاہر ہوئے کافی ہیں
اور یہ تمام صورتیں امن کی معدوم کرنیوالی
ہیں اور بحالت عدم امن حج کا ملتوی ہونا
فرد ہے جیسا کہ کتب فقہیہ سے ظاہر جسکی
تشریح واضح اصل جواب میں گزری اور حج
کے ملتوی ہونے سے تجویز کے ناپاک
قدم سے انشاء اللہ تعالیٰ حرمین طیبین
طیب و طاہر ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم و علمہ اتم و احکم وصلی اللہ علی النبی الکریم
المعظم وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

کتبہ

فقیر الحقیر القادری محمد عبد الحفیظ الحسنی الحنفی
البریلوی المفتی فی المدرسۃ النعمانیۃ
الکائنۃ فی بلدۃ دہلی

الجواب صحیح و صواب المجیب مجیب
و مثاب

حررہ الفقیر محمد عبد الحنان الحنفی الحسنی المدرس
فی المدرسۃ النعمانیۃ الواقعۃ فی بلدۃ دہلی

محمد عبد المجید نعمانی مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی

ان ھذا الھو الحق المبین

حررہ الفقیر محمد عبد الغفور الحنفی الحسنی
المدرس فی المدرسۃ النعمانیۃ فی بلدۃ دہلی

ھذا ھو الحق والحق احق ان یتبع
احمد مختار الصدیقی صدر جمعیۃ علمائے بمبئی

للہ در المجیب

ھذا ھو الحق وخلافہ باطل
نثار احمد کانپوری عفا اللہ عنہ

تصدیقات علمائے کرام پنجاب

اصاب من اجاب
ابو البرکات سید محمد احمد قادری بلغوی الوری

اصاب من اجاب
ابو یوسف محمد شریف خطیب جامع مسجد
کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ
الجواب صحیح
حررہ بندہ ذوالمنن ابو یوسف نور الحسن عفا اللہ عنہ
خطیب جامع مسجد کلاں [illegible] سیالکوٹ

اصاب من اجاب
سید محمود شاہ [illegible] خطیب جامع
مسجد تحصیل و ضلع شیخوپورہ۔

جب غیر معلوم ہوتا ہر طرح کی اہلسنت
کا شرا کر نجدیوں سے امر یقین ہے
لامحالہ تا حصول امن طریق اور نکالے جانے
ابن سعود نامسعود علیہ ما علیہ کے تمام
مسلمانوں پر حج واجب نہیں اور التوا حج
ضروری فقط

ابو محمد محمد دیدار علی الوری خطیب مسجد وزیر خاں
مرحوم واقع لاہور عفی اللہ عنہ وعن والدیہ
ابن سعود نامسعود کے ظالمانہ و وحشیانہ
مظالم سے دنیائے اسلام بے چین ہے
بدیں وجہ ابن سعود کا اخراج حجاز مقدس سے
واجب ہے اور اسکی بہترین تدبیر یہی ہے
کہ جب تک ابن سعود کے ناپاک قدم سے
ارض مقدس حجاز پاک نہ ہو جائے حج ملتوی
کر دیا جائے۔ فقط

نمقہ لقادرہ تعالیٰ الفقیر ابوالبرکات سید احمد
سنی حنفی قادری رضوی الوری از مسجد وزیر خاں
لاہور

ھذا امر الحق والحق احق بالاتباع
فقیر محمد غلام جان سنی حنفی قادری رضوی [illegible]
مدرس مدرسہ انجمن نعمانیہ [illegible] لاہور

اصاب المجیب الفاضل العلامۃ فی الجواب
مصیبۃ [illegible] للمسلمین [illegible] فریضۃ الحج فی ایام تسلط النجدی
الظالم علی الارض المقدسۃ [illegible]
الحج فی ہذہ الایام للمسلمین [illegible] التہلکۃ
[illegible] قال اللہ سبحانہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ
ولان فیہ اعانۃ بالمال للظالم واعانۃ الظالم [illegible]
بنص القرآن۔ ہذا [illegible] والحق [illegible]
الراقم الاثم محمد کرم الدین عفا عنہ [illegible]
من مضافات [illegible]

ذالک کذالک وانا مصدق [illegible]
وانا العبد المفتقر الی اللہ العزیز ابو رشید محمد عبد العزیز
عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد [illegible] مضافات لاہور
مجیب الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
فقیر محمد سردار احمد غفرلہ المولیٰ [illegible]

علمائے مظاہر علوم سہارنپور

اور

ان کی علمی و تصنیفی خدمات

(جلد چہارم)

شہرۂ آفاق علمی، دینی، درسگاہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے نامور علماء کا تفصیلی تذکرہ
نیز ان کے علمی کارناموں اور تصنیفی خدمات کا تحقیقی جائزہ و تجزیہ

مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری
امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

ناشر
مکتبہ یادگار شیخ - (اردو بازار)
محلہ مبارک شاہ سہارنپور (یوپی)

ک

(۱۸۶) مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر پنجابی

فاتح قادیانیت ورضاخانیت

رئیس المناظر ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین صاحب مرحوم پنجاب کے مشہور علماء میں سے ہیں، موضع بھیں ضلع جہلم آپ کا وطن ہے، تاریخ ولادت تقریبی اندازہ کے اعتبار سے ۱۸۵۴ء ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے وطن ہی میں حاصل کی، امرتسر اور لاہور کے مختلف مدارس میں بھی آپ نے پڑھا ہے۔ عربی ادب کی بعض کتابیں آپ نے حضرت مولانا فخر الحسن صاحب تلمیذ خاص حضرت اقدس گنگوہی سے لاہور میں پڑھی ہیں۔

بعد ازاں آپ حدیث پاک پڑھنے کی غرض سے حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کی خدمت میں سہارنپور آئے، ابھی کتابیں مکمل نہیں ہوئی تھیں کہ آپ علالت کی وجہ سے واپس چلے گئے اور امرتسر میں بقیہ کتابیں ختم کیں، فراغت کے بعد آپ نے اپنے گاؤں میں طلبہ کو درس دینا شروع کیا جو چند سال تک مسلسل کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔

آپ کی تمام زندگی مجاہدانہ انداز سے گزری، اہل باطل کے خلاف آپ ہمیشہ برسر پیکار رہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی آپ کے مناظرے ہوئے۔ اردو زبان کے ساتھ عربی نظم ونثر پر آپ خوب قابو یافتہ تھے۔ مناظرہ میں بے تکلف تینوں زبانوں میں گفتگو کرتے مرزائی علماء آپ کے زور بیان اور قوت دلائل کے سامنے مات کھا جاتے تھے اور پھر آپ کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کرتے چنانچہ بہت سے مقدمات آپ پر گورداسپور کی عدالت میں دائر کئے گئے۔

ایک مرتبہ جوابی کاروائی کے طور پر آپ نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم فضل دین بھیروی کے خلاف استغاثہ دائر کردیا، فریقین کی جانب سے بہت سے وکلاء ایڑی چوٹی کا

مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی آف بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے اپنی زندگی مسلک بریلوی کی خدمت کی ہے لیکن ان کے صاحبزادہ فاضل جلیل وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضل دیوبند آف چکوال نے فرمایا کہ میرے والد محترم مسلکاً دیوبندی تھے کیونکہ انہوں نے مجھے دینی تعلیم کے لئے علوم دیوبند میں تعلیم دلوانے کے لئے ایک خط بنام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند روانہ کردیا کہ یہ میرا خط حضرت شیخ مدنی کو دے دینا اور دوسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ مناظرہ سلانوالی ضلع سرگودھا میرے والد محترم کے عقائد میں تبدیلی آگئی تھی اس لحاظ سے وہ مسلکاً دیوبندی ہو گئے تھے۔ حالانکہ مندرجہ بالا دونوں باتیں بالکل غیر ثقہ اور غیر معتبر ہیں اور دیوبندی ہونے کی ہرگز تائید اور تصدیق نہیں کرتیں۔ کیونکہ مولوی کرم الدین صاحب آف جہلم کی اپنی کوئی ایک بھی تحریر نہیں ملتی کہ میں دیوبندی ہوں بریلوی ہرگز نہیں ہوں اور مناظرہ سلانوالی کے بعد بھی مولوی محمد کرم الدین صاحب آف بھیں کی کوئی تحریر ایسی ہرگز سامنے نہیں آئی کہ جس میں انہوں نے فرمایا ہو کہ میں مناظرہ سلانوالی کے بعد بریلوی عقائد چھوڑ کر حنفی دیوبندی ہو گیا ہوں اور مولوی کرم الدین صاحب آف بھیں کا کوئی فتویٰ اور کوئی تحریر بریلی علمائے کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ائمۃ الحرمین شریفین پر علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف فتویٰ پر دستخط اور تائید وتصدیق البتہ ضرور ہے۔

غرضیکہ مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی آف بھیں کے پختہ بریلوی ہونے کی تائید وتصدیق خوب ملتی ہے جیسا کہ انہوں نے سعودی حکومت کے خلاف بریلی شریف سے جاری ہونے والا فتویٰ بنام انوار الحج پر ان کی تائید وتصدیق اور دستخط موجود ہیں۔ جس کی انہوں نے زندگی بھر تردید نہیں فرمائی۔ اور مولوی محمد کرم الدین صاحب آف بھیں کو بریلوی علماء نے اپنے اکابر میں شمار کیا ہے۔ جس کے لئے تذکرہ اہلسنت ص ۲۰۹، سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور ملاحظہ فرمائیں۔

ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے

کہ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جعلی فتویٰ تکفیر حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مرتب کیا جس کی تائید وتصدیق نے مظہر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی رضوی بریلوی نے علمائے اہلسنت دیوبند کے خلاف الصوارم الہندیہ مرتب کی۔ کہ جس میں مولوی محمد کرم الدین دبیر بریلوی آف بھیں ضلع جہلم والد محترم حضرت مولانا

قاضی مظہر حسین صاحب کا فتوٰی موجود ہے۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے لیکن اس سب کچھ کے باوجود
قاضی مظہر حسین صاحب وکیل صحابہ فاضل جلیل فاضل دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم
خدا جانے وہ کس ثقہ دلیل سے اپنے والد محترم کو دیوبندی ثابت فرما رہے ہیں۔ یہ ان کا اپنا تفرد ہے اور
لیکن یہ بات بخوبی یاد رہے کہ علماء اہلسنت دیوبند نے آج تک مولوی کرم الدین دبیر بریلوی آف بھیں کو
اکابر علمائے دیوبند کی صف میں ہرگز شمار نہیں کیا۔ جبکہ کتاب اکابر علماء دیوبند وغیرہ چھپی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اور مولوی محمد کرم الدین دبیر آف بھیں کا حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے حدیث شریف کا درس لینا اور فضلاء سہارنپور میں ان کا شمار ہونا یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ جنہوں نے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھی اور بعد میں ایک وقت وہ بھی آیا کہ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے مدرس رکھے گئے جس کا ثبوت تذکرۃ الخلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی میں دیکھ لیجئے۔

علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں خانقاہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین کا ارشاد

آستانہ عالیہ خانقاہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی صاحب ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فیضان کا بایں الفاظ ذکر فرماتے ہیں۔

برصغیر کے مذہبی اور روحانی طبقوں میں پریس کی اہمیت سب سے پہلے اہل دیوبند کی محسوس کی یہ ان کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی تھی ساتھ انہوں نے معاشرے میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا صحیح اندازہ لگالیا۔ چنانچہ عوامی استفادہ کے لئے مذہبی مواد کو آسان اُردو زبان میں پیش کرنے کی تحریک کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہوا۔ جس کی تفصیل تاریخی کتب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ بعد میں مولانا اشرف علی تھانوی نے جب بہشتی زیور کی تعریف کی اور بعض سربرآوردہ علماء و فضلاء کے پاس تقریظ کے لئے بھیجی تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اس وجہ سے کہ یہ کتاب آسان ترین اردو زبان میں تھی۔ اس میں منشیانہ قسم کا مرصع و مسجع اسلوب نہ تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتاب مذہبی لٹریچر میں ایک اعلیٰ پایہ کا متن شمار ہوتی ہے۔ اس سے مولانا صاحب کی پریس اور اُردو زبان کے بارے میں بصیرت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ منقول از ہوالمعظم

۱۱۱۔۱۱۲، سن اشاعت ۱۹۷۹ء، طابع مکتبہ جدیدیہ پریس لاہور، ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور۔

ہوالمعظم کا عکس ملاحظہ فرمائیں

خانقاہِ معظمیہ کا صد سالہ عہدِ رُوحانیت

ہوالمعظم

تالیف

صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی

اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹ این سمن آباد۔ لاہور

ایک بزرگ کی شہرت قائم ہونے میں کافی عرصہ لگ جاتا تھا۔ لیکن جب سے
چھاپہ خانہ ایجاد ہوا ہے تشہیر کے مراحل بھی بڑی خوبی سے اور بڑے تھوڑے
وقت میں طے ہو رہے ہیں۔ آجکل کا سجادہ نشین ان مشینوں سے استفادہ کر
کے اپنے حلقۂ تعارف کو کافی وسیع کر سکتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس کھلا
وقت ہو وہ خانقاہوں میں جا کر روحانی پیاس بجھا لیتے ہیں، اور جن کے پاس
وقت کی کمی ہو وہ گھروں میں بیٹھ کر ہی مشائخ کے ملفوظات، تحریر و تقریر اور
خیالات و افکار پر مشتمل کتابیں پڑھ کر اپنی روحانی تسکین کر لیتے ہیں۔ عوام کے
ذہن پر پریس کا ایک خاص رعب اور دبدبہ قائم ہے۔ روزمرہ کی بحثوں کے
دوران بھی لوگ پوچھ لیتے ہیں کہ یہ بات کس کتاب میں آئی ہے؟ چھپی ہوئی کتاب
پر عوام بہت اعتقاد رکھتے ہیں۔ لہٰذا نئے ماحول میں ایک سجادہ نشین کا پریس
سے منقطع ہو کر رہنا خودکشی کے برابر ہے۔

کردم اشارتے و مکرر نمی کنم

برِصغیر کے مذہبی اور روحانی طبقوں میں پریس کی اہمیت سب سے
پہلے اہلِ دیوبند نے محسوس کی۔ یہ ان کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی تھی۔ ساتھ
ہی انھوں نے معاشرے میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا صحیح اندازہ لگا لیا۔ چنانچہ
عوامی استفادے کے لیے مذہبی مواد کو آسان اردو زبان میں پیش کرنے کی
تحریک کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہوا جس کی تفصیل تاریخی کتب میں

دیکھی جا سکتی ہے۔
بعد میں، مولینا اشرف علی تھانوی نے جب بہشتی زیور کی تالیف کی
اور بعض سربرآوردہ علماء و فضلاء کے پاس تقریظ کے لیے بھیجی تو انہوں نے اس
کا مذاق اڑایا، اس وجہ سے کہ یہ کتاب آسان ترین اردو زبان میں تھی اور اس
میں منشیانہ قسم کا مرصع و مسجع اسلوب نہ تھا۔
آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہی کتاب مذہبی لٹریچر میں ایک اعلیٰ پائے کا متن شمار
ہوتی ہے۔ اس سے مولانا صاحب کی، پریس اور اردو زبان کے بارے میں
بصیرت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔
پریس کی اہمیت کو دوسرے نمبر پر مولانا مودودی نے خوب سمجھا۔ انھوں
نے پریس کے مورچے میں بیٹھ کر بے تیغ و تفنگ جو فتوحات حاصل کی ہیں کم
ہی کسی بادشاہ کو اپنی افواجِ قاہرہ سے میسر آئی ہوں گی۔ مودودی صاحب کو
داد دینی چاہیے کہ انھوں نے متحدہ پاکستان کی قومی اسمبلی میں صرف چار نشستیں لیکر
بھی اپنا سیاسی طمطراق برسرِ اقتدار جماعت کے مقابلے میں برابر کی حریف قوت
کے طور پر بہر حال قائم رکھا۔ مزید برآں، ملک میں واضح اقلیت رکھنے کے
باوجود، محض، پروپیگنڈا کے مفید فن کی بدولت انھوں نے اتنی گھن گرج اور
شور اشارہی بپا کر رکھی ہے، جیسے سات بَرِّاعظموں کی قیادت انہی کے قبضۂ قدرت
میں ہے۔

آستانہ عالیہ خانقاہ معظمیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولہ شریف ... نے علمائے اہلسنت دیوبند کے بے مثل فیضان کا خوب اقرار کیا ہے جس کو آپ حضرات نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔

مولوی محمد عمر اچھروی لاہوری کا ذکر

رضا خانی مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی لاہوری کا حصول تعلیم غیر مقلدین اور علمائے اہلسنت دیوبند سے ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں درس حدیث کی تحصیل کی اور سند مولوی عبداللہ روپڑی اہل حدیث سے حاصل کی آپ نے تمام زندگی مسلک احناف کی بھرپور حمایت کی مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کے تلمیذ رشید احمد علی بیرجی سے دوبارہ حدیث شریف کا درس لیا۔ منقول از۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ۳۹۸ سن اشاعت ۱۹۸۲، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔

قارئین محترم! علمائے اہلسنت دیوبند کا یہ فیضان ہے کہ مولوی محمد اچھروی بریلوی لاہوری نے پہلے غیر مقلد مولوی محمد عبداللہ روپڑی سے حدیث پڑھی لیکن صحیح معنوں میں قلبی طور پر اطمینان نہ ہوا پھر بعد میں علمائے اہلسنت دیوبند کے سرخیل امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی کے شاگرد رشید حضرت مولانا احمد علی بیرجی دیوبندی سے دوبارہ دورۂ حدیث شریف پڑھا۔

یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے اس وقت کے بریلوی مولویوں کے پاس ہرگز نہ گئے بلکہ علمائے اہلسنت دیوبند کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولوی ابو محمد احمد الدین چکوالی کا ذکر

مولوی ابو محمد احمد الدین بن مولوی غلام حسین بن قاضی محمد احسن آبائی وطن موضع بولہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم۔

اور تاریخی نام چراغ دین تجویز ہوا لیکن وہاں سے منتقل ہو کر آپ چکوال شہر میں مقیم ہو گئے اور مسلک بریلوی کے بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے کہ آپ مسلک بریلوی کا مدرسہ نعمانیہ لاہور میں کافی عرصہ تدریس کی ہے اور آپ نے مسلک بریلوی کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ لیکن ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابو محمد احمد الدین بن مولوی غلام حسین بن قاضی محمد احسن ذات اعوان ساکن چکوال ضلع جہلم نے مدرسہ دیوبند میں تعلیم پائی ہے۔ دیوبند میں مولانا محمد حسن صاحب (دیوبندی) آپ کے استاذ تھے۔ بحوالہ مشاہیر علماء دیوبند جلد ا ص ۱۶، بار اول ۱۹۷۶ء مطبع العالمین پریس لاہور، تالیف حافظ قاری فیوض الرحمان۔

مولوی احمد الدین چکوالی، چکوال پنجاب کے باشندہ تھے دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور حضرت مولانا (محمود حسن) کے شاگرد تھے۔ مشاہیر علمائے دیوبند جلد ا ص ۱۷، بار اول ۱۹۷۶ء مطبع العالمین پریس بحوالہ ماہنامہ [illegible] اقبال نمبر ص ۹۰، ستمبر اکتوبر ۱۹۷۸ء۔

مولوی احمد الدین چکوالی نے دارالعلوم دیوبند سے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ (دیوبندی) سے حدیث پڑھی اور گنگوہ میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث کا درس لیا تھا۔ مشاہیر علمائے دیوبند جلد ا صفحہ ۱۷، بار اول ۱۹۷۶ء مطبع العالمین پریس لاہور۔

مولوی احمد الدین چکوالی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے دارالعلوم دیوبند میں حدیث پڑھی اور پھر مزید تعلیم حدیث کے لئے گنگوہ میں جا کر فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی

خدمت میں بھی حاضر ہو کر حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔

علاوہ ازیں ۱۲۹۸ھ میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رختِ سفر باندھا۔ وہاں مشہور

فاضل نبیل مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہٗ (جو کہ آپ کے والد ماجد کے بھی استاذ تھے) کے پاس

کر حدیث قرأت، ہیئت ربع، مجیب اور ربع مقنطرہ وغیرہ علوم وہاں کے جید اساتذہ سے حاصل کر

تدریس کی اعلیٰ سندیں حاصل کی۔ واپسی پر کراچی کے محلہ کھڈہ میں مولانا عبداللہ کے پاس کچھ عرصہ

وہاں ایک دینی مدرسہ مظہر العلوم قائم کیا۔ جو آج بھی جاری ہے۔ قیام کراچی کے دوران کئی علماء

مستفید ہوئے۔ آپ نے علم طب بھی پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا کئی لا علاج مریض آپ کے علاج سے شفا

یاب ہوئے۔

۱۲۸۰ھ میں والد ماجد کے ہمراہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ کی خدمت میں

سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔ منقول از۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۳، از مولوی عبدالحکیم شرف

بریلوی، سن اشاعت ۱۹۸۳، مطبع معظم پرنٹرز لاہور،

نوٹ:۔ مولوی احمد الدین چکوالی سابقہ صدر مدرسین مدرسہ نعمانیہ لاہور مسلک بریلوی کے ترجمان رہے

نے دورۂ حدیث علمائے دیوبند سے پڑھا اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے اور جنہوں نے

بریلوی کی خدمت کی یعنی کہ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک رضا کی خدمت کرتے رہے

دورۂ حدیث شریف علمائے دیوبند سے دو مرتبہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

مشاہیر علماء دیوبند کا عکس ملاحظہ فرمائیں

شاد باش و شاد زی، اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تُو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند

مشاہیر علمائے دیوبند

جلد اوّل

تألیف

حافظ قاری فیوض الرحمٰن

ایم اے: عربی، علوم اسلامیہ، فارسی، اردو
صدر شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ کالج، ایبٹ آباد

المکتبۃ العزیزیۃ

۱۳- اُردو بازار ○ لاہور

اعلیٰ حضرت بریلوی کی ابتدائی تعلیم کے حصول کا ذکر

اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ابتدائی تعلیم علمائے اہلسنت دیو بند کے ترجمان ادارہ مدرسہ اشاعت العلوم بریلی شریف کے مہتمم حضرت مولانا محمد یٰسین دیو بندیؒ سے حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا محمد یٰسین سرہندی ثم بریلوی۔۔۔ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرشید مرحوم کا بیان ہے۔ کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ابتدائی کتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا آپ کو بڑے عجز میں خطوط لکھا کرتے تھے جو مولانا مرحوم کے پاس محفوظ تھے۔ منقول از (تاریخ دارالعلوم دیو بند ص ۱۹۱ مارچ اپریل ۱۹۸۰ء، تالیف سید محمود رضوی۔)

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی دیو بند کے فیضیافتہ ہیں

اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی علمائے اہلسنت دیو بند کے بالواسطہ شاگرد ہیں ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا احمد رضا خان دیو بند کے بالواسطہ شاگرد ہیں وہ اس طرح کہ مولانا محمد یٰسین صاحبؒ جنہوں نے بریلی میں مدرسہ اشاعت العلوم قائم کیا یہ ان کے شاگرد ہیں اور وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں یہ بات ظاہر نہیں کرتے اور ابتداء میں مولانا یٰسین صاحبؒ کو مولانا احمد رضا خان جو خط لکھتے تو نہایت تعظیم سے ایسے جیسے کوئی اپنے شیخ کو لکھ رہا ہے۔

بعد میں ان کے خیالات بدلے۔ کیا بات پیش آئی وہ اللہ ہی جانے۔ پھر تو کافرے ورے کوئی چیز ہی نہ تھی۔ منقول از۔ خطبات حکیم الاسلام ص ۴۴۸، جلد ۷، ناشر کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہر گیٹ ملتان، مشاہیر علمائے دیو بند جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، اشاعت اول ۱۹۷۶ء، تالیف حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے۔

اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا ترجمان ادارہ مسلک دیو بند مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنا یہ فیضان دیو بند ہے۔ کہ جس فیضان دیو بند سے اعلیٰحضرت بھی محروم نہ رہ سکے۔

مولوی محمد اکبر علی میانوالی کا ذکر

مولوی محمد اکبر علی بن مولوی غلام حسین بن خدایار میانوالی میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید والد سے حفظ کیا۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں مولوی محمد میانوالی سے پڑھی بعد ازاں مولوی نور زمان کوٹ چاند شریف ضلع میانوالی سے علمی استفادہ کیا کچھ چکی ضلع کیمل پور میں پڑھتے رہے۔ استاذ العلماء مولوی [illegible] الدین گانگوی (میانوالی) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اس کے بعد ضلع ہزارہ کے مختلف علمائے سے تحصیل علم کرتے رہے۔ دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند میں کیا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء کو سند فراغت حاصل کی۔ آپ راسخ العقیدہ علماء اہلسنت میں سے تھے منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۶۶، سن اشاعت ۱۹۸۳ء، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

تذکرہ اکابر اہلسنت کا عکس ملاحظہ فرمائیں

تذکرہ اکابرِ اہلِ سنّت

(پاکستان)

مرتبہ

محمد عبد الحکیم شرف قادری

ناشر

شبیر برادرز پبلشرز ○ ۴۰ بی اردو بازار، لاہور

قارئین محترم! مولوی محمد اکبر علی آف میانوالی نے علمائے اہلسنت دیو بند سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند
فراغت حاصل کی اور حصول تعلیم کے بعد اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان کے مسلک کو اختیار کر لیا۔ لیکن مولوی
اکبر علی صاحب کا علمائے اہلسنت دیو بند سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ فیضان دیو بند ہے۔

مولوی مفتی محمد امید علی خاں کا ذکر

مولوی مفتی محمد امید علی خاں ابن دلاور حسین خاں پٹھان موضع سکھ ڈیرہ تحصیل شاہ آباد گیا (صوبہ بہار)
تقریباً ۱۳۰۱ ہجری ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ آباد میں
میٹرک کیا۔ ڈاکخانہ میں کلرک ہو گئے۔ پھر کسی صاحب دل کی تاثیر صحبت سے علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا۔ مولانا محمد
رسول خاں ہزاروی (دیو بندی) صدر مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ سے تعلیم حاصل کی متوسط کتابیں جامعہ
اسلامیہ عربیہ امروہہ میں مولوی محمد امیر الدین سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رام پور میں مولانا فضل حق
رامپوری، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی مولانا سید محمد عبد العزیز انبیٹھوی سے بھی مستفیض
ہوئے۔ رام پور ہی میں مولانا قاری علی حسین تلمیذ مولانا قاری محمد عبد الرحمٰن پانی پتی سے تجوید و قرأت کی مشق کی۔
بعض مسائل کی تحقیق کے لئے اعلیحضرت حضرت امام احمد بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کیا۔
منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۹۴، سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبد الحکیم شرف
قادری بریلوی لاہور۔
قارئین محترم! مولوی مفتی محمد امید علی خان نے علمائے دیو بند سے پڑھ کر بعد میں مسلک رضا کے حامی ہو گئے
جب اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پھر اعلیحضرت بریلوی نے اپنی تحقیق
لگایا کہ حامی توحید و سنت کی بجائے حامی شرک و بدعت پر گامزن فرما دیا۔ اور مولوی مفتی محمد امید علی خان حضرت
مولانا محمد رسول خان صاحب ہزاروی دیو بندی صدر مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں شیخ الحدیث تھے ان سے
دورۂ حدیث شریف پڑھا اور سند فراغت حاصل کی۔ اور تجوید و قرأت حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن پانی پتی کے شاگرد مولوی قاری علی حسین

مولانا فضل حق رام پوری خیر آبادی سے بھی استفادہ کیا۔ اور فضل حق رامپوری خیر آبادی نے حضرت
شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ اور حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ جو علمائے اہلسنت دیو
بند کے پیشوا اور سند ہیں۔
اور مولوی مفتی محمد امید علی خان نے علمائے اہلسنت دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں اور یہ علمائے
اہلسنت دیو بند کا دینی فیضان ہے۔
پھر اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں جا کر علماء اہلسنت دیو بند سے حاصل کئے
ہوئے تمام علوم دینیہ پر پانی پھیر دیا۔ یعنی کہ حامی توحید و سنت کا پرچار کرنے کی بجائے تمام عمر حامی شرک و بدعت
کا پرچم کو اٹھائے رکھا۔

صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق کا ذکر

صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن بن حاجی محمد رمضان لدھیانہ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے ممتاز افاضل سے
تعلیم حاصل کیا۔ فرنگی محل (لکھنؤ) دیو بند اور جامعہ ازہر مصر کے فاضل تھے۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۳۰،
سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔
قارئین صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق صاحب نے دار العلوم دیو بند سے علوم دینیہ حاصل کئے یہ فیضان دیو بند ہے۔

مولوی سلطان اعظم قادری کا ذکر

مولوی سلطان اعظم بن میاں غلام نبی موضع چھپڑ شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ...
صرف اور نحو کی ابتدائی کتابیں موضع بھرتہ میں پڑھیں بعد ازاں اہل سنت کے مقتدر فاضل مولانا غلام ...
قدس سرہٗ چپلاں ضلع میانوالی کی خدمت میں پانچ سال تک حاضر رہے۔ اور تمام کتب کی تکمیل کی ...
غلام رسول انھی ضلع گجرات کے پاس رہ کر تین سال میں تمام کتب کا سماع کیا۔ دورۂ حدیث دیوبند ...
مولانا انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) سے پڑھا۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۹، سن اشاعت
۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی سلطان اعظم صاحب بریلوی نے مولوی غلام محمود چپلانوی ضلع میانوالی
سے پانچ سال تک پڑھا جو حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا غلام
رسول دیوبندی بمقام انھی ضلع گجرات سے تین سال تک پڑھا۔ اور دورۂ حدیث شریف ایشیا کی عظیم
اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں امام المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے پڑھا تو
علمائے اہلسنت دیوبند کا دینی فیضان ہے۔

مولوی صوفی حاجی سید احمد سری کوٹی کا ذکر

مولوی صوفی حاجی سید احمد سری کوٹی بریلوی بن سید صدر شاہ آف ہری پوری (ضلع ہزارہ) سے
... میل مغرب کی جانب واقع موضع سری کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں تجوید کے ساتھ قرآن کریم
... بعد ازاں اپنے علاقہ کے جید فضلاء سے تحصیل علم کی اور دیوبند جا کر درس حدیث لیا۔ لیکن اس کے با
... دیوبندی معتقدات و نظریات کا بڑی شدت کے ساتھ رد کیا کرتے تھے۔
... از تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۶۹، سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم
... قادری بریلوی لاہور۔
... کرام! مولوی صوفی حاجی سید احمد سری کوٹی بمقام ہری پور ضلع ہزارہ نے دارالعلوم دیوبند سے دورۂ
... حدیث پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا تو علمائے اہلسنت دیوبند سے علوم حدیث پڑھ کر پھر بعد میں اعلیٰ
حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے مسلک بریلوی سے منسلک ہو گئے۔ اور تمام زندگی ماحیٔ توحید و سنت
... شرک و بدعت اور رسومات رضا خانیہ بریلویہ کی تعلیمات کو عام کرتے رہے۔ اور مولوی صوفی حاجی
... احمد سری کوٹی صاحب تا حیات علماء اہلسنت دیوبند کی تردید نہیں کرتے رہے؟ بلکہ قرآن و سنت پر مبنی
... اعمال کی خوب تردید کرتے رہے۔ یہ ان کا توشۂ آخرت تھا۔ جو مرتے دم ساتھ لیکر گئے۔

مولوی سید ضیاء الدین صاحب سلطان پوری کا ذکر

مولوی سید ضیاء الدین بن مولوی سید حمید شاہ سلطان پور ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی احمد دین قدس سرہٗ (والد ماجد استاذ الاساتذہ مولوی محب النبی دامت برکاتہم العالیہ) حاصل کی ترکیب پڑھنے کے لئے موضع شاہرہ ضلع کیمل پور میں صرف ونحو کے مشہور آفاق استاذ (نام معلوم نہ ہو سکا) کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد ازاں مختلف اساتذہ سے استفادہ کرتے ہوئے اہلسنت کے مایہ ناز مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوری قدس سرہما کی خدمت میں اجمیر شریف حاضر ہو کر معقول ومنقول کی منتہی کتب کا درس لیا۔ دورۂ حدیث شریف دہلی میں غالباً جامعہ امینیہ میں پڑھا۔ مولانا ضیاء الدین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہما کے مخلص مریدین میں سے تھے۔ بارہا سیال شریف کے سفر میں حضرت پیر صاحب کے ہمسفر رہے۔ منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص۱۹۳، سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی سید ضیاء الدین سلطان پوری بریلوی نے مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوری سے معقول اور منقول کی منتہی درجہ کی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف محدث اعظم وفقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی (دیوبندی) شیخ الحدیث جامعہ امینیہ دہلی میں پڑھ کر سند فراغت لے کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

نوٹ:۔ مولوی سید ضیاء الدین سلطان پوری بریلوی نے مولوی مشتاق احمد کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی مشتاق احمد کانپوری علماء دیوبند کے مدرسہ اسلامی میرٹھ میں بھی پڑھاتے رہے اور مولوی احمد کانپوری نے مولوی عبید اللہ کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر حدیث حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی مفتی محمد عبدالعزیز الگوں کا ذکر

مولوی مفتی محمد عبدالعزیز صاحب قصبہ الگوں ضلع لاہور کے ابتدائی حالات پر پردہ خفا میں ہیں حضرت مفتی صاحب اہل حدیث وہابی علماء سے تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ اس لئے ان پر غیر مقلدانہ رنگ چڑھا ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے حدیث شریف پڑھنے کے لئے امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص۲۳۲، سن اشاعت ۱۹۸۳ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

مولوی مفتی عبدالعزیز صاحب قصبہ الگوں ضلع لاہور نے غیر مقلدین سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی بانی وشیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف ہند لاہور کے پاس حاضر ہو کر حدیث کا درس لیا۔ اور یہ بات بھی بخوبی یاد رکھیں کہ مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندیؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ثبوت تذکرہ اکابر اہلسنت ص۱۴۰ پر مرقوم ہے۔

مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب ابن سید نجف علی نے سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادی آبادی سے حاصل کی۔ علاوہ ازیں مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی اپنی کتاب تحقیق المسائل میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور، حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری کے فتوی اجوبہ سوارت خمسہ کی نقل زمانِ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے تحقیق المسائل۔ ص۳۱، سطر ۳۔۴۔۵، مطبوعہ لاہور، پرنٹنگ پریس لاہور، طبع ثانی ۱۳۲۵ھ، منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر ص۷۷۸، سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔

نوٹ:۔ مولوی مفتی عبدالعزیز صاحب سابق غیر مقلد جو مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب کے پاس حدیث شریف پڑھنے کے بعد بریلوی ہو گئے تھے تو انہوں نے نے حدیث شریف مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھی اور مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے علمائے دیوبند سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کا ذکر

(والد شاہ احمد نورانی کراچی)

مولوی عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بن مولوی محمد عبدالحکیم نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔
سال دس ماہ کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا۔ اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔
بعد ازاں جامعہ قومیہ میرٹھ میں داخل ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کی سند حاصل کی۔ تذکرہ
اکابر اہلسنت ۲۳۶، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

نوٹ:۔ یادرہے مولوی عبدالعلیم صدیقی میرٹھی یہ مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی بریلوی کے والد محترم ہیں
اور انہوں نے میرٹھ کے مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند جامعہ قومیہ میرٹھ میں مدرسہ دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ
کر سند فراغت حاصل کی۔

اور مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی بریلوی کے والد محترم نے بھی علمائے اہلسنت دیوبند کے
ترجمان مدرسہ جامعہ قومیہ میرٹھ سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی مفتی عطا محمد رتوی بن مولوی مفتی امام الدین بمقام رتہ شریف تحصیل چکوال میں پیدا ہوئے۔ اور
آپ کے والد ماجد جید عالم دین صاحب حال بزرگ اور حضرت مولانا خواجہ غلام نبی قدس سرہٗ للہ شریف کے خلیفہ
تھے۔ مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد والد ماجد سے سکندر نامہ تک فارسی
کتابیں پڑھیں بعد ازاں کچھ دن موضع یوسف شاہ (سرگودھا) اور کچھ دن بیربل شریف رہے۔ پھر گھوٹہ ضلع
... میں صرف ونحو کے امام مولانا حافظ جمال اللہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہٗ) کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور تین سال کے عرصہ میں متن متین اور قطبی تک کتابیں پڑھ لیں۔ ازاں بعد استاذ محترم
کی اجازت سے دہلی گئے اور کوچہ بلی مارہ میں قیام کیا۔ لیکن یہاں اطمینان حاصل نہ ہوا اس لئے شہرہ آفاق فاضل
مولانا فضل حق رامپوری قدس سرہٗ کی خدمت میں رام پور حاضر ہوئے۔ اور مدرسہ عالیہ میں داخل ہو کر سات سال
میں درسیات کی کتب متداولہ کی تکمیل کی مولانا فضل حق رام پوری نے اسی مدرسہ میں بحیثیت مدرس کام کرنے کی
پیشکش کی لیکن مفتی صاحب نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں والد ماجد سے اجازت لینا ضروری ہے۔ عریضہ ارسال
کیا والد ماجد نے اجازت نہ دی۔ اور تاکیداً واپسی کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو مجبوراً
... تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۷۹، سن اشاعت ۱۹۸۳ء، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولوی عبدالحکیم
شرف قادری بریلوی لاہور۔

نوٹ:۔ مولوی مفتی عطا محمد رتوی بریلوی نے سات سال کے طویل عرصہ میں تمام علوم دینیہ مولانا فضل حق
رامپوری سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور یہ بھی علماء دیوبند کا فیضان ہے کہ مولانا فضل حق رامپوری یہ شاگرد
ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ جو علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

مولوی غلام احمد کا ذکر

مولوی غلام احمد کے والد کا نام شیخ احمد تھا آپ ۱۲۷۳ھ میں بمقام کوٹ اسحاق تحصیل
گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے ہوش سنبھالتے ہی تحصیل علوم میں منہمک ہو گئے اور اطراف ملک
کے خرمن فیض سے خوشہ چینی کی آپ نے جن جلیل القدر علماء سے فضلاء کے چشمہ فیض سے اپنی تشنگی
کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولوی علاؤالدین بھابڑا ضلع ہوشیار پور مولوی شاہ دین مولوی محمد الدین ساکن احمد گڑھ
مولوی ابو احمد مراد علی صاحب بیگو والی علاقہ کپورتھلہ مولوی محمد عمر رام پور منہارہ، مولوی عبداللہ
ہوشیار پور اور حضرت مولوی غلام قادر صاحب بھیروی بیگم شاہی مسجد لاہور، مولوی محمود حسن دیوبندی،
محمد یعقوب

(نانوتوی) میاں نذیر حسین دہلوی، بعد فراغ تعلیم آپ اس عہد کی عظیم سنی درسگاہ دارالعلوم نعمانیہ
بحیثیت مدرس دوم طلبہ کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ تذکرہ اہلسنت و جماعت لاہور ص ۲۲۱
صاحبزادہ جناب اقبال احمد فاروقی صاحب ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور کا عکس ملاحظہ فرمائیں

لاہور کی علمی تاریخ پر ایک بے مثال کتاب

تذکرہ

علماء اہلسنت و جماعت لاہور

ترتیب و تالیف

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے

مکتبہ نبویہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

قارئین محترم! مولوی غلام احمد بن شیخ احمد بمقام کوٹ اسحاق تحصیل حافظ آباد ضلع
مختلف علماء سے دینی تعلیم حاصل کی۔ مولوی غلام قادر بھیروی سے بھی دینی تعلیم حاصل کی اور مفتی
صدر الصدور دہلوی سے بھی حاصل کی اور مفتی صدر الدین صدر الصدور دہلوی نے دینی تعلیم حضرت
العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ جو علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

اس کے علاوہ مولوی غلام قادر بھیروی نے مولوی محی الدین بگوی اور مولوی احمد دین بگوی
کتابیں پڑھیں اور ان دونوں نے حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے حاصل کی۔ جو علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشواں اور سند ہیں۔
مولوی غلام احمد بن شیخ احمد نے علوم دینیہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت
یعقوب نانوتویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور یہ علماء دیوبند کا فیضان ہے

ذرا ادھر بھی توجہ فرمایئے

مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی نے تزکرہ اکابر اہلسنت کے صفحہ ۲۹۱ پر سن اشاعت ۱۹۷۳ء
غلام احمد بن شیخ احمد کوٹ اسحٰق کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جب اساتذہ کے نام لکھے تو علماء دیوبند کے جلیل القدر
المحدثین شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ اور شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی
دونوں کے نام نکال دیئے ہیں۔ اور ساتھ مولوی نذیر حسین دہلوی غیر مطلق کا نام بھی تحریر تھا۔ وہ بھی نکال دیا
یہ تعلیمات رضا کا نتیجہ ہے کہ کتمان علم کا خوب مظاہرہ کیا کرو اور یہی فیضان رضا اور پیغام رضا ہے سب
کئے جاؤ۔

مولوی غلام الدین کا ذکر

مولوی غلام الدین بن مولوی میاں سید احمد بن میاں فضل دین ابن میاں کرم دین چکوڑی ضلع گجرات میں پیدا
ہوئے۔ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے پڑھا۔ ڈیڑھ میل دور قصبہ کنجاہ کے اسکول میں سات جماعت تک تعلیم حاصل
کی۔ مولوی محمد عبد اللہ کنجاہی سے سکندر نامہ فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ صرف نحو کی ابتدائی کتب موضع ٹھیکریاں میں
مولوی ... سے پڑھیں۔ پھر لاہور آ گئے استاذ الفضلاء مولوی محمد مہر الدین مولف تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی
... مولوی ابو البرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ اور امام المحدثین مولانا سید دیدار علی قدس سرہٗ
... اور حدیث پاک کی تکمیل کی ۱۳۵۲ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ سند فراغت پر امام المحدثین کی مہر
تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۹۴، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، از مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی غلام الدین بن مولوی میاں سید احمد بن میاں فضل الدین نے دورۂ حدیث
کی سند مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے حاصل کی۔ اور مولوی سید ابو محمد سید دیدار علی
شاہ صاحب بریلوی نے دورۂ حدیث شریف کی سند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی اور حجۃ
الاسلام العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور مولوی
ابو البرکات سید احمد نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے دورۂ حدیث شریف
کی سند حدیث حاصل کی اور مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے علماء دیوبند سے سند حدیث
حاصل کی اور مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کے جتنے شاگرد ہیں یا ان کے بیٹے مولوی ابو البرکات
کے جتنے شاگرد ہیں۔ تمام نے فیضان دیوبند حاصل کیا ہے۔ کیونکہ تمام بریلوی مولویوں کی سند حدیث
مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے ملتی ہے اور مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب کی الوری کی سند
علماء دیوبند سے ملتی ہے۔ تو مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی اور ان کے بیٹے اور ان کے تمام
شاگردوں نے بھی فیضان دیوبند حاصل کیا ہے غرض کہ مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب نے اعلیحضرت مولوی احمد
رضا بریلوی سے صرف خلافت لی ہے اور حدیث شریف کی تمام تعلیم علمائے دیوبند سے حاصل کی ہے۔

مولوی غلام حیدر کا ذکر

مولوی غلام حیدر موضع پھلیاں تحصیل قلندری آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ گجرات پنجاب [illegible] کے فضلاء سے علمی استفادہ حاصل کرنے کے بعد لاہور آئے اور اہلسنت والجماعت کے مایہ ناز فاضل [illegible] قادر بھیروی قدس سرہٗ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں سمیٹا [illegible] امداد الاسلام میرٹھ میں بھی پڑھتے رہے۔ تکمیل علوم کے بعد جامع مسجد خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ [illegible] جس کے متصل ان دنوں مدرسہ نظامیہ رضویہ قائم ہے میں خطیب مقرر ہوئے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص [illegible] معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

نوٹ:۔ مولوی غلام حیدر صاحب موضع پھلیاں تحصیل قلندری آزاد کشمیر نے مولوی غلام قادر بھیروی کے [illegible] زانوئے تلمذ طے کر کے علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں سمیٹنے کے بعد آپ ترجمان مسلک دیوبند [illegible] الاسلام میرٹھ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور یہ بھی بات [illegible] غلام قادر بھیروی صاحب نے حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ سے علوم دینیہ پڑھے [illegible] حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے [illegible] پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے دیوبند کے پیشوا اور سند [illegible] اور مولوی غلام قادر بھیروی کے دوسرے اساتذہ مولوی غلام محی الدین بگوی اور مولوی احمد الدین بگوی [illegible] دونوں بگوی مولویوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت [illegible] عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے دستار فضیلت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا محمد اسحٰق محدث دہلویؒ یہ شاگرد [illegible] مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ اور حضرت مولانا شاہ عبالعزیز دہلویؒ یہ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں [illegible] کہ مولوی غلام حیدر صاحب موضع پھلیاں تحصیل قلندری آزاد کشمیر سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی غلام قادر بھیروی کا ذکر

حضرت غلام قادر ہاشمی ابن مولوی غلام حیدر ۱۲۶۵ھ میں ۱۸۴۹ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے [illegible] مولوی محی الدین بگوی (جوان دنوں مسجد حکیماں اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں درس حدیث پاک دیا [illegible]) اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی احمد الدین بگوی سے حاصل کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے [illegible] مفتی صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل علوم کے بعد لاہور [illegible] اور اندورن بھاٹی دراوزہ اونچی مسجد خطیب مقرر ہوئے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۲۶، مطبع معظم [illegible] سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی غلام قادر بھیروی نے ابتدائی تعلیم مولوی احمد دین بگوی سے حاصل کی اور مولوی [illegible] بگوی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور [illegible] شاہ محمد اسحاق دہلویؒ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اور حضرت مولانا شاہ [illegible] دہلویؒ جو علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور پھر مولوی غلام قادر بھیروی نے دہلی جا کر حضرت مولانا [illegible] صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم دینیہ سے فراغت حاصل کی اور حضرت [illegible] صدر الدین آزردہ صدر الصدور دہلی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ [illegible] فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور [illegible] غلام قادر بھیروی نے علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا کے شاگردوں سے سند فراغت حاصل کر کے فیضان [illegible] حاصل کیا۔

شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی کا ذکر

شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی قدس سرہ العزیز موضع گمرالی گجرات میں جمادی الاولی
۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور صرف نحو کی کتابیں چکوڑی گجرات میں مولوی محمد چراغ سے پڑھیں
گھوٹہ ضلع ملتان میں مولوی حافظ جمال رحمت اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر قطبی اور میذی تک
پڑھیں بعد ازاں مولوی سید غلام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موضع تلیر (مظفر گڑھ) حاضر ہو
اکتساب علوم کیا پھر بمقام چکی مضافات / کیمل پور مولوی زمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔۔۔ وہاں
استفادہ کرنے کے بعد مدرسہ نعمانیہ لاہور چلے آئے اور مولوی غلام احمد حافظ آبادی رحمت اللہ تعالیٰ کی خدمت
زانوئے تلمذ طے کیا اور پھر مولانا احمد حسین کانپوری کے پاس جا کر فنون عالیہ کا درس لیا ڈیڑھ سال کے بعد
کا وصال ہو گیا تو آپ مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری رحمۃ تعالیٰ کے درس میں شریک ہو
کسب فیض کیا۔ اور صحاح ستہ کا درس حضرت مولانا وزیر حسن رامپوری سے لیا۔۔۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۲۲۱
مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! شیخ الجامعہ مولوی غلام احمد گھوٹوی نے مولوی غلام احمد حافظ آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔
مولوی غلام احمد حافظ آبادی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد
نانوتویؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں ان دونوں اساتذہ کرام کا ذکر تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص
۲۲۱ پر موجود ہے۔ از صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ میں ملاحظہ فرمائیں اور پھر شیخ الجامعہ مولوی غلام
گھوٹوی نے ڈیڑھ سال تک حضرت مولوی احمد حسن کانپوری سے فنون عالیہ کا درس لیا اور مولوی احمد حسن
علوم دینیہ فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھ کر فیضان دیو بند حاصل کیا۔ اور سند
حاصل کی۔ اور اس سے قبل مولانا فضل حق رامپوری کے درس میں شریک رہے اور ان سے کسب فیض کیا۔ اور
فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت

نے سند حدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ
دہلوی علمائے اہلسنت دیو بند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی کا حصول تعلیم
دیو بند ہے۔ اور آپ حضرت شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی کی علمائے اہلسنت دیو بند سے عقیدت و محبت
ذرا ئیں۔ شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی خلیفہ آستانہ عالیہ حضرت پیر سید پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ
شریف راولپنڈی فرماتے ہیں۔
مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کا زمانہ میں نے نہیں پایا۔ مولانا خلیل
احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا محمود حسن صاحب دیو بندیؒ کی زیارت ایک دفعہ کی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں
ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک دفعہ زیارت کی اور ایک دفعہ وعظ بھی سنا ہے۔ اس سے زیادہ ان حضرات کے
مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علمائے ربانیین اور
... امت محمدیہ ﷺ سے تھے۔ احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے۔ مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور
... کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصنیفات کا مطالعہ اور استفادہ اور قبول عام ہیں بالخصوص مولانا اشرف علی
... برکاتہم کی خدمات طریقت پر نظر کرکے شبہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس صدی کے مجدد
... جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ، منقول اسوۂ اکابر ص ۱۷۔ ۱۸، سن اشاعت ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء، مطبوعہ آفتاب عالم
... لاہور۔

شیخ الجامعہ مولوی غلام محمد گھوٹوی اپنے علم و فضل کی بناء پر علماء کے ہر طبقے میں عزت و احترام کی نگاہ
سے دیکھے جاتے تھے۔ علماء دیو بند سے ان کے اچھے روابط تھے اور ان سے خط و کتابت رکھتے تھے ۱۹۱۱ء
... حج کے لئے روانہ ہوئے۔ بمبئی سے جہاز میں سوار ہونا تھا راستے میں دیو بند گئے اور مولانا محمود
... سے سماع موتی کے مسئلہ پر دونوں بزرگوں کا اختلاف تھا۔ مگر مولانا محمود حسن نے بھرپور اپنائیت کا
... تذکرہ علمائے پنجاب ص ۲۸۷، جلد دوم از اختر راہی، سن اشاعت ۱۹۸۰ء مطبوعہ لاہور۔

پیر مولوی غلام محی الدین قصوری کا ذکر

پیر مولوی غلام محی الدین قصوری بن مولوی غلام مصطفیٰ بن مولوی غلام مرتضیٰ ۱۲۰۲ھ/۸... قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علم حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ سے پڑھا اور ... پڑھانے کی باقاعدہ سند حاصل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۴۴، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔ نوٹ: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

مولوی محمد دین بدھوی کا ذکر

مولوی محمد دین بدھوی بن مولوی قاضی سید رسول موضع بدھو ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ صرف ونحو کی تعلیم فتح جنگ ضلع کیمل پور میں کی۔ بعد ازاں رام پور مولانا فضل حق رامپوری اور ٹونک میں غالباً مولوی حکیم برکات احمد ٹونکی کی خدمت میں کسب فیض کرتے رہے۔ رام پور اور ٹونک میں مجموعی طور پر سات سال رہ کر تکمیل کی اور وطن واپس تشریف لائے۔ گمان غالب ہے کہ آپ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ کے مرید تھے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۴۶۶، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی محمد دین صاحب بدھوی نے مولانا فضل حق رامپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور اس کے علاوہ مولوی محمد دین بدھوی صاحب نے مولوی حکیم برکات احمد ٹونکی سے پڑھا ہے اور مولوی حکیم برکات احمد ٹونکی نے مولانا عبدالحق خیرآبادی سے پڑھا اور مولانا عبدالحق خیرآبادی نے اپنے والد محترم مولانا فضل حق رامپوری خیرآبادی سے پڑھا ہے۔

فضل حق رامپوری خیرآبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے پڑھا ہے۔ تو مولوی محمد دین بدھوی کی یہ ... اہلسنت دیوبند کی پیشوا سے جاملتی ہے۔ تو یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

مولوی محمد غازی نرڑہ کیمل پور کا ذکر

مولوی محمد غازی نرڑہ کیمل پور میں پیدا ہوئے مولوی محمد غازی صاحب نے استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۰۱، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

مولوی محمد غازی صاحب نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی حضرت مولانا احمد حسن کانپوری علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر علوم اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی پڑھاتے رہے۔ اور مولانا احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ اور سند حدیث حاصل کی۔ اور مولوی محمد غازی صاحب نے حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد سے علوم دینیہ کے علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں خوب سمیٹتے رہے۔ اور مولوی محمد غازی صاحب کا علماء دیوبند سے علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں سمیٹنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی کا ذکر

مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی ابن حضرت خواجہ محمد حسن سرہندی قدس سرہما ۱۴ ذیقعدہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۵ء کونڈو سائیں داد (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عربی کی تعلیم کا آغاز والد ماجد سے کیا ان ... مولوی غلام محمد نظامانی اور مولوی شفیع محمد سوڈاروں سے بھی استفادہ کیا۔ شرح وقایہ تک پڑھنے کے بعد مزید ... کے لئے اجمیر شریف مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر اکتساب علوم کیا۔ اسی ... ٹونک میں حضرت مولوی حکیم سید برکات احمد ٹونکی تلمیذ مولانا عبدالحق خیرآبادی اور فرنگی محل میں مولوی عبد ... فرنگی محلی کی خدمت میں حاضر ہوکر استفادہ کیا۔ غرض گیارہ سال بیرون سندھ رہ کر علم وفضل کی دولت سے

مالا مال ہوتے رہے زیادہ تر اجمیر شریف میں مقیم رہے۔ یہیں مولوی سید امیر علوی اجمیری سے بھی شرف
کیا اور حکیم نظام الدین برادر مولانا معین الدین اجمیری سے علم طب میں استفادہ کر کے کمال حاصل کیا
اہلسنت ص ۵۰۷، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی
قارئین کرام! مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی صاحب نے حضرت خواجہ سید الاولیاء معین الدین چشتی
کے آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث و مفتی و ناظم انجمن جمعیۃ انوار خواجہ اجمیر
حضرت مولانا معین الدین اجمیری خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور یہ وہ علمی شخصیت ہیں کہ جنہوں
اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف دو کتابیں بنام القول الاظہر اور تجلیات انوار المعین لکھیں۔

پیر مولوی محمد ہاشم صاحب سرہندی نے علوم دینیہ مولوی حکیم برکات احمد ٹونکی شاگرد مولانا عبدالحق
خیر آبادی سے حاصل کئے ہیں۔ اور مولانا عبدالحق نے علوم دینیہ اپنے والد محترم مولانا فضل حق رامپوری خیر آبادی
سے حاصل کئے ہیں۔ اور مولانا فضل حق رامپوری خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر
سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے
اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ تو مولوی پیر محمد ہاشم
جان سرہندی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادرؒ کے شاگرد کے شاگرد سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔
ازیں مولوی پیر محمد ہاشم جان سرہندی نے فرنگی محل میں مولوی عبدالباری فرنگی محل کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ
کیا۔ تو یہ بات یاد رکھیں۔ یہ وہ مولوی عبدالباری فرنگی محل ہیں کہ جن کے خلاف اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان
بریلوی کے صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا بریلوی نے تین حصوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بنام الطاری الداری
لھفوات عبدالباری مرتب کی۔ جس کو باہتمام مولوی حاجی محمد حسنین رضا نے حسنی پریس بریلی سے طبع کیا۔

کتاب کے ٹائٹل پر بظاہر اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے مولوی محمد مصطفیٰ رضا بریلوی
کا نام لکھا ہوا ہے حالانکہ الطاری الداری لھفوات عبدالباری اعلیحضرت بریلوی کی ہے۔ خدا جانے کس حکمت کے
تحت اعلی حضرت بریلوی نے کتاب کے ٹائٹل پر مؤلف اپنے بیٹے مولوی مصطفیٰ بریلوی کا نام لکھ دیا ہے۔

مولوی عبدالباری و دیگر علماء فرنگی محل (لکھنؤ) کی تکفیر

آپ کو معلوم ہے کہ فرنگی محل (لکھنؤ) کے مقدس بزرگوں و محترم عالموں کی عزت و عظمت اپنی دینی
و علمی کارناموں کی وجہ سے ہمیشہ سے ہے۔ اور اس آخری دور میں مولوی عبدالباری کی ذات گرامی سلف
صالحین و بزرگان دین کی ایک قابل قدر نمونہ تھی۔ اس محترم خاندان کے علماء کو اگرچہ حضرات علماء دیوبند سے چند
فروعی مسائل میں کچھ اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود ان موصوف الصدر حضرات نے علماء دیوبند اور اُن
کے متوسلین کی کبھی بھی تکفیر نہیں کی اور نہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوؤں کی ہمنوائی کی چنانچہ جب احمد
رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری صاحب کی ایک سو ایک وجوہ سے تکفیر کر کے اُن سے توبہ کا مطالبہ کیا تھا اُس میں
ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ اُن کو مسلمانوں کا امام و رہنما مانتے ہیں اس کے جواب
میں مولوی عبدالباری صاحب نے خانصاحب بریلوی کو لکھا تھا کہ میں علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس
کا احساس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام کے
ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے۔

الطاری الداری لھفوات عبدالباری

مطبع حسنی پریس بریلی بار اول جلد دوم ص ۱۶۔ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری بریلوی
باہتمام مولوی حاجی محمد حسنین رضا بریلوی۔

الطاری الداری کا عکس کا ملاحظہ فرمائیں

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی عجالہ باطل و اہل باطل کی حقیقت کھولنے والا حق کو چمکانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل بطالت کے عذر باطل و اباطیل کو نابود کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک

مسمّٰی بنام تاریخی

الطاری الداری

لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ

حصّہ دوم

مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب دام ظلہم

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

علاوہ محصول ڈاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

مسلمانو تم نے دیکھا مولوی عبد الباری صاحب کے کیا وعدے تھے خط اول تقلیم شاہجہانپوری صاحب میں تھا جن کلمات اور جن شرائط سے جناب تحریر فرمائیں اس طریق سے میں توبہ کر کے طبع کرا دوں تیسرے خط میں ہر جیسی آپ فرمائیں ویسی ہی توبہ کو تیار ہوں مولوی صاحب کی شکایت نہیں نفس امارہ کی شرارت ہے اس نے وفائے عہد و پیمان و توبہ و تجدید ایمان کے عوض الٹا برافروختہ کیا مولوی صاحب نے ۱۷۔ شعبان ۱۳۳۹ھ کو یہ مضمون اخبار زمانہ میں شائع کرایا جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا ہوں بلکہ التکبر علی المتکبر صدقہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتذار کرنا نہیں چاہتا میرے پاس انھوں نے فلسفۂ

اجتماع کے مصنف اور ایک مارہرہ کے صاحبزادہ اور خود بدولت کے بارے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب و دیگر علماء دیوبند و گاندھی صاحب اور مرزا محمد تقی صاحب اور مسلم ہندو اتحاد اور قربانی گائے کے بارے میں ایک سوا ایک **کفر نامہ** ارسال کیا ہے باوجودیکہ میں اپنے خدا سے ہر خطا کی چاہے اُس کو میں نے دیدہ و دانستہ کیا ہو یا خطاءً کیا ہو توبہ کرتا ہوں مگر اس پیکر تکبر کے روبرو گردن جھکانے کو بلکہ اُس سے تخاطب کو بھی اب نہ اپنے بلکہ حق کی بے غیرتی تصور کرتا ہوں والسلام فقیر محمد عبد الباری عفی عنہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

مسلمان دیکھیں **اولاً** مفاوضہ عالیہ ۲ شعبان میں کونسا حرف تکبر ہے جس پر فرنگی محلی صاحب اس درجہ جامہ سے باہر ہوئے آپ مراسلات میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ ایک مہینہ کامل تک طرح طرح کی نرمی و ملاطفت بلکہ کمال منت کے ساتھ مولوی صاحب سے بار بار بہ تکرار استفسار فرمایا گیا کہ ہمارے خط میں جو لفظ تکبر ہو بے تکلف بتا دیجیے مگر مولوی فرنگی محلی صاحب آئیں بائیں ٹالے بالے کے سوا ایک حرف نہ بتا سکے نہ بتا سکتے تھے نہ قیامت تک بتا سکتے ہیں اس میں کوئی حرف تکبر ہو تو بتائیں اور جب بفضلہ تعالے اصلا نہیں تو کس گھر سے لائیں ہاں مولوی صاحب کے ہفوات پر رد تھا اور بعونہ تعالی خوب اکمل و اشد تھا اسی کو مولوی صاحب نے تکبر سے تعبیر کیا جیسا کہ آگے چلکر خود قبول بھی دیا ملاحظہ ہو مراسلات میں مولوی صاحب کا خط نہم۔ مگر مولوی صاحب کے پاس اپنی نجات کی ایک یہی گلی ہے جہاں اُن پر رد شدید ہوا اور جواب نہ بنا اور اُنھوں نے چلانا شروع فرمایا کہ دیکھو تکبر کیا جاتا ہے ہم خطاب نہ کریں گے اس کی نظیر ابھی

خیال ہے کہ جناب نے اسلام برائے نام لکھنے کا جو الزام دیا ہے وہ محمد میاں کے خط مارہروی کی تحریر سے شاید اخذ کیا ہے اگر جناب نے ایسا کیا ہے تو میں عرض کرونگا کہ یہ اُس عبارت کا مقصد میں نے نہیں لیا ہے بلکہ میں نے کمال ایمان کی ندرت پر جو کچھ لکھا ہے وہ لکھا ہے اب غور کے بعد یہ خیال آتا ہے کہ اس سے اس طرح توبہ کر سکتا ہوں کہ عبارت اپنی لکھوں اور اس کے بعد لکھوں کہ اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحریر فرمایا ہے تو میں اس سے بصدق دل توبہ کرتا ہوں۔ مولانا آپ اس کا احساس نہیں کر سکتے کہ میری اس جسارت توبہ پر کس قدر مجھ پر چہار طرف سے یورش ہے میں اس کو علامت قبولیت توبہ سمجھتا ہوں اللہ تعالے ثابت قدم رکھے میں نے اسی وجہ سے ایک تحریر ہمدم میں اس حجت بری کے واپس کرنے پر بھی لکھدی ہے۔ اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر نے اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام کے ہیں اُن سے اُن کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے مولوی قاسم صاحب کے نام کے خط و کتابت ہمارے پاس موجود ہیں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب جس کے نام کا جو لقب کسی نے ہمارے اکابر سے لکھا ہے اُسی کی اتباع میں لکھا کرونگا اُس سے زیادتی و کمی نہ کرونگا اور اُس کے مماثل کے لیے بھی ایسا ہی لقب لکھونگا۔ اسی طرح مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمد تقی خود تبرائی نہیں تھے بلکہ اُن کے دستخطی فتاوے ہیں جن میں تبرا کو وہ منع کرتے ہیں اور اپنی کتب سے اُس کے عدم جواز کو ثابت کرتے ہیں علاوہ ہمارے اکابر مجتہدین لکھنؤ سے جو تعلق رکھتے تھے اُس کو ہم نے دیکھا اور رہتا ہے اُن کی عیادت اُن کی دعوت اُن کی تعزیت میں

برابر ہم لوگ شرکت کرتے رہے ہیں اُس کے متعلق بھی ہم بالتفصیل توبہ کرنے سے قاصر ہیں حکام نصاریٰ کی موالات سے جس قدر تحرز تھا اُسی قدر ہنود کے ساتھ تحرز کرنا ہم نے نہیں دیکھا ہے اس واسطے نفس مدارات ہنود کو ہم ممنوع نہیں قرار دے سکتے ہیں مگر غلو و تعظیم سے توبہ کر سکتے ہیں علاوہ کہا کے جو تحریک اس وقت مقابل انگریزوں کے جاری ہے اُس میں اعتدال کے ساتھ ہم ہنود کو اپنے ساتھ سے علٰحدہ کرنا نہیں چاہتے ہیں یہ خلاصہ ہے ہمارے مقاصد کا اس کے اندر ہم آپ کی تعمیل ارشاد کو حاضر ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جلد کسی عمدہ نتیجہ پر پہنچ جاویں ورنہ سخت کوشش باہم رنجش ڈالنے کی ہو گی۔ میں اس قدر عرض کروں گا کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ جناب کی ذات کے لحاظ سے اور وجاہت کے خوف سے نہیں کیا ہے نہ آئندہ ایسا کرونگا میرے نزدیک بھی خدا کی خوشنودی کی غرض سے کرنا چاہیے تھا وہ میں نے کیا ہے اس وجہ سے اُس دعاے توبہ کے قبل جس قدر تحریریں ہیں اُن میں کچھ جناب سے مرعوب ہونے کی صورت نہیں معلوم ہوتی ہے فقط والسلام

فقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ

دوسرا مفاوضۂ عالیہ بجواب خط دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بجناب مولٰنا المکرم ذی المجد والکرم زید کرمہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ محمد اللہ کے وجہ کریم کو جس نے مجھ میں اور آپ میں باب تخاطب و مکاتبات کھولا اور وہی اُس کی تکمیل پر قادر ہے۔ واپسی رجسٹری کی وجہ اس بنا مۂ

[illegible] مولوی احمد رضا خان بریلوی کو علماء فرنگی محل کی عموماً اور مولوی عبدالباری کی خصوصاً "عدم [illegible] نہیں آئی اس لئے حسب عادت مولوی فرنگی محلی اور ان کے متوسلین و مریدین کو بھی اپنی" کا فرانہ [illegible] کر دیا ہے چنانچہ مولوی عبدالباری صاحب اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

[illegible] پاس انہوں (مولوی احمد رضا خان صاحب) نے فلسفہ اجتماع کے مصنف اور ایک مارہرہ کے [illegible] کے بارے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب و دیگر علماء دیوبند و گاندھی صاحب اور مرزا [illegible] اور مسلم ہندو اتحاد اور

قربانی گائے کے بارے میں ایک سوایک کفرنامہ ارسال کیا ہے۔ الطاری الداری لھفوات عبدالباری [illegible] پریس بریلی باراول جلد دوم ص ۲۔۳۔ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری بریلوی با [illegible] حاجی محمد حسنین رضا بریلوی۔

الطاری الداری کا عکس کا ملاحظہ فرمائیں

بحمدہٖ تعالیٰ
یہ رسالہ ہدایت قبالہ ناصح عجالہ جاہل و اہل جاہل کی حقیقت کھولنے والا
حق کو چمکانے والا آفتاب کی طرح روشن بنانے والا اہل باطل کے
عذر ہائے باطل و لاطائل کو فنا کرنے والا کتاب نفیس و جلیل و مبارک
کے بنام تاریخی

الطاری الداری
لہفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ

کا

حصہ سوم

مؤلفہ حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب
قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفیٰ بریلی
باہتمام جناب مولانا مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب مدظلہم
حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

ونڈ کی بے حرمتی کا چھیاں آپ کے سر پر ہے قرآن شریف کے ساتھ جو بے ادبی
ہوئی ہے اس کا پشتارہ آپ کی کمر پر ہے حضرت عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا قطرہ خون سے آپکا دامن آلودہ ہے۔ چپہ چپہ جزیرۃ العرب آپکی گردن
میں طوق ہو تو کچھ تعجب نہیں۔ بغداد کی سرکار آپ کی شاکی ہوں شہدائے کربلا آپکی
فریادی ہوں امیر نجف آپ پر نفرت کریں تو بجا ہے بصرہ کی رابعہ رضی اللہ عنہا
اور امام بصری اور جواری رسول اللہ آپ کے نصاریٰ سے موالات سے بیزار ہوں تو
حق ہے۔ یہ صلیب جہاں جہاں لہرا رہی ہے سب آپ کے دامان بے غیرتی کی
حرماں نصیبی کا پرچم ہے۔ خلیفہ ایسے یزیدوں سے نالاں ہو تو کیا کرے جتنے مسلمان
شہید ہوئے جتنے بچے ذبح ہوئے جتنی مسلمات بے حرمت ہوئیں جتنے مشائخ
مصائب میں پڑے جس قدر مال لٹا جتنے مکانات مسلمانوں کے ویران ہوئے
ان کا وبال آپ ایسے حضرات پر ہے۔ انگریزوں کی ہمت آپ لوگوں کی وجہ سے
ہوئی مسلمانوں کو مسلم سے لڑنے کی جرأت آپ کے اخوان نے دلائی" تا
آخر خط۔ خط بست و دوم۔ تتمہ اول کا موصول ہوا چاہیے تھا کہ اب بھی انتظار
ہوتا کہ شاید اس تتمہ کا تتمہ اور ہو۔ اس واسطے کہ نا تمام اور ابتر امور ایسے ہی
ہوتے ہیں مگر تاخیر جواب آپ کو خود و غرور کے انتہائی درک تک پہنچا دے
الخ" اسی میں ہے "آپ نے دیکھ لیا کہ ایک ٹھوکر آپ کو کوہ وقار عمل سے
کس طرح پھینک دیتی ہے مگر میں ٹھوکر پر ٹھوکر لگانا نہیں چاہتا" اسی میں ہے
"آپ معاصی پر اقراری شرک کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے ہیں" اسی میں
ہے "خلفشت واقعہ ہے اور ہو جائے گی کہ عاجز کون ہے آپ کے مطالبات
لغو و مزخرفات و واہیات کتنے ہی نمبر کے ہوں ان کا مرتبہ لغو کو ہے" اسی
میں ہے [illegible] جو خود آپ ہی کی تحریر سے افترا پردازی اور بہتان بندی اپنی

معلوم ہو جائیگی پھر دیکھا جائیگا کہ آپ لائق خطاب رہتے ہیں یا رہتے بھی نہیں
ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کی سمجھ اس قدر قاصر ہے کہ جملہ امور کا جواب دیدیا جاتا
ہے وہ آپ کی سمجھ میں نہیں آتا ہے" اسی میں ہے" آپ چاہتے ہیں کہ
الجھاؤ میں ڈالیں میں کبھو خلاصی نہیں کرونگا" اسی میں ہے" بندہ طبیعی حصول
کا ارادہ نہ تھا جو آپ کے کہنے میں آجاتا آپ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ کیا الزام ہے
اپنی عبارت بھی یاد نہیں کہ کیا لکھا ہے اور خلقت کی آنکھوں میں دھول جھونکنا
چاہتے ہیں" اسی میں ہے" یہ آپ ہی کی گستاخانہ انداز ہے" اسی میں ہے
"صرف دانی بھی آپ کی کھل جائے گی۔ آپ اقراری فرض نہ ادا کرنے کے
مجرم ہیں آپ کو متنبہ کرتا ہوں ہدایت خدا کے اختیار ہے توبہ بتوفیق باری
کرتا ہے۔ ہر کس و ناکس کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ توبہ کرے آپ توبہ کریں
یہ خیال خام ہے" اسی میں ہے" کیا ہوا اگر آپ سے آپ کے تلامذہ بڑھ گئے
آپ کے اپنے علم کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے مگر دروغ گو را حافظہ نباشد"
اسی میں ہے" آپ بھی غصہ میں نہ آئیے تو مناسب ہے شاید چند روز بعد
آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اگر غصہ آگیا تو ہمیشہ کے لیے جہالت میں بسر
ہوگی" اسی میں ہے" آپ یاد رکھیے کہ آپ کے ایرادات و اعتراضات مثل
اطفال ہیں کوئی بڑی بات نہیں کہ اُن کی رد کر دی جاوے یہ حماقت ہے
کہ جو دن آپ کو تا بخانہ پہنچائے اور چوٹی سے گرائے اُن کی طرف توجہ کیجاوے"
اسی میں ہے" دلائل اس قابل ہیں کہ عقلا اُن کو دلائل سمجھیں فضولیات نہ چلے
طرز ادا بھی ایسا ہو کہ لکھنؤ کے لوگ مکارم نگر کو یاد نہ کریں" اسی میں ہے" اس
آپ کی کچھ قدر نظروں میں آسکتی ہے ابھی تو اپنے مونھ میاں مٹھو بننا ہے"
خط چاردہم فرنگی محلی" مخلوق آپ سے بہت بدظن ہے وہ آپ سے

نظروں میں نہیں آنے کی جو سب آپ کے الجھاؤ ڈالنے کی ترکیب سے آگاہ
ہیں" اسی میں ہے" آپ اس سے دور بھاگتے ہیں اور جو شاخیں نکالتے
ہیں وہ عجز واجبی ہیں مجھے اب جو آسان ہے وہ آپ کو مشکل اب مدتوں کے
غور و فکر کے بعد طول طویل مضمون لکھتے ہیں جن سے اتنے لمحے جس قدر زمانے آپکی
خدمت کے لیے تجویز کر لیے ہیں اُن سے زائد وقت صرف نہیں کرتا" اسی
میں ہے" آپ سمجھتے ہیں میں بڑا کام کرتا ہوں جناب اپنے کو آیت مذکورہ
کا مصداق نہ بنائیں یحسبون انہم یحسنون۔ بندہ آپ کی ہفوات
واہیات سے تعرض نہیں کریگا" اسی میں ہے" یہاں تک کہ آپ راہ راست
پر آجاویں پھر کہا۔ "آپ کے درست کرنے میں یہ امر ملحوظ رہیگا کہ خود نہ بگڑے
اس واسطے آیندہ آپ کے نمونہ پر تحریر نہ ہوگی بلکہ شریفانہ طرز سے بندہ کی تحریر
رہے گی۔ آپ اپنی عادت سے لاچار ہیں" خط یازدہم اعلیٰ حضرت
والا منقبت علیہ ما علیہ آپ کی فحاشی و دریدہ دہنی کذب و بہتان میں
مقابلہ نہیں کرسکتا ہیں آپ کے نظروں میں نہیں آیا آپ چاہتے ہیں کہ مجھے
لغویں میں ہیں الجھا دیں کام کی بات سے دور ہٹا دیں اپنے حکام کو خوش
کریں تو یہ ناممکن ہے آپ دوسروں کو کیا نصیحت کیجیے گا۔ اپنے گریبان میں
مونھ ڈالیے آیندہ سے اگر کام کی بات نہ ہوئی فضولیات کا جواب نہیں
دیا جائیگا"

مسلمانو آپ حضرات نے دیکھی فرنگی محلی کی فحاشی۔ آپ نے ملاحظہ فرمائی انکی
دریدہ دہنی۔ آپ نے دیکھ لی مولوی صاحب کی دشنام بازی۔ یہ ہیں فرنگی
محلی ملّاں دوختہ یہ ہیں مولوی عبدالباری زبان سوختہ۔ اب آپ فرنگی محلی
صاحب کی کذابی و بہتان بندی و افترا پردازی بھی ملاحظہ کیجیے۔

لیکن اعلیحضرت مولوی احمد رضا بریلوی، مولانا عبد الباری کے ایک سو ایک کفر شمار کرتے ہیں کہ۔

۱) اُن میں بعض کو بجائے خود کلمہ کفر نہوں بحالت استحسان کہ ظاہر ہے اور بحال اصرار اقراری محض کفر ہیں ایک سو ایک یہ اور اُن کے مثل اور جتنی واقع ہوئیں ان تمام منافیات اسلام ومخالفات ... کرتا ہوں۔ الطاری الداری لھفوات عبد الباری، جلد اول ص ۲۷۔ مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری ... نوری بریلوی باہتمام مولوی حاجی محمد حسنین رضا بریلوی۔ مطبوعہ حسنی پریس بریلوی

۲۔ مشرکین سے اتحاد و دوستی و موالات کہ سب کا حاصل ایک ہے بلکہ اتحاد سب میں زائد ہے حرام قطعی کبیرہ شدیدہ ہے اس کا استحلال بلکہ استحبان صریح کفر ہے۔

الطاری الداری لھفوات عبد الباری، جلد اول ص ۳۵، مؤلف مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی نوری ... باہتمام مولوی حاجی محمد حسنین رضا بریلوی۔

الطاری الداری کا عکس کا ملاحظہ فرمائیں

بحمدہٖ تعالےٰ

الطاری الداری لھفوات عبد الباری

۱۳۳۹ھ

حصہ اولےٰ

مؤلفہ حضرت مولٰنا مولوی ابوالبرکات آل الرحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری برکاتی نوری دامت برکاتہم العالیہ

بصرف زر جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ بریلی

باہتمام جناب مولٰنا مولوی حاجی محمد حسنین رضا صاحب مظلہ

حسنی پریس بریلی میں طبع ہوا

نہیں حدود اسلام کے اندر رہ کر ہم برادرانِ ہندو وں کی مرضی کے موافق کر سکتے ہیں یہ سب اُن کی مروت سے قربانی گاؤ چھوڑ نا اور یہ اقرار بھی حرام اور اصرار اقراری کفر ہے (۹۷) مسلمان خود ہی جس شے کا شائبہ بھی ہو کر ہندو وں کو گوارا نہ ہوگا اُس سے تحرز کریں جہاں تک مذہب اجازت دے فنائی المشرکین ہونا ہے اور اللہ و رسول کے ساتھ جو برتاؤ عام مسلمین کا ہے اُس سے بھی مشرکوں کو بڑھانے کی خواہش (۹۸) مسلمانوں پر بدگمانی کر خوشنودی نصاریٰ کے لیے اپنے مذہبی شعار پر مصر ہیں اور اُس پر یقین کرنا سخت حرام در حرام ہے (۹۹) اس بنائے فاسد پر یہ زعم کر ان کی قربانی بلا شبہہ حرام جیسی آڑ سے تحریم حلال وکلمۂ کفر ہے (۱۰۰) مسلمان اُسے نہ چھوڑیں تو اُنھیں کافر بتانا بھی کلمۂ کفر (۱۰۱) اُس کا گوشت مردار بتانا شریعت پر افترا اور بدستور تحریم حلال سے کلمۂ کفر ہے۔ ان میں بعض کہ بجائے خود کلمۂ کفر نہوں بحالت استحسان کہ ظاہر ہے اور بحال اصرار اقراری حکم سے سب کفر ہیں۔ ایک سوا ایک یہ اور ان کے مثل اور جتنی واقع ہوئیں اُن تمام منافیات اسلام و مخالفات احکام سب سے توبہ کرتا ہوں وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد النبی التواب الغفور وعلی آلہ الاواب وعلی آل وعلی الاصحاب وبارک وسلم الیٰ یوم الحساب آمین والحمد للہ رب العلمین۔

ہو جانے کے سبب شرکت جنازہ سے محرومی کی معذرت حدیث اذا ماتوا فلا تشہدوھم کی مخالفت کے علاوہ تعظیم کفر ہے (۱۰) مرتدین کی فاتحہ خوانی کفر ہے اور بحکم حدیث جلسہ خیر و شر کا پسند کرنے والا اُس میں شریک جلسۂ خیر کے ثواب اور جلسۂ شر کے عذاب میں پورا حصہ دار ہے نہ کہ خاص دلی تعلق رکھنے والا (۱۱) مرتد کو مسلمان کہنا کفر ہے (۱۲) بلا اضافت بمرتدین مقتدائے مذہب کہنا کا بنیا ہستی کہہ کر ھم الفائزون میں داخل کرنا (۱۳) اُس کے محاسن کا اعتراف کرنا (۱۴) اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہونا موجب غضب جبار و لرزش عرش کردگار ہے (۱۵) سنی علما پر افترا تھا کہ معاذ اللہ انھوں نے اسلام کی بیخ کنی کو دیکھا اور اس پر خوش ہوئے اور اگر عیاذا باللہ ایسا ہوتا تو انھیں سنی علما کہنا کفر (۱۶) لہٰذا یوں کہنا کہ میں ان شیعہ مجتہد کو اُن سنی علما سے بدرجہا بہتر سمجھتا ہوں یہود کی سی گردی تھی جو مشرکین کو کہتے ھٰؤلاء اھدٰی من الذین اٰمنوا سبیلا ۝ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ ہدایت پر ہیں (۱۷) حکیم امت کہلوانے سے جدا ہوا کہ اشارہ ہوا کہ سنی علما میں داخل کرنا جدا کفر تھا۔

فصل دوم مشرکین سے اتحاد

(۱۸) مشرکین سے اتحاد و وداد و دوستی موالات کہ سب کا حاصل ایک ہے بلکہ اتحاد سب میں زائد ہے حرام قطعی و کبیرۂ شدیدہ ہے اس کا استحلال بلکہ استحسان صریح کفر ہے اور یہ کہنا کہ میں نے اتحاد ہنود میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا سخت عجیب سبحان اللہ

الغرض مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تمام تر تکفیرات وہفوات کے باوجود مولوی عبدالباری نے اپنا متقیانہ طریق وایمانی روش میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ اس کے جواب میں نہایت جرأت سے مولوی احمد رضا خان صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ۔۔۔

''جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہوکر میں کچھ کرنے کو اپنے اور نا جائز سمجھتا ہوں بلکہ التکبر علی المتکبر صدقۃ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتذار کرنا نہیں چاہتا۔ الطاری الداری لھفوات عبدالباری، جلد دوم ص ۲۔ مؤلف مولوی محمد مصطفی رضا خان قادری برکاتی نوری بریلوی باہتمام مولوی حاجی محمد حسنین رضا بریلوی۔ مطبوعہ حسنی پریس بریلی

اس کے بعد مولوی احمد رضا خان بریلوی کا تکفیری ٹمپریچر اتنا تیز ہوا کہ اس ایک سوا ایک کفر کو بڑھا کر ایک سو تریپن کردیا اور معاذ اللہ آپ کے کفر پر مہر کردی (دیکھو کتاب الطاری الداری لھفوات عبدالباری حصہ دوم) آج مولوی احمد خان صاحب بریلوی کے اس تکفیر فتوئی کو جو مولوی عبدالباری صاحب کے بارے میں ہے درست تسلیم کرلیا جائے تو اس کے نتیجہ میں علماء فرنگی محل اور ہزارہا دیگر علماء وصلحاء و بے شمار عام مسلمانوں کو جو مولوی عبدالباری کو مومن ومفتی بلکہ اپنا امام وپیشوا مانتے ہیں خارج از اسلام ماننا پڑے گا۔ العیاذ باللہ۔

گھائل تری نظر کا نہ ہوا کون ہے؟ ہر ایک
زخمی کچھ ایک بندۂ درگاہ ہی نہیں

مولوی مفتی سید مسعود علی قادری کا ذکر

مولوی مفتی سید مسعود علی قادری ابن حافظ سید احمد علی ابن سید قاسم علی ابن سید ہاشم علی ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں ... کی ایک ریاست بوڑھا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مارہرہ ضلع ایٹہ میں پائی ۱۹۱۹ء میں مدرسہ جامع مسجد علی گڑھ میں مولوی عبدالرحمٰن سے عربی تعلیم شروع کی ۱۹۲۱ء میں نواب ابوبکر خان کے قائم کردہ مدرسہ قادریہ دادوں ضلع علی گڑھ میں داخلہ لیا اور مولوی وجیہہ الدین احمد خان رامپوری، مولوی نعمانی اور دیگر افاضل اساتذہ سے اکتساب علم وفضل کیا۔ ۱۹۲۸ تا ۱۹۳۱ء مدرسہ عالیہ رامپور میں تعلیم حاصل کی۔ دیگر اساتذہ کے علاوہ مولانا فضل حق رامپوری اور ان کے فرزند گرامی مولوی افضال الحق رامپوری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۱۸، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

مولوی مفتی سید مسعود علی قادری بریلوی نے مولوی افضال الحق رامپوری سے پڑھا۔ اور مولوی افضال الحق رامپوری نے اپنے والد ماجد مولانا فضل حق رامپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

جس کسی نے مولوی عبدالحق خیرآبادی رامپوری سے پڑھا ہو یا مولوی افضال الحق خیرآبادی رامپوری سے پڑھا ہو تو ان دونوں کی سند مولانا فضل حق خیرآبادی رامپوری ہیں اور مولانا فضل حق خیرآبادی رامپوری کی سند حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ہیں اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ کی سند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ہیں۔

مولوی سید پیر مغفور القادری کا ذکر

مولوی پیر سید مغفور القادری ابن سید سردار احمد قدس سرہما ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء میں گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ابتدائی کتابیں مولوی مفتی محمد حیات گڑھی والے اور مولوی عبد الکریم ہزاروی بھر چونڈی سے پڑھیں اس کے بعد مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں ضلع رحیم خان میں تکمیل کی۔ مولوی سراج احمد مکھن بیلوی سے بھی مستفیض ہوئے۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۲۹ [illegible] معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

نوٹ:۔ مولوی پیر سید مغفور القادری بریلوی نے ترجمان مسلک دیوبند کا مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور اب یہ مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں والا شریف رحیم یار خان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخوبی چل رہا ہے اور شب و روز قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کر رہا ہے اور علوم دینیہ سے فراغت کے بعد مولوی سراج احمد مکھن بیلوی سے بھی مستفیض ہوئے اور یہ مولوی سراج احمد صاحب کا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی سے اس قدر تعلق تھا کہ فرماتے ہیں۔۔۔۔ افسوس صد افسوس کہ اعلیحضرت (مولوی احمد رضا خان بریلوی) کے وصال سے دو سال پہلے ان کا پتہ معلوم ہوا۔ منقول از انوار رضا ص ۱۹۳، مطبوعہ۔

لاہور، سن اشاعت ۱۹۸۶ء، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور۔ منقول از امام احمد رضا نمبر ص ۱۸۷ مطبوعہ دہلی۔

انوار رضا کا عکس ملاحظہ فرمائیں

انوار رضا
رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

... ضعف قرابۃ الام میں [illegible] اختلاف الجہۃ قرابت اب کو ضعف قرابت ام [illegible]
[illegible] اطلاق المتون والشروح حیث [illegible] اختلاف جہۃ القرابۃ فلقرابۃ الاب ضعف قرابۃ الام [illegible]
[illegible] ترجیح [illegible] کو ہوگی۔ اسی طرح درمختار [illegible] اعلیٰ حضرت نے [illegible] بیان فرمایا [illegible]
[illegible] وہ قواعد عامہ تھے کہ [illegible] ان سے [illegible] اختلاف جہت [illegible]
[illegible] ترجیح [illegible] الاجماع [illegible] وہ دونوں قاعدے بھی مطلق ہیں [illegible] بھی اختلاف [illegible]
[illegible] اطلاق کے معارض ہے۔

مسئلہ [illegible] علامہ شامی کی بحث [illegible] اپنی بحث کا اظہار کرکے فرمایا الحمد للہ میرا فہم مطابق [illegible]
[illegible] میرے پاس [illegible] اب اس کے مطالعہ نے واضح کردیا کہ صرف اطلاق [illegible] نہیں بلکہ [illegible]
[illegible] واقع ہوئی اور بحث فقیر [illegible] کے موافق آئی۔ وللہ الحمد۔

[illegible] جب تخلیص العواطف [illegible] مشکل کام تھا میں نے قاعدہ [illegible] کرکے آسان کردیا جہاں
[illegible] نے شرح سراجی [illegible] صرف ایک بطن کے اختلاف میں ایسی لغزش کھائی کہ عبارت شرح میں غلط تشریح کی۔ اعلیٰ
حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال فہم دیکھیو کہ فتاویٰ رضویہ میں بطون کثیرہ کی مثال [illegible] تخلیص العواطف تقسیم [illegible] تصحیح [illegible]
[illegible] جواب نکالا۔ اسی کو میں نے اپنے قاعدہ [illegible] سے حل کیا جواب صحیح آیا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی [illegible]
[illegible] میرے قاعدہ [illegible] کے نہیں نکال سکتا۔

افسوس صد افسوس کہ مجھے اعلیٰ حضرت کے رسائل سے دو سال پہلے ان کا پتا معلوم ہوا۔ صرف ایک مسئلہ [illegible]
[illegible] سکا۔ اور [illegible] صنف ثانی [illegible] ان سے حل [illegible] سکا۔ ان کے بعد صنف ثالث کا فتویٰ [illegible]
[illegible] حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور مولانا امجد علی صاحب سے مراسلت کرتا رہا۔ اب تک کوئی جواب [illegible]
[illegible] رسالہ میراث میں اپنا فتویٰ لکھ کر [illegible] کردیا۔

خلاصہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کی نعمت عظمیٰ سے نوازا تھا جس پر ان کا فتاویٰ رضویہ [illegible]
[illegible] ہے۔ آج ہمیں ایسا [illegible] نظر نہیں آتا جس سے ہم [illegible] دور کرائیں۔ اب ان کا فتاویٰ رضویہ [illegible]
[illegible] چھپا۔

[illegible] اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ [illegible] علم حدیث میں [illegible] وسعت علمی دیکھنی ہو تو رسائل "[illegible]" و "[illegible]"
[illegible] نذیر حسین دہلوی امام اہل حدیث کے رد میں ملاحظہ کریں جس سے مولوی نذیر حسین [illegible]
[illegible] وسعت علمی علوم معقولات فلسفہ، ریاضی [illegible] رسالہ [illegible] "حرکت زمین" [illegible]
[illegible] کی ایسی تحقیق [illegible] کا امام [illegible] نظر آتا ہے۔

[illegible] ۱۹۶۷

سراج احمد مفتی

مولوی سراج احمد مکھن دہلوی بریلوی نے علوم دینیہ علمائے دیوبند سے حاصل کیے ہیں جس کا ثبوت
یہ ہے کہ ابتداً بعض اساتذہ کے اثر سے آپ اعلیٰ حضرت مولوی شاہ احمد رضا خان بریلوی سے حسن اعتقاد
نہیں رکھتے تھے۔ لیکن از بدۃ السراجیہ کی تصنیف کے دوران ایک مسئلہ میں مفتی بہ قول معلوم کرنے کے لئے مختلف
مقامات پر آپ نے رابطہ قائم کیا مگر کہیں سے تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ آخر امید کی آخری کرن مولوی احمد رضا
خان بریلوی کی صورت میں نظر آئی۔ چنانچہ ان کی خدمت میں بھی استفتاء بھیج دیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کی طرف
سے جواب موصول ہو گیا اس شافی جواب نے تمام شکوک و شبہات دور کر دیئے اور بدگمانی کی فضا کو
صاف کر دیا۔ سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۴۷، مطبع معظم پرنٹرز
اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا بریلوی مولویوں کا خود ساختہ پروگرام ہے کہ ایک فتویٰ مختلف علمی مراکز میں
بھیجا گیا کہیں سے تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ یہ سراسر کذب بیانی ہے۔ بالآخر اس مسئلہ کو اعلیحضرت بریلوی نے
حل کیا تو اس کے بعد ان کے خیالات یکسر بدل گئے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہم نے صرف یہ بات واضح
کرنی ہے کہ مولوی سید مغفور القادری بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا
اور مولوی سراج احمد مکھن بیلوی نے بھی علمائے دیوبند سے پڑھا ہے۔ لیکن ان کے اساتذہ کے نام تحریر کرنے میں
مولوی عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے تعلیمات رضا کے فیوض و برکات اور پیغام رضا کی برکت سے
بدترین فریضہ ادا کیا ہے۔ لیکن مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی کی مندرجہ بالا تحریر کہ مولوی سراج
احمد مکھن بیلوی اعلیحضرت بریلوی سے حسن اعتقاد نہیں رکھتے تھے سے تو واضح ہو جاتا ہے کہ مولوی سراج احمد مکھن
ابتداً میں اعلیحضرت بریلوی کے مسلک کے پیروکار نہ تھے۔ بعد میں اپنے خیالات کو تبدیل کر لیا۔ یعنی کہ
اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کے پابند ہو گئے۔ ہمارا عرض کرنے کا صرف اور صرف مقصد یہ
ہے کہ مولوی سراج احمد مکھن بیلوی نے علماء دیوبند کے عقیدے کے علماء سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیوبند
حاصل کیا۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مولوی سراج احمد مکھن بیلوی نے فرمایا۔ افسوس صد افسوس کہ مجھے
رضا کے رسائل سے دو سال پہلے ان کا پتہ معلوم ہوا۔ انوار رضا ص ۱۹۳، سن اشاعت ۱۹۸۶ء مطبوعہ لاہور۔
تذکرہ اکابر ص ۱۸۷، مطبوعہ دہلی۔

مولوی پیر سید ولایت شاہ صاحب کا ذکر

مولوی پیر سید ولایت شاہ ابن پیر سید احمد شاہ ۱۳۰۶ھ، ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے، قرآن پاک [illegible]
کے لئے پہلے موضع دانیوال گئے۔ پانچ پارے یاد کئے پھر گجرات چلے آئے، بعدازاں مدرسہ تعلیم القرآن [illegible]
داخل ہوئے اور قرآن مجید حفظ کیا۔ درسی کتابیں مولوی غلام حیدر فتح پورہ گجرات سے پڑھیں اور مولوی [illegible]
نبی للہی سے کتب تجوید کا درس لیا۔ تکمیل کے لئے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں مولوی غلام محمد گھوٹوی کی خدمت میں [illegible]
ہوئے اور انہی سے سند فراغت حاصل کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۵۶۵، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت
۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی پیر سید ولایت شاہ صاحب نے علوم دینیہ مولوی غلام محمد گھوٹوی سے حاصل کئے اور سند [illegible]
حاصل کی اور یہ فیضان دیو بند ہے کہ مولوی غلام محمد گھوٹوی نے علوم دینیہ مولوی احمد حسن کانپوری سے حاصل کئے
ہیں جو ترجمان دیو بند مدرسہ مظاہر علوم اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی پڑھاتے رہے ہیں اور مولوی احمد حسن
کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کرکے
فیضان دیو بند حاصل کیا۔ اور مولانا احمد حسن کانپوری مولانا فضل حق رامپوری کے درس میں بھی شریک رہے
مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی
اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند
فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے دیو بند کے پیشوا اور سند ہیں۔

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کا ذکر

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری ریاست جموں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں قلعہ میاں سنگھ والے
[illegible] مولوی غلام رسول تشریف لائے تو ازراہ کرم حافظ ولی اللہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی نگرانی
[illegible] پاک حفظ کرایا۔ حافظ صاحب نے حفظ قرآن مجید کے بعد تمام کتابیں پڑھیں اور عبور حاصل کیا
[illegible] رسول کے علاوہ مولوی نور احمد ساکن کھائی کوٹلی اور مولوی احمد دین بگوی سے بھی استفادہ کیا۔
[illegible] اہلسنت ص ۵۶۷، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری
[illegible] لاہور۔

[illegible] محترم! مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری نے تمام علوم دینیہ مولوی احمد دین بگوی سے حاصل کئے اور مولوی
[illegible] بگوی اور اس کے بھائی مولوی محی الدین بگوی دونوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ سے علوم دینیہ
[illegible] کئے اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے
[illegible] پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیو بند
[illegible] پیشوا ہیں۔ تو مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری نے علمائے اہلسنت دیو بند سے پڑھ کر فیضان دیو بند
[illegible]

مولوی یار محمد بندیالوی کا ذکر

مولوی یار محمد بندیالوی ابن جناب میاں سلطان محمد ابن میاں شاہ نواز ۱۳۰۴ھ، ۱۸۸۶ء میں بندیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ موضع پکا ضلع میانوالی میں قرآن مجید حفظ کیا فارسی کی ابتدائی کتابیں مقامی مولوی سے پڑھیں صرف ونحو ودیگر فنون کی کتابیں امام الصرف والنحو مولوی محمد امیر دامانی مصنف قانونچہ سے پڑھیں۔ الفیہ ابن مالک پڑھنے کے لئے مولوی ثناء اللہ کی خدمت میں موضع پنجائن ضلع جہلم میں حاضر ہوئے۔ آپ کو الفیہ بن مالک ایک ہزار عربی اشعار کا مجموعہ جس میں صرف ونحو کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اس حد تک عبور تھا کہ جس مسئلے کی ضرورت ہوتی وہ مصرعہ پڑھ دیتے۔ جس میں وہ مسئلہ ہوتا اس کے علاوہ مولوی غلام احمد حافظ آبادی صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ جامع مسجد فتح پوری دہلی میں بھی پڑھتے رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کا شوق دل میں لئے ہوئے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب اعلیحضرت بریلوی اپنا تمام وقت تصنیف وتالیف پر صرف فرما رہے تھے۔ علالت طبع اس پر مستزاد تھی اس لئے آپ کے ایماں پر مولوی ہدایت اللہ جونپوری شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منطق وفلسفہ کی انتہائی کتابیں (افق المبین شرح اشارات وغیرہ) پڑھنے کے علاوہ تکمیل علوم کی [illegible]

اکابر اہلسنت ص ۵۷۰، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبد الحکیم شرف قادری بریلوی لاہور

نوٹ:۔ یہ علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ مولوی یار محمد بندیالوی نے علوم دینیہ مولوی غلام احمد حافظ آبادی صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور سے حاصل کئے ہیں اور مولوی غلام احمد حافظ آبادی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی دیوبندیؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔

اور مولوی غلام قادر بھیروی سے بھی استفادہ کیا۔ مولوی غلام قادر بھیروی نے علوم دینیہ مولوی احمد دین بگوی اور مولوی محی الدین بگوی سے حاصل کئے ہیں اور ان دونوں بگوی مولویوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] حاصل کئے ہیں اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے پڑھ [illegible] حاصل کئے اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند [illegible] کے علاوہ محمد یار بندیالوی نے مولوی ہدایت اللہ جونپوری شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ہے [illegible] فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ [illegible] نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی نور بخش توکلی کا ذکر

مولوی نور بخش توکلی موضع چک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ مولوی نور بخش توکلی نے ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخل ہوئے دوسرے اساتذہ [illegible] مولوی شبلی نعمانی ۱۳۳۲ھ سے اکتساب فیض کیا۔ انہیں استاذ مخدومی مولوی شبلی نعمانی کے الفاظ سے یاد [illegible] تے تھے۔ عربی زبان وادب میں ایم اے کی سند حاصل کی۔

انبالہ سے دہلی منتقل ہوئے۔ ایم۔ بی ہائی اسکول میں بطور ہیڈ مولوی کام کرتے تھے وہاں سے ۱۳۱۳ھ، [illegible] میں امرتسر آ گئے۔ امرتسر میں مولوی غلام رسول قاسمی سے درس نظامی کی جملہ کتب معقولات ومنقولات

تذکرہ علمائے پنجاب ص ۷۹۸-۷۹۹، جلد دوم از اختر راہی بار اول ۱۹۸۰ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور۔

[illegible] مولوی مفتی غلام رسول قاسمی کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کن علمائے کے ساتھ تھے چنانچہ [illegible] توکلی تحریر فرماتے ہیں۔۔۔ مسلک ومشرب حضرت مفتی صاحب حنفی المذہب اور صوفی المشرب [illegible] مبارک میں تعصب وتشدد نہ تھا دیوبندی بریلوی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اگرچہ علمائے دیوبند [illegible] مسائل میں آپ کو اختلاف تھا لیکن ان سے حسن ظن رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ امرتسر میں حضرت مولانا [illegible] گنگوہی کی تکفیر کا نعرہ بلند ہوا اور بہت ہی شدت اختیار کر گیا ایسی فضا میں حضرت مفتی صاحب قاسمی

نے جرأت سے کام لے کر جلسہ عام میں لوگوں کے اس رویئے کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ۔

میں مولوی رشید احمد صاحب کا نہ شاگرد ہوں نہ استاذ نہ مرید، نہ پیر، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں لیکن
وہ ایک عالم ہیں اور ایک عالم کی اس طرح توہین وتحقیر ہرگز جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ مولانا قاسمی کے
ارشادات کا بہت اچھا اثر ہوا۔ امرتسر کی فضا میں امن وسکون پیدا ہوگیا۔ منقول از تذکرہ اسلاف ص ۹۲ از
بہاؤالحق قاسمی بار دوم، ۱۹۸۷ء مطبع امپرس پرنٹ شاپ لاہور۔

نوٹ:۔ یہ بھی تو علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ مولوی غلام رسول قاسمی صاحب نے علمائے اہلسنت
علمائے اہلسنت دیوبند کی توہین وتحقیر کرنے والوں کے غلط رویے کی شدید مذمت فرمائی۔ اور مولوی غلام رسول
قاسمی صاحبؒ علمائے اہلسنت دیوبند سے حسن اعتقاد رکھتے تھے اور علمائے اہلسنت دیوبند کے خلاف جھگڑا اور
ان کی مخالفت کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے بلکہ اہلسنت دیوبند کی حمایت کرتے تھے۔ غرض کہ مولوی نور بخش توکلی نے
مولوی شبلی نعمانی اور مولانا غلام رسول قاسمی وغیرہ سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

خواجہ پیر سید غلام محی الدین گولڑوی کا ذکر

پیر سید خواجہ غلام محی الدین گولڑوی ابن حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف
راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑی کی تعلیم وتربیت کے لئے نادر روزگار اساتذہ
مقرر کئے گئے تجوید وقرأت میں مولانا قاری عبدالرحمٰن جونپوری سے استفادہ کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل مولوی محمد
غازی صاحب صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف) سے کی۔ تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۳۴۸، مطبع معظم پرنٹرز
سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔

قارئین محترم! مولوی سید پیر غلام محی الدین گولڑوی ابن حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف
راولپنڈی میں تجوید وقرأت حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن جونپوری دیوبندی سے پڑھی اور علوم دینیہ مولوی محمد
غازی صاحب سے حاصل کئے اور مولوی محمد غازی صاحب نے علوم دینیہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری سے
حاصل کئے۔ اور مولانا احمد حسن کانپوری علمائے دیوبند کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے اور مولوی احمد حسن
کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ یہ
فیضان دیوبند نہیں تو اور کیا ہے۔

مولوی محمد غازی صاحب صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا ذکر

مولوی محمد غازی صاحب موچی۔ کٹری ضلع اٹک کے خٹک پٹھان تھے۔ مولانا احمد حسن کانپوری کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔ تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم، ص ۱۳۷، از اختر راہی بار اول ۱۹۸۰ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور۔

نوٹ:۔ مولوی محمد غازی صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے مولانا احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور
مولانا احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ پھر بعد میں علمائے اہلسنت دیوبند کے مختلف مدارس میں تدریس فرماتے رہے۔ حضرات گرامی مولوی محمد غازی صاحب بریلوی صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محمد غازی صاحب کا مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ پڑھنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری کا ذکر

مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری ابن عبداللہ ۱۳۱۴ھ، ۹۷-۱۸۹۶ء میں بمقام چوکھنڈی ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ فارسی درسیات بندیال ضلع سرگودھا میں مولوی سلطان محمود سے پڑھی اس کے بعد قاضیاں مظفر گڑھ میں مولوی غلام حسین اور غلام محمد گھوٹوی سے اکتساب فیض کیا۔ مولوی گھوٹوی بغرض حج ارض حجاز تشریف لے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں مولانا غلام رسول ساکن انہی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ مولوی گھوٹوی کی واپسی پر ان سے سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہو کر جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم، ص ۶۴۷، از اختر راہی بار اول ۱۹۸۰ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور۔

قارئین محترم! مولوی محمد اچھروی لاہوری نے حضرت مولانا غلام رسول انہی والے دیوبندی سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ اور مولوی غلام محمد گھوٹوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولوی غلام احمد حافظ آبادی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ اور مولوی غلام قادر بھیروی سے بھی پڑھا ہے۔ اور مولوی غلام محمد گھوٹوی نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی پھر مولوی احمد حسن کانپوری علمائے دیوبند کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے اور یہ بھی علمائے اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے کہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے خلیفہ مولوی غلام محمد گھوٹوی نے اور ان کے صاحبزادے حضرت پیر سید محی الدین گولڑوی نے اور ان کے مدرسہ کے صدر مدرس مولوی محمد غازی صاحب ان تمام حضرات نے علماء دیوبند سے علوم دینیہ حاصل کیے ہیں۔ یہی تو فیضان دیوبند ہے۔

مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی کا ذکر

مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی خلیفہ اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا حصول تعلیم ملاحظہ

مولوی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین بن مولوی خدا بخش بن مولوی خیر الدین ۱۲۹۶ھ میں
قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم و فضل میں
تھے ابتدائی کتب جد امجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں اپنے بڑے چچیرے بھائی مولوی محمد صدیق سے علوم و فنون کی
کتابیں پڑھیں پھر انہیں کے مشورے سے مولوی ہدایت اللہ خان رام پوری ثم جونپوری سے اکتساب فیض کے لیے
مدرسہ حنفیہ جونپور میں داخل ہوئے۔ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد سورتی
کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں حاضر ہو کر درس حدیث لیا ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں سند حاصل کی۔ حوالہ
باغی ہندوستان ص ۳۳۵، ۳۳۶ سن اشاعت ۱۹۷۱ء، طابع ایم منیر قاضی ملی پرنٹرز، سرکلر روڈ لاہور۔

نوٹ:۔ مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی خلیفہ اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علوم و فنون کی کتب
مولوی ہدایت اللہ جونپوری سے پڑھیں اور مولوی ہدایت اللہ جونپوری نے مولانا فضل حق رامپوری سے علوم
پڑھے اور مولانا فضل حق رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔
اور حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت
حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولوی امجد
علی اعظمی رضوی بریلوی نے دورۂ حدیث مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے اور مولوی وصی احمد سورتی نے دورۂ
حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندیؒ سے پڑھا ہے۔ اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ
کو ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

پھر حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ ترجمان دیوبند مدرسہ مظاہر علوم میں بھی پڑھاتے رہے اور ان کے ساتھ
ان کے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمٰن بھی پڑھاتے رہے۔ جس کا ثبوت تذکرۃ الخلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ
فرمائیں۔ غرض کہ مولوی امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا بریلوی سے علوم دینیہ میں سے کچھ
بھی نہیں پڑھا بلکہ طریقت میں خلافت دی ہے۔ اعلیٰحضرت کے خلیفہ نے جو کچھ بھی پڑھا ہے وہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی قاری غلام رسول لاہوری کا ذکر

مولوی قاری غلام رسول لاہور کے ایک قریبی گاؤں سلامت پورہ میں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی
قرآن اپنے گاؤں سے حاصل کی آپ کے بچپن کی خوش آوازی نے لوگوں کو بڑا متاثر کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ
صاحب سب سے پہلے کس قاری کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ لیکن جب آپ ایک خوش آواز قاری کی
سے ابھرے تو آپ نے ۱۹۵۵ء میں جناب قاری عبد المالک صاحب سے باقاعدہ فن تجوید تعلیم حاصل کی
عربی اور فارسی کی کتابیں مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے پڑھیں اور ۱۹۵۳ء کو سند تحصیل علوم حاصل کی۔
علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۲۵، از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔

محترم! مولوی قاری غلام رسول بریلوی لاہوری نے تجوید و قرأت کی تمام تعلیم حضرت مولانا قاری
المالک دیوبندی سے حاصل کی جن کا مدرسہ ترتیل القرآن لعل روڈ لاہور میں ہے اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ
غلام رسول بریلوی نے تجوید و قرأت میں روایت حفص حضرت مولانا قاری عبد المالک دیوبندیؒ سے پڑھی
مولوی غلام رسول بریلوی لاہوری صرف رویت حفص کے قاری تھے قرأت سبع اور عشرہ کے قاری ہرگز نہ
مولوی غلام رسول لاہوری بریلوی کا حضرت مولانا قاری عبد المالک دیوبندیؒ سے تجوید و قرأت میں روایت
پڑھنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

علاوہ ازیں مولوی قاری غلام رسول لاہوری بریلوی نے دورۂ حدیث کی سند مولوی ابو البرکات سید احمد
بریلوی مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی سے پڑھ کر حاصل کی۔ اور مولوی ابو البرکات سید احمد بریلوی نے دورۂ
اپنے والد مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی سے پڑھا۔ اور مولوی سید ابو محمد سید دیدار علی شاہ

صاحب بریلوی نے دورۂ حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی اور ...
العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سے پڑھ کر سند حاصل کی۔ تو یہ فیضان دیوبند ہے جو مولوی ...
رسول بریلوی لاہوری نے حاصل کیا ہے

۔حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کا مختصر سا تعارف پڑھیے ،حضرت مولانا احمد علی۔۔محدث سہارنپوری ...
معاش پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالی نے دنیوی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا ...
پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخیر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر وحدیث کا درس ...
۔نہایت متواضع منکسر المزاج اور سیر چشم تھے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات ...
حصہ ہے مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا تاریخ دار العلوم دیوبند صفحہ ۱۴۷ سن اشاعت ۱۹۸۰ ...
محبوب رضوی۔

نوٹ۔ یہ بات بخوبی یاد رکھیں مظاہر علوم سہارنپور کا مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند کا ادارہ ہے۔

مولوی سید محمد کچھوچھوی کا ذکر

مولوی سید محمد کچھوچھوی بن مولوی نذر اشرف مقام جائس ضلع بریلی میں تاریخ ۱۵ ذیقعدہ بروز چہار شنبہ ... اپنے نانا کے زیر تربیت رہے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے اور درگاہ کے اساتذہ سے حاصل کی مدرسہ ... فرنگی محل سے مولانا عبد الباری سے درس نظامی پڑھی۔ علی گڑھ میں حضرت لطف اللہ صاحب شرح تجرید اور ... پڑھی سند فراغ کے وقت آپ کو علامہ کا لقب دیا گیا حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر بدایونی ... سند حدیث حاصل کی دہلی میں مدرسۃ الحدیث کی بنیاد رکھی اور درس حدیث شروع کیا۔ تذکرہ علمائے اہلسنت و ... لاہور ص ۲۵۶ ، از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ مولوی سید محمد کچھوچھوی کے اساتذہ کا ذکر پڑھیے۔

مولوی سید محمد کچھوچھوی بریلوی نے عربی درس نظامی کی کتب مولوی عبد الباری فرنگی محل مدرسہ نظامیہ میں پڑھی ... ہندوستان میں علمائے فرنگی محل کی شہرت مسلم تھی۔ ان کو علمائے دیوبند سے بعض فروعی مسائل میں چند ... بھی تھے۔ لیکن اس کے باوجود علماء دیوبند کو پکا سچا موحد مسلمان سمجھتے تھے۔ یہ فیضان دیوبند ہے اور ... مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ان کے اختلافات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان حضرات کو علمائے ... دیوبند کی تکفیر پر آمادہ کرنے اور اپنا ہمنوا بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند کی اردو عبارات بھی ... ہر طرح سے قائل کرنے کی سعی کی۔ مگر مولوی عبد الباری فرنگی محل مولانا عین القضاۃ کے شاگرد تھے ... فرنگی محل میں اپنے بزرگوں کی یادگار تھے۔ آپ نے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو صاف صاف لکھ ... قدر التماس ہے۔ کہ ہمارے اکابر (علمائے فرنگی محل) نے اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے

جو حقوق اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے۔ الطاری والداری لمحفوظات عبدالباری
۱۶۔ طبع اول، مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔

علاوہ ازیں! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا ارشاد مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالباریؒ صاحب فرنگی محلی ـــ جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محل لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اور اپنے دور کے علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ منقول از مہر منیر ص ۴۱۵، سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ضلع راولپنڈی مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ، جی ٹی روڈ باغبان پورہ لاہور۔

مہر منیر کا عکس

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست   کمالِ حشمتِ محمود را بعجز ایاز

مہرِ منیر

سوانح حیات

فانی فی اللہ باقی باللہ آیت من آیات اللہ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیضؔ بجامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

باجازت

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

حضرت شاہ صاحبؒ پھلواروی، حضرت پیر صاحبؒ کے علم و فضل، وسعت نظر، ان کے زہد و اتقا اور باطنی علم تصوف پر ان کے غایت عبور کو اکثر اپنی مجلسوں میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ جامع مسجد پھلواری شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حضرت مولانا شاہ حسین میاں صاحب سجادہ نشین مدظلہ نے پیر صاحبؒ کے اوصاف اور ان کی اسلامی خدمتوں کو بیان فرمایا۔ لوگوں نے فاتحہ پڑھی۔ پھر بعد نماز بھی دعائے مغفرت کی گئی۔ پھلواری شریف کے لوگوں کو اس حادثہ کا رنج دائم ہوا۔ والسلام

۴۹۔ حضرت سید سید علی شاہ صاحبؒ سہاوہ (وصال ۱۹۰۳ء)

حضرت سید سید علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین سہاوہ تحصیل باغ ریاست پونچھ، حضرت مولوی محمد فاضل صاحب چشتی سلیمانی (گڑھی افغاناں) سے خلافت و اجازت تھی لیکن آپ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ سے بھی عقیدت رکھتے تھے۔ متعدد بار ملاقات ہوئی اور خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ان کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین سید نذیر حسین شاہ صاحب کی بیعت ہمارے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے ساتھ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قبلہ عالمؒ کے خادم خاص محمد خان برادر مولوی غلام محمد خان منڈیر والے اپنے گاؤں دھیر کوٹ تحصیل باغ میں بیمار ہو کر وفات پا گئے تو حضرتؒ نے میرے دادا صاحب کو خط لکھا کہ محمد خان کی لاش وہاں امانت ہے اُسے نکلوا کر گولڑہ بھجوا دیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کی گئی [illegible] مزار مبارک کے سامنے یہاں بطور تبرک رکھا ہوا ہے۔ حضرت سید علی شاہ صاحب نے بحالت سجدہ وصال فرمایا۔ ان کے انتقال پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے جو تعزیت نامہ ان کے فرزندوں کو لکھا تھا اُس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

سیادت و شرافت پناہ سید [illegible] شاہ صاحب و مخدوم شاہ صاحب و فیروز شاہ صاحب سلامت باشند

علیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ اما بعد از وصول خبر انتقال جناب شاہ صاحب مرحوم و مغفور ہر چند کلفت و تشویش عارض حال گردید انا للہ وانا الیہ راجعون مگر بحالت اقرب الاوضاع شریعت وصل چشیدہ برائے چنیں وضع انتقال حق آوردن [illegible] است کہ ارباب سعادت [illegible] بخشد۔ ہر فراق و ہجر مقبولان حق مزید براں بحیثیت ابوۃ و قرابت عادۃً [illegible] بالجملہ استرجاع و اصطبار چارہ نیست۔

باید کہ احداث ثواب ختمات و صدقات بروح مبارک ایشاں [illegible] و ایں کمینہ ترین عباد اللہ الصمد را در دعاگوئے دیگر خواہندگان تصور فرمایند۔ جمیع برخورداران را سلام و دعا۔

الراقم المتقی الی اللہ الصمد [illegible] مہر علی شاہ از گولڑہ [illegible] ۲۰ شوال ۱۳۲۱ھ

۵۰۔ حضرت مولانا عبد الباریؒ صاحب فرنگی محلی

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا محمد قیام الدینؒ عبد الباری فرنگی محل لکھنوی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اپنے وقت کے علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔ مولانا محمد علی جوہر آپ کے ہی مرید تھے۔ تحریک خلافت کے دوران میں اس کے بعض شرعی پہلوؤں پر ہمارے حضرتؒ کے ساتھ خط و کتابت ہوئی تھی جس کی تفصیل باب [illegible] میں درج ہو چکی ہے۔

اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے دوام العیش فی الآئمہ من قریش۔ نے ایک جگہ یہ سرخی قائم
فصل دوم۔ خطبہ صدارت مولوی فرنگی محل میں ۱۵ سطری کارگزاری کی ناز برداری۔ دوام العیش فی الائمہ من
[illegible] ص ۵۶، سن اشاعت ۱۹۸۰ء۔ نیز الطاری الداری لهفوات عبد الباری میں مولوی عبد الباری پر ایک سو ایک
[illegible] حکم کفر لگایا ہے۔ اس ساری مخالفت کا اصل باعث یہ تھا کہ فرنگی محل جیسے مرکز علم نے اعلیحضرت مولوی
[illegible] خان بریلوی کی ذوق تکفیر کی کیوں داد نہیں دی۔ اعلیحضرت بریلوی نے ان حضرات کو ہر چند تنگ کیا۔ لیکن
[illegible] فرنگی محل نے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی کچھ پروانہ کی۔ حق پر ثابت قدم رہے۔ مولوی
[illegible] فرنگی محل ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ جو متکبرانہ انداز مولوی احمد رضا خان صاحب نے ہم
[illegible] کے ساتھ اختیار کیا ہے اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا ہوں۔ بلکہ التکبر علی المتکبر
[illegible] کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتنا کرنا نہیں چاہتا۔ الطاری الداری لهفوات عبد الباری جلد دوم ص ۲ ۔ حضرات
[illegible] کی یہ غیر جانبدارانہ شہادت اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی ظالمانہ و مکروہ اور گھناؤنی روش اور علمائے
[illegible] دیوبند کے مظلومانہ موقف کی کھلی دلیل ہے۔ اور مولوی عبد الباری کی یہ شہادت بتا رہی ہے کہ حق کن لوگوں
کے ساتھ تھا۔ علاوہ ازیں! حضرت مولانا عبد الحیؒ لکھنوی علماء فرنگی محل میں سے تھے۔ جو علم و افتاء کا مرجع تھے۔
[illegible] میں وفات پائی مجموعۃ الفتاوی۔ حضرت مولانا عبد الحیؒ لکھنوی فرنگی محل کے فتووں کا مجموعہ ہے حجۃ الاسلام
[illegible] العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ اور فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
[illegible] آپ کا زمانہ پایا ہے آپ کے شاگرد مولانا عین القضاۃ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے آپ نے کئی بار فقیہ
[illegible] ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضری دی۔ اور ان سے علمی استفادہ کیا۔
[illegible] عین القضاۃ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیری مہم کے سخت خلاف تھے حضرت مولانا نانوتویؒ
[illegible] حضرت مولانا گنگوہی کی تحریروں میں اگر کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہوتی تو حضرت مولانا عبد الحیؒ
[illegible] فرنگی محلی ضرور گرفت فرماتے۔ مولانا عین القضاۃ نے تو وہ زمانہ بھی پایا ہے کہ جب اعلیحضرت مولوی احمد
[illegible] بریلوی اپنی تکفیری مہم شروع کر چکے تھے۔ مولانا عین القضاۃ کے شاگرد حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمۃ

اللہ علیہ نے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیری مہم کا بڑی سختی سے نوٹس لیا اور ان لوگوں سے
مناظرے کیئے اور انہیں ذلت آمیز شکست دی اور اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف
ردعمل تھا جو علماء دیوبند سے تعلق نہ رکھتے تھے اور ایک غیر جانبدار حیثیت کے مالک تھے۔ (۲) مولوی سید محمد
کچھوچھوی ابن نذر اشرف بریلوی نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے بھی پڑھا ہے اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی کی
سوانح بنام استاذ العلماء مطبوعہ لاہور میں مرقوم ہے کہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے کسی کی بھی تکفیر سے اپنے قلم کو
آلودہ نہیں کیا اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے ترجمان مسلک دیوبند کے مدرسہ فیض عام کانپور میں تعلیم حاصل کی
تعلیم حاصل کرنے بعد پھر اسی مدرسہ فیض عام میں سات سال تک پڑھاتے رہے اور یہی مدرسہ فیض عام
نیو رعلماء اہلسنت دیوبند کا مرکز ہے اسی مدرسہ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی نے مولانا عنایت احمد کاکوروی سے علوم
دینیہ حاصل کئے ہیں، اور مولانا عنایت احمد کاکوروی نے دورۂ حدیث حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی
سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز
محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء
دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

(۳) مولوی سید محمد کچھوچھوی ابن نذر اشرف بریلوی نے حدیث کی سند مولوی شاہ عبدالمقتدر بدایونی سے حاصل
کی۔ مولوی شاہ عبدالمقتدر بدایونی نے مولوی شاہ نور احمد بدایونی سے پڑھا ہے، تو مولوی نور احمد بدایونی نے مولوی
فیض احمد بدایونی سے پڑھا ہے تو مولوی فیض احمد بدایونی نے مولوی شاہ فضل رسول بدایونی سے پڑھا ہے تو مولوی
فضل رسول بدایونی نے مولوی شاہ نور الحق فرنگی محل سے پڑھا ہے تو مولوی شاہ نور الحق فرنگی محل نے مولوی عبدالعلی
فرنگی محل سے پڑھا ہے، تو مولوی عبدالعلی فرنگی محل نے اپنے والد ماجد ملا نظام الدین سے علوم دینیہ پڑھ کر فارغ
ہوئے تو ملا نظام الدین نے مولوی قطب الدین شمس آبادی اور مولوی غلام نقشبند کے شاگرد تھے۔
نوٹ۔ مولوی سید محمد کچھوچھوی بریلوی کا مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے تعلیم حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث مدرسہ رضویہ جنگ بازار فیصل آباد کا ذکر

مولوی غلام رسول رضوی بریلوی مدرسہ رضویہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث ہیں امرتسر کے گاؤں میں ۱۹۲۰ء
[illegible] والد کا اسم گرامی پیر نبی بخش تھا۔ پیشہ زمینداری تھا۔ اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے
[illegible] تھے۔ مڈل پاس کرنے کے بعد اچھرہ لاہور کے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ حمد اللہ تک یہاں تعلیم
[illegible] بریلی کے دیوبندی مدرسہ دارالعلوم میں داخلہ لیا اور تکمیل علوم دینیہ کی۔ دیوبندی علماء کی شاگردی نے
[illegible] اعتقادی طور پر دیوبندی نظریات کا حامی بنا دیا۔ مگر بریلی میں ہی اعلیحضرت بریلوی کے صاحبزادے مولوی
[illegible] رضا خان بریلوی کی علمی مجلس نے آپ کو متاثر کیا۔ مولوی سردار احمد شیخ الحدیث فیصل آباد (جو ان دنوں مدرسہ
[illegible] اسلام بریلی کے صدر مدرس تھے) صحبت میں بیٹھے۔ دیوبندی عقائد سے تائب ہوئے دوبارہ دورۂ حدیث کیا
[illegible] تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۳۸، مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے لاہور۔
[illegible] مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث مدرسہ رضویہ فیصل آباد نے تمام علوم دینیہ علمائے اہلسنت دیوبند
[illegible] مدرسہ میں پڑھے ہیں اور تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور نے کتمان علم کا فریضہ ادا کرتے ہوئے علماء
[illegible] کے مدرسہ کا نام نہیں لکھا صرف یہ لکھ دیا ہے کہ بریلی کے دیوبندی دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ اور یاد رکھیں بریلی
[illegible] علمائے اہلسنت دیوبند کے دو مدرسے قرآن و سنت کی خدمت کر رہے تھے۔ ایک کا نام مصباح التہذیب جو
[illegible] مصباح العلوم کے نام سے مشہور ہوا۔ اور دوسرا مدرسہ اشاعت العلوم تھا غرض کہ مولوی غلام رسول رضوی
[illegible] علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ میں دورۂ حدیث تک پڑھ کر سند فراغت حاصل کی بعد میں مولوی احمد
[illegible] بریلوی کے بیٹے مولوی حامد رضا خان بریلوی کی غیر ثقہ اور غیر معتبر باتوں سے متاثر ہو کر علمائے اہلسنت
[illegible] مسلک حقہ کو چھوڑ کر تعلیمات رضا کے حامی بن گئے اور تمام زندگی اعلیحضرت مولوی احمد رضا کے مسلک

کی خدمت کرتے رہے جو کہ سراسر قرآن وسنت سے متصادم عقائد کا نام ہے۔اور مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے علمائے دیوبند سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔اور بریلوی ہونے کے بعد خانہ پوری کرنے کے لئے دورہ حدیث معزول پٹواری مولوی سردار احمد سے پڑھا اور مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے تمام علوم دینیہ دیوبندی مدرسہ میں پڑھے۔صرف انگلی کٹوا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کے لئے دوبارہ دورۂ حدیث مولوی سردار احمد بریلوی سے پڑھ لیا۔قارئین محترم مندرجہ بالا ایک بریلوی مولوی کے شہادت سے ثابت ہوا کہ مدرسہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد کے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے شہر بریلی شریف کے محلہ میں ترجمان مسلک دیوبند کے ایک دارالعلوم سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو جب آستانہ عالیہ بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام میں اعلیٰحضرت بریلوی کے صاحبزادے مولوی حامد رضا خان بریلوی کے پاس ان کا آنا جانا ہوا تو مولوی حامد رضا خان بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی کو رضا خانی پروگرام کی ایسی افیون کی گولی کھلا دی کہ آستانہ عالیہ بریلی شریف والوں کے ہو کر ہی رہ گئے۔اور اس کے ساتھ ساتھ علماء اہلسنت دیوبند کی علمی جلالت پر پردہ ڈالنے کی بے جا اور ایسی فرسودہ حرکت یوں کی کہ مولوی غلام رسول رضوی نے علماء اہلسنت دیوبند کے دارالعلوم میں دورہ حدیث پڑھنے کے بعد پھر مدرسہ منظر اسلام بریلی میں مولوی سردار احمد سے دوبارہ دورہ حدیث شریف پڑھا اصل بات تو یہ ہے کہ مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند کے دارالعلوم سے درس نظامی دورہ حدیث شریف تک مکمل کورس تو پڑھ کر سند فراغت حاصل کر چکے تھے ،لیکن مولوی سردار احمد فیصل آبادی نے مولوی غلام رسول رضوی صاحب کو درس نظامی کورس کرنے کے بعد پھر شریعت اسلامیہ کے آب شریں کو مکدر کرنے کیلئے آستانہ عالیہ منظر اسلام بریلی شریف میں رضا خانی تکفیری کورس کروایا جو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی تمام زندگی اپنے متوسلین اور حلقہ کے لوگوں کو پیش کیا اور پھر وراثت کے طور پر اعلیٰ حضرت بریلوی وہی رضا خانی تکفیری کورس چھوڑ کر گئے جس کے مطابق مولوی غلام رسول رضوی صاحب کو دوبارہ رضا خانی کورس کروایا گیا کیونکہ علمی کورس تو علماء دیوبند سے کیا اور پھر رضا خانی تکفیری کورس بریلی شریف نے مولوی سردار احمد بریلوی سے کیا ورنہ دورۂ حدیث تو مولوی غلام رسول رضوی صاحب قبل از علماء اہل سنت دیوبند کا ترجمان ادارہ بریلی شریف کے دیوبندی دارالعلوم سے مکمل کر ہی چکے تھے۔

مولوی غلام مہر علی گولڑوی کا ذکر

مولوی غلام مہر علی گولڑوی مقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کا حصول تعلیم

مولوی غلام مہر علی عمر ۱۶ سال سکنہ محمود پور لالیکا، ڈاکخانہ منچن آباد، ضلع بہاولنگر، ۲۴ شوال ۱۳۵۹ھ ترجمان مسلک دیوبند کا ادارہ مدرسہ صادقیہ عباسیہ بمقام منچن آباد ضلع بہاولنگر میں داخل ہوئے۔

اور مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک علماء احناف دیوبند کا مدرسہ ہے اور اس میں مولوی غلام مہر علی نے قافیہ کنز الدقائق اصول الشاشی کی کتب میں داخلہ لیا اور اس مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں شیخ الفقہ حضرت مولانا امیر صاحبؒ اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحبؒ اور حضرت مولانا صالح محمد صاحبؒ مدرس تھے پھر اس کے بعد ۱۳۶۱ھ میں بہاولنگر کے مدرسہ مفتاح العلوم مہتمم وصدر مدرس جناب مولوی فتح محمد صاحب سے پڑھا پھر اس کے بعد ۱۳۶۲ھ مدرسہ فتحیہ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور میں مولوی مہر محمد صاحب سے دینی تعلیم حاصل کی۔اور یہاں مدرسہ میں موقوف علیہ کی کتب پڑھیں۔اور ۱۳۶۵ھ میں دورۂ حدیث شریف مدرسہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور میں ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی کے پاس پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

قارئین محترم! مولوی غلام مہر علی بریلوی نے ۱۳۵۹ھ میں مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں داخل ہو کر ترجمان مسلک علمائے دیوبند کے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد ۱۳۶۱ھ میں شہر بہاولنگر کے مدرسہ مفتاح العلوم مہتمم وصدر مدرس مولوی فتح محمد بریلوی سے دینی تعلیم حاصل کی اور مولوی فتح محمد بریلوی نے کتب فنون حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ سے پڑھیں اور حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ علمائے دیوبند کے ساتھ بڑے گہرے روابط اور قلبی عقیدت ومحبت رکھنے والے تھے کہ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ حضرات دیوبند مسلمان ہیں اور اہل السنت کے پیشوا ہیں۔

مولوی فتح محمد بہاولنگری بریلوی نے دورۂ حدیث شریف ترجمان مسلک دیوبند کے مدرسہ عبدالرب دہلی میں

حضرت مولانا عبدالعلی قاسمی دیوبندی محدثؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا
دیوبندی شیخ الحدیث مدرسہ عبد الرب دہلی حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
شاگردوں میں سے تھے۔ اور مولوی غلام مہر علی مقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر نے علوم دینیہ جن مولوی حضرات سے
پڑھے ہیں وہ خود دیوبندی تھے اور جن بریلوی مولویوں سے پڑھا ہے وہ خود بھی علماء دیوبند کے شاگرد تھے
مولوی غلام مہر علی بریلوی نے علمائے دیوبند اور علمائے دیوبند کے شاگردوں سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا

علاوہ ازیں مولوی غلام علی بریلوی نے مدرسہ فتحیہ ذیلدار اچھرہ لاہور میں موقوف علیہ کی کتب پڑھیں
مولوی مہر محمد صاحب نے حضرت مولانا غلام رسول انہی والے دیوبندی گجراتی سے علوم دینیہ پڑھے اور مولوی غلام
محمد گھوٹوی سے سند فراغت حاص کی۔ اور مولوی غلام محمد گھوٹوی حضرت مولانا احمد حسن کانپوری اور مولوی غلام
حافظ آبادی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور غلام قادر بھیروی کے
شاگرد تھے۔

اور غلام قادر بھیروی یہ شاگرد ہیں مولوی احمد دین بگوی ار مولوی محی الدین بگوی کے اور مولوی مفتی
الصدور مفتی صدرالدین آزردہ اور مولوی مفتی صدر الصدور مفتی صدرالدین آزردہ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یہ علمائے دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔
غرض کہ حضرت مولوی غلام مہر علی بریلوی نے علوم دینیہ علمائے اہلسنت دیوبند والوں سے پڑھ کر فیضان دیوبند
حاصل کیا۔

اور یہ بھی مولوی غلام مہر علی بریلوی کی قسمت کی بات ہے کہ فیضان دیوبند حاصل کر کے پھر ان کے
خلاف شب و روز اپنی ناپاک زبان سے مختلف قسم کے بے بنیاد، سنگین الزامات لگا کر علماء دیوبند کی عزت وعظمت
اور علمی جلالت کو داغ دار کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہے، اور مولوی غلام مہر علی نے دورۂ حدیث مولانا
ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور سے پڑھ کر سند
فراغت حاصل کی۔ تو یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابو محمد
سید دیدار علی شاہ صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ اور مولوی دیدار علی شاہ صاحب نے امام المحدثین
حضرت مولانا احمد علی سہانپوری دیوبندیؒ سے اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی بانی
حزب الاحناف ہند لاہور فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم
محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود
(تحقیق المسائل ص ۳۱، سطر نمبر ۳۔۴۔۵۔ مطبوعہ لاہور، پرنٹنگ پریس لاہور۔ طبع ثانی ۱۳۴۵ھ، منقول
رشید لاہور کا دار العلوم دیوبند نمبر ۸۷۷، ج ۴، شمارہ نمبر ۲، ۳۔ فروری مارچ ۱۹۷۶ء،)

مولوی غلام مہر علی بریلوی مقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر نے علوم دینیہ پڑھ کر جو سند فراغت حاصل،
حقیقت میں وہ بھی فیضان دیوبند ہے۔

مولوی غلام مہر علی صاحب اپنے مشن رضا خانی کے تحت جہاں وعظ و تقریر کے لئے جاتے تو وہاں پر رسمی طور پر
مناظرہ وغیرہ کا چیلنج بھی دے دیتے ہیں۔ تو ایک مرتبہ اپنے طریقہ رضا خانی کے مطابق چک نمبر ۱۲۲، مراد من
مضافات چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر میں وعظ و تقریر کے لئے گئے تو وہاں پر بھی اپنی عادت رضا خانی کے مطابق
مسئلہ علم غیب کے موضوع پر مناظرہ وغیرہ کا چیلنج دے دیا۔ جس کے نتیجہ میں جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب
نے مولوی غلام مہر علی صاحب کے اس رسمی چیلنج کو بخوشی قبول کر لیا۔ تو چک ۱۲۲ مراد کے چوہدری صاحب
دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ تم دونوں تحریری طور پر ایک دوسرے کے ساتھ مسئلہ علم غیب کے موضوع پر
گفتگو کرو تو تحریری طور پر مولوی غلام مہر علی صاحب بریلوی منڈی چشتیاں اور حکیم محمد ابراہیم قریشی چک نمبر ۱۲۲،
مضافات چشتیاں شریف کے مابین ہونے والے مناظرہ کو حکیم محمد ابراہیم قریشی صاحب چک ۱۲۲ مراد من
مضافات چشتیاں میں بعنوان الاسلام والاوہام معہ دافعة الريب عن المسئله علم الغيب شائع کیا۔
جس میں حکیم محمد ابراہیم قریشی صاحب نے مولوی غلام مہر علی صاحب کو اپنے دلائل قاہرہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے لاجواب اور عاجز کر دیا۔ علاوہ ازیں مولوی غلام مہر علی گولڑوی بریلوی مقیم چشتیاں ضلع بہاولنگر پنجاب کے خاندانی
مسائل کا پڑھنے کیلئے۔

آپ حضرات سرزمین چشتیاں کا غیور انسان خادم العلماء مجاہد حق گو مجاہد اسلام خادم اسلام پاسبان مسلک علماء اہل سنت دیوبند حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت

حضرت جناب حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق ٹھیکیدار چشتیاں ضلع بہاولنگر کا رسالہ

''اظہار حقیقت'' قسط اول، کا مطالعہ فرمائیں

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قسط اوّل

اظہار حقیقت

بجواب

دیوبندی مذہب

من جانب

حافظ محمد صدیق غفرلہٗ، ٹھیکیدار منڈی چشتیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اِظہارِ حقیقت

بجواب

(دیوبندی مذہب)

بنام مصنف دیوبندی مذہب

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ

ترجمہ۔ اللہ کی لعنت جھوٹ بولنے والے پر

میں پیشتر ازیں کچھ عرض کروں اس مختصر کتاب لکھنے کا مقصد واضح کر دوں منڈی چشتیاں میں غلام مہر علی جو کہ اہل بدعت فرقہ کا سرغنہ ہے۔ ایک کتاب بنام دیوبندی مذہب شائع کی ہے جس میں اس نے اپنی تمام گندی ذہنیت کا ایڑی چوٹی کا زور لگا کر افترا بہتان اور دشنام طرازی کا جس دیدہ دہنی سے ثبوت دیا ہے اس سے انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ اور بقول آغا شورش کاشمیری اگر اس گندہ پلندہ کو آگ لگا کر اس سے ہاتھ سینکے جائیں تو تمام ... میں ... کوڑھ پھوٹنے کا اندیشہ ہے۔

غلام مہر علی جن کے نام سے شرک کی بو آتی ہے۔ ... غلام اللہ، غلام رسول، غلام محمد نہیں رکھا۔ بلکہ (مہر علی) ایک بندہ کا غلام بننا پسند کیا۔ اسی طرح

لاہور سے بدعتیوں کے رسالہ (سوادِ اعظم المعروف سب سے بڑا کمر) کا ایڈیٹر غلام معین الدین۔ اس نے بھی اپنے پیشروؤں کی اللہ کی غلامی کو چھوڑ کر بندوں کی غلامی قبول کی۔ آپ اندازہ لگائیں۔ کہ ان کا تعلق اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ کس منہ سے اپنے آپ کو اللہ کا شیدائی کہہ سکتے ہیں۔ اور کرتے کچھ ہیں۔ اللہ کے احکام کی سراسر نافرمانی کرتے ہیں۔

لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ و خدائی احکام کا سراسر مذاق اڑاتے ہیں۔

غلام مہر علی صاحب جب کہ اس گندہ پلندہ تیار کرنے کا گندہ خیال آپ کے جی میں آیا تھا۔ کیا آپ نے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے اور اپنے خاندان کے ماضی کے واقعات کو سامنے نہیں رکھا تھا۔ کہ آج میں علمائے امت کو کفر اعظم کو خطاب عطا کرتا ہوں۔ کل اس ریت کے ٹیلوں سے کوئی تیر دھاڑے مارتا ہوا نکل آیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ ان شاء اللہ دوسری قسط میں کل شیئٍ یرجع الیٰ اصلہ (ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے) کی روشنی میں مفصل طور سے روشنی ڈالوں گا۔ اس قسط میں میرا مطمح نظر صرف غلام مہر علی صاحب کے ذاتی کردار پر روشنی ڈالنا ہے۔

چھاج بول سکتا ہے چھلنی کیا بولے گی جس میں ستر سوراخ ہوں۔ کم از کم اپنے افعال قبیحہ پر سرسری نظر ڈال کر سوچ لیتے۔ کہ مجھ سے ایسی لغزش تو سرزد تو نہیں ہو گئی۔ جو میں قیامت کے روز اللہ اور اس کے رسول کو منہ دکھانے کے قابل بھی ہوں۔ میرا ایمان ہے۔ کہ اگر اس میں ایمان کی حرارت بھی موجود ہوتی۔ تو کبھی یہ گندہ پلندہ لکھنے کی جرات نہ کرتے۔

آپ کا خیال تھا۔ کہ جواب دینے والا کوئی نہیں ہے۔ ان شاء اللہ ہم اہل سنت والجماعت (دیوبندی) علمائے امت واکابرین مذہب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں تم سے سرزد ہوئی ہیں۔ کتاب و خطابت کے ذریعے ہم ناطقہ بند

کردیں گے۔ ساتھ ساتھ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کریں گے کہ یا اللہ اس کذاب سے چشتیاں کی سرزمین پاک کر دے۔

دیوبندی مذہب کتاب میں وہ ناشائستہ الفاظ استعمال کیے ہیں، کہ انسانیت شرم و حیا سے کانپ اٹھتی ہے۔ مگر اس کو ذرا بھی شرم نہ آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر سے شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اور جب کسی انسان کے اندر سے شرم و حیا نابود ہو جاتی ہے۔ تو اس کے ساتھ ایمان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اب ذرا آپ غلام مہر علی صاحب کا قول اور فعل کا تضاد اور ذاتی کردار کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

گذشتہ سالوں میں خواجہ ناظم الدین صاحب کی وزارت میں تحریک ختم نبوت شروع ہوئی۔ ہمارے علمائے کرام نے فتوے صادر فرمایا کہ ختم نبوت خطرے میں ہے۔ لہذا ہر کلمہ پڑھنے والے پر جہاد فرض ہے۔ گورنمنٹ کو مجبور کیا جاوے کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جاوے، ظفر اللہ کو وزارت سے علیحدہ کیا جاوے اور ختم نبوت کا بحیثیت ایک مسلمان مملکت ہوتے ہوئے اس کا تحفظ کیا جاوے۔

چنانچہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان گرفتار ہوئے۔ صاحب موصوف نے منڈی چشتیاں کے ایک چوک میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔ کہ جو شخص میرے ساتھ جہاد میں جائے گا۔ اور میرے رجسٹر میں نام لکھوائے گا۔ اس کی جنت کا میں ذمہ دار ہوں اور اپنے ایک نام نہاد خلیفہ کو بھی اس بات پر کافی مجبور کیا۔ کہ وہ اس کے ساتھ چلے مگر انہوں نے اپنی گھریلو مجبوریوں کی بنا پر رہ جانے کے لیے صاف جواب دے دیا۔ فرماتے ہیں۔ کہ عاشق کا جنازہ ذرا دھوم سے نکلے۔ پھر عاشق نامراد کا جنازہ (۱۸) اٹھارہ روز بعد بہاولپور جیل سے معافی نامے اور مبلغ دو سو روپے نقد ذاتی مچلکہ کہ میں آئندہ ایک سال تک رسول اللہ کا شیدائی نہیں بنوں گا۔ بخیر و عافیت واپس آگیا۔

اب جناب اپنے مرید اور خلیفہ کے شرم و غیرت دلانے پر دوبارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لیے جلوس کی شکل میں جو چار مجاہدین پر مشتمل تھا بلند سے عاشق کا جنازہ جامع مسجد میں پہنچا۔ وہاں نماز جنازہ پڑھ کر آپ کی ارتھی کو

بہاول نگر جیل میں پہنچانے کے لیے چشتیاں اسٹیشن پر پہنچا دیا گیا جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کا دل بے ایمان ہو گیا تھا۔ اور آپ زبان حال سے یہ فرماتے تھے۔

"میں تو دودھ پیتا مجنوں ہوں۔ مجھے خواہ مخواہ عاشق صادق بنا دیا۔"

اسی وقت آپ کے ایک خلیفہ نے ڈھارس بندھائی کہ حضرت میں نے اپنی والدہ سے اجازت لے لی ہے۔ میں شام تک آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا۔ مگر دودھ پیتے مجنوں کا دل بدستور ڈگمگاتا رہا۔ اسی اثنا میں گاڑی پلیٹ فارم پر آ پہنچی۔ گورنمنٹ کے کارندوں نے صاحب موصوف کو ٹانگوں اور ہاتھوں سے پکڑ کر آپ کی ارتھی کو بوگی میں سوار کرا دیا۔ باہر ہجوم نے نعرہ لگایا۔

بڑھ جا بیٹا سولی رام بھلی کرے گا۔

چنانچہ بہاول نگر کی عدلیہ کی طرف سے آپ کو ڈیڑھ ماہ قید اور تیس روپے جرمانہ کا حکم موصول ہوا۔ اس وقت آپ نے سرد آہ بھری اور زبان حال سے گویا ہوئے۔

"کاش میں ایسا نہ کرتا اور یہ برے دن نہ دیکھتا۔"

اس روز آپ اپیل دائر کرتے ہیں جس کا متن قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کے لیے درج کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

بعدالت عالیہ حضور سیشن جج صاحب، بہاولپور بمقام بہاول نگر۔

نام قیدی غلام مہر علی ولدیت مولوی جان محمد ذات ... باشندہ سکونت منڈی چشتیاں شریف بنام سرکار بہادر، بنام مولوی غلام مہر علی وغیرہ۔

جرم دفعہ ۱۸۸ ب

بتقاضی فیصلہ حکم عدالت بخدمت جناب ایڈیشنل صاحب مجسٹریٹ بہاول نگر فیصلہ ۲۴، بجرم ۱۸۸ جس کی رو سے ملزم کو ڈیڑھ ماہ قید محض اور مبلغ تیس روپے جرمانہ ہوا۔ برائے منسوخی سزا بریت ملزم۔

محرکات اپیل حسب ذیل ہے!

جناب عالی۔ گذارش ہے کہ میں بیمار آدمی ہوں۔ دل کے مہلک مرض نے مجھے نہایت کمزور کر دیا ہے۔ اور میری حالت روز افزوں کمزور ہوتی جا رہی ہے (اور میں سوکھ سوکھ کر ہاتھی بنتا جا رہا ہوں) سزا ایک ماہ اور تیس روپے جرمانہ ہوئی ہے۔ برائے تقرا ضعف (از جمعہ خیر سی) میرے جیسے مریض آدمی کی حالت پر رحم فرمایا جائے۔ (ولناس من کان الحرام لعیب) کسی ہسپتال میں جا کر علاج کرانا چاہتا ہوں۔ یہاں میری زندگی خطرے میں ہے (رسول اللہ کا شیدائی ہو اور زندگی کو خطرہ ہو، خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا) اَللّٰھُمَّ رَحِیمُ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ الرَّسُوْلِ اللّٰہِ ۔ ہم چار آدمیوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ہم نے کوئی جلوس وغیرہ نہیں نکالا تھا۔ کرم نوازی فرمائی جائے۔

العبد الضعیف غلام مہر علی گناہ مولدہ اعلیٰ ظہر سیدنا محمد رسول اللہ خاتم النبیین بقلم خود۔

حضرات قارئین کرام! مندرجہ بالا تحریر اور بیان خط کشیدہ ہے۔ کیا یہ سراسر جھوٹ نہیں ہے۔ اور اہل بیان چشتیاں کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے۔ یہ تو کل کی ہی بات ہے کہ جلوس نکال کر گرفتاری کے لیے پیش کیا گیا۔ جناب اپیل میں کہتے ہیں کہ میں نے جلوس نہیں نکالا تھا کرم نوازی فرمائی جائے۔ حقیقی معنوں میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ بے وفائی اور غداری ہے! پہلے تو کہہ دیا کہ یا رسول اللہ حاضر ناظر ہیں ہم اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور ہم کفار کے ساتھ جنگ کریں گے۔ جب میدان کارزار گرم ہو گیا حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تو چپ کر کے عبد اللہ ابن ابی منافق کی طرح جہاد کے میدان سے معافی مانگ کر واپس گئے۔ اور زبان حال سے فرما رہے تھے کہ ہمیں رسول اللہ صلعم کے ناموس سے کوئی تعلق نہیں، وہ خود لڑیں یا ان کا خدا لڑے (یہ الفاظ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرعون سے مقابلہ (جنگ) کرنے کے لیے اُن کے ساتھ نہ جانے پر کہے تھے) حضرات قارئین! ایمانداری سے

کہنا کہ ایسا کذاب شخص جو رسول اللہ صلعم کو دغا دیتا ہے، وہ امامت اور خطابت کا مستحق ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل و دماغ پر زنگ پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اس کو نیک و بد کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔ ہم اپیل شائع کردہ کو غلط اور جھوٹ ثابت کرنے والے کو ایک ہزار سٹرلنگ پونڈ انعام دیا جائے گا۔ (یہ انگریزی سکہ اس لیے انعام میں مقرر کیا ہے کہ چونکہ یہ فرقہ (اسلام دشمن) انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انگریزوں نے اُمتِ محمدیہ میں تفرقہ ڈالنے کے لیے انگلینڈ سے پیوندی تخم منگوا کر بریلی میں اس کو کاشت کیا۔ آج کل جو کہ سٹرلنگ مارکیٹ میں فراواں دستیاب ہو جاتا ہے اور پاکستان میں اس کو بلیک مارکیٹ میں فروخت کر کے موٹر سائیکل خرید کر ٹیپ کر بدعتی بنانے کے کام آتا ہے۔

غلام مہر علی صاحب! خدا را ذرا سوچیں اور خوب دل لگا کر سوچیں (کیونکہ آپ نے آج تک کسی بھی پیرائے پر دل کو صاف کر کے نہیں سوچا۔ چونکہ آپ کی گندی ہی ذہنیت رہی ہے) اور مجھے امید ہے کہ اگر آپ کے اندر (فتنہ طراز دماغ) اب بھی ایمان کا کچھ حصہ موجود ہے تو آپ کا ضمیر ضرور اس بات پر ملامت کرتا ہوگا کہ میں نے دیوبندی مذہب (جو ہمیشہ سے حق شناسی کا پرچار ہندوستان بلکہ پورے ایشیا افریقہ اور عرب وغیرہ میں کرتے آئے اور کرتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام دنیا کرتے رہیں گے) کتاب لکھ کر دین محمدی کی کہاں تک مذمت اور تذلیل کی ہے۔ اور کس درجہ حق پرست اور اسلام نواز علماء کی خاموش روحوں کو جھنجوڑ کر بے چین کر دیا ہے۔

مجھے اُن صلحائے اُمت کی روحیں پکار کر کہہ رہی ہیں کہ اے اللہ کے بندے اٹھ اور چشتیاں کی سرزمین جو اللہ کے مقرب بندوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے وہاں پر ایک مست آنکھوں والا کذاب پیدا ہو چکا ہے (اور عنقریب نبوت کا دعویٰ کرے گا) اطاعتِ محمدیہ کے سادہ لوح اور نیک طینت لوگوں میں اپنی خواہشاتِ نفسانی کی دکانداری کو چمکانے کے لیے ایک دوسرے میں دشمنی پیدا کر رہا ہے۔ اس کے نظریات کو واضح کر کے عوام کو حق کی تعلیم سے روشناس کرا۔

آپ کے سینے جیسے کفر کے فتنوں کے متعلق ہم روز جزا میں اللہ کے روبرو پیش

لیں گے۔ تم (یعنی) اس کاذب اور مُفسد کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

مسلمانو! اچھی طرح یاد کرو، سب کو مرنا ضروری ہے۔ اور قیامت بھی قریب ہے اللہ کو کیا جواب دو گے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حوضِ کوثر پہ بیٹھے ہوئے اپنی پیاسی امت کو اپنے نورانی اور مبارک ہاتھوں سے پانی پلا رہیں گے۔ اور فرشتے ایسے (غلام مہر علی) اپنی ہوس و زر کے پجاری اور نام نہاد علماء (جو دنیا میں محض اپنے اقتدار کاذبہ کی خاطر دکانداری کو فروغ دیتے ہیں) کی جماعت کو بھیڑ بکریوں کی طرح حوضِ کوثر کے پاس سے ہانکیں گے۔ حضور ان کو اپنے امتی دیکھ کر خوش ہوں گے مگر فرشتے عرض کریں گے یارسول اللہ صلعم یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنی دکانداری کو چمکانے کے لیے دین میں نئی نئی بدعات کا رواج دیا تھا۔ آپ فرمائیں گے کہ ان کو دوزخ میں ڈال دو۔

میرے عزیز دوستو! آپ نے اپنی صف نہ چھوڑی تو آپ کا حشر بھی ان کے ساتھ ہوگا۔

ان شاء اللہ دوسری قسط میں غلام مہر علی صاحب کے خاندانی حالات اور کُلُّ شَیْءٍ یَرجِعُ اِلٰی اصلہٖ کی روشنی میں مفصل طور سے لکھوں گا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنے حبیب پاک کے صدقے ثابت قدم رکھے۔ اور جو بات دل سے نکلے محض وہ اس کے رسول کی خوشنودی کے لیے ہو۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

احقر الناس
حافظ محمد صدیق غفرلہٗ
ٹیکیہ منڈی چشتیاں
۱۰ — ۱۱ — ۱۹۶۲

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی کا ذکر

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی پیر محمد شاہ ہاشمی بھیروی کے قابل فخر فرزند ارجمند ہیں۔ ... و بھیرہ ضلع شاہ پور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولوی محمد قاسم بالاکوٹی سے حاصل کی فلسفہ منطق کی ... ۱۹۱۸ء ... مولوی محمد دین بدھوی ضلع کیمل پور سے پڑھیں اور مولوی غلام محمود پپلاں ضلع میانوالی سے ادب فقہ اور ... مطالعہ کیا۔ مولوی غلام محمود ان دنوں بھیرہ کے مدرسہ محمدیہ غوثیہ میں پڑھاتے تھے ۱۹۴۳ء میں سند حدیث ... مراد آباد سے مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی سے حاصل کی ۱۹۴۵ء میں بی اے کیا ۱۹۵۱ء میں ... مصر میں داخلہ لیا۔ ۳ سال تک مصر کی اس فقید المثال یونیورسٹی میں امتیازی حیثیت سے کامیابیاں حاصل ... ۱۹۵۴ء میں درجہ تخصص میں سند حاصل کر کے وطن لوٹے اور اپنے مدرسہ میں سلسلہ تعلیم و تدریس ... کیا۔ خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔

قارئین محترم! حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی نے کتب فنون مولوی محمد دین بدھوی ضلع کیمل پور سے پڑھیں اور مولوی محمد بدھوی نے مولوی فضل حق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولوی فضل حق خیر آبادی نے دورۂ حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ عبد القادرؒ سے پڑھ کر حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء اہل سنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولوی محمد دین بدھوی نے مولوی برکات احمد ٹونکی سے بھی دینی تعلیم حاصل کی اور مولوی برکات احمد ٹونکی نے مولوی عبد الحق خیر آبادی سے پڑھا ہے۔ مولوی عبد الحق خیر آبادی نے اپنے باپ مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ہے اور حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی نے ادب، فقہ اور ریاضی کی کتابیں مولوی غلام محمود پپلانوی ضلع میانوالی مدرس مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف سے پڑھیں اور مولوی غلام محمود پپلانوی بریلوی نے دار العلوم دیوبند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری

بھیروی کا حصول تعلیم علمائے دیوبند کے شاگردوں سے ہے اور علماء دیوبند کا فیضان حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی نے بھی حاصل کیا ہے اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں

علماء دیوبند کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری بھیروی کا ارشاد

(مولانا قاسم نانوتویؒ) حضرت قاسم العلومؒ کی تصنیف لطیف مسمی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور وتعمق سے پڑھا اور ہر بار نا لطف وسرور حاصل ہوا۔ ڈھول کی آواز ۱۲۸، طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔ حسب فرمائش حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف۔

جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگانِ سامان مصطفوی تو ان کے لئے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس (تحذیر الناس) میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی کمال ہے۔ ڈھول کی آواز ۱۲۸، طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔

مولانا (محمد قاسم نانوتویؒ) خاتم النبین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل وخرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔ ڈھول کی آواز ص ۱۲۹، طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدأ و مآل ابتداء اور انتہا، کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر امت مرزائیہ وغیرہ کی سطح سے بلندتر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور۔ محمد کرم شاہ از بھیرہ، ضلع سرگودھا۔ ڈھول کی آواز ص ۱۳۰، طبع اول، مولف مولانا کامل الدین رتو کالوری، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا۔ عکس لگاتا ہے۔

مولوی عارف اللہ شاہ قادری کا ذکر

مولوی عارف اللہ شاہ قادری بن مولوی محمد حبیب اللہ قادری بن محمد عظیم اللہ ۱۴ شوال ۱۳۲۷ھ، ۲۹ نومبر ۱۹۰۹ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی عارف اللہ شاہ نے علوم دینیہ کی تحصیل میرٹھ میں مدرسہ قومیہ عربیہ امداد الاسلام اور مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں کی۔ ۲۵ نومبر ۱۹۳۳ء، ۷ شعبان ۱۳۵۲ھ کو انہوں نے فراغت حاصل کی۔ منقول از تذکرہ علماء پنجاب جلد ۱، ص ۲۲۴، اشاعت اول ۱۹۸۰ء، مطبع زاہد بشیر لاہور۔

مولوی عارف اللہ شاہ قادری بریلوی نے علمائے اہلسنت دیوبند کے مدارس مدرسہ قومیہ عربیہ، امداد الاسلام اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ وغیرہ میں علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور علمائے اہلسنت دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر آئے۔ تو اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مسلک کا خوب پرچار کرنے لگے اور آخر دم تک تعلیمات رضا کا دم بھرتے رہے۔ لیکن تمام علوم دینیہ کا فیضان علمائے دیوبند سے حاصل کیا۔

مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی کا ذکر

مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی بن محمد یار خان شوال ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے منظور حسین تاریخی نام ہے انہوں نے والد بزرگوار کے زیر نگرانی قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی فارسی کتابیں پڑھیں۔ گیارہ برس کی عمر میں حصول تعلیم کے شد رحال کیا، مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مولوی قدیر بخش بدایونی سے استفادہ کیا مدرسہ کے ایک محنتی طالب علم مولوی عزیز احمد بدایونی سے بھی صرف ونحو کے چند اسباق پڑھتے تھے۔ بدایوں سے مینڈھو گئے جہاں کا دار العلوم نظم ونسق اور اچھے تعلیمی ماحول کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہاں تقریباً چار سال رہے چونکہ مدرسہ دیوبندی مکتبہ فکر کا تھا اس لئے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے۔ اسی اثنا میں مولوی مشتاق احمد کانپوری، کانپور سے مدرسہ نعیمیہ میں بطور مدرس تشریف لائے۔ مولوی کانپوری معقولات کے امام تصور کئے جاتے تھے ایک سال مدرسہ نعیمیہ میں رہ کر وہ اگلے سال میرٹھ چلے گئے۔ مفتی صاحب بھی استاذ محترم کے ساتھ میرٹھ چلے گئے۔ تاہم مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی سید نعیم الدین سے سند حدیث حاصل کی۔ منقول از تذکرہ علماء پنجاب جلد ۱ ص ۱۰۶، اشاعت اول ۱۹۸۰ء، مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور۔

قارئین محترم! مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی نے مدرسہ شمس العلوم میں ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد تقریباً چار سال تک علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ اسلامیہ مینڈھو میں کتب فنون پڑھیں پھر اس کے بعد مدرسہ نعیمیہ مراد آباد چلے گئے تو وہاں مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی سے چند اسباق پڑھے تو پھر انہوں نے مولوی احمد یار خان نعیمی گجراتی کی تعلیم کا سلسلہ مستقل طور پر مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری کے سپرد کر دیا۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے اپنے والد مولانا احمد حسن کانپوری کے شاگرد مولوی محمد عبید اللہ کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولوی محمد عبید اللہ کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت

حاصل کی اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی بدایونی بریلوی نے علمائے دیوبند کے مدرسہ سے اور دیوبند کے شاگرد مولوی مشتاق احمد کانپوری وغیرہ سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری کے والد مولانا احمد حسن کانپوری، جو علمائے اہلسنت دیوبند کے مدارس میں پڑھاتے رہے اور ترجمان دیوبند کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی پڑھاتے رہے۔ غرض کہ مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی بریلوی نے علوم دینیہ دیوبندی علماء سے حاصل کئے ہیں۔ جس کا بریلوی مولویوں نے تذکرہ نہیں کیا اور مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی نے بھی بریلوی ہونے کے بعد اپنا حصول تعلیم کبھی بیان نہیں کیا لیکن پھر بھی تعلیمی سلسلہ میں دیوبندی علماء کے مدرسہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکے اور یہ دیوبند ہے جس کو مولوی مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی بریلوی نے بھی حاصل کیا ہے اور اس کے بریلوی علماء کے حصول تعلیم کے سلسلہ میں بریلوی مولویوں نے ہمیشہ کتمان علم کا خوب مظاہرہ کیا ہے لیکن بریلوی مولوی کے حصول تعلیم کے بارے میں کرید کی جائے تو وہ کسی نہ کسی دیوبندی مولوی سے پڑھا ہوتا ہے جس سے بریلوی مولوی ہمیشہ پریشانی کا شکار رہے ہیں اس شرمندگی پر پردہ ڈالنے کے لئے بادل نخواستہ علماء دیوبند کے مدارس کا ذکر کر دیتے ہیں جہاں پردہ انبہام میں بات رہ سکے۔ وہاں دیوبندی مدرسہ کا قطعاً ذکر نہیں اور جہاں دیوبندی مدرسہ کا ذکر کرتے ہیں وہاں بریلوی مولویوں کی مجبوری ہے۔ کیونکہ پورے ہندوستان میں علمائے اہلسنت دیوبند نے مدارس اسلامیہ کا ایک جال بچھا دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے شرک و بدعت کا خوب جال بچھائے ہیں۔ کیونکہ علمی طور پر تو علمائے اہلسنت دیوبند کا مقابلہ کرنا بڑا مشکل تھا بلکہ تصور کرنا ہی بے جا ہے۔ کیونکہ جن علماء کرام کا اوڑھنا بچھونا ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ہو تو ان کا مقابلہ کرنا ہی اپنی عاقبت کو تباہ و برباد کرنا ہے۔

مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری کا ذکر

مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ، ایک مشہور گاؤں سوتنگی میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد اور جد امجد سے حاصل کی اور علوم متداولہ کی تحصیل کے لئے مختلف مدارس میں جانا ہوا۔ ۱۳۴۵ھ میں مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم گھمنڈ پور میں داخل ہوئے۔ مولوی الحاج محمد صاحب بہاولنگر سے متعدد علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔

۱۳۵۱ھ میں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ الحاج حضرت مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب الوری (خلیفہ اعلیحضرت بریلوی) اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری سے علم حدیث کی تعلیم پائی۔ فتاویٰ نوریہ ج ا۔ص ۳۱، سن اشاعت جون ۱۹۷۴ء۔

قارئین محترم! مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی نے مولوی فتح محمد بہاولنگری بریلوی سے علوم دینیہ پڑھے ہیں اور مولوی فتح محمد بہاولنگری نے مولانا معین الدین اجمیریؒ کے علمائے دیوبند سے گہرے روابط اور گہری محبت رکھتے تھے ان سے علوم دینیہ پڑھے ہیں اور دورۂ حدیث شریف مدرسہ عبدالرب دہلی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلیٰ قاسمی دیوبندیؒ شاگرد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی فتح محمد بہاولنگری موضع حبیب کے بہاولنگر میں ۱۳۰۴ھ، ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فتح محمد بہاولنگری بریلوی نے علماء دیوبند سے دورۂ حدیث پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

اور مولوی سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ مولوی سید ابو دیدار علی شاہ صاحب بریلوی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے تحفۃ المسائل ص ۳۱، سطر ۳۔۴۔۵، مطبوعہ لاہور، پرنٹنگ پریس لاہور، طبع ثانی ۱۳۴۵ھ، منقول از ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۸، ۷، فروری مارچ ۱۹۷۶ء، اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا۔ اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے تو مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی نے بھی فیضان دیوبند حاصل کیا۔ کیونکہ اس کے اساتذہ نے بھی علماء دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

قابل توجہ بات

مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پور بریلوی کے حصول تعلیم کے بارے میں بریلوی مولویوں نے کتمان علم کا خوب مظاہرہ کیا ہے کہ مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی نے علوم متداولہ کی تحصیل کے لئے مختلف مدارس میں جانا ہوا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی ایک عرصہ دراز تک مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک دیوبند تحصیل چشتیاں آباد ضلع بہاولنگر میں پڑھتے رہے۔ لیکن کسی بریلوی نے اس کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان کی اولاد میں سے کسی کو توفیق خدا ہوا۔ کہ جو سچی بات ہو وہ تو ضرور لکھ دینی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا کرتے ہی کیوں یہ سب توفیق ذات خدا کی طرف سے ہے۔ حالانکہ مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک احناف دیوبند کا مدرسہ ہے وہاں جاکر رجسٹر داخلہ میں مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری کا نام لکھا موجود ہے۔ اور مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی مدرسہ صادقیہ عباسیہ کے مسلک دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران کے عینی شاہد بلکہ ایک استاذ کے پاس پڑھنے والے استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا بشیر احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ غوثیہ بمقام حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ بھی اس وقت مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں ابتدائی فقہ کی کتب قدوری وغیرہ انہی اساتذہ سے پڑھتے تھے جن اساتذہ سے مولوی نور اللہ نعیمی فقہ کی کتب ہدایہ وغیرہ پڑھتے تھے۔ یعنی کہ دونوں کے اساتذہ کرام ایک تھے۔ صرف کلاس علیحدہ تھی۔

بروایت استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب مدرسہ غوثیہ جنڈی محلہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ۔

غرض کہ مولوی نور اللہ نعیمی بریلوی یہ فقہ کی آخری کتاب ہدایہ وغیرہ پڑھتے تھے لیکن
بات ہے کہ بریلوی مولویوں نے مولوی نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی کے علوم دینیہ کے پڑھنے
مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک دیوبند کے نام کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ مولوی نور اللہ بصیر پوری نے علمائے
دیوبند کے مدرسہ کے شیخ الفقہ حضرت مولانا محمد امیر صاحب اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اور حضرت
صالح محمدؒ ان حضرات علمائے اہلسنت دیوبند سے مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں کتب فنون پڑھی ہیں۔ تو مولوی
بصیر پوری نے مدرسہ صادقیہ عباسیہ تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل
یہی فیضان دیوبند ہے۔

مولوی جان محمد ساکن محمود پور تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر کا ذکر

مولوی جان محمد محمود پوری نے دورۂ حدیث شریف مسلک دیوبند کا مدرسہ عبدالرب دہلی سے پڑھ کر فراغت
حاصل کی جس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھی جو کہ حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت
مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے

مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری کا ذکر

مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے
حدیث شریف کی تعلیم اپنے والد مولوی محمد سید دیدار علی شاہ صاحب سے حاصل کی۔ مولوی ابوالبرکات
احمد قادری۔۔ دورۂ حدیث کے لئے اپنے والد مکرم کے مدرسہ آگرہ (جو ان دنوں مفتی آگرہ تھے) میں
داخل ہوئے اور سند تکمیل علوم دینیہ حاصل کی۔ تذکرہ اہلسنت و جماعت لاہور۔ ص ۳۱۹، سن اشاعت
۱۹۷۱ء، از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ مطبوعہ لاہور۔
ثابت ہوا کہ ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب الوری
بریلوی سے دورۂ حدیث پڑھا ہے اور مولوی سید ابومحمد دیدار علی شاہ
صاحب بریلوی نے دورۂ حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم
والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ دونوں سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان
دیوبند حاصل کیا۔ جس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔
مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور
محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمانہ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود
ہے۔ تحقیق المسائل ص ۳۱، سطر ۳۔۴۔۵، مطبوعہ لاہور، پرنٹنگ پریس لاہور، طبع ثانی، ۱۳۲۵ھ، منقول از
ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر ۷۷۸، فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔

دارالعلوم دیوبند نمبر کا عکس ملاحظہ فرمائیں

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی کا ذکر

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے کتب فنون کے استاذ محترم جناب مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔

پلکھنہ ضلع علی گڑھ کے ساکن مولوی محمد اسد اللہ کے بیٹے محمد لطف اللہ نام ۱۲۴۴ھ میں ولادت ہوئی۔ نے "چراغم" مادہ تاریخ کہا حضرت شاہ جمال علی گڑھی سے نسلی سلسلہ وابستہ ہے ابتدائی درسیات مقامی علماء سے پڑھیں۔ کانپوری مدرسہ فیض عالم میں مولانا عنایت احمد سے تکمیل علوم کی۔ ۱۲۷۸ھ میں استاذ نے مدرسہ کا مدرس دوم مقرر کیا خودحج کی نسبت سے جاتے ہوئے جدہ کے قریب بحر رحمت ہوئے۔ مفتی صاحب نے سات برس تک مدرسہ فیض عام میں درس دیا۔ تذکرہ علماء اہلسنت کانپور ص ۱۲۰ از محمود احمد قادری کانپوری

بات: مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فنون مولوی عنایت احمد کاکوروی سے پڑھیں اور کتب احادیث اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی دیوبندی سے لیا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی ابن اسد اللہ ابن فیض اللہ ابن لعل محمد ۱۲۴۴ھ میں پلکھنہ ضلع کوئلی (جسے علی گڑھ کہتے ہیں) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسیات کی تعلیم مقامی اساتذہ سے حاصل کی پھر مفتی عنایت احمد کاکوروی کی خدمت میں رہ کتب درسیہ پڑھیں اور بہت سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کر لی۔ میں نے اپنے حضرت شاید مولوی حبیب الرحمٰن سے سنا ہے کہ حدیث کی سند انہوں نے قاری عبدالرحمٰن پانی پتی سے حاصل کی۔ پھر بہ طویل مدت تک مدرسہ فیض عام کانپور میں تدریس کرتے رہے۔ پھر اپنے وطن کوئل آ کر تدریس کرتے رہے۔

اکابر علماء دیوبند جلد ا ص ۳۱۸، بار اول، ۱۹۷۶ء، تالیف قاری فیض الرحمٰن ایم اے۔ مطبوعہ لاہور۔

محترم! مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فنون مولوی مفتی عنایت احمد کاکوروی سے پڑھیں ہیں اور مولوی مفتی عنایت احمد کاکوروی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت
حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے اہل سنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور مولوی
مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے حدیث شریف کی سند حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی دیوبندی سے حاصل کی
اور انہوں نے علوم دینیہ حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی دیوبندیؒ سے حاصل کئے۔ اور حدیث کی سند حضرت مولانا
شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ سے حاصل کی جو کہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی مدرسہ فیض عام کانپور میں سات برس تک پڑھاتے رہے اور مدرسہ فیض عام
کانپور ہمیشہ علمائے اہلسنت دیوبند کا مرکز رہا ہے اور اب بھی ہے۔ تو مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی کا حضرت مولانا
قاری عبدالرحمٰن پانی پتی دیوبندی سے علوم دینیہ حاصل کرنا اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ کے شاگرد مولوی
عنایت احمد کاکوروی سے پڑھنا اور مدرسہ فیض عام کانپور میں سات برس تک پڑھانا یہ سب فیضان دیوبند ہے۔

اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی طرح مولوی مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے علمائے اہلسنت
دیوبند کی تکفیر سے اپنے قلم کو آلودہ نہیں فرمایا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

تکفیر سے احتراز۔۔۔ مولوی (لطف اللہ علی گڑھی) صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکفیر سے قلم آلودہ نہیں
فرمایا نہ کبھی مسائل اختلافی کے مباحث میں حصہ لیا۔ استاذ العلماء ص ۴۳، سوانح مولوی لطف اللہ علی گڑھی، سن
اشاعت ۱۹۸۰ء، مطبوعہ لاہور، تالیف نواب محمد حبیب الرحمٰن شیروانی۔

استاذ العلماء کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اُستاذ العلما

۱۳۳۴ھ

یعنی

حضرت مفتی محمد لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح عمری

مؤلفہ

نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی

ضمیمہ

خواجہ رضی حیدر (کراچی)

مکتبہ قادریہ ○ لاہور

یہ دونوں واقعے مولوی سید عبداللطیف صاحب میرے ہم درس سے بیان کئے ہیں۔

ایک مولوی سید محمد علی صاحب مرحوم کان پوری کی زبانی۔ مولوی صاحب صحاح ستہ کا دور علی گڑھ میں ختم کر کے سہارن پور مولوی احمد علی صاحب مرحوم سے حدیث پڑھنے گئے تھے۔ چنانچہ دورۂ ختم کر کے سند حاصل کی۔ فرماتے تھے کہ سہارن پور میں رجال اور اسانید کی تحقیق علی گڑھ سے زائد تھی مگر کتاب اور حدیث کا مطلب اتنا ہی تھا جتنا علی گڑھ میں تھا۔

دوسرا واقعہ خود ان کے والد کی زبانی۔ موصوف نے علی گڑھ میں ادب عربی دوسرے فنون کے ساتھ پڑھا تھا۔ یہاں سے جا کر لاہور میں مولوی فیض الحسن صاحب مرحوم ادیب نامور سے پڑھا۔ بعد فراغ کہا کرتے تھے کہ لاہور میں ایام عرب وغیرہ کا بیان بے شک بیشتر تھا، لیکن اشعار کا مطلب علی گڑھ کے درس سے زیادہ نہ تھا۔ انتہیٰ۔ مولوی صاحب کو ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب دانی اور حل مطالب کا اعتراف تھا۔

تکفیر سے احتراز | مولوی صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا۔ کبھی کسی کی تکفیر سے قلم آلودہ نہیں فرمایا۔ نہ کبھی مسائل اختلافیہ کے مباحثے میں

[illegible]

تصدیق: حیدرآباد سے ایک خط میں فرزند دلبند کو لکھتے ہیں کہ: در حقیقت نزاع کے مسئلے میں مخالف اور موافق دونوں فریق مجھکو تکدر سے ہیں اور میری رائے کے جویا ہیں مگر میں اس اختلافی مسئلے پر کچھ نہ لکھوں گا۔ اسی وسعت مشرب کا ظہور ندوۃ العلماء کے قیام و ترقی میں ہوا۔

تصنیف | کبھی کوئی تصنیف نہیں کی۔ تمام وقت اور قوت علمی پڑھانے میں صرف فرما دی۔

فارسی شعر کہتے تھے زیادہ تر تاریخیں۔ بعض منظوم خط شاگردوں کے نام محفوظ ہیں۔ کلام صاف حشو و زوائد سے پاک ہے۔ ایک نعتیہ شعر سن لو

مرا بسوئے خود اے فخر انبیا برکش
کہ برتری ز سلیمان و کمترم از مور

جملہ معترضہ۔ انگریزی اس قدر جانتے تھے کہ بوقت ضرورت تار وغیرہ پڑھ لیتے تھے۔ مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم جس زمانے میں کان پور میں مدرس تھے، ایک سال وبائی ہیضہ وہاں پھیلا۔ موصوف نے ایک تار اسی اثنا میں والد بزرگوار کے نام کسی ضرورت سے بھیجا۔ مولوی صاحب تار پا کر قدرے گھبرا گئے۔ مضطربانہ ایک بابو کے پاس جا کر پڑھوایا۔ اسی روز ارادہ کیا کہ انگریزی اتنی حاصل کر لینی چاہئے کہ

مولوی خلیل الدین آزاد صمدانی کا ذکر

مولوی خلیل الدین آزاد صمدانی صاحب کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں بھوپال میں ہوئی۔ جہاں آپ کے والد گرامی تحصیلدار تھے۔ ابھی زندگی کے دس پھول ہی توڑے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے اور دور عسرت شروع ہوا۔ بھوپال میں مولوی ذوالفقار احمد، مولوی محمد یوسف محدث اور کانپور میں مولوی مولوی مشتاق احمد بن مولوی احمد حسن سے حدیث و منطق پڑھی مسجد فتح پور دہلی میں بھی حدیث و فقہ کی تعلیم پائی۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۹۰ حصہ اول، از محمد صادق قصوری، مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام! مولوی خلیل الدین آزاد صمدانی نے علوم دینیہ مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوریؒ سے حاصل کئے۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی نے مولوی احمد حسن کانپوریؒ سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ثبوت مشاہیر علماء دیوبند کی جلد ا ص ۴۷ پر ہے۔

غرض کہ مولوی احمد حسن کانپوری نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سند حدیث کرنے کے بعد ضلع سہارنپور کی عظیم دینی درسگاہ ترجمان مسلک علماء دیوبند مدرسہ مظاہر العلوم اور پھر مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی تدریس کرتے رہے۔ مشاہیر علماء دیوبند، جلد ا ص ۴۸۔ ۴۷۔ از قاری فیوض الرحمٰن ایم اے۔ بار اول ۱۹۷۶ء مطبوعہ لاہور،

مولوی خلیل الدین آزاد صمدانی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضان علماء دیوبند ہے۔ اور مولوی خلیل الدین آزانی صمدانی نے مدرسہ فتح پور دہلی میں مسلک دیوبند والوں سے تعلیم حاصل کی۔ غرض کہ اعلیحضرت بریلوی کے ماننے والے کسی سے ہرگز تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ علمائے دیوبند کا فیضان حاصل کیا۔

مولوی عبدالحامد بدایونی کا ذکر

مولوی عبدالحامد بدایونی ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۸ھ، ۱۸۹۸ء یوپی (بھارت) مردم خیز قصبے بدایوں میں پیدا ہوئے ابھی صرف بیس یوم ہی کے تھے کہ والد ماجد مولوی حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی ایک مذہبی جلسے میں شرکت کے لئے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثہ مین شہید ہو گئے۔ آپ کے بڑے بھائی مولوی عبدالماجد کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال کے قریب تھی۔ والدہ ماجدہ نے بڑی جانفشانی سے پرورش کی۔ ہوش سنبھالنے پر والدہ محترمہ سے قرآن کریم پڑھا اور پھر مدرسہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں ممتاز علماء سے اکتساب فیض کیا جن میں شاہ مطیع الرسول مولوی محب احمد قادری، مولوی مفتی محمد ابراہیم قادری، مولوی احمد دین اور امام المعقولات مولوی مشتاق احمد کانپوری کے نام شامل ہیں۔ اکابر تحریک پاکستان۔ جلد ا۔ ص ۱۰۵، از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی عبدالحامد بدایونی بریلوی نے علوم دینیہ مولوی مشتاق احمد کانپوری سے حاصل کئے اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی نے علوم دینیہ مولوی احمد حسن کانپوری سے حاصل کیئے۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا احمد حسن کانپوری کا سند حدیث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حاصل کرنے کا ثبوت مشاہیر علماء دیوبند جلد ا ص ۴۷۔ ۴۸ پر مرقوم ہے۔ از قاری فیوض الرحمٰن ایم اے۔ اشاعت اول، ۱۹۷۶ء۔ مطبوعہ لاہور،

الغرض مولوی عبدالحامد بدایونی بریلوی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند ہے اور اس کے والد محترم مولوی احمد حسن کانپوری نے بھی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سند حدیث حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی عبدلماجد بدایونی کا ذکر

مولوی عبدالماجد بدایونی ۴ شعبان المعظم ۱۳۰۴ھ، ۲۸ اپریل ۱۸۸۷ء بروز جمعرات متولد ہوئے
والد گرامی کا نام نامی مولوی حکیم عبدالقیوم تھا۔ بچپن میں ہی والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ جد امجد
مولوی عبدالقادر بدایونی کے زیر سایہ تربیت پائی۔ مولوی شاہ عبدالمجید قادری مقتدری اور مولوی مطیع
ابراہیم قادری بدایونی سے ابتدائی کتب پڑھی اور شاہ محب احمد بدایونی سے تکمیل کر کے ۱۳۲۰ھ میں
فراغت حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۵۵، جلد ۱، از محمد صادق قصوری۔

قارئین کرام! مولوی عبدالماجد بدایونی نے علوم دینیہ مولوی شاہ محب احمد بدایونی سے حاصل کیے اور مولانا
شاہ محب احمد بدایونی نے مولوی عبدالقادر بدایونی کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور مولوی عبدالقادر
بدایونی نے تکمیل علوم مولانا فضل حق خیرآبادی سے کیئے اور مولانا فضل حق خیرآبادی نے حضرت مولانا شاہ
عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر
محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی سے علوم دینیہ حاصل کیے تو حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیزؒ محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولوی عبدالماجد بدایونی بریلوی نے مولوی
محب احمد بدایونی سے دینی علوم حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی حافظ کرم علی ملیح آبادی کا ذکر

مولوی حافظ کرم علی ولد حکیم محمد حامد علی بن محمد نثار علی ملیح آبادی ضلع لکھنؤ انڈیا میں پیدا ہوئے
تعلیم اپنے بہنوئی مولوی محمد وصی علی سابق ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کرنے کے
قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر کانپور کی مشہور علمی درسگاہ مدرسہ جامع العلوم سے تعلیم مکمل کی۔ زمانہ خلافت میں
تعلیم آخری مراحل میں تھی۔ اکابر تحریک پاکستان جلد ۱، ص ۲۰۴۔ از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی حافظ کرم علی ملیح آبادی نے علماء اہلسنت دیوبند کی عظیم دینی درسگاہ جامع
العلوم کانپور سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

اکابر تحریک پاکستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

حصہ اول

محمد صادق قصوری

مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی کا ذکر

مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی آپ ۱۹۱۵ء میں صوبہ سرحد کے شہر کوہاٹ میں پیدا
... آپ نے ۱۳ برس کی عمر میں ابتدائی کتب کوہاٹ کے معروف عالم دین شبقدر سے پڑھیں۔ ابتدائی
... تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان جلد ۱ ص ۲۰۶۔ از
... ق قصوری۔

... کرام! مولوی سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی شہر کوہاٹ کے رہنے والے نے ایشیاء کی عظیم
... دارالعلوم دیو بند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیو بند حاصل کیا۔

پیر سید محمود شاہ گجراتی کا ذکر

مولوی پیر سید محمود شاہ گجراتی ابن پیر سید ولایت شاہ گجراتی ۱۹۲۳ء ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔
ازاں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولوی عبدالغفور ہزاروی نے آپ کو بڑی محنت وکاوش سے پڑھانا شروع کیا
پھر بعد میں آپ نے مدرسہ حزب الاحناف میں داخلہ لیا اور سید ابوالبرکات اور مفتی مہر الدین اکتساب علم کیا۔
تحریک پاکستان جلد ۱ ص ۴۴۹۔ از محمد صادق قصوری۔

قارئین کرام! مولوی پیر سید محمود شاہ گجراتی نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے علوم دینیہ حاصل کیئے اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب نے علوم دینیہ امام المحد ثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ سے حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

تو مولوی پیر سید محمود شاہ صاحب گجراتی نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور مولوی سید پیر محمود شاہ گجراتی کے دوسرے استاذ مولوی مہر الدین سے بھی تعلیم حاصل کی اور مولوی مہر الدین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری سے پڑھا اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب سے پڑھا اور مولوی مہر الدین نے بھی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب نے اکابر دیوبند امام المحد ثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

امام المحد ثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ کا مختصر سا تعارف پڑھیے۔۔ حضرت مولانا احمد علی۔۔ محدث سہارنپوری کا ذریعہ پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے رہتے تھے آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر کا درس دیتے تھے نہایت متواضع منکسر المزاج اور سیر چشم تھے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔ منقول از تاریخ دار العلوم دیوبند اشاعت ۱۹۸۰ء حضرات گرامی یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ مظاہر علوم ضلع سہارنپور کا یہ مدرسہ ترجمان دیوبند کا بہت بڑا ادارہ ہے۔

مولوی مفتی اعجاز ولی خان رضوی کا ذکر

مولوی مفتی اعجاز ولی خان رضوی ابن مولوی سردار ولی خان نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مولوی محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ دادوں میں حاضر ہوئے۔ اور تفصیل علوم کے لئے مولوی محمد امجد علی اعظمی سے سند حاصل کی۔ جس کی تفصیل تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۶۳، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی۔ سن اشاعت ۱۹۸۳ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی مصنف بہار شریعت نے مولوی وصی احمد سورتی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی وصی احمد سورتی اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی مفتی اعجاز ولی خان بریلوی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری کا ذکر

مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری ابن چوہدری میراں بخش ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور آٹھ سال تک مولوی محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کی خدمت میں رہ کر مدرسہ معینیہ اجمیر شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ جس کی تفصیل تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۳۹، سن اشاعت ۱۹۸۳ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی میں ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی مصنف بہار شریعت سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے علوم دینیہ حاصل پڑھے اور مولوی وصی احمد سورتی نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محمد سردار احمد چشتی قادری بریلوی نے مولوی محمد علی اعظمی بریلوی سے سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی سید امیر علوی اجمیری کا ذکر

مولوی سید امیر علی اجمیری ابن حافظ غلام رسول چھپڑ شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ پھر اجمیر شریف حاصل ہوکر مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجمیریؒ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ اور اسی مدرسہ میں ہی مقرر ہو گئے۔ تفصیل کے لئے تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۷۲، سن اشاعت ۱۹۸۳ء از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی کا مطالعہ فرمائیں۔

قارئین کرام! مولوی سید امیر علی علوی بریلوی نے علم دینیہ حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ سے پڑھ کر علوم دینیہ سے فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ نے مولوی سید برکات احمد ٹونکی سے علوم دینیہ پڑھ کر فراغت حاصل کی اور مولوی سید برکات احمد ٹونکی نے مولوی عبدالحق خیرآبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی عبدالحق خیرآبادی نے اپنے والد محترم حضرت مولانا فضل حق سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا فضل حق خیرآبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

یہ بات بخوبی یاد رہے کہ بریلوی مولویوں نے مولانا معین الدین اجمیریؒ کو اپنے اکابر میں ہرگز شمار نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف دو کتابیں بنام القول الاظہر اور تجلیات انوار بھی لکھیں۔

مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد عالم مناظر کا ذکر

مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ کچھ دنوں مولوی احمد اللہ امرتسری سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث کی کتابیں مولوی عبدالمنان وزیرآبادی سے پڑھیں۔ پھر ۱۳۰۸ھ میں دیوبند پہنچ کر منطق حکمت اصول اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ کانپور میں مولوی احمد حسن کانپوری سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ مگر اور دیوبند سے وابستگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ منقول از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۱۹۷، از سید محبوب رضوی سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء۔

مولوی ثناءاللہ غیر مقلد عالم امرتسری فاضل دارالعلوم دیوبند نے علماء دیوبند اور دارالعلوم کی بایں الفاظ مدح سرائی کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں

پنجاب میں مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم (اہلحدیث مشرب) میرے شیخ الحدیث تھے دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کان پور میں مولانا احمد حسن صاحب (رحمت اللہ علیہم اجمعین) استاذ العلوم والحدیث میرے شیخ الحدیث تھے۔ فتاوی ثنائیہ ج ا صفحہ ۹۳ مطبوعہ لاہور۔ اہلحدیث کا مذہب صفحہ حرف ح تاریخ اشاعت یکم نومبر ۱۹۷۵ء۔ دیوبند کی سند امتحان میرے لئے باعث فخر میرے پاس موجود ہے۔ اہلحدیث کا مذہب صفحہ حرف ح۔ مدرسہ دیوبند علم دینی کی عموماً اور مذہب حنفی خصوصاً جو خدمت کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ فتاوی ثنائیہ ج ا صفحہ ۹۳ مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام! مولوی ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد نے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ اور غیر مقلدین حضرات مولوی ثناءاللہ امرتسری کے ماننے والے اس پر غور وفکر فرمائیں کہ ان غیر مقلدین پر کس کا فیضان ہے؟

علاوہ ازیں۔ مولوی محمد ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد نے مولوی احمد حسن کانپوری سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو اس لحاظ سے یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی عبدالمنان وزیرآبادی غیر مقلد عالم کا ذکر

مولوی عبدالمنان وزیرآبادی غیر مقلد نے حدیث کی کتاب مؤطا امام مالک قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا جسکا ثبوت۔ حافظ عبدالمنان وزیرآبادی حیات خدمات آثار۔ کے صفحہ ۷۴۔۷۵۔ پر ملاحظہ فرمائیں

مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد عالم کا ذکر

شہر گوجرانوالہ کے مولوی محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد گوجرانوالہ نے اپنے اساتذہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند و بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ جس کا ثبوت ان کی کتاب جمعیت اہلحدیث کے صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

مولوی پیر محمد ابراہیم جان سرہندی کا ذکر

مولوی پیر محمد ابراہیم جان سرہندی ابن حضرت پیر محمد اسماعیل جان روشن سرہندی ابن پیر محمد حسن جان سرہندی نے علوم دینیہ کی مزید تعلیم کے لئے اجمیر شریف تشریف لے گئے اور مولانا معین الدین اجمیریؒ سے استفادہ کیا اور ساتھ ساتھ مولانا کے برادر اصغر مولوی حکیم نظام الدین اجمیریؒ سے علم طب میں بھی اکتساب فرمایا۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۷۹۔۸۰، جلد دوم از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی پیر سید محمد ابراہیم جان سرہندی نے علوم دینیہ حضرت مولانا معین الدین اجمیری شیخ الحدیث، مفتی آستانہ عالیہ چشتیہ معینیہ اجمیر یہ اجمیر شرف سے فیضان حاصل کیا۔ کیونکہ مولوی پیر محمد ابراہیم جان سرہندی نے مولانا معین الدین اجمیریؒ سے پڑھا ہے اور مولانا معین الدین اجمیریؒ نے مولوی سید برکات احمد ٹونکی سے پڑھ کر سند حاصل کی اور مولوی سید برکات احمد ٹونکی نے مولوی عبد الحق خیر آبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی عبد الحق خیر آبادی نے اپنے والد محترم مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دھلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

قاضی حبیب الحق پرمولی کا ذکر

قاضی مولوی حبیب الحق پرمولی ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء موضع پرمولی تحصیل صوابی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام قاضی عبد الحق تھا آپ نے ابتدائی تعلیم مواضعات مواکلی یعقوبی کوٹ وغیرہ میں حاصل کرنے کے بعد اجمیر شریف کا رخ کیا۔ وہاں دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں چند سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد بعارضہ تپ دق واپس وطن آ گئے۔ اور پھر والد گرامی سے ہی دروۂ حدیث اور تفسیر قرآن کی تکمیل کی۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۱۳، جلد دوم از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی قاضی حبیب الحق پرمولی نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بجائے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خدمت میں جانے کے سیدھے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کے پاس مدرسہ معینیہ دینیہ آستانہ عالیہ اجمیر شریف کا رخ کیا اور وہاں جا کر مولانا معین الدین اجمیری شیخ الحدیث و مفتی کے پاس رہ کر علوم دینیہ حاصل کئے۔ اور دوران تعلیم بعارضہ تپ دق واپس اپنے وطن آ گئے کہ مولوی قاضی حبیب الحق پرمولی نے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ سے علوم دینیہ حاصل کیئے اور مولانا معین الدین اجمیریؒ نے مولوی سید برکات احمد ٹونکی سے علوم دینیہ پڑھے۔ اور مولوی سید برکات احمد ٹونکی نے مولوی عبد الحق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی عبد الحق خیر آبادی نے اپنے والد محترم مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

مولوی شائستہ گل کا ذکر

مولوی شائستہ گل ابن مولوی محمد علی ابن مولوی عمر دراز نے سند حدیث مولانا عبد العلی دہلوی سے حاصل کی اور قرأت مولوی قاری عبد السلام بن قاری عبد الرحمٰن پانی پتی سے پڑھی۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۳۹۔۱۴۰، جلد دوم از محمد صادق قصوری۔

اکابر تحریک پاکستان کا عکس ملاحظہ فرمائیں

اکابر تحریک پاکستان

(حصہ دوم)

از:
محمد صادق قصوری

ناشر
نوری بک ڈپو، لاہور

قارئین محترم! مولوی شائستہ گل بریلوی نے دورۂ حدیث شریف مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی میں
حضرت مولانا عبدالعلی قاسمی دیوبندیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا اور قرآن
حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتی دیوبندی کے صاحبزادے مولوی قاری عبدالاسلام سے پڑھی۔ اور حضرت
مولانا عبدالعلی قاسمی شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم
نانوتوی دیوبندیؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔

مولوی صابر حسین کا ذکر

مولوی صابر حسین ابن مولوی عبدالعزیز کی ولادت ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء کو موضع اگوکی ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پہنچے۔ اور یہیں سے دستار فضیلت حاصل کر کے جامع مسجد زینت المساجد المعروف (مسجد روڈے والی) گوجرانوالہ میں خطیب مقرر ہوئے۔ اکابر تحریک پاکستان ص ۱۴۳، جلد دوم از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی صابر حسین خطیب مسجد روڈے والی گوجرانوالہ نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب سے علوم دینیہ سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندیؒ سے علوم دینیہ حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ تو مولوی صابر حسین خطیب مسجد روڈے والی گوجرانوالہ نے فیضان دیوبند حاصل کیا ہے۔ کیونکہ اس کے دادا استاد مولوی سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب بانی مدرسہ حزب الاحناف ہند لاہور علماء اہلسنت دیوبند کے شاگرد ہیں لیکن افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ مولوی صابر حسین امام و خطیب مسجد روڈے والی افیون کھانے کے عادی تھے۔

مولوی عبدالصمد مقتدری کا ذکر

مولوی عبدالصمد مقتدری ابن مولوی غلام حامد کی ولادت بدایوں کے مشہور حمیدی خاندان میں ہوئی۔ مدرسہ عالیہ قادریہ و مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مولوی محب احمد قادری مولوی مفتی حافظ بخش بدایونی و دیگر اساتذہ سے علوم متداولہ میں فراغت حاصل کرنے کے بعد الہ آباد یونیورسٹی سے مُلا کی ڈگری حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۱۵۱، از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی عبدالصمد مقتدری نے مولوی محب احمد قادری بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیئے اور مولوی محب احمد قادری بدایونی مولوی عبدالقادر بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیئے اور مولوی عبدالقادر بدایونی نے مولانا فضل حق خیرآبادی سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولانا فضل حق خیرآبادی نے علوم دینیہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

علاوہ ازیں مولوی عبدالصمد مقتدری بریلوی کے دوسرے استاذ مفتی حافظ بخش بدایونی سے علوم دینیہ حاصل کیئے۔ اور مولوی مفتی حافظ بخش بدایونی نے بھی مولوی عبدالقادر بدایونی نے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی عبدالقادر بدایونی نے مولانا فضل حق خیرآبادی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور مولانا فضل حق خیرآبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی عبدالشکور شیوہ کا ذکر

مولوی عبدالشکور ابن گل محمد خان ہے آپ کی پیدائش ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات شیوہ ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کی مسجد سے حاصل کرنے کے بعد موضع طورو میں حضرت سلطان محمود و دیگر علماء کرام سے استفادہ کیا۔ حفظ قرآن وفقہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دار العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور ۱۹۲۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم۔ ص ۱۷۹، از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی عبدالشکور شیوہ بن گل محمد خان نے ضلع سہارنپور کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ مظاہر علوم میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی کا ذکر

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی ۱۹۱۱ء میں گنج مراد آباد انڈیا میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام مولوی عبدالاحد پیلی بھیتی تھا۔۔۔ مولوی قاری احمد نے ابتدائی تعلیم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں مولوی عبدالحئی پیلی بھیتی اور مولوی ضیاء الدین پیلی بھیتی سے حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء میں گولڑہ شریف کا سفر اختیار کیا اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی خدمت حاضر ہو کر سعادت بیعت حاصل کی۔ گولڑہ شریف میں قیام کے دوران سرزمین پنجاب کے نامور قاری غلام رسول سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ میں مولوی افضال الحق سے صرف ونحو مکمل کی۔ ۱۹۳۲ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا اور مفتی کفایت اللہ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ مدرسہ امینیہ میں قیام کے دوران آپ نے مختلف علوم وفنون میں مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا ضیاء الحق اور مولانا عبدالغفور سے بھی استفادہ کیا۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۲۶۵، از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی قاری احمد پیلی بھیتی کے اساتذہ کا مختصر تعارف پڑھیئے۔

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے مولوی ضیاء الدین پیلی بھیتی سے پڑھا ہے اور مولوی ضیاء الدین پیلی بھیتی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے۔ اور مولوی وصی احمد سورتی نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے مولوی عبدالحئی پیلی بھیتی سے پڑھا ہے۔ اور مولوی عبدالحئی پیلی بھیتی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے اور مولوی وصی احمد سورتی نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی سے علوم دینیہ پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے پنجاب کے نامور قاری غلام رسول سے قرأت پڑھی تو قاری غلام رسول بھی دیوبند کے شاگردوں میں سے ہیں۔ تو مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے قرأت میں بھی فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولانا فضل حق خیرآبادی کے صاحبزادے مولوی افضال الحق سے مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے صرف ونحو پڑھی اور مولوی افضال الحق کی سند حدیث بھی علماء دیوبند سے جاملتی ہے اور یہ بھی فیضان دیوبند ہے۔

مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے ترجمان مسلک دیوبند مدرسہ امینیہ دہلی میں مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد کفایت دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا اور ان کے علاوہ دیگر اکابر دیوبند سے بھی مولوی قاری احمد پیلی بھیتی نے کتب فنون کا درس لے کر فیضان دیوبند خوب حاصل کیا۔

مولوی مصلح الدین کاذکر

مولوی مصلح الدین ابن مولوی محمود ابن مولوی حافظ ذاکر اللہ ابن مولوی شاکر اللہ تھا آپ نے تمام علوم اپنے والد گرامی سے پڑھ کر ہندوستان تشریف لے گئے میرٹھ میں دار العلوم امداد الاسلام ریاست ٹونک میں مدرسہ نواب صاحب اور مدرسہ عالیہ رامپور میں تکمیل کی اور سندات حاصل کیں۔ اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص ۔۔ از محمد صادق قصوری۔

قارئین محترم! مولوی مصلح الدین بریلوی ابن مولوی محمود نے اپنے والد صاحب سے علوم دینیہ پڑھنے کے بعد ترجمان مسلک دیوبند کا ادارہ دار العلوم امداد الاسلام میرٹھ میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں مزید تعلیم حاصل کی اور رامپور کے مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری اور مولوی عبدالحق خیر آبادی رامپوری اور مولوی افضال الحق خیر آبادی رامپوری ان تمام کی سند حدیث اکابر دیوبند سے جاملتی ہے۔ تو گویا کہ مولوی مصلح الدین نے علمائے دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

نوٹ:۔ مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری نے اکابر دیوبند حضرت مولانا عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں اور مولانا عبدالحق خیر آبادی رامپوری اور مولوی افضال الحق خیر آبادی رامپوری ان دونوں کی سند مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری ہیں۔ اور مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے۔

مولوی مشتاق احمد کانپوری کاذکر

مولوی مشتاق احمد کانپوری ابن مولوی احمد حسن کانپوری نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا مولوی وصی احمد سورتی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے پڑھا ہے جو علماء دیوبند کے اکابر میں سے مولوی مشتاق احمد نے مولوی محمد عبید اللہ کارنپوری پنجابی سے پڑھا ہے اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

اور مولوی احمد حسن کانپوری نے کتب فنون مولوی لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھیں اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی نے علوم دینیہ مفتی عنایت احمد کاکوروی سے پڑھے ہیں اور مفتی عنایت احمد کاکوروی نے علوم دینیہ کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ سے حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب احادیث کا درس حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن پانی پتی دیوبندی سے بھی لیا اور سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی لطف اللہ علی گڑھی سات برس علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ فیض عام کانپور میں پڑھاتے رہے تو یہ سب فیضان دیوبند ہے۔ کہ جس مولوی مشتاق احمد کانپوری نے بھی حاصل کیا۔

نوٹ:۔ مولوی مشتاق احمد کانپوری کا تعلیمی سلسلہ مزید دیکھنے کے لئے تذکرہ علماء اہلسنت کانپور۔ ص ۲۳۱-۲۳۲ سعید احمد قادری کا مطالعہ فرمائیں۔

مفتی محمد غلام جان قادری رضوی کا ذکر

اسم گرامی محمد غلام جان ابن احمد جی بن محمد عالم کنیت ابوالمظفر لقب فقیہ دوراں تھا۔۔

نے ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ صرف ونحو کی تکمیل متوال (ہزارہ) پنجاین (چکوال)

کیملپور) کے مراکز سے کی۔ گجرات کے موضع انجھی سے معقولات ومنقولات کی کچھ کتابیں

پڑھیں، ریاضی اور معقولات کی انتہائی کتابیں علامہ برکات احمد ٹونکی شاگرد رشید علامہ فضل حق خیر آبادی سے

، مولانا سلامت اللہ رام پوری کے سامنے زانو ادب طے کیا۔

۱۳۳۵ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں درجہ تکمیل حاصل کیا۔ منقول از تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور

۳۱۳،۳۱۲ از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی کے اساتذہ کا تعارف

(۱) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا غلام رسول دیوبندیؒ بمقام انجھی ضلع گجرات سے معقولات

ومنقولات کی کتب پڑھیں۔ (۲) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے ریاضی اور معقولات کی انتہائی درجہ کی

کتب مولانا برکات احمد ٹونکی شاگرد رشید مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھیں، اور مولانا فضل حق خیر آبادی نے

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ

عبدالقادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں

(۳) مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا سلامت اللہ رام پوری کے سامنے بھی زانوے ادب طے کیا

اور ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ عالیہ رام پور میں درجہ تکمیل کیا تو مولانا سلامت اللہ رام پوری کی سند بھی علماء اہلسنت دیوبند

سے جاملتی ہے۔ گویا کہ مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی نے مولانا غلام رسولؒ انجھی ضلع گجرات اور مولانا

برکات احمد ٹونکی شاگرد رشید مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند ہے۔

مفتی محمد غلام جان قادری رضوی بریلوی کا مولانا سلامت اللہ رام پوری کے سامنے زانوے ادب طے کرنا

ند ہے کیونکہ مولانا سلامت اللہ رام پوری کی سند بھی علماء اہلسنت دیوبندی کی پیشوا سے جاملتی ہے۔

م جان قادری رضوی بریلوی نے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد جب ان پر حق تعالیٰ کی طرف

یا آیا تو انہوں نے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں آنا

یا تو وہاں پر انہوں نے مولوی ظہور الحسن فاروقی رام پوری سے اسباق حدیث پڑھ کر فارغ التحصیل ہو

ی مدرسہ منظر اسلام بریلی میں ہی مدرس مقرر ہو گئے۔

حضرات گرام یہ بات بخوبی یاد رکھیں، کہ مولوی ظہور الحسن فاروقی رام پوری بریلوی کی بھی سند حدیث

ہلسنت دیوبند کے پیشوا سے جاملتی ہے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے والد مولوی نقی علی

ے حدیث کی سند ہرگز نہیں ملتی،

مذکرہ علماء اہلسنت کانپور ص ۱۰۸ از محمود احمد قادری میں مولوی ظہور الحسن رام پوری کا نام مولوی ظہور حسین

ہے۔

مولوی صوفی غلام حسین گوجروی کا ذکر

مولوی صوفی غلام حسین گوجروی صوفی محمد دین رداسی کے لائق و نامور فرزند ہیں۔ رداس میں ۱۹۲۲ء
میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی کے مرید تھے علماء کے مجلس میں بیٹھتے تھے اپنے
ایک عالم دین بنانا چاہتے تھے، صوفی غلام حسین نے ابتدائی تعلیم رداس میں ضلع گورداس پور میں حاصل کی
بابا نانگ گورداس پور میں مولوی محمد اشرف چشتی سے ابتدائی کتابیں پڑھیں، ۱۹۳۷ء میں مولوی محمد بخش حلوائی
لاہوری کے مدرسہ میں داخل ہوئے ابتدائی کتابیں مولوی مہر الدین سے پڑھیں، فارسی ادب میں گہرا مطالعہ کیا عر
بی کی فنی کتابیں حزب الاحناف لاہور میں پڑھیں مولوی غلام نبی صاحب سے خصوصی مطالعہ کیا اور ایک عالم دین
بن کر نکلے ۱۹۴۵ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد رداس میں مدرسہ جاری کیا، جس میں اپنے استاذ مولوی
غلام نبی کو صدر مدرس بنایا، تقسیم ملک کے بعد پاکستان آئے گوجرا کو اپنا مسکن بنا کر ایک دار العلوم قائم کیا۔ منقول از
تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۴۵ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور ناشر مکتبہ نبویہ گنج
بخش لاہور۔

قارئین کرام: مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی کا سلسلہ تعلیم کو بریلوی علماء نے اچھی طرح واضح نہیں کیا لیکن
یہ بات یاد رکھیں کہ بریلوی مؤلف کی مندرجہ بالا تحریر کے مطابق مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی نے مولوی
محمد بخش حلوائی کے مدرسہ میں ابتدائی کتابیں مولوی مہر الدین سے پڑھیں فارسی ادب کا گہرا مطالعہ کیا عربی کی فنی
کتابیں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے اور مولوی غلام نبی صاحب سے رضاخانی
خصوصی مطالعہ کیا۔

گرامی مولوی مہر الدین صاحب نے مولوی سید ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی کے شاگرد ہیں اور مولوی
سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی
ثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت
نانوتویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی جس کا ذکر سابقہ اوراق پر گزر چکا ہے
فرمائیں تو گویا مولوی صوفی غلام حسین گوجروی نے بھی اپنے استاد محترم کی طرح فیضان دیوبند سے
تو مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی نے مولوی مہر الدین بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی
بریلوی نے مولوا ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی ابو البرکات سید احمد قادری
بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ
بریلوی نے علماء اہل سنت دیوبند سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔
مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی نے علوم دینیہ سے فراغت حاصل کر کے خدا جانے مولوی غلام نبی
پاس رہ کر کونسا اور کیسا خصوصی مطالعہ کرتے رہے بریلوی مؤلف نے اس بات کو پردہ اخفا میں رکھا ہے یہ
بریلوی مولوی ہی استخارہ کر کے بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا خصوصی مطالعہ کرتے رہے البتہ قرائن سے تو یہی معلوم
ہے کہ مولوی غلام نبی صاحب نے مولوی صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی کو حامی شرک و بدعت اور ماحی
سنت کی یقیناً تعلیم دیتے رہے ہونگے جس کو انہوں نے خصوصی مطالعہ سے تعبیر کیا ہے۔

مولوی محمد مہر الدین کا ذکر

مولوی محمد مہر الدین ولد چوہدری روشن دین ۱۹۰۱ء میں موضع خاصہ ضلع امرت سر میں ایک زمیندار راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ کتابیں پڑھنے کے لگن سے آپ کو گوجرانوالہ میں مولوی عبد العزیز صاحب اور مولوی محمد ابراہیم صاحب کے درس میں داخلہ لینے کا موقع ملا۔ ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد آپ لاہور میں دار العلوم فتحیہ اچھرہ میں داخل ہوئے مگر یہاں بڑی کتابیں پڑھائی جاتی تھی تو آپ جالندھر کے مدرسہ کریمیہ میں پہونچے جہاں حکیم محمد عبد اللہ مولوی احمد بخش مرحوم سے قدوری، ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھیں ایک سال بعد آپ واپس لاہور مدرسہ فتحیہ میں داخل ہوئے اور مولانا محمد چراغ صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب اور سید حبیب اللہ صاحب سے فقہ اور منطق کا مطالعہ کیا اس مدرسہ میں نظریاتی مباحث کھڑے ہو جانے سے نظام درہم برہم ہو گیا تو آپ نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے معقولات معانی اور فقہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں آپ چھ سال کے عرصہ میں وہ تمام کتابیں پڑھ گئے جو ایک عالم دین کے لئے ضروری خیال کی جاتی ہیں۔ لاہور میں ان دنوں انجمن حزب الاحناف نے دار العلوم قائم کیا تو آپ اولین شاگردوں میں تھے مولوی دیدار علی شاہ الوری اور پھر مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری کے سامنے زانوئے ادب طے کیا اور اس طرح آپ ۱۹۲۹ء فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی پھر اسی دار العلوم میں معلم کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔

(منقول از تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۴۶، ۳۴۷)

قارئین محترم: مولوی محمد مہر الدین بریلوی کے اساتذہ کا تعارف پڑھئے۔

(۱) مولوی محمد مہر الدین بریلوی کے استاذ مولانا عبد العزیز صاحبؒ فاضل دار العلوم دیو بند ساکن گوجرانوالہ۔

(۲) مولوی محمد مہر الدین بریلوی نے اچھرہ لاہور کے مدرسہ فتحیہ میں بڑی کتابیں پڑھیں جو علماء اہل سنت دیو بند کا مدرسہ ہے پھر آپ جالندھر کے مدرسہ کریمیہ میں قدوری اور ہدایۃ النحو تک کتابیں پڑھیں ایک سال بعد پھر آپ لاہور مدرسہ فتحیہ ہی میں واپس آ گئے یہیں پر آپ نے علوم دینیہ حاصل کئے آپ نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے معقولات علم معانی اور علم فقہ کی انتہائی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے چھ سال کے عرصہ میں وہ تمام علوم حاصل

کئے تو آپ کے استاد مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ دیو بندی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولوی احمد حسن کانپوری کی وفات کے بعد مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری کے درس میں شریک ہو کر صحاح ستہ اور کتب طب مولوی وزیر حسین رامپوری سے پڑھیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مولانا فضل حق خیر آبادی رامپوری نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علماء اہل سنت دیو بند کے پیشوا اور سند ہیں۔

(۳) مولوی محمد مہر الدین بریلوی نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری بریلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی غرض کہ مولوی محمد مہر الدین بریلوی نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی سے پڑھا ہے اور مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیو بندیؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو مولوی محمد مہر الدین صاحب بریلوی کا حصول تعلیم علماء اہلسنت دیو بند کے شاگردوں سے ہے جو کہ فیضانِ دیو بند ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) خود مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی اپنی ایک کتاب تحقیق المسائل میں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارے استاذ نا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتوی اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمانِ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے، تحقیق المسائل صفحہ ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵، مطبوعہ لاہور پر خنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۳۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دار العلوم دیو بند نمبر صفحہ ۸۷، جلد نمبر ۴ شمارہ نمبر ۲، ۳، صفر المظفر ربیع الاول ۱۳۹۶ھ فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔

حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی کا ذکر

حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی والد کا نام حاجی مولوی شاہ محمد مقام پیدائش موضع راجن تحصیل و ضلع جموں (مقبوضہ کشمیر) میں سن ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے، قرآن پاک اپنے پھوپھا حافظ احمد دین محلہ بجلی گھر سیالکوٹ سے حفظ کیا ۱۹۳۸ء میں مولوی محمد بخش حلوائی کے درس میں داخلہ کیا، ابتدائی کتابیں مولوی مہر الدین سے پڑھیں اور دار العلوم مرکزی حزب الاحناف داخل ہوئے یہاں سے ۱۹۴۵ء میں دستار فضیلت حاصل کی منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۴۸ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی بریلوی کا حصول تعلیم یوں ہے کہ حافظ مولوی محمد عالم سیالکوٹی بریلوی نے مولوی مہر الدین سے پڑھا ہے اور مولوی مہر الدین صاحب نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری سے پڑھا ہے، اور مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے، اور مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھ کر سند فراغت پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو یہ فیضانِ دیوبند ہے۔ جس کا ثبوت ماہنامہ الرشید ہولار کا دار العلوم دیوبند نمبر کے صفحہ ۷۷۸ کے حوالہ سے گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی غلام علی اشرفی اکاڑوی کا ذکر

مولوی غلام علی زاشرفی اکاڑوی آپ موضع بانیاں نزد لالہ موسیٰ ضلع گجرات کے ایک علم دوست دینی شعور رکھنے والے گوجر گھرانے میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ عربی کی کتابوں کی تعلیم کے لئے آپ جالندھر کے دار العلوم عربیہ کریمیہ حنفیہ میں داخل ہوئے اس دار العلوم میں ان دنوں استاذ العلماء، مولوی محمد عبدالجلیل صدر مدرس تھے۔ آپ صدر مدرس کی خصوصی توجہ کی بناء پر علمی منازل طے کرتے گئے۔ اس مدرسہ میں ان دنوں مولوی عبدالقادر کاشمیری حافظ عبدالمجید گورداس پوری بھی پڑھاتے تھے ۱۹۳۹ء میں فارغ التحصیل ہو کر جامع مسجد ہوشیار پور میں خطیب مقرر ہوئے ان دنوں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے ایک لائق شاگرد حکیم غلام یٰسین دہلوی ہوشیار پور میں تشریف لائے۔ آپ نے اس جوہر قابل کو دیکھا۔ تو فارسی ادب کی کتابوں کو ازسرنو پڑھایا ساتھ ہی دار العلوم جامعہ نعیمیہ میں داخل ہونے کا مشورہ دیا، آپ ۱۹۴۰ء میں امامت خطابت ساری بلندیاں چھوڑ کر جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے تلامذہ کی صف میں جا بیٹھے، اور علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے لگے ان دنوں ان شہرہ آفاق سنی دار العلوم میں مفتی احمد یار خاں نعیمی، مولوی محمد رفیق الدین اور مولوی محمد عمر نعیمی کے تدریسی عملہ میں شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے ان قابل قدر ہستیوں سے معقولات و منقولات حاصل کی فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ مراد آباد میں ہی حضرت کچھوچھوی کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۰۵ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے مطبوعہ لاہور۔)

قارئین کرام مولوی غلام علی اشرفی اکاوڑی بریلوی کے حصول تعلیم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں (۱) مولوی غلام علی اشرفی اکاوڑی بریلوی نے حکیم مولوی غلام یٰسین بریلوی سے پڑھا۔ تو مولوی حکیم غلام یٰسین بریلوی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے پڑھا، تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولوی وصی

احمد سورتی سے پڑھا تو مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے پڑھا ہے۔ تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

(۲) مولوی غلام اشرف علی اکاوڑی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مفتی احمد یار خان بدایونی گجراتی بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی بریلوی نے کچھ عرصہ مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی سے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں پڑھا۔ پھر مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کے حکم سے اسی مدرسہ کے مدرس مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ تو مولوی مشتاق احمد کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی محمد عبیداللہ کانپوری کے تو مولوی محمد عبیداللہ کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی احمد حسن کانپوری کے تو مولوی احمد حسن کانپوری یہ شاگرد ہیں فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تو مولوی غلام علی اشرفی اکاوڑی بریلوی کا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی بریلوی کے پاس پڑھنا یہ فیضان دیوبند ہے کیونکہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند کے شاگردوں سے پڑھا ہے اور ابتدائی تعلیم بھی مدرسہ اسلامیہ مینڈھو ضلع علی گڑھ میں چار سال تک حاصل کی بریلوی مفتی صاحب نے علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ سے علوم دینیہ حاصل کرنا یہ فیضان دیوبند نہیں تو اور کیا ہے۔

(۳) مولوی غلام اشرف علی اکاوڑی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی محمد عمر نعیمی بریلوی سے پڑھا تو مولوی محمد عمر نعیمی بریلوی نے مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی سے پڑھا ہے، تو مولوی سید محمد نعیم الدین بریلوی نے مولوی سید گل محمد صاحب سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی سید گل محمد کی علوم دینیہ کی سند علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا سے جا ملتی ہے تو اس لحاظ سے بھی مولوی غلام اشرف علی اکاوڑی بریلوی علماء اہلسنت دیوبند کے شاگردوں کے شاگرد ہیں تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

غرض کہ مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے اپنے پیر و مرشد اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی سے سوائے خلافت کے علوم دینیہ ہرگز حاصل نہیں کئے۔

مولوی محمد سعید رواتی خلیفہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کا ذکر

مولوی محمد سعید بن مولوی محمد شفیع بن مولوی چراغ دین بن حافظ فضل دین موضع روات تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں ۱۸۷۸ء، ۱۲۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔

مولوی محمد سعید نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اس کے بعد موضع سرسیداں ضلع باغ (آزاد کشمیر) کے مولوی سید نیاز علی شاہ صاحب سے صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں پرڈنہ کچیلی کے ایک عالم سے جو متن متین کی زبانی کی وجہ سے معروف تھے اور طلباء میں مولوی متن متین کے عرف سے پکارے جاتے تھے علمی استفادہ کیا۔ بعد ازاں ہزارہ کے متعدد علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا کچھ عرصہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے استفادہ کیا بعد میں دارالعلوم دیوبند گئے۔ اور چھ سال میں علوم مروجہ کی تکمیل کی ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے دورہ حدیث پڑھا اور دستار فضیلت حاصل کی مولوی محمد سعید تحصیل مری میں پہلے شخص تھے جنہیں فاضل دیوبند ہونے کا اعزاز حاصل تھا (منقول از تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم ص ۶۷۶ مؤلف اختر راہی مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے خلیفہ جناب مولوی محمد سعید رواتی تحصیل مری ضلع راولپنڈی نے کچھ عرصہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے علمی استفادہ کیا پھر آخر پر ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

علاوہ ازیں مولوی محمد سعید رواتی کے استاذ و پیر و مرشد حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ تو گویا کہ پیر و مرید دونوں نے فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مولوی محب النبی کا ذکر

مولوی محب النبی بن مولوی احمد الدین بن امیر حمزہ ۱۳۱۴ھ ۹۷-۱۸۹۶ء میں ضلع اٹک کے گاؤں بھولی میں پیدا ہوئے ابتدائی مکتبی تعلیم والد ماجد مولوی احمد الدین سے حاصل کی۔ جو علاقے کے معروف عالم تھے صرف ونحو کی بعض کتابیں مولوی نواب علی ہزاروی سے پڑھیں اعلیٰ تعلیم کے لئے دہلی گئے۔ مدرسہ عالیہ مسجد فتح پور میں زیر تعلیم رہے آخر میں مدرسہ معینیہ اجمیر میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے استفادہ کے لئے حاضر ہوئے ان سے تصریح شرح چغمینی اور صدرا کے اسباق پڑھے انہوں نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ہاتھ پر بیعت کی ان سے شیخ اکبر ابن عربی (م ۶۳۸ھ) کی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کا درس لیا۔

(منقول از تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم ص ۵۸۸ مؤلف اختر راہی مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام مولوی محب النبی بریلوی نے اعلیٰ درجے کی کتابیں آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے پڑھیں۔ اور مولوی مشتاق احمد یہ

شاگرد ہیں مولوی محمد عبید اللہ کانپوری کے اور مولوی محمد عبید اللہ کانپوری یہ شاگرد ہیں مولوی احمد حسن کانپوری کے اور مولوی احمد حسن کانپوری یہ شاگرد ہیں فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے تو مولوی احمد حسن کانپوری نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی کے فیضان دیوبند حاصل کیا، نیز مولوی محب النبی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے بھی پڑھا تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ تو گویا کہ مولوی محب النبی کا مولوی مشتاق احمد کانپوری اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے حصول تعلیم یہ علماء اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے،

علاوہ ازیں مولوی محب النبی مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی میں بھی زیر تعلیم رہے تو یہ بات رکھیں تو مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی والوں کی سند حدیث بھی علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا سے جا ملتی ہے۔

مولوی باغ علی نسیم کا ذکر

مولوی باغ علی نسیم آپ مولوی محمد نبی بخش حلوائی کے مرید شاگرد اور سچے جانشین ہیں۔ آپ اپنے پیر کے مدرسے میں پڑھے اب آپ ہی کے مدرسہ مکتبہ اور کتب خانہ کے مہتمم و منتظم ہیں۔ آپ ۱۹۲۵ء میں ضلع ریاسی کے ایک گاؤں پدمی میں ایک زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے والد چوہدری لهب الدین مولوی نبی بخش حلوائی کے مرید خاص تھے مولانا ریاست میں جاتے تو آپ کے ہاں قیام فرماتے مولوی باغ صاحب نے مڈل پاس کیا تو ۱۹۳۸ء میں علم دین کی تحصیل میں لاہور پہنچے، مولانا کے مدرسہ میں داخلہ لیا حضرت نے آپ کو فارسی درسیات خود پڑھائیں۔ مثنوی مولانا روم سبقاً سبقاً پڑھی (مثنوی رومی وہ مرتب تذکرہ ہم سبق تھے) انہی دنوں حضرت مولانا مہر الدین صاحب نے مسجد میں تمام طلباء کو پڑھانا شروع کیا تو مولوی باغ علی صاحب ان اولین شاگردوں میں سے تھے جنہوں نے زانوئے ادب طے کیا، صرف ونحو کا مطالعہ کیا ۱۹۴۱ء میں دار العلوم حزب الاحناف میں داخل ہوئے۔ استاذ العلماء ابولبرکات سید احمد قادری صاحب سے حدیث پڑھی۔ اور ۱۹۴۶ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۵۲ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے لاہور مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام۔۔۔۔۔ مولوی باغ علی نسیم بریلوی نے دورۂ حدیث شریف مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابولبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابولبرکات سید احمد قادری بریلوی نے دورۂ حدیث اپنے والد مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے دورۂ حدیث شریف امام المحدثین حضرت مولانا سہارنپوریؒ دیوبندی اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھا ہے۔ جس کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کا اقرار

مولانا و استاذ نا رئیس المحد ثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمانِ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔ تحقیق المسائل صفحہ ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۳۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دار العلوم دیوبند نمبر صفحہ ۸۷۷ سن اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء)

نوٹ۔ امام المحد ثین حضرت مولانا سہارنپوریؒ ادارہ ترجمان مسلک علماء دیوبند کے مدرسہ مظاہر علوم ضلع سہارنپور، میں بھی تدریس فرماتے رہے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا ذریعہ معاش پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا غرباء اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخیر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ نہایت متواضع منکسر المزاج سیر چشم تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔ مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔

(منقول از تاریخ دار العلوم دیوبند ص ۱۴۷ از سید محبوب رضوی سن اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء)

حضرات گرامی یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ امام المحد ثین حضرت مولانا احمد علی سہانپوریؒ نے مدرسہ مظاہر علوم سہانپور کی بے پناہ اور بے لوث خدمت کی۔

مولوی عبدالغفور ہزاروی کا ذکر

مولوی عبدالغفور ہزاروی کے والد کا نام گرامی عبدالحمید ابن محمد عالم تھا۔ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور کے ...چہ میں ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے عربی فارسی کی کتابیں کافیہ تک اپنے والد سے پڑھیں، ہدایہ قاضی مبارک، حمد ...ل وقت کے شہرہ آفاق مولوی احمد دین اور ان کے صاحبزادے مولوی محب النبی کیمل پور کے موضع بھوئی ...ہیں۔ ریاضی مولوی یار محمد بندیالوی سے قصبہ بندیال سرگودھا میں پڑھی باقی علوم مولوی قطب الدین ...سے حاصل کئے آپ علوم حدیث کی تحصیل کے لئے دہلی کے دار العلوم فتح پور میں داخل ہوئے۔ وہاں تسلی ...بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام میں پہنچے اور صحاح ستہ مولوی شاہ حامد رضا خاں ابن مولوی اعلیحضرت ...سے پڑھیں۔ آپ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد بریلی کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔

...از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۶۲ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مطبوعہ لاہور)

...گرام۔ (۱) مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے کتب فنون مولوی احمد دین کے صاحبزادے مولوی محب ...سے پڑھی ہیں، تو مولوی محب النبی نے مدرسہ فتح پور دہلی سے تعلیم حاصل کی جن کے علماء دیوبند کے ساتھ گہرے ...اور تعلقات تھے اس کے علاوہ مولوی محب النبی نے مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں مولوی مشتاق احمد ...سے پڑھا ہے۔ اور مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد عبید اللہ کانپوری سے پڑھا ہے، اور مولوی محمد ...کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے پڑھا ہے اور مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی ...مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے مولوی یار محمد بندیالوی سے قصبہ بندیال ضلع سرگودھا میں پڑھا ہے ...یار محمد بندیالوی نے ایک روایت کے مطابق مولوی ہدایت اللہ جونپوری سے پڑھا ہے تو مولوی ہدایت اللہ ...نے مولانا فضل حق خیر آبادی سے پڑھا ہے تو مولوی فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر ...دہلوی سے پڑھا ہے تو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث

دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ۔ تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ علماء دیو بند کی سند ہیں۔

(۳) مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے مولوی محب النبی بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی محب النبی بریلوی نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے پڑھا ہے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیو بندیؒ سے پڑھا ہے۔

(۴) مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے مولوی قطب الدین غورغشتی سے کتب فنون پڑھی ہے تو مولوی قطب الدین غورغشتی فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد ہے جس کا ثبوت تذکرہ علماء جلد دوم صفحہ ۸۳۹ مؤلف اختر راہی مطبوعہ لاہور۔

(۵) مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی کی مدرسہ فتح پوری دہلی میں اس لئے تسلی نہ ہوئی کہ وہ علماء دیو بند کے خلاف زہر اُگلنے والے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسلئے مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی اہل علم کے ... کو ناپسند کرتے ہوئے آستانہ عالیہ بریلی شریف کفر کے ہائی کورٹ میں تشریف لے گئے یہاں اہل حق پر ... کرنے میں شاباش ملتی ہو اسلئے مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں ... ہوکر مولوی حامد رضا خاں بریلوی سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے پھر وہیں پر مدرس مقرر ہوگئے۔

نوٹ ۔ مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے مولوی محب النبی بریلوی اور مولوی یار محمد بندیالوی بریلوی اور مولوی قطب الدین غورغشتی بریلوی وغیرہ سے علوم دینیہ پڑھے ہیں تو انہوں نے علماء دیو بند کے شاگردوں سے پڑھا ہے تو یہ فیضان دیو بند نہیں تو اور کیا ہے مولوی عبدالغفور ہزاروی بریلوی نے صرف دورۂ حدیث مولوی حامد رضا خاں بریلوی سے بریلی شریف میں پڑھا ہے بقیہ علوم دینیہ علماء دیو بند کے شاگردوں سے پڑھے ہیں۔

مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں کا ذکر

مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں کے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں والد گرامی مشہو عالم دین مولوی ... اپنے وقت کے جید فاضل تھے آپ کی تربیت خصوصی طور پر علمی ماحول میں ہوئی ابتدائی علوم والد محترم ... سے حاصل کئے ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور علامہ ابوالبرکات کے ... شاگردوں میں شمار ہونے لگے ۔ منقول از تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور صفحہ ۳۶۴ مؤلف پیرزادہ ... احمد فاروقی ایم اے لاہور مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخل ... ہو کر مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے ... والد مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب ... الوری بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت ... مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھا ہے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

... مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت ... مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتوی اجوبہ سوالات خمسہ کے نقل زمان طالب علمی میں کی ... تحریر کے پاس موجود ہے (تحقیق المسائل صفحہ ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ... منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیو بند نمبر صفحہ ۷۷۸ فروری مارچ ۱۹۷۶ء

... ایک روایت یوں ہے کہ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ فضل ... رحمن گنج مراد آبادی سے بھی پڑھا ہے۔

قارئین محترم مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی
سے پڑھا ہے اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے
شاگرد ہیں تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے وفات کے بعد پھر حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی دہلی گئے تو حضرت
مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ سے بیعت ہو گئے تو حضرات گرامی یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ حضرت مولانا شاہ محمد
اسحاق محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو
کہ مولوی محمد بشیر کوٹلی لوہاراں علماء اہلسنت دیوبند کے شاگرد ہیں۔ تو یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی غلام دین کا ذکر

مولوی غلام دین گجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں چکوڑہ میں پیدا ہوئے۔۔ فارسی و عربی کو ذوق لے
لاہور پہنچے، دارالعلوم حزب الاحناف میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۹ء میں سند فضلیت حاصل کی۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم مولوی غلام دین چکوڑہ ضلع گجرات نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابوالبرکات
سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد مولوی ابومحمد سید
دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے امام
المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ اسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے
علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم
محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی احقر کے پاس موجود ہے۔
(تذکرۃ المسائل ص ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۳۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا
دیوبند نمبر ص ۸۷۷ فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔

ایک روایت یوں ہے کہ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری
نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی سے بھی پڑھا ہے۔ تو حضرات گرامی یہ بات بھی یاد
رکھیں مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی سے
پڑھا تو مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے پڑھا ہے۔ تو حضرت

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلویؒ فوت ہو
گئے تو پھر حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی دہلی گئے تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے بیعت ہوئے
اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ یہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ تو مولوی
غلام دین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی
نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ
صاحب الوری بریلوی نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے۔ تو مولوی غلام دین نے علماء دیوبند کے شاگردوں
سے پڑھ کر فیضان دیوبند حاصل کیا۔

مفتی محمد حسین نعیمی لاہوری کا ذکر

حسین نعیمی لاہوری بانی مدرسہ نعیمیہ لاہور ۱۹۲۳ء میں سنبھل ضلع مرادآباد انڈیا میں پیدا ہوئے والد مکرم ملا
حسین مرحوم سنبھل کے ایک ممتاز تاجر تھے ۱۹۳۳ء میں مدرسہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوئے دو سال میں
کی کتابیں اور سات سال میں درس نظامی پر عبور حاصل کیا۔ منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص
مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے لاہور مطبوعہ لاہور

محترم۔ مفتی محمد حسین نعیمی لاہوری بریلوی نے مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی خلیفہ اعلیحضرت بریلوی
مدرسہ نعیمیہ مرادآباد سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے علماء
دیوبند کے مدرسہ میں علوم دینیہ حاصل کئے اور مولوی سید گل محمد صاحب سے سند فراغت حاصل کی۔ اور مولوی سید
گل محمد صاحب کی سند حدیث علماء دیوبند سے جاملتی ہے تو یہ فیضان دیوبند ہے۔
تفصیل اس کی پیچھے مولوی سید محمد نعیم الدین مرادآباد کے ذکر میں گزر چکی ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد افضل کوٹلوی کا ذکر

مولوی محمد افضل کوٹلوی آپ ۱۹۳۵ء میں کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں
لاہور آئے تو حضرت محدث لائکپوری کے ہاتھ پر بیعت ہوئے مدرسہ رضویہ میں داخل ہوئے دینی علوم پر عبور
حاصل کیا مدرسہ قادریہ کے قیام کے بعد سند فراغت حاصل کی منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص
مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے لاہور مطبوعہ لاہور۔
قارئین۔ محترم مولوی محمد افضل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے مولوی سردار احمد فیصل آبادی سے پڑھا ہے، تو مولوی
سردار احمد فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی
بریلوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے، تو مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہا
رنپوری دیوبندی سے پڑھ کر فیضان حاصل کیا۔ تو مولوی محمد افضل کوٹلی بریلوی کی تعلیم فیضان دیوبند ہے۔

مولوی محمد شریف نوری کا ذکر

مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی ۱۳۵۲ھ میں چکوڑی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم کے لئے مدرسہ فریدیہ بصیر پور میں داخلہ لیا اور مولوی نور اللہ بصیر پوری کے خاص شاگردوں میں شمار ہونے لگے منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۳۸۸ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مطبوعہ لاہور

قارئین کرام مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری بانی و مہتمم مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو آپ حضرات مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی کے حصول تعلیم کے بارے میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مولوی نور اللہ بصیر پوری نے ابتدائی تعلیم سے لیکر فقہ کی کتاب ہدایہ تک ادارہ ترجمان مسلک علمائے اہلسنت دیو بند مدرسہ صادقیہ عباسیہ بمقام منچن آباد ضلع بہاولنگر میں حاصل کی ان کے ساتھ اس وقت اسی مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں تعلیم حاصل کرنے والے استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ جنڈی محلہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑا بھی زیر تعلیم تھے جو قدوری وغیرہ کے درجے کی کتب پڑھ رہے تھے۔ اور مولوی نور اللہ بصیر پوری بریلوی اس وقت فقہ کی کتاب ہدایہ وغیرہ کے درجہ کی کلاس میں داخل تھے، لیکن افسوس صد افسوس کا مقام کہ مولوی نور اللہ بصیر پوری کے اولاد میں سے کسی نے بھی مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک دیو بند میں حصول تعلیم کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ کتمان علم کا بدترین مظاہرہ خوب کیا کہ فتاویٰ نوریہ جلد اول فقیہ اعظم کے عنوان کے تحت مولوی محمد منشا تابش قصوری بریلوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری کے اساتذہ کرام ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ کہ مولوی نور اللہ بصیر پوری نے ۱۳۲۵ھ میں مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم گھمنڈ پور تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں مولوی فتح محمد بہاولنگری سے متعدد علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور مولوی فتح محمد بہاولنگری نے دورۂ حدیث شریف حضرت مولانا عبد العلی قاسمی محدث مدرسہ مولوی عبد الرب دہلی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا عبد العلی قاسمیؒ حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔ غرض کہ مولوی

نور اللہ بصیر پوری بریلوی نے مولوی فتح محمد بہاولنگری سے پڑھا ہے، اور مولوی فتح محمد بہاولنگری نے حضرت مولانا عبد العلی قاسمی دیو بندی سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان دیو بند حاصل کیا، تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے بھی علماء دیو بند کے شاگردوں سے پڑھ کر فیضان دیو بند حاصل کیا۔ (۲) مولوی نور اللہ بصیر پوری بریلوی نے ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخل ہو کر مولوی سید محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ثبوت گذشتہ اوراق پر گزر چکا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کے حصول تعلیم کی دوسری روایت بھی ملاحظہ فرمائیں مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی سے پڑھا ہے تو حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ تو حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علماء دیو بند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کا انتقال ہو گیا۔ تو پھر حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی نے دہلی جا کر حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ سے بیعت ہو گئے، اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ غرض کہ مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری سے پڑھا ہے، تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے مولوی ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری پڑھا ہے اور یہی الوری بریلوی صاحب علماء اہلسنت دیو بند کے شاگرد ہیں۔ تو مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی کا حصول تعلیم بھی علماء دیو بند کے شاگردوں سے ہے تو یہ فیضان دیو بند ہے۔

(۴) مولوی محمد شریف نوری قصوری نے مولوی نور اللہ بصیر پوری سے پڑھا ہے، تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے مدرسہ حزب الاحناف میں مولوی ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے اور انہوں نے اپنے باپ مولوی محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے اور الوری بریلوی نے علماء دیو بند سے پڑھا ہے تو غرض کہ ہر اعتبار سے مولوی محمد شریف نوری قصوری بریلوی کا حصول تعلیم علماء دیو بند کے شاگردوں سے ہے۔

مولوی انوار الاسلام کاذکر

مولوی انوار الاسلام ۱۹۳۶ء میں شمس آباد ضلع کیمل پور میں پیدا ہوئے۔ والد مکرم مولوی نصیر احمد بن مولوی برہان الدین زمیندارہ کرتے تھے، مولوی انوار الاسلام نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی لیکن اس سال کی عمر میں اپنے بھائی حافظ محمد احسان الحق صاحب اور مولوی محمد حنیف صاحب کے ساتھ شرق پور میں حضرت میاں صاحب کے مدرسہ میں داخلہ لیا اور فارسی کتابوں کا مطالعہ کیا، ان دنوں وہاں مولوی شیخ الحدیث غلام رسول صاحب لائکپوری پڑھایا کرتے تھے، جب مولوی غلام صاحب شرق پور سے ہارون آباد آگئے اور وہاں سے بورے والا اور پھر وہاں سے لاہور کے مدرسہ حزب الاحناف میں آئے، تو مولوی انوار الاسلام ان کی رفاقت میں رہے یہاں مولوی نے تمام علوم منقولات اور معقولات کی تکمیل کی۔ تو مولوی سردار احمد لائکپوری کے مدرسہ منظر اسلام رضویہ لائل پور میں دورۂ حدیث پڑھا اور دستار فضیلت ۱۹۵۶ء میں حاصل کی۔ منقول از تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور ص ۳۹۹ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے لاہور مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم مولوی انوار الاسلام بریلوی کے اساتذہ کا تعارف پڑھیئے۔ (۱) مولوی انوار الاسلام بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث لائکپوری سے پڑھا ہے تو مولوی غلام رسول رضوی شیخ الحدیث لائکپوری نے علماء اہلسنت دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ذکر گذشتہ اوراق میں مولوی غلام رسول رضوی کا ذکر پڑھنے کے عنوان کے تحت گذر چکا ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) مولوی انوار الاسلام بریلوی نے دورۂ حدیث مولوی سردار احمد بریلوی لائکپوری سے پڑھا ہے تو مولوی سردار لائکپوری نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے، تو مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ تو مولوی انورالاسلام بریلوی کے حصول تعلیم کی سند یہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی عبدالقیوم ہزاروی کاذکر

مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی آپ ۲۹ شعبان ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء کو موضع میراہ علاقہ اپر تناول تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مولوی حمید اللہ تھے، ابتدائی کتب فارسی اپنے عم مکرم مولوی حبیب الرحمٰن سے پڑھی۔ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے، مدرسہ منظر اسلام ہارون آباد اور مدرسہ احیاء العلوم بورے والا میں تعلیم پاتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں دورۂ حدیث کے لئے حزب الاحناف لاہور آئے ۱۹۵۶ء میں سند فراغت کے لئے آپ مدرسہ رضویہ لائلپور میں رہے مولوی سردار احمد، مولوی ابوالبرکات شیخ الحدیث مولوی غلام رسول، اور مولوی سید محمد انور شاہ آپ کے نامور اساتذہ میں سے ہیں۔ سند حدیث مولوی سردار احمد صاحب اور مولوی ابوالبرکات دونوں سے حاصل کی۔ منقول از تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور ص ۴۰۰ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے مطبوعہ لاہور

قارئین محترم مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی کے اساتذہ کا حصول تعلیم پڑھیئے

(۱) ۱۹۵۵ء میں مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی نے حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابولبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد محترم مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری برلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔

(تحقیق المسائل ص ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۴۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور دارالعلوم دیوبند نمبر ۸ ۷ سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء)

علاوہ ازیں مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ الوری بریلوی کے حصول علم کی دوسری روایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کے شاگرد ہیں اور

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی یہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وفات پاگئے۔ تو حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی پھر دہلی گئے، تو پھر حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی نے دہلی جا کر حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ سے بیعت ہو گئے، اور حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ غرض کہ مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے (۲) مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی بریلوی لائلپوری سے پڑھا ہے تو مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے علمائے دیوبند سے پڑھا ہے جس کا تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے (۳) مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی نے مولوی سردار احمد لائلپوری سے پڑھا ہے تو مولوی سردار احمد فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے، تو مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کر کے فیضان حاصل کیا۔ تو مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے۔ علاوہ ازیں امام المحدثین احمد علی سہارنپوریؒ ترجمان مسلک دیوبند کا مدرسہ مظاہر علوم ضلع سہارنپور میں بھی تدریس فرماتے رہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا احمد علی۔۔۔ محدث سہارنپوریؒ کا ذریعہ معاش پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا غرباء اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ نہایت متواضع منکسر المزاج سیر چشم تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔ مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔ (منقول از تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۴۷ از سید محبوب رضوی سن اشاعت مارچ، اپریل ۱۹۸۰ء)۔

مولوی غلام جیلانی کا ذکر

مولوی غلام جیلانی بریلوی ۱۹۰۰ء میں ریاست داودن علی گڑھ بھارت میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام غلام [الد]ین ابن حکیم سخاوت حسین فخر سلیمانی ہے آپ کے چچا برصغیر کے معروف عالم دین مولوی قطب الدین برہم [...](۱۳۳۹ھ) نے مدرسہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل کرایا، ابتدائی کتابیں مولوی عبدالعزیز فتح پوری سے پڑھیں [...] قدوری، قال اقول تک صدر الافاضل محمد نعیم الدین مرادآبادی سے پڑھیں۔ شرح ملا جامی اجمیر شریف [...] میں پڑھیں ان دنوں نحو کے امام مولوی امتیاز احمد اسی مدرسہ میں پڑھاتے تھے، ملاحسن کے تحریری امتحان [...] امتیازی حیثیت اختیار کی آپ کے اساتذہ میں سید عبدالمجید، مولوی عبدالحق افغانی، مولوی عبداللہ افغانی [...] امیر احمد پنجابی، اور مولوی امجد علی اعظمی (مولف بہار شریعت) کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں [...] صدر الشریعہ نے ہی آپ کو بریلی کے مدرسہ منظر اسلام میں داخل کرایا۔ اور فوقانی کتابیں پڑھیں ۱۳۵۲ھ [...] صدر الشریعہ کے ہاتھوں دستار فضیلت اور سند تکمیل حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور [...] ۲۰۱ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے مطبوعہ لاہور۔

[...] محترم۔ مولوی غلام جیلانی بریلوی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی مولف بہار شریعت سے علوم دینیہ پڑھ [کر] سند فراغت حاصل کی تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولوی وصی احمد سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ [...] مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل [کی] غرض کہ مولوی غلام جیلانی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے۔ مولوی غلام جیلانی بریلوی کے [...] اساتذہ مولوی عبدالعزیز فتح پوری، مولوی سید عبدالمجید، مولوی عبدالحق افغانی، مولوی عبداللہ افغانی، سید امیر [احمد] پنجابی وغیرہ کی حصول تعلیم کی سند بھی اکابر علماء دیوبند سے جا ملتی ہے۔

مولوی محمد منشا تابش قصوری کا ذکر

مولوی محمد منشا تابش قصوری سیالوی ابن میاں الہ دین ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں داخل ہوئے۔ سند فضیلت حاصل کی مولوی نور اللہ نعیمی کے شاگردوں میں سے ہیں۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۴۰۹ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم۔ (۱) مولوی محمد منشا تابش قصوری سیالوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے علماء دیوبند کے مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد ضلع بہاولنگر میں فقہ کی کتاب ہدایہ وغیرہ شیخ الفقہ حضرت مولانا محمد امیر صاحب دیوبندیؒ، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب دیوبندیؒ اور حضرت صالح محمد دیوبندیؒ سے پڑھا ہے۔ (۲) مولوی محمد منشا تابش قصوری نے مولوی نور اللہ بصیر پوری سے پڑھا ہے، تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے مولوی فتح محمد بہاولنگری سے پڑھا ہے، تو مولوی فتح محمد بہاولنگری نے حضرت مولانا عبدالعلی قاسمی دیوبندیؒ کے پاس مدرسہ مولوی عبدالرب دہلی میں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی (۳) مولوی محمد منشا تابش قصوری سیالوی بریلوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری سے پڑھا ہے، تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پڑھا ہے، تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے والد مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے۔

(۴) مولوی محمد منشا تابش قصوری بریلوی نے مولوی نور اللہ بصیر پوری سے پڑھا ہے تو مولوی نور اللہ بصیر پوری نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری سے پڑھا ہے، تو مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی کی کتاب تحقیق المسائل کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ناو استاذ تا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث پوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔ تحقیق ئل ص ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵، مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۴۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا العلوم دیوبند نمبر ص ۷۷۸ سن اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء غرض۔ مولوی ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے بھی پڑھا ہے۔

تو حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ وفات پا گئے تو پھر حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی دہلی گئے تو حضرت مولانا شاہ محمد انی محدث دہلویؒ سے بیعت ہو گئے۔ تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز ث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ غرض کہ مولوی محمد منشا تابش قصوری سیالوی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیو ہے۔

مولوی عبدالحکیم شرف قادری کا ذکر

مولوی عبدالحکیم شرف قادری ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تقسیم ملک کے بعد لاہور آ گئے ، والد گرامی مولوی اللہ دتہ صاحب علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بیٹے کو دینی تعلیم کے لیے وقف کر دیا ، چنانچہ مدرسہ رضویہ لائلپور میں داخل ہوئے اور ابتدائی دینی علوم مطالعہ کیا۔ اس وقت کے اساتذہ مولوی منصور شاہ ، مفتی محمد امین ، حافظ احسان الحق اور حاجی محمد حنیف سے استفادہ کیا ۱۹۵۷ء میں مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوئے صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں سے لیکر ملا جلال تک مطالعہ کیا مولوی مفتی عبدالقیوم ، مولوی غلام رسول شیخ الحدیث اور مولوی شمس الزمان سے پڑھتے رہے ۱۹۶۱ء میں بندیال کے مدرسہ امدادیہ مظہریہ میں حمائی قاضی مبارک ، خیالی ورصحاح ستہ کا مطالعہ کیا ۱۹۶۳ء میں سند فضیلت لی ، منقول از تذکرہ علما اہلسنت وجماعت لاہور ص ۳۱۰ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم ، اے مطبوعہ لاہور

قارئین کرام۔ مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی کے اساتذہ کے حصول تعلیم کا ذکر پڑھیے ۔ (۱) مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے مفتی محمد امین سے پڑھا ہے تو مفتی محمد امین نے مولوی سردار احمد سے پڑھا ہے تو مولوی سردار احمد نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے تو مولوی وصی احمد سورتی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندیؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ (۲) مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی سے پڑھا ہے تو مفتی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی نے مولوی غلام رسول رضوی لائلپوری پڑھا ہے۔ تو مولوی غلام رسول رضوی لائلپوری نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے (۳) مولوی عبدالقیوم ہزاروی بریلوی نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے تو مولوی ابوالبرکات سید احمد

بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے علماء دیوبند سے پڑھا ہے (۴) مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے مولوی شمس الزمان قادری بریلوی سے پڑھا ہے تو مولوی شمس الزمان قادری بریلوی کے حصول تعلیم کی سند علماء دیوبند سے جاملتی ہے (۵) مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے مدرسہ امدادیہ مظہریہ بندیال میں دورۂ حدیث سند فراغت حاصل کی۔ غرض کہ مولوی یار محمد بندیالوی یہ شاگرد ہیں مولوی ہدایت اللہ جونپوری کے تو مولوی ہدایت اللہ جونپوری یہ شاگرد ہیں مولوی فضل حق خیرآبادی کے تو مولوی فضل حق خیرآبادی یہ شاگرد ہیں مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے تو مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے تو مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یہ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

مولوی یار محمد بندیالوی نے بندیال میں مدرسہ امدادیہ مظہریہ کی بنیاد رکھی غرض کہ مدرسہ امدادیہ مظہریہ کے تعلیم کی سند علماء اہلسنت دیوبند سے جاملتی ہے۔ تو گویا مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی کے حصول تعلیم فیضان دیوبند ہے۔

مولوی یار محمد بندیالوی کے بیٹے مولوی عبدالحق بندیالوی اور مولوی محمد فضل حق بندیالوی کی حصول تعلیم کی سند بھی علماء اہلسنت دیوبند سے جاملتا ہے۔

مولوی معین الدین شافعی قادری کا ذکر

مولوی معین الدین شافعی قادری ۔۔ آپ ۱۹۳۹ء میں بھمڑی بمبی میں ایک تجارت پیشہ صاحب ثروت خاندان میں پیدا ہوئے ،تو انہوں نے مولوی سردار احمد سے مدرسہ رضویہ لائکپور میں دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی جس کا تفصیلی ذکر آپ تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور کے صفحہ ۴۱۲، ۴۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ مولف پیر زادہ اقبال احمد فاروقی ایم ،اے مطبوعہ لاہور

نوٹ ۔ مولوی معین الدین شافعی قادری بریلوی نے مولوی سردار احمد فیصل آبادی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے ،تو مولوی سردار احمد بریلوی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی بریلوی نے مولوی وصی احمد سورتی سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے ۔تو مولوی وصی احمد سورتی نے دورہ حدیث شریف امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے پڑھا ہے تو مولوی معین الدین شافعی قادری بریلوی کے حصول تعلیم کا سلسلہ سند علماء اہلسنت دیوبند کا فیضان ہے۔

مولوی صائم چشتی کا ذکر

مولوی صائم چشتی آپ موضع گنڈی ونڈ متصل سرائے امانت خان ضلع امرت سر میں پیدا ہوئے ۔اپنے والد شیخ محمد اسماعیل سے قرآن پاک پڑھا آپ نے ۱۹۷۳ء میں مدرسہ رضویہ لائکپور سے دورۂ حدیث پڑھا اور دستار فضیلت حاصل کی ،تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۴۱۵ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم ،اے مطبوعہ لاہور۔

نوٹ ۔ مولوی صائم چشتی بریلوی نے مدرسہ رضویہ فیصل آباد سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر فراغت حاصل کی تو مدرسہ رضویہ فیصل آباد والوں کی حصول تعلیم کی سند حدیث مولوی سردار احمد فیصل آبادی ہے تو مولوی سردار احمد فیصل آبادی کی سند حدیث علماء دیوبند سے جا ملتی ہے ۔تو مولوی صائم چشتی بریلوی نے شیخ الحدیث مولوی غلام رسول رضوی بریلوی سے دورۂ حدیث پڑھا ہے تو مولوی غلام رسول رضوی بریلوی نے تمام علوم دینیہ علماء اہلسنت دیوبند والوں سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ہے ۔غرض کہ مولوی صائم چشتی بریلوی کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے۔

مولوی حاجی محمد صادق گوجرانوالہ کا ذکر

مولوی حاجی ابوداؤد محمد صادق بریلوی ۱۳۵۰ھ میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے ۔ ضویہ لائکپور میں جب شیخ الحدیث مولوی سردار احمد صاحب بریلوی سے دورۂ حدیث پڑھا تفصیل ئے تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص ۴۱۶ ۔ ۴۱۷ کا مطالعہ فرمائیں مؤلف پیرزادہ اقبال احمد ایم ،اے مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام ،مولوی حاجی ابوداود محمد صادق رضوی بریلوی امام خطیب زینت المساجد المعروف والی مسجد گوجرانوالہ نے دورۂ حدیث اپنے پیرومرشد مولوی سردار احمد بریلوی فیصل آبادی سے پڑھا مولوی سردار احمد فیصل آبادی نے مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی سے پڑھا ہے تو مولوی محمد امجد علی اعظمی نے دورۂ حدیث مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھا ہے تو مولوی وصی احمد سورتی نے دورۂ حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ دیوبندی سے پڑھا ہے تو مولوی حاجی ابوداود محمد رضوی بریلوی کے حصول تعلیم کا سلسلہ سند فیضان دیوبند ہے۔

مولوی سید حسن الدین ہاشمی کا ذکر

مولوی سید حسن الدین ہاشمی آپ موضع بھوئی ضلع کیمل پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی مولوی
فرید الدین۔ دورۂ حدیث شریف مدرسہ گولڑہ شریف میں مکمل کیا ان دنوں گولڑہ شریف میں مولوی محب النبی شیخ
الحدیث تھے سند فراغت کے بعد آپ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مدرس مقرر ہوئے، تفصیل کے لئے تذکرہ
علماء اہلسنت و جماعت لاہور ۴۲۴، ۴۲۵ کا مطالعہ فرمائیں، مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور۔

قارئین کرام۔ مولوی سید حسن الدین ہاشمی نے دورۂ حدیث آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے مدرسہ غوثیہ کے شیخ
الحدیث مولوی محب النبی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولوی محب النبی شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف
ضلع راولپنڈی نے مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی سے حصول تعلیم کے بعد آپ آخر میں مدرسہ معینیہ واقع آستانہ عالیہ اجمیر
شریف میں مولوی مشتاق احمد کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ تو مولوی مشتاق احمد کانپوری نے مولوی محمد
عبید اللہ کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولوی محمد عبید اللہ کانپوری نے مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ
حاصل کئے تو مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندیؒ سے علوم دینیہ
پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

علاوہ ازیں۔ مولوی محب النبی صاحب نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع
راولپنڈی سے بھی علوم دینیہ حاصل کئے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف امام المحدثین حضرت
مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندیؒ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ نیز حضرت پیر سید مہر علی
شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے کتب فنون مولوی لطف اللہ علی گڑھی سے پڑھی ہیں تو مولوی لطف اللہ علی گڑھی
نے مدرسہ فیض عام کانپور جو علماء اہلسنت دیوبند کا مرکز ہے اس مدرسہ میں مولوی لطف اللہ علی گڑھی نے مولوی
عنایت احمد کاکوروی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی پھر اسی مدرسہ فیض عام کانپور میں ہی مولوی لطف
اللہ علی گڑھی صاحب کامل سات سال تک پڑھاتے رہے۔

غرض کہ۔ مولوی ی سید حسن الدین ہاشمی بریلوی نے مولوی محب النبی شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف میں پڑھا

مولوی محب النبی بریلوی نے مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی کے علماء سے پڑھا ہے، جن کے علماء دیوبند سے گہرے
تھے اور وہ علماء دیوبند کے تکفیر کرنے والوں کو بہت برا سمجھتے تھے۔ لہٰذا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ
کے استاذ محترم مولوی لطف اللہ علی گڑھی کا علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔
احتراز۔۔ (مولوی لطف اللہ علی گڑھی) صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکفیر سے قلم آلودہ نہیں
کبھی مسائل اختلافی کے مباحث میں حصہ لیا۔ حیدر آباد سے ایک خط میں فرزند دل بند کو لکھتے ہیں، کہ حلت
کے مسئلے میں مخالف اور موافق دونوں فریق مجھ کو لکھ رہے ہیں، اور میری رائے کے جویا ہیں۔ مگر میں اس
مسئلے پر کچھ نہ لکھوں گا، اسی وسعت مشرب کا ظہور ندوۃ العلماء کے قیام و ترقی میں ہوا۔

منقول از استاذ العلماء ص ۴۳، ۴۴ سن اشاعت ۱۹۸۹ مطبوعہ لاہور۔

غرض کہ مولوی سید حسن الدین ہاشمی نے مولوی محب النبی سے پڑھا ہے تو مولوی محب النبی نے حضرت
پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے بھی پڑھا ہے، تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف نے امام
المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، تو گویا کہ مولوی سید حسن الدین ہاشمی
کے حصول تعلیم کی سند فیضان دیوبند ہے۔

مولوی محمد عبداللہ قصوری کا ذکر

مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی آپ مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ امرتسر کے گاؤں سرسنگھ میں ۱۴ جنوری ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی گلاب دین ہے۔ حزب الاحناف میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھنے لگے آپ ابتدائی فارسی کتابوں سے لیکر انتہائی کتابوں میں مولوی محمد مہر الدین کے زیر تلمذ رہے دورۂ حدیث شریف مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی شیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے مکمل کیا ۱۹۴۳ء میں دستار فضیلت اور سند فراغت لیکر اپنے گاؤں سرسنگھ گئے۔ تفصیل کے لئے تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور کے صفحہ ۴۲۶، ۴۲۷ کا مطالعہ فرمائیں۔ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی نے مولوی محمد مہر الدین سے پڑھا ہے، تو مولوی محمد مہر الدین نے مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندیؒ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پڑھا ہے۔

علاوہ ازیں۔ ایک روایت کے مطابق مولوی الوری بریلوی نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے بھی پڑھا ہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث

پوری کے فتوی اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔ تحقیق ...کی ص ۳۱ سطر ۳، ۴، ۵، مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس لاہور طبع ثانی ۱۳۲۵ھ منقول از ماہنامہ الرشید لاہور کا ...العلوم دیوبند نمبر ص ۷۷۸ سن اشاعت فروری، مارچ ۱۹۷۶ء۔

...توجہ فرمائیں۔ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد ...بادیؒ سے بھی پڑھا ہے۔

تو حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ ...حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ جب حضرت مولانا شاہ ...عبدالعزیز محدث دہلویؒ وفات پا گئے تو پھر حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی دہلی گے تو حضرت مولانا شاہ محمد ...اسحاق محدث دہلویؒ سے بیعت ہو گئے۔ تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز ...محدث دہلویؒ کے شاگرد ہیں۔ غرض کہ مولوی مولوی محمد عبداللہ قصوری بریلوی نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں ...دورۂ حدیث مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے پڑھا ہے، تو مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی ...نے اپنے باپ مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے پڑھا ہے۔ تو مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ ...صاحب الوری بریلوی نے دورۂ حدیث علماء اہلسنت دیوبند سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، تو گویا کہ مولوی محمد ...عبداللہ قصوری بریلوی کے حصول تعلیم کی سند کا سلسلہ فیضان دیوبند ہے۔

مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی کا ذکر

مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی بریلوی آپ اعوان قوم کے متوسط زمیندار ملک اللہ بخش اعوان
غلام محمد بن محمد چراغ کے گھر ۱۹۱۶ء میں موضع پدھراڑ ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں مولوی
بندیالوی متوفی ۱۹۴۷ء میں بندیال ضلع خوشاب حاضر ہوئے اور سات سال کے عرصے میں صرف ونحو اور فقہ
مختلف کتابوں کے علاوہ اصول فقہ کی حسامی اور منطق کی قطبی وغیرہ کتابیں پڑھیں، اس عرصہ میں استاذ محترم
خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، یہاں تک کہ استاذ گرامی علیل ہو گئے اور چھ ماہ تک اسباق کا سلسلہ
رہا اس کے باوجود حسب سابق خدمت گزاری کا سلسلہ جاری رہا، اور کسی دوسری جگہ جانے کا خیال تک نہ کیا
خود استاذ العلماء کے فرمانے پر مولوی مہر محمد کی خدمت میں اچھرہ لاہور چلے گئے۔ دو سال جامعہ فتحیہ اچھرہ میں
رہے اور مولوی مہر محمد صاحب سے مختصر المعانی، مطول، ملاحسن، قاضی مبارک، حمد اللہ، شرح عقائد، خیالی
امور عامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ چھ ماہ موضع انہی گجرات میں منطق وفلسفہ کی بعض کتابیں پڑھیں۔ پھر لاہور واپس
آکر مولوی محب النبی سے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں شمس بازغہ اور شرح عقائد خیالی پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھیرہ ضلع
سرگودھا میں مولوی غلام محمود پپلانوی سے تصریح شرح چغمینی وغیرہ کتابیں پڑھیں، جن کا تکملہ پر حاشیہ تحفہ سلیمانیہ
اور تصنیف لطیف نجم الرحمن مصنف کے تبحر علمی پر شاہد ہے ۱۹۳۸ء میں حضرت خواجہ محی الدین گولڑوی (بابوجی)
کے ساتھ بغداد شریف حاضر ہوئے اسی موقع پر جامع امام اعظم (بغداد شریف) کے خطیب حضرت مولانا
عبدالقادر آفندی سے حدیث اور فقہ کی سند حاصل کی۔

قارئین محترم (۱) مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی بریلوی کے استاذ مولوی یار محمد بندیالوی بریلوی سے سات
سال تک علوم دین حاصل کیے، تو مولوی یار محمد بندیالوی نے سب سے پہلے علماء دیوبند سے گہرے روابط رکھنے والے
مدرسہ فتح پوری دہلی کے علماء سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ پھر اس کے بعد مولوی یار محمد بندیالوی بریلوی نے مولوی
ہدایت اللہ جونپوری سے علوم دینیہ حاصل کیے اور مولوی ہدایت اللہ جونپوری نے مولانا فضل حق خیر آبادی سے علوم
دینیہ حاصل کیے، تو مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند
فراغت حاصل کی۔ تو مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علماء دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔ (۲) مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی
بریلوی نے مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری سے علوم دینیہ حاصل کیے، تو مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری نے مولوی
غلام محمد گھوٹوی سے علوم دینیہ حاصل کیے تو مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولوی حافظ غلام احمد حافظ آبادی سے علوم دینیہ
حاصل کیے، تو مولوی غلام احمد حافظ آبادی نے مولوی غلام قادر بھیروی اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی
حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی سے علوم دینیہ حاصل کیے ہیں۔ تفصیل کے لئے تذکرہ علماء اہلسنت
وجماعت لاہور ص ۲۲۱ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے مطبوعہ لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔
مولوی غلام قادر بھیروی نے مولوی غلام محی الدین بگوی اور مولوی احمد دین بگوی سے علوم دینیہ حاصل کیے
دونوں بگوی مولویوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت
حاصل کی، تو حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ
پڑھ کر سند فراغت حاصل کی، تو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند
ہیں۔ تفصیل کے لئے تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور ص ۱۳۵۔۱۳۶ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم،
اے مطبوعہ لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔ (۳) مولوی عطا محمد بندیالوی چشتی بریلوی نے مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری
سے علوم دینیہ حاصل کیے تو مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے علوم دینیہ حاصل کیے
تو مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولوی احمد حسن کانپوری سے علوم دینیہ حاصل کیے تو مولوی احمد حسن کانپوری نے فقیہ
اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

(۴) مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی بریلوی نے مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری سے پڑھا ہے تو مولوی
مہر محمد اچھروی لاہوری نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے پڑھا ہے تو مولوی غلام محمد گھوٹوی نے مولانا فضل حق خیر آبادی
سے پڑھا ہے تو مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی سے پڑھا ہے تو حضرت مولانا شاہ
عبدالقادر محدث دہلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے پڑھا ہے تو حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز محدث دہلوی علماء اہل سنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں۔

(۵) مولوی حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی بریلوی نے مولوی مہر محمد اچھروی لاہوری سے پڑھا ہے تو مولوی
مہر محمد اچھروی لاہوری نے مولوی غلام محمد گھوٹوی سے پڑھا ہے تو مولوی غلام محمد گھوٹوی نے سند حدیث مولوی

حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کو لفظ ''المحدث'' سے یاد کیا

جناب محمد اکرم ایم اے مؤلف کتاب معدن کرم مشتمل براحوال وآثار صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵، حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری المعروف بہ کرماں والا ضلع اوکاڑا نے استاذ العلماء فخر المحدثین حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کو لفظ ''المحدث'' سے یاد کیا ثبوت کیلئے کتاب کا عکس ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ○ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ○

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بفضلہ وبمنہ تعالیٰ

ایں کتاب موسوم بہ

معدنِ کرم

مشتمل براحوال وآثار

معدن انوار، مخزن اسرار، شمس العارفین، سراج السالکین، سیدنا ومرشدنا

حضرت سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری قدس سرہ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

و

پیر طریقت شہنشاہ ولایت قطب دوراں

سید عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف محمد اکرم ایم اے

[illegible]

حاصل ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "مولا کریم مہربانی فرما دیں گے۔ آپ حج کر آئیں۔" یہ سن کر ایک نادار شخص جو مجلس میں موجود تھا بول اٹھا کہ حضور میں بھی حج کرنا چاہتا ہوں۔ مگر میرے پاس کچھ زاد راہ نہیں ہے" آپ نے مسکراتے ہوئے ایک چونی اس کو دی اور فرمایا کہ جاؤ تم بھی حج کر آؤ۔ یہ لو زاد راہ اس شخص نے چونی سنبھال لی اور کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔

حج کے لیے روانگی کے ایام آئے تو وہ دونوں آدمی جو پہلے آپ سے اجازت سفر لے چکے تھے۔ حج کے لیے تیار ہو گئے اور ٹکٹ لے کر کراچی چلے گئے۔ اس شخص کو بھی خیال آیا کہ حضرت صاحبؒ نے زاد راہ دیا تھا چلنا چاہیے چنانچہ وہ بھی تھوڑا سا سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا اور اسٹیشن پر جا پہنچا۔ کراچی جانے والی گاڑی کا وقت ہو چکا تھا بابو صاحب کو چونی پیش کر کے کراچی کا ٹکٹ طلب کیا۔ بابو نے چونی واپس کر دی اور کہا کہ "جاؤ بابا گاڑی آنے والی ہے ٹکٹ کی کیا ضرورت ہے تم گاڑی میں سوار ہو جاؤ تمہیں کوئی ٹکٹ نہیں پوچھے گا۔" گاڑی آئی تو وہ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ راستہ میں اس کو کسی نے نہ پوچھا اور وہ سیدھا کراچی پہنچ گیا۔

اسی طرح کراچی سے بعض مخیر حضرات نے جدہ تک آمد و رفت کا انتظام کر دیا اور راستہ میں کسی نے بھی باز پرس نہ کی۔ جدہ میں جہاز سے اتر کر مکہ معظمہ پہنچ گیا اور وہ چونی بدستور اس کے پاس تھی۔ وہاں سے مدینہ منورہ جانے کا بھی کوئی ذریعہ بن گیا اور اس طرح وہ حج اور زیارت سے مشرف ہو کر واپسی سفر کے لیے جدہ سے بحری جہاز پر سوار ہو کر سارا سفر مکمل کر کے گھر پہنچ گیا۔ پھر وہ حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا کہ "میاں حج کر آئے۔" عرض کیا کہ حضورؒ آپ کے عنایت کردہ زاد راہ کی برکت سے سارا سفر با آرام طے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "خوب ہوا لیکن ہاں وہ ہماری چونی کہاں ہے۔" اس نے جیب سے چونی نکال کر پیش کر دی۔ آپ نے چونی لے کر فرمایا کہ "حج تو تم کر آئے ہو اب یہ ہماری چونی ہمیں واپس کر دو۔"

نوٹ:

راقم الحروف فقیر (محمد اکرام) مولف نے جب یہ واقعہ مولوی محمد حنیف

صاحب کی زبانی سنا تو اس کو تسلیم کرنے میں متذبذب ہوا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا میں اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھا۔ ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذوالحج کی مناسبت سے کتاب "فضائل حج" مولف مولانا الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی ورق گردانی کرنے لگا اچانک صفحہ نمبر ۲۵۵ پر نظر رک گئی۔ حضرت مولانا نے عنوان نمبر ۲۰ کے ماتحت لکھے واقعہ درج کیا ہے جو اس کتاب سے من و عن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہؒ اور حضرت جنیدؒ کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔

(نقل)

(۵۹) حضرت ابو محمد زجاجیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درہم مجھے عطا فرمایا میں نے اس کو اپنے کمربند میں باندھ لیا۔ اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ "لاؤ ہمارا درہم" میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی سرکیسی پائی میں نے کہا "بڑی چاہ"

.........................(روض)

دنیوی معاملہ کی درستگی

میر محمود صاحب امرتسری حال مقیم لاہور بیان کرتے ہیں کہ وہ امرتسر سے اکثر آپ کی خدمت میں حصول برکت و فیض کے لیے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دوپہر کی گاڑی سے جانے کا پروگرام بنایا۔ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانگی کے

اکابر علماء دیوبند کی حقانیت

اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی حقانیت پر اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی
کے ایک پیر بھائی کی شہادت ملاحظہ فرمائیں

چنانچہ برآءۃ الابرار عن مکائد الاشرار کے صفحہ ۴۸۳، ۴۸۴، کا عکس ملاحظہ فرمائیں

باسمہٖ تعالیٰ

فرقہ رضائی کے امام الطائفہ بریلوی رضا خوان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان سنت علماء دیوبند نیز انکے متبعین و منتسبین بلکہ رضا خانی ضداً انکے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور اطاعت شیطان و عصیان رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالافتا اسلامی ریاست ٹونک و رضا ولیورہ بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اسلام کے ایکسو بائیس (۱۲۲) فتاویٰ اور تین سو سولہ (۳۱۶) حافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہوگیا کہ حضرات علمائے دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں۔ اس ضروری امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمیٰ بہ

برآۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبد الرؤف خانصاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ شائع کیجاتی ہے جسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ بعونہ البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی مورد لعنت و کفر ہوگئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے ہمیشہ بند ہوجائینگے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین آمین

مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور

اپنے زمانے کے اکابر اولیاء اللہ بلکہ قطب الاقطاب میں سے ہیں اُن کی بات ماننے کے قابل ہے یا ان کے مقابلہ میں حشمت علی رضاخانی جیسا بددین جو اسلام اور مسلمانوں کا سچا جانی مالی ایمانی دشمن ہے نام کا مولوی جو خود سوائے نماز جمعہ کے کبھی جماعت سے نماز بھی نہیں پڑھتا بلکہ اپنے رضاخانی رافضی یعنی رضاخانی شیعی عقائد کی بنا پر اپنے کمرہ میں ہمیشہ نماز پڑھتا ہے اور تقیہ کرکے اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کرتا ہے اور مسلمانوں سے چندہ وصول کرکے اپنا پیٹ بھرتا ہے اور انھیں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور عام طور سے بیچارے سیدھے سادے بھولے بھالے مسلمانوں کو اکابر اولیاء اللہ اور علماء سنی حنفی سے متنفر کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرکے مستحق جہنم ہوتا ہے سَوَّدَ اللہُ وَجْھَہٗ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

اکابر علماء دیوبند کی حقانیت پر خانصاحب بریلوی کے ایک پیر بھائی کی شہادت

خانصاحب بریلوی کے پیر بھائی حضرت مولانا حکیم حاجی سید بدرالحسن صاحب سہسوانی مرحوم اپنی کتاب گلزار شریعت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو!

قولہ۔ فاضل مجدد۔ عارف مستند۔ مصدر خلق و تو قیر و مظہر علم و تفقہ۔ مقبول بارگاہ صمد حضرت مولانا حاجی محمد رشید احمد صاحب مدظلہم اللہ الاحدالیٰ یوم الابد کو حقیقۃً عالم باعمل کہنا بجا ہے اور فقیہ بے بدل لکھنا زیبا ہے جس نے نور توحید کو پھیلایا۔

اور مولانا حاجی صاحب ممدوح اپنی کتاب گلزار حقیقت مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ ہو!

نظم

مولوی اشرف علی بدر الحسن	شد چو مقبول جناب ذوالمنن
جانشین مسند خیر البشر	حق نما و حق نیوش و حق نگر
افتخار سالکان راہ حق	علم عرفان شد بدانش مستحق

برادران اسلام واضح ہو چونکہ اکابر علماء دیوبند پر جو رضاخانیوں نے اتہام لگایا تھا اور اس سے عام مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالا تھا بحمداللہ تعالیٰ ان تمام جھگڑوں کا فیصلہ رسالہ بنام

تاریخی فیصلہ خصوصیات از محکمہ دارالقضات سے ہو گیا ہے بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس فیصلہ پر خانصاحب بریلوی کے پیر بھائی نے اپنی تصدیق مہر لگا کر رضاخانیوں سے اُن کی دروغگوئی کا اقرار کرا دیا ہے لہذا اطمینان رکھیں کہ اکابر علماء دیوبند پکے مسلمان سچے سنی حنفی اور رضاخانیوں کے مصداق حسب ذیل شعر کے ہیں۔

اِذَا جَآءَ مُوْسٰی وَاَلْقَی الْعَصَا	فَقَدْ بَطَلَ السِّحْرُ وَالسَّاحِرُ
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور عصا کو ڈالا	تو بیشک باطل ہوا جادو اور جادوگر بیچارا

رضاخانی بھائیو اب ایمان سے سچ سچ بتاؤ کہ خانصاحب بریلوی کے پیر بھائی مولانا حکیم حاجی سید بدرالحسن صاحب سہسوانی مرحوم تمہارے نزدیک کیسے ہیں؟ اگر وہ تمہارے نزدیک حق پر ہیں تو اُن کا قول بھی حق ہے اسکو خدا لگتے مانئے اور اکابر علماء دیوبند کو کفر کے برے کلمات سے اپنی زبان پر مہر سکوت لگائیے اور توبہ کیجئے۔ اور اگر تمہارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں تو اُن کے کفر کا بھی اعلان شائع کرکے اُنکا جہنم میں بنائیے۔ افسوس ؎ ایسی ضد کا کیا ٹھکانا مذہب اپنا چھوڑ دے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

جامع

(۴) مختصر حالات حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول تاج الفقہاء والمحدثین حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن صاحب سنی حنفی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے تخمیناً چالیس سال تک مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دی آپ کے حلقۂ درس دورۂ حدیث میں ہر سال ساٹھ ساٹھ ستر ستر کے قریب طلبہ ہوتے تھے اور سال آخر امتحان المعظم میں امتحان دے کر اور تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہو کر مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے سند لے کر اپنے اپنے مکان واپس جاتے تھے۔ اس عرصہ میں تقریباً ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد رشید دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے دینی خدمت انجام دے رہے ہیں ہندوستان میں جتنے موجودہ علماء ہیں وہ سب کے سب آپ ہی کے شاگرد رشید یا آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

آپ نے بزمانۂ اسیری مالٹہ میں قرآن مجید فرقان حمید کا نہایت عمدہ بامحاورہ اُردو ترجمہ کیا

جناب سید شاہ علی نقی صاحب کی حق گوئی

اکابر علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں جناب سید شاہ علی نقی صاحب سجادہ نشین قصبہ جائس محلہ غوریانہ ضلع رائے پور بریلی کی حق گوئی ملاحظہ فرمائیں

چنانچہ براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار کے صفحہ ۱۰۷، اعکس ملاحظہ فرمائیں

باسمہٖ تعالیٰ

فرقہ رضاخانی کے امام الطائفہ بریلوی رضا خان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان سنت علماء دیوبند نیز ان کے متبعین و منتسبین بلکہ رحمہم اللہ ان کے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور اطاعت شیطان و عصیان رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دار الافتاء اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اعلام کے ایک سو پچیس (۱۲۵) فتاویٰ اور ایک سو سولہ (۱۱۶) محافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات علمائے دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں۔ اس ضروری امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمّی بہ

براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبد الرؤف صاحب جگن پوری نفع اللہ المسلمین بطول بقاہ شائع کی جاتی ہے جس کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ رضا خانی اہل بدعت کی تمام [illegible] بے اصل ہے وہ خود ہی دائرہ سنت و [illegible] ہو گئے [illegible] علمائے دیوبند [illegible] رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے [illegible] کسی مسلمان [illegible] مسلمانوں کیلئے یہ کتاب [illegible]

اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین

مطبوعہ [illegible] پریس [illegible]

جواب استفتا نمبر (۱۰)

از جانب جناب سید شاہ علی نقی صاحب سجادہ نشین قصبہ جائس محلہ غوریانہ ضلع رائے بریلی

الجواب

(۱) اسامی مذکورین پر کفر کا فتویٰ عائد کرنا خلاف مصداق حدیث قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ ہے اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہئے زیادہ سے زیادہ اگر کوئی شخص توحید و رسالت کا قائل ہوتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خلاف کرے تو فاسق و فاجر کہا جاسکتا ہے کافر نہیں ہوسکتا۔

(۲) وہابی میں نہیں جانتا کہ کس کو کہتے ہیں اور کونسا مذہب ہے۔!

(۳) سنی حنفی مقلد امام اعظم یعنی امام صاحب کے بتلائے ہوئے رستہ پر چلنا۔

(۴) بدعت احداث فی الدین یعنی احکام خدا و رسول کے علاوہ کسی قسم کی اختراع اپنی طرف سے شریعت میں کرنا اور اس کو ثواب سمجھنا بدعت ہے وعید اسکی یہ ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ واللہ علمہ اعلم وعلمہ اتم۔

خادم الطلبا فقیر سید شاہ علی نقی عفی عنہ محلہ غوریانہ۔ قصبہ جائس ضلع رائے بریلی

(نوٹ) اس فتوے میں مسائل ہی کیا ہیں جن کا جواب مدلل دیا جائے یا حوالہ کتب کی ضرورت ہو۔

جواب استفتا نمبر (۱۱)

از جانب ناظم جمعیۃ العلماء نوشہرہ ضلع پشاور (صوبہ سرحد)

الجواب واللہ الہادی الی الصواب

علماء دیوبند صحیح الاعتقاد حنفی المذہب مسلمان ہیں عقائد میں اہل سنت والجماعت میں اور اہلسنت میں ماتریدیہ ہیں اور فروعی مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کوفی کے مقلد ہیں ان پر ناحق وہابیت وغیرہ کے جو اتہامات لگائے جاتے ہیں محض جاہلانہ تعصب ہے ان کا قصور یہی ہے کہ ہندوستان میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو یہ ثابت کرکے دکھلایا کہ حدیث سے بالکل متفق ہے اور فقہ حنفی کو دنیا کے سامنے محدثانہ رنگ میں پیش کیا اگر کسی کو خدائے تعالیٰ نے بصیرت کا کچھ حصہ بھی عطا کیا ہوا ہو

علماء اہلسنت دیوبند کا مقام

مولانا مولوی حکیم سید شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد کی نظر میں علماء اہلسنت دیوبند کا مقام ملاحظہ فرمائیں

چنانچہ برآءۃ الابرار عن مکائد الاشرار کے صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱، کا عکس ملاحظہ فرمائیں

باسمہٖ تعالیٰ

فرقۂ رضانی کے امام الطائفہ بریلوی … اسلام و ایمان میں اکابر حامیان سنت علمائے دیوبند و نیز انکے متبعین و متوسلین بلکہ (معاذ اللہ) انکے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور اطاعت شیطان و عصیان رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالاسلام اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علمائے کرام و مشائخ عظام و مفتیان اعلام کے ایک سو اکتالیس (۱۴۱) قتاویٰ اور ایک سو سولہ (۱۹۱) حافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات علمائے دیوبند پکے اور سچے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں اس امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمّیٰ بہ

براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقۂ رضاخانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری احمد عبدالرؤف خانصاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین بطول بقایہ شائع کیجاتی ہے جسکے مطالعہ سے ظاہر ہو گا کہ مجدد البدعات کی تمام بے اصل ہے وہ خود ہی قوارد لعنت و کفر ہو گئے اور علمائے دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضاخانیوں کے مکائد کے تمام دروازے بند ہونگے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین آمین

مطبوعہ مدینہ برقی پریس بجنور

کہ نہیں قبول کرتا اللہ تعالیٰ بدعتی کے روزے کو اور نہ نماز کو نہ صدقے کو نہ حج کو نہ عمرے کو اور نہ جہاد کو نہ توبہ کو نہ فدیہ کو اور نکل جاتا ہے بدعتی اسلام سے جیسے کہ نکلتا ہے بال گوندھے ہوئے آٹے سے۔

ترجمہ (۳) اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ بدعتی کے عمل قبول کرنے سے جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو نہ چھوڑے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم حررہٗ احقر العباد ولی احمد بنجابی مدرس اوّل مدرسہ قادریہ حسن پور ضلع مراد آباد

الجواب صحیح عبدالغفور عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمود احمد عفی عنہ۔ الجواب صحیح احمد شاہ غفرلہٗ

الجواب صحیح حکیم میر نواز حسین مسلم شمسی مدرس حال مقیم رنگون۔

جواب استفتا نمبر (۱۱۹)

از جناب مولانا مولوی حکیم شاہ وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد

الجواب

میرا عقیدہ یہ ہے کہ علمائے دیوبند کافر نہیں ہیں۔ علمائے سلف نے مسئلہ تکفیر میں نہایت احتیاط سے کام لینے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مسئلہ میں بہت احتیاط برتتے تھے مگر آجکل کے مولوی مسلمان کو کافر کہدینا ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ میں اس موقع پر یواقیت کی ایک عبارت کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی شیخ الاسلام تقی الدین سبکیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مومن کی تکفیر میں پیش قدمی کرنا اس شخص کے لئے بہت دشوار ہے جس کے دل میں ایمان ہے اور مبتدعین کی تکفیر کو ایک بھاری چیز سمجھے گا باوجودیکہ کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ کافر کہنا ایک ہولناک و پرخطر ہے ایک مسلمان کا خون کر دینا ہزار کافر واجب القتل کے چھوڑ دینے سے زیادہ بُرا ہے (یواقیت)

علمائے رضاخانی اسکے دعوے دار ہیں کہ فرقہ دیوبندیہ اہانت رسول کا مجرم ہے لہٰذا ایسے عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان کی روشنی ہوگی وہ ہرگز ہرگز اہانت رسول کا مرتکب نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ علماء دیوبند اگر کسی کتاب سے تاویل کر کے کوئی ایسا مطلب نکال لیا جسکا صاحب کتاب کو گمان تک نہیں ہے نہ اس پر اسکا اعتقاد ہے تو میں اسکو اس جرم سے منزہ سمجھوں گا میرا جو عقیدہ ہے اسکو بلا کم و کاست ظاہر کر دیا۔

میری دونوں فرقے کے علماء سے یہ التماس ہے کہ مذہب اسلام اسوقت بڑی تباہی میں ہے اللہ اس پر رحم کرے اور عام مسلمانوں کو روزہ نماز کی تلقین کریں اور آپس میں اتحاد و اتفاق قائم کریں ہر وقت سرکار مدینہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس درویش کی یہی التجا ہے

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے	امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

فقیر سید محی الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ
بقلم سید عبد الحی اشرف عفی عنہ۔

جواب استفتا نمبر (۱۲۰)

ازجانب مولانا ظفر احمد صاحب مظفر نگری

الجواب

(۱) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا

یہ حضرات عمائد اسلام مشائخ اسلام رونق اسلام زینت اسلام ہیں ان کے دم سے شریعت و طریقت کو فروغ ہوا توحید و اتباع سنت کو حیات تازہ حاصل ہوئی جبکہ قبر پرستوں اور بدعتیوں کے غلبہ سے توحید و اتباع سنت کا چراغ ہی ہندوستان سے گل ہونے لگا تھا یہ حضرات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ محدث دہلوی کے خاندان حدیث کے چمکتے ہوئے چراغ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ کے گل سد برگ ہیں کابل اور حیدر آباد اور مکہ و مدینہ منورہ وجدہ و شام وغیرہ بلاد اسلام میں ان علماء دیوبند کے فیض باقی

مولوی ولی احمد ہزاروی کا ذکر

مولوی ولی احمد ہزاروی۔ آپ ۱۸۵۰ء کے قریب باندی عطائی خان تحصیل ایبٹ آباد ہزارہ میں احمد جی کے گھر پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم گھر پہ حاصل کی پھر علاقہ کے علماء سے استفادہ کرتے رہے اعلیٰ تعلیم کیلئے مدرسہ رام پور کا قصد کیا اور وہیں سے سند فراغت حاصل کی فراغت کے بعد اسی مدرسہ میں تدریس پہ معمور ہوئے ایک عرصہ تک وہاں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں پھر وطن آکر تدریس کرتے رہے آزاں بعد کچھ عرصہ ایبٹ آباد زیارت والی مسجد میں تدریس کی۔ ۱۹۱۵ء میں حج کیلئے روانہ ہوئے، حج سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں درس حدیث دیتے رہے ایک سال بعد ۵ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء کو مدینہ منورہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔۔ کہا گیا ہے کہ آپ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے خلیفہ مجاز تھے: منقول از مشاہیر علماء دیوبند، جلد ا، صفحہ ۲۶۴، مؤلف حافظ قاری فیوض الرحمن صاحب ایم اے، مطبوعہ لاہور۔

قارئین محترم حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کے خلیفہ مولوی ولی احمد ہزاروی نے مدرسہ عالیہ رام پور سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مدرسہ عالیہ رام پور والوں کی سند حدیث حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی سے جا ملتی ہے کیونکہ مولانا فضل حق خیر آبادی نے حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ نے علوم دینیہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا اور سند ہیں تو مولوی ولی احمد ہزاروی کی سند حدیث بھی علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا سے ملتی ہے۔

دو بریلویوں کی شہادت

چنانچہ اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان کے بارے میں دو بریلویوں کی شہادت باحوالہ "تذکرۃ الخلیل" صفحہ ۱۶۱، کا عکس ملاحظہ فرمائیں!

علامہ جلیل فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے تبحر علمی کے بارے میں حافظ امیر اللہ بریلوی اور حافظ سردار احمد بریلوی کی شہادت پڑھیئے کہ جن کا بیان ہے کہ ایک شیعہ سے اختلافی مسائل پر میری گفتگو ہوئی ہے اور میں بے حد پریشان ہو کر شہر بریلی انڈیا کے نام گرامی کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک شیعہ سے میری اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی ہے اور گفتگو اس قدر طویل ہوگئی ہے کہ اس کے تمام تر سوالات کا دندان شکن جواب دینا ضروری ہوگیا ہے۔ چنانچہ حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے حافظ امیر اللہ بریلوی کو جواب ملا کہ جواب تو لکھ دیا جائیگا مگر ایک ہزار روپیہ مجھے دیا جائے تاکہ میں ان پیسوں سے مذہبی کتب خرید کر مطالعہ کرے جواب لکھ سکوں سوائے اس کے کوئی چارہ کار ہرگز نہیں ثبوت ملاحظہ فرمائیں!

عکس ملاحظہ فرمائیں

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

الحمد للہ کہ سوانح قدوۃ العلماء تاج المحدثین زبدۃ الفقہاء سراج الناظرین
امام الہمام الاوحد مولانا الشیخ ابی ابراہیم خلیل احمد المدنی المہاجر قدس سرہٗ

بنام

تذکرۃ الخلیلؒ

جس کے ضمن میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی، مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی، مولانا الحاج صدیق احمد صاحب انبھٹوی، اور مولانا الحاج الشیخ عبد الرحیم صاحب رائپوری قدس اللہ اسرارہم کے پیارے حالات بھی آگئے ہیں۔ اور ہندوستان کی مشہور دینی درسگاہ مظاہر علوم کے دار الطلبہ و کتب خانہ اور قدیم دار الحدیث کے تین عکسی فوٹو مطبوعہ بھی شامل ہیں

مؤلفہ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ الشیخ ۳/۳۶۷ بہادر آباد کراچی ۵

سامنے گردن جھکائے ؎

قسم کن درکار خضر اے بے نفاق   تا نگوید خضر رو ھذا فراق

ھذہ سنۃ اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

حافظ امیر اللہ اور ایک شیعہ

حافظ امیر اللہ صاحب بریلوی ایک صاحب تھے جنھوں نے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں ایک شیعہ سے اختلافی مسائل میں ان کی کچھ گفتگو ہوگئی اور وہ پریشان ہو کر بریلی کے نامی علماء کے پاس آئے کہ ان سوالات کا جواب دیا جائے۔ حافظ سردار احمد بریلوی لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی طرف سے ان کو جواب ملا کہ ہاں جواب تو ممکن ہے مگر ایک ہزار روپیہ ہونا چاہئے۔ حافظ صاحب نے فرمایا آخر جواب کے لئے اتنی کثیر رقم کی کیا ضرورت ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کی مذہبی کتابیں خرید کر مطالعہ کی جائیں گی اس وقت جواب لکھا جائیگا بغیر اس کے جواب ممکن نہیں ہے۔ اختلافِ عقائد کے سبب ان کو حضرت کے ساتھ مناسبت نہ تھی مگر مجبور با دلِ ناخواستہ وہ مصباح العلوم میں آئے اور حضرت سے مسائل مسئولہ کا تذکرہ کیا، حضرت نے جواب فوراً لکھدیئے۔

مطرقۃ الکرامہ کا سبب تالیف

اور یہ فرما کر کہ اس بحث ہی کا انشاء اللہ خاتمہ کردوں گا مطرقۃ الکرامہ کی تالیف شروع کردی جس کا حصہ اول طبع ہو کر شائع اور اب نایاب ہو چکا حضرت اس تمنا و انتظار میں کہ کاش علماء شیعہ اس کا جواب دیں چالیس برس گذار کر عالمِ قدس کو سدھار لئے مگر اس کا برائے نام بھی اب تک جواب نہیں ہوا۔ حافظ امیر اللہ صاحب جوابات دیکھ کر حیران رہ گئے اور جب تک زندہ رہے اس کا اعتراف کرتے رہے کہ حضرت اپنے وقت کے علامہ ہیں کم و بیش دو سال حضرت نے بریلی میں قیام فرمایا۔

دیوبند میں منصب تدریس پر تقرر

اور آخر حضرت امام ربانی نے آپ کے لئے دار العلوم دیوبند کا قیام تجویز فرما کر آپ کو لکھدیا کہ گو تنخواہ میں عشہ کا تنزل ہے مگر تمہاری علمی ترقی کا لحاظ کرکے اس کو پسند کرتا ہوں" حضرت کو کمی بیشی کا خیال کیوں ہونے لگا تھا جبکہ آقائے روحانی کا مشورہ تھا۔ آپ کے لئے تو بڑی دولت مرشد کی رضا و خوشنودی تھی اور اس صورت میں تو شیخ کا قرب جسمانی اور مرکز علوم کی خدمت کا وہ روحانی انتظام بھی شامل تھا

سلطے خلوص والے حضرت خضر کے ہمراہ صبر کیا کرو تاکہ خضر یوں نہ کہیں جاؤ۔ جدائی ہے سے یہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت کا طریقہ ہے اور تم اس کے طریقہ میں تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ عشہ دس روپے۔

قارئین محترم مندرجہ بالا "تذکرۃ الخلیل" کی عبارت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جس پر کسی لے چھوڑے تبصرہ کے قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ سائل حافظ امیر اللہ بریلوی جب تک زندہ رہے فخر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کو علامہ وقت کہتے رہے۔ یہ ہے تبحر علمی جس کا سائل برملا اعلان کر رہا ہے یہ سب کچھ حق تعالیٰ کا علماء اہلسنت دیوبند پر فضل و کرم اور احسان ہے کہ جس ذات پاک نے علماء دیوبند کو علم جیسی عظیم نعمت سے مالا مال فرمایا ہے تو حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے علماء اہلسنت دیوبند علمی میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں اور سائل کی زبانی آپ پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اعلیحضرت بریلوی شیعہ کے ان کے جوابات لکھنے سے بالکل عاجز ہو گئے تب ہی تو سائل کو ایک نئی پریشانی میں ڈال دیا کہ پہلے ایک ہزار مجھے دو تا کہ ان میں جواب لکھنے کیلئے کتابیں خرید کر مطالعہ کر سکوں تا کہ جواب لکھا جائے۔ اس سے آپ اعلیحضرت بریلوی کا علمی مطالعہ اور للہیت کا اندازہ فرمائیں کہ کس قدر دین اسلام کا عظیم جذبہ تھا کہ جو ہزار روپے لینے پر مشروط کر دیا۔ مقصد تو پھر یہ ہوا کہ روپے پیسہ آنا چاہئے چاہے جیسے آئے آنے ہی چاہیے خواہ دیوے بھی آئے۔ اعلیحضرت بریلوی سرکار کو اس سے کچھ غرض نہیں بس ان کو اپنی ایک غرض تھی جس کو کھلے الفاظ میں بیان فرما دیا کہ ایک ہزار روپے لے آؤ تب کام ہو گا ورنہ نہیں۔

آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے مرید مولوی قاضی محمد اسحاق کا ذکر

مولوی قاضی محمد اسحاق ۔ آپ علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے بزرگ علاقہ گدون ضلع مردان سے یہاں آئے اور قضاء کے فرائض انجام دیتے رہے آپ دس نومبر ۱۹۱۴ء کو موضع ڈھوڈیال متصل نواں شہر ایبٹ آباد ہزارہ میں قاضی غلام جیلانی صاحب کے گھر پیدا ہوئے ، ابتدائی تعلیم قرآن مجید ناظرہ اور فارسی نظم اپنے والد قاضی غلام جیلانی صاحب بن قاضی محمد اسحاق صاحب سے حاصل کی ساتھ ہی گورنمنٹ مڈل اسکول نواں شہر (اب ہائی اسکول ہے) سے ۱۹۳۲ء ورنی کلر مڈل اسکول کا امتحان پاس کر کے اپنے نانا مولوی بدرالدین صاحب ساکن نواں شہر سے صرف اور فقہ شروع کی پھر تین سال اپنے ماموں مولوی عبدالغنی صاحب اویسی ساکن سلہٹ کے ہاں تین برس قیام کیا اور ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر مدرسہ حزب احناف لاہور میں مولوی سید احمد صاحب بریلوی اور مولوی محمد عمر سے کچھ کتابیں پڑھیں ۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے ۲۲ شوال ۱۳۵۳ھ کو دیوبند میں داخلہ لیا اور پہلے تین سالوں میں موقوف علیہ کی تکمیل کر کے چوتھے سال ۱۳۵۷ھ میں حضرت مولانا سید حسین مدنیؒ سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ۔ فہرست فضلاء دیوبند ہزارہ میں ۱۵۳ نمبر پر آپ کا نام مع کوائف موجود ہے ۔ فرغت کے بعد آپ نے اپنے وطن سلہٹ میں پانچ سال تک تدریس کی ۱۹۴۲ء میں محکمہ تعلیم صوبہ سرحد سے منسلک ہوئے اور مختلف اسکولوں میں پڑھاتے رہے ، ساتھ ہی مدرسہ انوار العلوم ایبٹ آباد میں تین سال تک پڑھاتے رہے ، ایک سال مدرسہ محمودیہ حویلیاں میں درس دیا اب مسجد مرچاں والی نواں شہر میں امامت کیساتھ دارالعلوم ہزارہ جامع مسجد الیاس میں درسی کتب بھی پڑھاتے ہے ۔ جناب حافظ خواجہ سدید الدین مرحوم سجادہ نشین

شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی (منقول از مشاہیر علماء دیوبند صفحہ ۴۷ جلد ۱ حافظ قاری فیوض الرحمن صاحب ، مطبوعہ لاہور ۔

قارئین محترم آستانہ عالیہ تونسہ شریف کا سجادہ نشین حضرت جناب حافظ خواجہ سدید الدین کے مرید مولوی قاضی محمد اسحاق صاحب ہزاروی نے دورۂ حدیث شریف شیخ العرب والعجم امام الحرمین حضرت مولانا حسین مدنیؒ سے دارالعلوم دیوبند میں پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ۔ تو جناب مولوی قاضی محمد اسحاق صاحب نے علوم دینیہ کا فیضان علماء اہلسنت دیوبند سے حاصل کیا اور طریقت کا فیضان آستانہ عالیہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان سے حاصل کیا ۔ نیز مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے بھی کچھ کتابیں پڑھیں لیکن مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے بانی مولوی سید ابومحمد دیدار

علی شاہ صاحب کی سند حدیث بھی علماء اہلسنت دیوبند سے جاملتی ہے اور ان کے صاحبزادے مولوی ابوالبرکات قادری بریلوی شیخ الحدیث ومفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور نے اپنے والد مولوی ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ، تو قاضی محمد اسحاق صاحب نے علماء اہلسنت دیوبند سے براہ راست پڑھا ہے اور علماء دیوبند کے شاگرد سے بھی پڑھا ہے ۔

مولوی سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانی کا ذکر

مولوی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانی ۔ آپ ۱۳؁ ۱۹۱۳ء میں امروہہ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے والد گرامی کا اسم گرامی سید محمد مختار کاظمی تھا بچپن ہی میں آپ سائیہ پدری سے محروم ہو گئے آپ کی پرورش تعلیم وتربیت آپ کے برادر معظم سید محمد خلیلؒ نے فرمائی اور سولہ سال کی عمر میں سند فراغت حاصل کر کے انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ منقول از اکابر تحریک پاکستان حصہ اول صفحہ ۱۵۱ از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور۔

نوٹ: مولوی سید احمد سعید کاظمی ملتانی شاہ صاحب نے اپنے بڑے بھائی مولوی سید محمد خلیل شاہ صاحب سے حدیث پڑھی اور انہوں نے مولوی ریاست علی خان شاہ جہان پوری سے حدیث پڑھی اور انہوں نے مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری سے حدیث پڑھی اور انہوں نے حضرت مولانا شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید سے حدیث پڑھی اور انہوں نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی جو کہ علماء اہل سنت دیوبند کی سند ہے۔ اور آپکے بھائی کا سلسلہ سند بھی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ علاوہ ازیں تذکرہ علماء اہلسنت کانپور میں مرقوم ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں مولوی سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب ملتانی کا اصل نام نامی محمد سعید تھا مگر آپ نے احمد سعید اختیار کیا (یعنی کہ محمد سعید کاظمی امروہوی) کی بجائے احمد سعید کاظمی امروہوی اختیار کیا ثبوت کیلئے تذکرہ علماء اہلسنت کانپور مطبوعہ فیصل آباد از محمود احمد قادری۔ صفحہ ۲۲۴ کا مطالعہ فرمائیں۔

مولوی شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی کے تایا جان خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی کا ذکر

مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی محلہ مشائخاں میرٹھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مولوی شاہ عبد الحکیم صدیقی نے احمد مختار اور دادی صاحبہ نے امام الدین نام تجویز کیا۔ پانچ برس کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے اور قرآن مجید ختم کیا فارسی عربی مبادیات والد ماجد سے پڑھیں اور تکمیل مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ میں کی ۱۳۱۰ھ میں سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔

(تذکرہ علماء اہلسنت ص ۱۳۲ از محمود احمد قادری کانپور)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی نے علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ سے درس نظامی کی کتب دورہ حدیث تک پڑھ کر فراغت حاصل کر کے فیضان دیوبند حاصل کیا۔ افسوس صد افسوس کی بات ہے کہ مدرسہ اسلامی اندر کوٹ میرٹھ کا.... یہ مدرسہ حضرت نانوتویؒ نے اپنے آخری زمانہ ایام میرٹھ میں قائم کیا تھا یہ مدرسہ دار العلوم دیوبند کی شاخ تھا... ۱۳۳۸ھ ۱۹۱۹ء میں یہ مدرسہ غیر دیوبندی عناصر کے قبضے میں چلا گیا۔

(تاریخ دار العلوم دیوبند ص ۱۵۸ سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء)

علاوہ ازیں حصول علم کے بعد میرٹھ کے مدرسہ قومی میں مدرس فارسی اور پھر اسلامیہ کالج اٹاوہ میں صدر شعبہ علوم کلامیہ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں امراؤ جہاں بیگم کے اسلامی مدرسہ بھوپال اول مدرس کے منصب پر فائز ہوئے۔

(تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت ص ۱۳۰)

نوٹ: مدرسہ قومی جس میں خلفیہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ احمد مختار میرٹھی تدریس کرتے رہے یہ مدرسہ مسلک دیوبند کا مدرسہ تھا۔

مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی کے والد گرامی مولوی عارف اللہ شاہ قادری میرٹھی بریلوی راولپنڈی کا ذکر

مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی آپ کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ محلہ خیر نگر میرٹھ میں ہوئی والد گرامی کا اسم مبارک حضرت شاہ محمد عظیم اللہ تھا جو اپنے وقت کے عالم باعمل اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے حضرت شاہ محمد حبیب اللہ قادری نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں حاصل کی اور حفظ قرآن اپنے حقیقی چچا حضرت حافظ اللہ سے کیا، فارسی کی تعلیم مدرسہ عالیہ رونق الاسلام کنبوہ دروازہ میرٹھ میں مولانا ریاض الدین افضل گڑھی سے حاصل کی ۱۳۱۵ھ میں میرٹھ کی مشہور علمی قدیمی درسگاہ مدرسہ قومی واقع مسجد خیر المساجد میں داخل ہو کر درس نظامی کا آغاز فرمایا درس نظامی کے ساتھ ہی شہر کے مشہور طبیب حکیم نصیر الدین دہلوی سے فن طب کی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں، اس دور میں اکثر علماء کرام درس نظامی کے ساتھ ہی کتب طب کی تکمیل ضروری جانتے تھے تاکہ خدمت دین کے ساتھ ساتھ خدمت خلق بھی کی جا سکے۔ ۱۳۲۷ھ میں تمام علوم وفنون میں سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک سال تک کپڑے کی تجارت کرتے رہے، لیکن بیرونی دوروں کی مشغولیت کی بناء پر اس مشغلہ کو ترک کرنا پڑا۔ آپ مدرسہ امداد الاسلام میں چند سال عربی وفارسی کی تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ (تذکرہ خلفاء اعلیٰحضرت ص ۲۲۷، ۲۲۸)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی نے ابتدائی تعلیم مسلک اہلسنت دیوبند کے مدرسہ امداد الاسلام میں حاصل کی اور پھر اس کے بعد مسلک دیوبند کا مدرسہ قومی میں داخل ہو کر دورہ حدیث تک تمام کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا یہ ان کا فیضان دیوبند ہے۔

پھر اس کے بعد مسلک دیوبند کے مدرسہ امداد الاسلام ہی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

خلیفہ اعلی حضرت بریلوی مولوی ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کا ذکر

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری متحدہ ہندوستان کے ضلع سیالکوٹ کے گاؤں کلاس والا میں ۱۲۹۷ھ کو پیدا ہوئے آپ کا سال ولادت یا غفور ۱۲۹۷ھ سے برآمد ہوتا ہے والد کا نام عبدالعظیم تھا ...ی کا نام شیخ قطب الدین قادری تھا جو صحیح العقیدہ قادری بزرگ تھے..... ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد ...نقشبندی پسروری المتوفی ۱۳۳۸ھ سے سیالکوٹ ہی میں حاصل کی پھر لاہور تشریف لے گئے یہاں ...ی مسجد میں حضرت مولانا غلام قادری بھیروی المتوفی ۱۳۲۷ھ ۱۹۰۹ء سے لگ بھگ ڈیڑھ سال ...پڑھیں پھر علم کی پیاس بجھانے کے لئے دہلی تشریف لے گئے جہاں حضرت محدث اعظم وصی احمد ...علیہ رحمہ سے دورہ حدیث مکمل کیا.... الخ (تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت ص ۱۴۰، ۱۴۱)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے اساتذہ کرام کا مختصر تعارف

(۱) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے مولوی محمد حسین نقشبندی پسروری سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور انہوں نے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ سے کتب فنون پڑھیں، اور حضرت مولانا معین الدین اجمیری وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف دو رسالے لکھ کر ان کو ساکت کر دیا۔

(۲) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے مولوی غلام قادر بھیروی سے تعلیم حاصل کی اور مولوی غلام قادر بھیروی نے ابتدائی تعلیم مولانا غلام محی الدین بگوی اور مولانا احمد دین بگوی سے حاصل کی اور ان دونوں بگوی بھائیوں نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی اور ان دونوں بھائیوں نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام علوم دینیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی جو علماء اہلسنت دیوبند کی سند اور پیشوا ہیں۔

علاوہ ازیں مولوی غلام قادر بھیروی نے سند فراغت علوم دینیہ حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ سے حاصل کی اور صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی۔

(۳) مولوی محمد ضیاء الدین احمد قادری نے عرصہ چار سال تک پڑھ کر مولوی وصی احمد سورتی سے سند فراغت حاصل کی اور مولوی وصی احمد سورتی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کو ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے

…ن میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا اور ایک عرصہ دراز تک مسلک دیوبند کے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں بھی تدریس فرماتے رہے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۹۵ھ میں جب اکابر اہل اللہ کا مشہور مجمع حج کو روانہ ہوا تو مولانا محمد مظہر صاحب اور مولوی احمد حسن صاحب …پوری کہ مدرس دوم تھے اور مولوی عنایت الٰہی صاحب بھی ہمرکاب تھے۔

مولانا احمد علی محدث سہارنپور کا مظاہر علوم میں درس حدیث :۔ اور مدرسہ میں ان حضرات کی جگہ مولانا احمد علی صاحب محدث اور ان کے صاحبزادے مولوی حبیب الرحمٰن اور ایک بنگالی مولوی امین الحق صاحب عارضی طور پر …رکھے گئے جو واپسی حضرات پر علیحدہ ہو گئے (تذکرۃ الخلیل ص ۲۱۰ مطبوعہ کراچی)

(۱) حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔۔ آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر وحدیث کا … دیتے تھے۔۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کا علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے مظاہر علوم سے …وں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔

(تاریخ دارالعلوم دیوبند ص ۲۴۷ سن اشاعت مارچ اپریل ۱۹۸۰ء)

خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی محمد ضیاء الدین قادری رضوی مدنی نے مولوی وصی احمد سورتی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ یہ ان کا فیضان دیوبند ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین.

خاکپائے اکابر اہلسنت دیوبند

سعید احمد قادری عفی عنہ ۲۰۔ فروری ۱۹۸۶ء

علماءاہلسنت کی رد بدعات پر تصانیف

امت مسلمہ جس کا اولین پروگرام وحدت امت کی آبیاری، تعمیر وترقی تھا، اس میں گھن لگنا مقدر تھا تو
ئمہ مضلین (گمراہ لیڈر) پیدا ہوئے ۔ ہر دور میں تاریخی شواہد سے ثابت ہوا ہے کہ اسلام کا چشمۂ صافی اور توحید
وسنت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آب حیات شیریں کو ناپاک ومکدر کرنے والے ملاحدہ وملاعنہ خذلہم اللہ
تعالیٰ الی یوم القیامۃ کی ایک خبیث الکائنات جماعت، محافظین چشمۂ توحید وسنت کے ساتھ برسر پیکار ہے اور
حاملین توحید وسنت کے خلاف اپنی پوری طاقت بروئے کار لاکر عوام الناس کو ان مردان حق سے بدظن کرنے کیلئے
منگھڑت الزامات اور اتہامات کی سعی ناپید میں مشغول رہے، لیکن ان کی مساعی شرمندۂ تعبیر ہو کر رہ گئیں، کیونکہ
مقصود کائنات فخر موجودات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

لاتزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرين لايضرهم من خذلهم حتیٰ یاتی امر الله ۔

اور مشکوٰۃ میں مزید الفاظ یہ بھی مروی ہیں

لايضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتیٰ یاتی امر الله وهم علیٰ ذالك۔

انگریز نے تین جماعتوں کی بنیاد ڈالی ۔ ا۔ ایک مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی جماعت جس نے ختم نبوت کے
خلاف کام کر کے کفر کی کمر مضبوط کی، دوسری جماعت غیر مقلدین منکرین فقہ کی، جن کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے
اسلاف اور اکابرین سے بدظن کرنا اور ان پر طعن وتشنیع کرنا سکھایا گیا اور مسلمانوں کی عبادات میں شکوک اور

...ت پیدا کئے، اور تیسری جماعت مبتدعین زمانہ کی جس سے ایک نئے 'رضا خانی مذہب' کی بنیاد پڑی، جس
...توحید وسنت کے خلاف، شرک وبدعات کو واقعات کاذبہ اور روایات موضوعہ کے ذریعے تقویت دلائی، اور
...دین علماء دیوبند کے خلاف کفر کا طوفان اٹھایا اور نہایت غلیظ زبان استعمال کی اور علماء دیوبند کی تکفیر کو اپنا ذریعہ
...ت سمجھتا رہا، لیکن اسلام کیساتھ باطل قوتوں کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے اسلام کے سچے جانثار مجاہد پیدا کئے ہیں جو بے سرو
سامانی کے عالم میں بھی محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے عقیدے، ایمان اور عمل کی قوت سے باطل پر
...ب کاری لگاتے ہیں ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود فتح ایسے حق والوں کی ہی ہوتی ہے۔ "الحق یعلوا
ولا یعلیٰ علیه" کل فرعون موسیٰ، کے تحت اس طرح اخبث الکائنات مشرکین مکہ کی روحانی اولاد کی سرکوبی
کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پیدا کئے جو اپنے علم وفضل تقویٰ وطہارت، توحید وسنت کی تلوار سے ان تمام
...اب زیغ والحاد کا دجل وتلبیس ظاہر کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے رہے، اور انشاء اللہ قیامت تک ان نفوس
...ہ کے جانشین ومتبعین حق وباطل کی سرکوبی کیلئے سر دھڑ کی بازی لگاتے رہیں گے، وہ انفاس قدسیہ جنہوں نے
...ت مسلمہ پر احسان کر کے ملت رضا خانی کی سرکوبی کیلئے بدعت کے اڈوں کو ویران کرنے کیلئے اور توحید کا جھنڈا
...لہرانے کیلئے عظیم الشان کتابیں تصنیف فرمائیں۔

کتاب کا نام	مصنف
تقویۃ الایمان۔	مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ
فتویٰ میلاد شریف۔	مولانا احمد علی سہارنپوریؒ
فتویٰ میلاد شریف، مسئلہ علم غیب	مولانا رشید احمد گنگوہی،
الجہد المقل،	مولانا محمود حسن دیوبندی
مناظرہ علم غیب،	مولانا محمد عطاء اللہ قاسمی

٦۔ انور محمدی	مولانا علی احمد سابق شیخ الحدیث مدرسہ مخزن العلوم
۷۔ فاضل بریلوی کے کردار و نظریات کا مختصر جائزہ	پروفیسر ابو عبید دہلوی
۸۔ البراہین القاطعۃ علی ظلام الانوار الساطعۃ ۔	مولانا خلیل احمد سہارنپوری۔
۹۔ المہند علی المفند المعروف لدفع التلبیسات مع ترجمہ ماضی المفترتین علی خادم اہل الحرمین ۔	مولانا خلیل احمد سہارنپوری
۱۰۔ تنشیط الاذان۔	مولانا خلیل احمد سہارنپوری
۱۱۔ بسط البنان۔	مولانا اشرف علی تھانوی
۱۲۔ تغییر العنوان۔	مولانا اشرف علی تھانوی
۱۳۔ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب۔	مولانا حسین احمد مدنی
۱٤۔ دلیل الخیرات فی ترک المنکرات۔	مفتی کفایت اللہ دہلوی
۱۵۔ خیر الصلات فی حکم الدعاء للاموات۔	مفتی کفایت اللہ دہلوی
۱٦۔ النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ۔	مفتی کفایت اللہ دہلوی
۱۷۔ تحفہ لاثانی بر فرقہ رضا خانی۔	مولانا عبد الشکور لکھنوی
۱۸۔ نصرت آسمانی بر فرقہ رضا خانی۔	مولانا عبد الشکور لکھنوی
۱۹۔ فتح حقانی بر فرقہ رضا خانی۔	مولانا عبد الشکور لکھنوی
۲۰۔ سوط الابرار بجواب کاشف الاسرار۔	مولانا عبد الغنی پٹیالوی
۲۱۔ الجنۃ لاہل السنۃ بجواب التحقیقات لدفع التحریفات۔	مولانا عبد الغنی پٹیالوی
۲۲۔ تزکیۃ الخواطر عما التی فی امنیۃ الاکابر۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
۲۳۔ توضیح البیان فی حفظ الایمان ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
۲٤۔ النعل المعکوس علی الاضر المنکوس المعروف بہ احد التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
٦۵۔ انصاف البری من الکذاب المفتری۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
۲٦۔ الختم علی لسان الخصم۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

تحذیر الابرار عن مناکحۃ الفجار ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
السکات المعتدی۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
شکوۃ الحاد ملقب بہ الزام علی اللئام المسمیٰ بہ کفر و ایمان کی کسوٹی۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
اعلان لدفع البغی والطغیان۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
یبس المہاد لمن تخلف المیعاد ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
الطامۃ الکبریٰ علی من کذب وتولی۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
الطین الاذب علی اسود الکاذب ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
السوء الختم علی مکفر نفسہ من حیث لایعلم المعروف بہ رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
شکوۃ الحاد نمبر ۲۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
نار الخافی جوانح الرضاء۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
قطع الوتین من تقول علی الصالحین ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
السبیل علی الجبیل ۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
المکر المتین فی الصریح العین المقلب علم و جہالت کی کسوٹی۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
حبل من مسد فی جید والدہ وماولد۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
کلا کافر۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
چپ شاہ بریلوی گرفتار۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
الجہل الاکبر۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
نو ہزاری اشتہار۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری
آخری اتمام حجت۔	مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٤٩۔ بریلوی مجدد سے مناظرہ۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥٠۔ القسورۃ علی الحمیر المستنفرۃ۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥١۔ مولوی عبد الغنی صاحب رامپوری اور نو ہزار کی ہوس خام۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥٢۔ تحذیر الاخوان عن رضاء الشیطان۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥٣۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥٤۔ تہدید المنکرین لقدرۃ رب العالمین۔ — مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری

٥٥۔ کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین۔ — حافظ حسین احمد و کبیر احمد و عبد الواود

٥٦۔ سیف یمانی بر مکائد فرقہ رضا خانی۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٥٧۔ معرکۃ القلم المعروف فیصلہ کن مناظرہ۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٥٨۔ روئداد مناظرہ بریلی المعروف فتح بریلی کا دلکش نظارہ۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٥٩۔ صاعقہ آسمانی اول روئداد مناظرہ ضلع نینی تال۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦٠۔ صاعقہ آسمانی دوم روئداد مناظرہ علم غیب۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦١۔ بارقہ آسمانی ضمیمہ صاعقہ آسمانی حصہ دوم۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦٢۔ ستہ ضروریہ اس میں چھ مسئلوں کی شرعی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦٣۔ توحید پاکٹ بک دوسرا نام جواہر التوحید۔ — شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

٦٤۔ مقدمہ جواہر القرآن مطبوعہ لاہور، — شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

٦٥۔ قصر بدعت میں زلزلہ، — شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

٦٦۔ ایک حقیقت کا انکشاف، — شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

٦٧۔ مومن کی پہچان از روح قرآن (اسلامی توحید)۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦٨۔ وہابی کی پہچان۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٦٩۔ ہدایات قادریہ اور ہماری گیارہویں شریف۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

٧٠۔ حاضر و ناظر۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

...جیہ۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

بریلوی حقائق بجواب دیو بندی حقائق — مولانا محمد منظور نعمانی*

براق الغیب علی من یدعی لغیر اللہ علم الغیب حصہ اول، دوم

اس کا دوسرا نام مسئلہ علم غیب کا قرآنی فیصلہ۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید اور معاندین اہل بدعت کے الزامات۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

شیخ محمد بن عبد الوھاب کے خلاف پروپیگنڈہ اور علماء حق پر اس کے اثرات۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

عقیدہ علم غیب۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور بریلوی۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

امعان النظر فی آذان القبر۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

جہنم کی بشارت بجواب پیغام موت۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

فتوحات نعمانیہ (مختلف مناظروں کے روئدادیں) — مولانا محمد منظور نعمانی

تنزیہ الالہ السبوح بجواب سبحان السبوح۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

احکام النذر الاولیاء اللہ و تفسیر وما اہل بہ لغیر اللہ۔ — مولانا محمد منظور نعمانی

عبارات اکابر۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ازالۃ الریب عن عقیدۃ علم الغیب۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

اظہار العیب فی اثبات علم غیب۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

تبرید النواظر فی تحقیق مسئلہ حاضر و ناظر یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان

صفدر۔ یہ مسئلہ حاضر و ناظر پر فیصلہ کن کتاب ہے

تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

یہ کتاب تبرید النواظر کے جواب میں لکھی جانے والی کتاب تنویر الخواطر کا جواب ہے۔

دل کا سرور تحقیق مسئلہ مختار کل۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

راہ ہدایت بجواب نور ہدایت۔ — شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

۹۱۔ نور و بشر۔ افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔ مرتب محمد فیاض خان سواتی

۹۲۔ گلدستہ توحید۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹۳۔ ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب وحاضر وناظر۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

۹٤۔ تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹۵۔ راہ سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹٦۔ درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

۹۷۔ حکم الذکر بالجہر۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹۸۔ اخفاء الذکر بجواب ذکر بالجہر حصہ دوم۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۹۹۔ باب جنت بجواب راہ جنت۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر

۱۰۰۔ مطالعہ بریلویت، ۸ جلدیں، علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰۱۔ شاہ اسمٰعیل شہید۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰۲۔ نماز کا مقام توحید۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰۳۔ علم جنات وملائکہ۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰٤۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰۵۔ مقدمہ تحذیر الناس۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰٦۔ تقدس حرمین۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی لندن۔

۱۰۷۔ حالات وکمالات اعلیٰ حضرت بریلوی۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

۱۰۸۔ کوا حلال ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

۱۰۹۔ نذر لغیر اللہ حرام ہے بریلوی حضرات کا فتویٰ۔ مولانا حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی

۱۱۰۔ رضا خانی مولویوں کی دربار رسالت میں گستاخیاں۔ مولانا ضیاء القاسمی

۱۱۱۔ اربعین۔ مولانا ضیاء القاسمی

۱۱۲۔ التحقیق النادر فی مسئلۃ الحاضر وناظر۔ مولانا ضیاء القاسمی

۔ ...یح شریف۔ مولانا ضیاء القاسمی

۔ مناظرہ شیفلینڈ۔ مولانا ضیاء القاسمی

۔ بریلوی ملاؤں کا ایمان۔ مولانا ضیاء القاسمی

۔ عشق رسول ﷺ اور علمائے حق مولانا قاری لطف اللہ شہید

۔ الاسلام والاوہام۔ حکیم محمد ابراہیم قریشی، چشتیاں ضلع بہاولنگر

۔ گستاخان مصطفیٰ کی خانہ تلاشی۔ مولانا محمد رمضان

۔ ...یف نعمانی علی عنق نورانی۔ مولانا محمد رمضان

۔ بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب۔

۔ تعارف بریلویت۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

۔ مولوی احمد رضا خان کا علمی جائزہ ۔ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

۔ مکالمہ حقانی باطائفہ رضا خانی۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ اربعین بیانی۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ حقائق علم غیب۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ کفر وایمان کی کسوٹی۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ ضیاء العقائد۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ فتاویٰ اعلیٰ حضرت مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ اسلامی عقیدے۔ مولانا محمد مطیع الحق دیوبندی

۔ اظہار حقیقت اول دوم، جناب حافظ محمد صدیق مرحوم چشتیاں ضلع بہاولنگر

۔ رضا خانی مذہب۔ علامہ سعید احمد قادری

۔ بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ۔ علامہ سعید احمد قادری

۔ حسام قادری کامل۔ علامہ سعید احمد قادری

۔ اہل سنت واہل بدعت کی پہچان۔ علامہ سعید احمد قادری

۱۳۵۔ فتاویٰ بریلوی۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۳۶۔ انگوٹھے چومنا بدعت ہے۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۳۷۔ تلبسات کنز الایمان۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۳۸۔ تلبسات نور العرفان۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۳۹۔ رضا خانیت اور تقدیس حرمین۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۰۔ تعارف احمد رضا خان بریلوی۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۱۔ مقیاس حنفیت کا تحقیقی جائزہ۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۲۔ عید میلاد النبی ﷺ کی تحقیق۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۳۔ مروجہ صلوٰۃ وسلام۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۴۔ رضا خانی ختم شریف۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۵۔ ولیم گوجرانوالہ۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۶۔ رضا خانی حقائق۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۷۔ رضا خانیوں کی پیٹ پرستی۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۸۔ رضا خانیت اور دعا بعد نماز جنازہ۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۴۹۔ سیاہ خضاب اور جہالت احمد رضا۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۰۔ بشر مجسم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۱۔ نور صفات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۲۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۳۔ رضا خانیت اور مسئلہ مختار کل۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۴۔ رضا خانیت اور مسئلہ حاضر وناظر۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۵۔ رضا خانیت اور مسئلہ نور۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۵۶۔ رضا خانیت اور مسئلہ بشریت۔	علامہ سعید احمد قادری

رضا خانیت اور مسئلہ سایہ رسول اللہ ﷺ۔	علامہ سعید احمد قادری
بیان الحق بجواب جاء الحق۔	علامہ سعید احمد قادری
تلبیسات احمد رضا اور امت احمد رضا۔	علامہ سعید احمد قادری
رضا خانیت اور مسئلہ علم غیب۔	علامہ سعید احمد قادری
اہلسنت والجماعت کون؟	علامہ سعید احمد قادری
اذان عند القبر کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
قبل اذان صلوٰۃ وسلام کا شرعی حکم،	علامہ سعید احمد قادری
فاتحہ بر طعام کا شرعی حکم،	علامہ سعید احمد قادری
ذکر بالجہر کا شرعی حکم،	علامہ سعید احمد قادری
فیضان دیوبند،	علامہ سعید احمد قادری
حسام الحرمین کی حقیقت،	علامہ سعید احمد قادری
اہلبیت کا سیاہ خضاب،	علامہ سعید احمد قادری
جشن عید میلاد النبی ﷺ اور جلوس کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
اعلیٰحضرت بریلوی کے واقعات۔	علامہ سعید احمد قادری
زیارت قبور کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
بدعتی کا انجام۔	علامہ سعید احمد قادری
بدعت کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
قبور کے محافظ کون؟	علامہ سعید احمد قادری
قبور پر مجاور کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
آخری چہار شنبہ کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
فضائل تبلیغ۔	علامہ سعید احمد قادری
ظل مصطفیٰ ﷺ کی تحقیق۔	علامہ سعید احمد قادری

کتاب	مصنف
۱۷۹۔ قبور کو چومنے کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۰۔ شبینہ پڑھنے کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۱۔ صلوٰۃ تسبیح باجماعت کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۲۔ اذان سے قبل تعوذ اور تسمیہ کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۳۔ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونے کی تحقیق۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸٤۔ مروجہ قضائے عمری کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۵۔ عورتوں کے لئے زیارت قبور کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸٦۔ قبور پر چادر کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۷۔ قبور پر چراغ کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۸۔ قبور کے طواف کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۸۹۔ کونڈوں کی حقیقت۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۰۔ اللہ ہی مشکل کشا۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۱۔ قبر پر اذان کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۲۔ بدعتی پیر کی بیعت کا حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۳۔ مزارات پر گنبد کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹٤۔ منّت ماننے کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۵۔ عرس کا شرعی حکم۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹٦۔ قبور پر پھول ڈالنے کی تحقیق۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۷۔ فیضان دیوبند۔	علامہ سعید احمد قادری
۱۹۸۔ قرۃ العیون بما علیہ سلف	
۱۹۹۔ الصالحون جلد اول۔	خان بادشاہ
۲۰۰۔ ایک مناظرہ جو ہونہ سکا۔	انور محمود صدیقی

کتاب	مصنف
۲۰۱۔ اسوۂ اکابر۔	مولانا محمد بہاؤالحق قاسمی
۲۰۲۔ اصول السنۃ لرد البدعۃ۔	مولانا محمد طاہر پنج پیر
۲۰۳۔ خیر الکلام فی تقبیل الابہام۔	مولانا محمد حسین نیلوی
۲۰٤۔ عید میلاد کی شرعی حیثیت۔	مولانا محمد حسین نیلوی
۲۰۵۔ بشریت نبوی۔	مولانا محمد حسین نیلوی
۲۰٦۔ خیر الکلام فی حکم تقبیل الابھام۔	مولانا محمد حسین نیلوی
۲۰۷۔ سیف رحمانی علی عنق رضاخانی۔	مولانا محمد یوسف رحمانی
۲۰۸۔ ہدیہ رحمانی الی فرقہ رضاخانی۔	مولانا یوسف رحمانی
۲۰۹۔ (مناظرہ دوکوٹہ)۔	مولانا محمد رحمانی
۲۱۰۔ مشرب رضاخانی۔	مولانا محمد یوسف رحمانی
۲۱۱۔ مسلک رحمانی۔	مولانا محمد یوسف رحمانی
۲۱۲۔ نور بشر کے لباس میں۔	مولانا محمد یوسف رحمانی
۲۱۳۔ رحمانی کی للکار رضاخانی کا فرار۔	مولانا محمد یوسف رحمانی
۲۱٤۔ فیصلہ خصومات از محکمہ دار القضاۃ۔	حضرت مولانا عبدالرؤف جگن پوری، انڈیا
۲۱۵۔ آئینہ رضاخانیت۔	مرتب نامعلوم
۲۱٦۔ دیوبند سے بریلی تک۔	مولانا ابوالاوصاف رومی
۲۱۷۔ پیغام توحید وسنت۔	مولانا ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی
۲۱۸۔ انکشاف حق۔	مفتی خلیل احمد برکاتی سابق بریلوی
۲۱۹۔ بالعروۃ الوثقٰی ۳ جلد۔	مولانا محمد دین لاہوری
۲۲۰۔ تقوی المتین علی غوی المبین۔	مولانا محمد دین لاہوری
۲۲۱۔ ایک مناظرہ جو ہونہ سکا۔	جناب انور محمود صدیقی
۲۲۲۔ الجہاد فی سبیل اللہ۔	مولانا محمد دین لاہوری

کتاب	مصنف
۲۲۳ ـ باعلاء کلمۃ اللہ ـ	مولانا محمد دین لاہوری
۲۲۴ ـ نور و بشر ـ	مولانا محمد دین لاہوری
۲۲۵ ـ باطل فرقہ پرستوں کی تجارت ـ	مولانا محمد دین لاہوری
۲۲۶ ـ دور حاضر کی ایجاد عید میلاد ـ	مولانا محمود الحسن بالاکوٹی
۲۲۷ ـ حقیقت میلاد ـ	قاضی محمد یونس انور
۲۲۸ ـ فصل الخطاب ـ	مولوی ابو رحمت سعید
۲۲۹ ـ مقامع الحدید علی کذاب العنید	مولانا محمد حنیف رہبر مبارک پوری
۲۳۰ ـ بریلوی فتوے	مولانا نور احمد
۲۳۱ ـ فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب	مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی
۲۳۲ ـ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر	عبد الغنی خورجوی
۲۳۳ ـ حکایت مہر و وفا	حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب
۲۳۴ ـ تحریک پاکستان اور بریلیوں کا کردار	انور احمد ایم کام
۲۳۵ ـ آئینہ بریلویت	انور احمد ایم کام
۲۳۶ ـ تجلیات انوار معین	مولانا معین الدین اجمیری
۲۳۷ ـ القول الاظہر	مولانا معین الدین اجمیری
۲۳۸ ـ البرہان فی رد البہتان	مصنف نامعلوم
۲۳۹ ـ سیف علی بر گردن غوی	منشی علی محمد
۲۴۰ ـ حق کسوٹی (شرک وبدعت پر تحریری مناظرہ)	مصنف نامعلوم
۲۴۱ ـ کشف الافساد بجواب نہایت الارشاد	مصنف نامعلوم
۲۴۲ ـ نئے مجدد کا نیا ایمان	مصنف نامعلوم
۲۴۳ ـ درس توحید	حافظ سراج الدین جودھپوری
۲۴۴ ـ ترغیم حزب الشیطان بجواب حفظ الایمان	نامعلوم

کتاب	مصنف
۲۴۵ ـ بشریت و رسالت	سید محمد انور جیلانی
۲۴۶ ـ تحفہ میلاد	مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی
۲۴۷ ـ فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حقیقت کی	شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں
۲۴۸ ـ نقد و تبصرہ بر کنز الایمان و خزائن العرفان	شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاں
۲۴۹ ـ توبہ کی مخلصانہ دعوت از جناب	سید امیر علی قریشی مہاجر مدینہ منورہ
۲۵۰ ـ رضا خانی امت اپنے آئینے میں	مولانا عبد الرؤف فاروقی
۲۵۱ ـ بریلویت اپنے تحریروں کے آئینے میں	مولانا عبد الرؤف فاروقی
۲۵۲ ـ اعلی حضرت کے باغی	مولانا ابوویم سید محمد سلیم
۲۵۳ ـ پاگلوں کی کہانی	مولانا فاضل
۲۵۴ ـ رضا خانی دین	مفتی محمد سعید
۲۵۵ ـ میزان الحق	پیر جی سید مشتاق علی شاہ
۲۵۶ ـ بدعت اور اہل بدعت کی نظر میں	مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی
۲۵۷ ـ ختم مرسومۃ الہند	مولانا فتح دین حنفی چشتی
۲۵۸ ـ سیف حقانی	ابو ناصر محمد عمر قریشی
۲۵۹ ـ بریلوی مذہب اور اسلام	مولانا ابو انور کلیم
۲۶۰ ـ اقامت البرھان علی اہل طغیان	مولانا قاضی نور محمد
۲۶۱ ـ صاعقۃ الرحمان اول دوم	مولانا قاضی نور محمد
۲۶۲ ـ اختلاف امت اور صراط مستقیم حصہ اول	مولانا محمد یوسف لدھیانوی
۲۶۳ ـ صدائے حق	مولانا محمد یعقوب مظاہری
۲۶۴ ـ کنز الایمان کا تنقیدی جائزہ	مولانا محمد اقبال نعمانی
۲۶۵ ـ بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ	مولانا اخلاق حسین قاسمی
۲۶۶ ـ محاسن موضع القرآن	مولانا اخلاق حسین قاسمی

۲۶۷۔ تحفۃ الموحدین	قاضی عبداللہ نقش بندی
۲۶۸۔ دھماکہ بجواب زلزلہ	مرتب ناظم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم
۲۶۹۔ بریلویوں کا چالیسواں	شائع کردہ حافظ مولانا محمد اسلم انگلینڈ
۲۷۰۔ شیطان کا واویلا	حافظ محمد اقبال
۲۷۱۔ پڑھتا جا شرماتا جا	حافظ عبدالرشید
۲۷۲۔ بریلویوں کی مذہبی خودکشی	مولانا محمد موسیٰ
۲۷۳۔ رضاخانی فقہ	حافظ مولانا محمد اسلم انگلینڈ
۲۷۴۔ تحقیق مسئلہ بشریت	مولانا بشیر احمد جالندھری
۲۷۵۔ افضل البشر	مولانا غلام علی
۲۷۶۔ انکشافات بریلویت	(ناشر قائد ریسرچ اکیڈمی، ڈیفنس سوسائٹی کراچی۔
۲۷۷۔ فاتحہ کا صحیح طریقہ	مولانا قاضی سید محمد اسماعیل، انڈیا، دیوبند، یوپی
۲۷۸۔ آئینہ بریلویت	مولانا انور حسین گودھروی
۲۷۹۔ کافر کون؟	مولانا قاری ارشد حسن خان ثاقب
۲۸۰۔ بریلی سے بالاکوٹ تک	جناب قمر احمد عثمانی
۲۸۱۔ توحید اور شرک کی حقیقت	مولانا نور الحسن شاہ بخاری
۲۸۲۔ بشریت النبی	مولانا نور الحسن شاہ بخاری
۲۸۳۔ زلزلہ در زلزلہ	مولانا نجم الدین احیائی
۲۸۴۔ غلغلہ بجواب زلزلہ	قاضی شمس الدین نقش بندی
۲۸۵۔ بریلوی فتنہ کا نیا روپ بجواب زلزلہ	مولانا عارف سنبھلی
۲۸۶۔ انکشافات بجواب زلزلہ	نامعلوم
۲۸۷۔ دعوت مباہلہ اور شاہ احمد نورانی کا فرار	مولانا امیر علی قریشی
۲۸۸۔ علماء حق پر علماء سوء کا بہتان عظیم	مولانا امیر علی قریشی

۲۸۹۔ تکفیری افسانے	مولانا نور احمد
۲۹۰۔ ضیاء الحق بجواب اغلاط جاء الحق	مولانا محمد موسیٰ لودھراں
۲۹۱۔ آئینہ صداقت	پروفیسر روحی
۲۹۲۔ چہل مسئلہ حضرات بریلویہ	پروفیسر رحیم بخش
۲۹۳۔ تلبیسات کنز الایمان	مولانا عبدالمعبود
۲۹۴۔ بریلویت سنت وبدعت کی روشنی میں	مولانا مقصود احمد جالندھری
۲۹۵۔ بریلوی مذہب	قاضی کفایت اللہ میانوی
۲۹۶۔ عقائد اہل سنت والجماعت	عبدالشکور ترمذی
۲۹۷۔ آئینہ مذہب بریلویہ	حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی
۲۹۸۔ القول الفصل فی حکم الاحتفال بمولد خیر الرسل	اسماعیل محمد الانصاری
۲۹۹۔ براہین اہلسنت حصہ اول	مولانا دوست محمد قریشی
۳۰۰۔ بشریت خیر الانام ﷺ	مولانا عبدالسلام
۳۰۱۔ سنت وبدعت	مفتی محمد شفیع
۳۰۲۔ مسلک علماء دیوبند	قاری محمد طیب
۳۰۳۔ علماء دیوبند کا مسلکی مزاج اور ان کا دینی رخ	قاری محمد طیب
۳۰۴۔ علم غیب	قاری محمد طیب
۳۰۵۔ التوحید	مولانا محمد امیر صاحب، سرگودھا
۳۰۶۔ التوحید وسنۃ	مولانا محمد یسین راولپنڈی
۳۰۷۔ الکلام الموزون فی صلاۃ الجنازۃ علی الوجہ المسنون وتقویم الصراط علی مسئلۃ الاسقاط۔ سید لعل شاہ بخاری	
۳۰۸۔ بشریت رسول	سید لعل شاہ بخاری
۳۰۹۔ تسکین السائل عن خمس مسائل	سید لعل شاہ بخاری
۳۱۰۔ تحقیق الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ اول، دوم	مولانا عبدالعزیز کھیکے

۳۱۱۔ مروجہ میلاد شریف	قاری عبدالرشید
۳۱۲۔ مروجہ حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت	مولانا سجاد بخاری
۳۱۳۔ عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین	مولانا حسین احمد نجیب
۳۱٤۔ شریعت حضرت محمد مصطفیٰ اور دین مولانا احمد رضا خان صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی	(ملک حسن علی)
۳۱۵۔ توحید	حکیم نور احمد یزدانی
۳۱۶۔ نور نبوت	حکیم نور احمد یزدانی
۳۱۷۔ نور سنت	حکیم نور احمد یزدانی
۳۱۸۔ نذر و نیاز	حکیم نور احمد یزدانی
۳۱۹۔ اہلسنت کی پہچان	مولانا محمد سرفراز خان صفدر
۳۲۰۔ رجب المرجب کے کنڈوں کی کتاب	مولانا محمود الحسن بدایونی
۳۲۱۔ تحریک پاکستان اور علماء دیوبند	مولانا اکبر شاہ بخاری*
۳۲۲۔ تحریک پاکستان اور علماء ربانی	منشی عبدالرحمٰن خان
۳۲۳۔ گستاخِ رسول کون؟	حافظ محمد اقبال صاحب
۳۲٤۔ ہندومت کی نشاۃِ جدید	حافظ محمد اقبال صاحب
۳۲۵۔ برصغیر پاک و ہند کی شرعی حیثیت	ڈاکٹر ابوسلمان سندھی
۳۲۶۔ تحریک پاکستان کی حامی اور مخالف دونوں مذہبی طبقوں کا مؤقف ایک نظر میں۔	سید امیر علی قریشی
۳۲۷۔ چراغِ سنت	مولانا سید فردوس علی شاہ
۳۲۸۔ الصلوٰۃ والسلام	مولانا سید فردوس علی شاہ
۳۲۹۔ کارِ خیر یا بدعت	مولانا سید فردوس علی شاہ
۳۳۰۔ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات	مولانا سید فردوس علی شاہ
۳۳۱۔ الادلۃ المرفوعۃ فی رد البدعۃ المردودہ	مولانا عبدالمجید شاکر چغتائی
۳۳۲۔ بریلوی اسلام کی حقیقت	سید احمد سعید شاہ سواتی

بریلویت کا منہ بریلویت کے آئینہ میں	سید مختار احمد شاہ جیلانی
حیات النبی ﷺ	مولانا سید فردوس علی شاہ
اذدق الخمر فی اذان القبر	مولانا سید فردوس علی شاہ
شرح فیصلہ ہفت مسئلہ	مفتی جمیل احمد تھانوی
فاضل بریلوی کا حافظہ	انوار احمد
بریلی کا نیا دین	مولانا ریحان الدین خان قاسمی
کتاب التوحید فی التصرف	مولانا عبدالغنی الجاجروی
کتاب التوحید فی العلم	مولانا عبدالغنی الجاجروی
تنقید الفاصل علی قائل الحاضر والناظر	مولانا محمد فاضل
نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں	عبدالرشید ارشد
اتمام البرہان فی رد توضیح البیان	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
چہل مسئلہ	مولانا صوفی عبدالعزیز
بریلوی مذہب	مولانا محمد رمضان
بشریت کا منکر کافر ہے	مولانا محمد رمضان
علامہ فضل حق خیرآبادی اور جہان آزادی	مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی
حاضر و ناظر قرآن و حدیث کی روشنی میں	ابوعاصم تاج محمد حنفی چترالی
علم غیب	ابوعاصم تاج محمد حنفی چترالی
محمدی موتی بجواب مدنی موتی	ابوعاصم تاج محمد حنفی چترالی
براۃ الابرار عن مقاعد الاشرار	حضرت مولانا عبدالرؤف جگن پوری، انڈیا
فتح الابرار علی الفجار	حضرت مولانا محمد منظور صاحب سنبھلی
چودھویں صدی کا قصیدہ	حضرت مولانا پیر خواجہ حسن صاحب سرہندی، مقیم بمبئی
تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضا خانی	جناب الٰہی بخش محمد اسحاق صاحب پہلوان

کتاب	مصنف
۳۵۵۔ تحویر الناس من شر الخناس	حضرت مولانا ابونعیم عبدالعظیم صاحب
۳۵۶۔ دافع الوسواس عن صدور الناس	حضرت مولانا عبدالمجید صاحب شاہ جہاں پوری
۳۵۷۔ فضائل علماء دیوبند	حضرت مولانا جان محمد مدح پوری
۳۵۸۔ آئینہ عقائد اہل بدعت	حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب جراروی
۳۵۹۔ پاخ عالمگیر	جناب محمد عمر خان صاحب
۳۶۰۔ مناظرہ فتنی	حضرت مولانا حاجی شاہ صوفی
۳۶۱۔ الجواب الشافی	حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب، مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم بریلی
۳۶۲۔ معیار الغیب	حضرت مولانا عبدالغنی صاحب شاہ جہاں پوری
۳۶۳۔ افسانہ عبرت	حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولی
۳۶۴۔ ابراز المکون فی مبحث العلم بما کان وما یکون۔	حضرت مولانا عین القضاۃ لکھنوی
۳۶۵۔ قاسمۃ الظہر	جناب عبدالغنی صاحب خورجوی
۳۶۶۔ التنقیحات السنیہ فی تحریم الرقص والغنا وسجدہ التحیہ	حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب
۳۶۷۔ دافع الوسواس عن صدور الناس	حضرت مولانا عبدالمجید شاہ جہاں پوری
۳۶۸۔ صیانت المسلمین	حضرت مولانا افاض الدین
۳۶۹۔ احکام الفقہ	حضرت مولانا جان محمد صاحب مدح پوری
۳۷۰۔ القول المسئول	حضرت مولانا جان محمد صاحب مدح پوری
۳۷۱۔ احکام محمدی	حضرت مولانا جان محمد صاحب مدح پوری
۳۷۲۔ خنجر عمر	جناب محمد عمر خان صاحب
۳۷۳۔ بریلوی مذہب	مولانا عبدالقادر ملتانی

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال کراچی

الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم

گلشن اقبال کراچی